بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس کتاب میں قرآن وسنت کی روشنی میں مختلف موضوعات پر نہایت علمی اور وقت کے تقاضوں کے عین مطابق 104 سے زائد خطابات تحریر کیے گئے ہیں، معتبر اور مستند حوالوں سے تخریج کر دی گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں خطابت اور امامت کورس، جمعہ وعیدین اور نکاح کے خطبے لکھ دیے گئے ہیں۔ ایک علمی اور ذمہ دار خطیب کے لیے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

حسن الخطاب

(مجموعۂ خطابات)

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز جھوک فقیر پنڈ دادنخان

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضابطہ

نام کتاب: حسن الخطاب (مجموعہ خطابات)

مصنف: شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

کمپوزنگ: محمد عمران قادری

صفحات: 736

قیمت: 3300/=

بارِاول: فروری 2025

ناشر: رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز جھوک فقیر پنڈ دادنخان

0303.4367413

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

☆.....☆.....فہرستِ مضامین.....☆.....☆

پہلا باب: خطابت و امام کورس_____27

خطاب کا شرعی ضابطہ _____ 28

خطاب کا معنی _____ 28

خطیب الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ 28

خطاب کرنے کا حکم _____ 28

افضل ترین ہستیوں کا خطاب _____ 31

خطاب کون کرسکتا ہے؟ _____ 31

خطیبوں کی کثرت قیامت کی نشانی _____ 32

بے عمل خطیب _____ 33

خطاب کرنے کے آداب _____ 35

خطاب سے پہلے خطبہ _____ 35

سمجھا سمجھا کر خطاب کرنا _____ 36

سامعین کو جہنم کا خوف اور بخشش کی امید دلانا _____ 37

خطاب کے دوران سنجیدگی اور جلال _____ 38

روزانہ وعظ اور لمبے وعظ کی ممانعت _____ 38

خطاب میں لفاظی اور تکلف کی ممانعت _____ 40

خطیب کی غلطی پر اسے سرِ عام ٹوک دینا _____ 40

مروّجہ خطابات کی اصلاح _____ 41

مسجد میں امامت اور اس کے آداب _____ 42

امام کا معنی _____ 42

امامت کے لیے اہلیت _____ 42

Islam The World Religion

امام کی شرعی ذمہ داریاں 43
امام کی اخلاقی ذمہ داریاں 44
خادمِ مسجد 49
خطبات 50
جمعہ کا پہلا خطبہ 50
جمعہ کا دوسرا خطبہ 50
عیدالفطر کا پہلا خطبہ 51
عیدالاضحیٰ کا پہلا خطبہ 51
عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا دوسرا خطبہ 52
خطبۂ نکاح 52
دوسرا باب: ردِالحاد 55
پہلا خطاب: دنیا خود نہیں بنی، بنائی گئی ہے 56
دنیا کے مخلوق ہونے پر عقلی دلائل 56
حدوثِ عالم پر قرآن کے عقلی دلائل 59
دوسرا خطاب: خالق کے موجود ہونے کا ثبوت 62
وجودِ خالق پر عقلی دلائل 62
بے بسی اور مجبوری میں کون یاد آتا ہے؟ 62
کوئی تو ہوگا جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں 63
انسانی وجود اپنے خالق کا ثبوت 64
آفاق میں اللہ کی نشانیاں 65
خواب کون دکھاتا ہے 65
وجودِ خالق اور توحیدِ خالق پر قرآن کے عقلی دلائل 66
ملحدین کند ذہن ہوتے ہیں 68

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: دنیا کی بنیاد امتحان وابتلاء پر ____ 70
جبریہ اور قدریہ کے درمیان صحیح عقیدہ ____ 74
چوتھا خطاب: مذہب: انسان کی علمی اور معاشرتی مجبوری ____ 76
(1)۔قانون ضروری ہے ____ 76
(2)۔راہنما کا ہونا ضروری ہے ____ 77
(3)۔انسانی زندگی بے مقصد نہیں ____ 77
پانچواں خطاب: قرآن کی صداقت ____ 79
نام قرآن کا لفظی معنی ____ 79
دوسرے مذاہب کی کتابیں ____ 79
قرآن کی وسیع تعلیمات ____ 79
قرآن کا چیلنج ____ 79
قرآن کے خوبصورت جملے ____ 80
چھٹا خطاب: اسلام کے پاس یقین ہے ____ 82
تخمین وظن ایک غیر عقلی اور غیر اخلاقی طریقہ ہے ____ 83
مشرکین کے اندازے ____ 83
یہودیوں کے اندازے ____ 84
عیسائیوں کے اندازے ____ 84
منافقین کی بے یقینیاں ____ 84
ملحدین کی تُک بندیاں ____ 84
اکثر کفار کے پاس اندازے اور تُک بندیاں ہیں ____ 85
قیامت کا انکار ظن اور اندازے کی بنا پر ____ 85
اسلام یقین اور تحقیق کی تعلیم دیتا ہے ____ 85
ساتواں خطاب: بلندیاں میرے حضور کی ____ 87
پوری دنیا کے رسول ____ 88

Islam The World Religion

سابقہ شریعتوں کا منسوخ ہونا 88
اسلامی شریعت میں نسخ 89
علم کی خیرات 90
صدقہ حرام 91
میراث تقسیم نہیں ہوئی 91
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھ نمازیں فرض 92
کامیاب ترین ہستی 92
آٹھواں خطاب: اللہ کا آخری پیغام 94
نواں خطاب: اَسْبَابُ الْبُعْدِ مِنَ الدِّیْنِ..... 97
(1)۔الحاد کی اقسام اور اس کے اسباب 97
ان اصل ملحدین کے دلائل اور ان کے جوابات 98
(2)۔اہل علم کی ذمہ داریاں 102
اپنا علم مضبوط اور وسیع کریں 102
مختلف زبانیں سیکھیں 102
اندرونی بیرونی فتنوں پر نظر رکھیں 102
صحیح تصوف اور سلوک طے کرنے کی ضرورت 103
الحاصل 103
تیسرا باب: عظمتِ اسلام 105
پہلا خطاب: خدا کو یاد کر پیارے 106
اللہ موجود ہے 106
آخر کار اللہ کے سامنے جانا ہے 107
وقت پر تیاری کرلو 108
اللہ کو یاد کرنے کے تین اہم طریقے 110
ذکر سے غفلت کے نقصانات 111
انسانی تخلیق کا مقصد، قرآن اور تصوف کا موضوع 112

Islam The World Religion

ہماری اس گفتگو کا خلاصہ چھ چیزیں ہیں _____ 114
دوسرا خطاب: انسان کی تخلیق کا مقصد _____ 115
اس آیت میں تین اہم نکات _____ 115
خواہش پرستی انسان کی دشمن _____ 115
تیسرا خطاب: دینِ اسلام کا خلاصہ _____ 118
(1)۔عقائد _____ 118
(2)۔عبادات _____ 120
(3)۔اخلاق _____ 122
چوتھا خطاب: دین کے تین مختلف شعبے _____ 124
(1)۔سیاسی شعبہ _____ 124
(2)۔علمی شعبہ _____ 127
وعظ اور تقریر کے ذریعے تبلیغ _____ 127
تدریس کے ذریعے تبلیغ _____ 130
تحریر کے ذریعے تبلیغ _____ 134
(3)۔روحانی شعبہ _____ 137
اسلام کی پہلی روحانی درس گاہ: صفہ _____ 138
رب راضی تو سب راضی _____ 138
چوتھا باب: علم اور تعلیم _____ 141
پہلا خطاب: عالم بن جا _____ 142
(1)۔عالم بن جا _____ 142
(2)۔یا عالم کا شاگرد بن جا _____ 144
(3)۔یا ان کو سننے والا بن جا _____ 145
(4)۔یا ان کا حب دار بن جا _____ 146
(5)۔پانچویں چیز نہ بننا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے _____ 147

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: علم کی حقیقت 148

(1)۔ جہالت 148

(2)۔ فن 149

(3)۔ علمِ حقیقی 150

علمِ ظاہر 150

علمِ باطن 152

تیسرا خطاب: نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد 155

جاہل دنیا کو علم سکھانا 155

اخلاق کو اس کی بلندیوں تک پہنچانا 155

پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرنا 156

(1)۔ تعلیم 156

تلاوتِ قرآن 156

تزکیہ 157

تعلیمِ کتاب 157

تعلیمِ حکمت 157

نبی کریم ﷺ سے پہلے لوگوں کی حالتِ زار 157

(2)۔ اخلاق کی بلندیاں 158

(3)۔ غلبۂ اسلام 161

چوتھا خطاب: نبی کریم ﷺ کی دی ہوئی اصلاحات 164

(1)۔ جہالت کا خاتمہ 164

(2)۔ فحاشی کا خاتمہ 168

(3)۔ گمراہ کن شاعری کی اصلاح 172

شاعری کا شرعی ضابطہ 173

شاعری کے لیے پہلی شرط 177

شاعری کے لیے دوسری شرط 179

Islam The World Religion

شاعری کے لیے تیسری شرط ____ 180
نعتیہ شاعری کے لیے چوتھی شرط ____ 181
نعتیہ شاعری کے لیے پانچویں شرط ____ 183
پانچواں خطاب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقۂ تعلیم ____ 186
(1)۔تقریر ____ 186
(2)۔تحریر ____ 188
(3)۔تدریس ____ 191
(4)۔سوال جواب ____ 194
(5)۔غلطی پر ٹوک دینا ____ 194
(6)۔روحانی توجہ ____ 196
چھٹا خطاب: ہماری تبلیغی ذمہ داریاں ____ 200
(1)۔حصولِ علم ____ 200
(2)۔مختلف زبانیں سیکھنا ____ 201
(3)۔اندرونی بیرونی فتنوں پر نظر ____ 201
(4)۔ہر سوال کا جواب ضروری نہیں ____ 201
(5)۔ایک جیسا فتوی دیں ____ 202
(6)۔نئی بات نہ کریں ____ 202
(7)۔نفس کی اصلاح ____ 203
ساتواں خطاب: سوال کی شرعی اہمیت ____ 205
(1)۔سوال کرنے کی اجازت ____ 206
(2)۔عقائد ____ 208
(3)۔عبادات اور اعمال ____ 208
(4)۔تصوف ____ 211
(5)۔غلط جواب نہ دیں ____ 212
(6)۔سوال کا جواب دینے کے لیے مناسب آدمی ____ 214

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: فہم دین کے بنیادی اصول _____ 216
قرآن کی حجیت _____ 216
سنت کی حجیت _____ 217
اجماعِ امت کی حجیت _____ 218
قیاس واجتہاد کی حجیت _____ 219
نواں خطاب: فہم دین کے بنیادی اصول، (دوسرا لیکچر) _____ 221
(1)۔متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے _____ 221
(2)۔اگلے بزرگوں کا پٹہ گردن میں رکھو _____ 226
(3)۔نااہل آدمی اجتہاد نہ کرے _____ 230
پانچواں باب: عظمتِ قرآن _____ 231
پہلا خطاب: قرآن کی عظمتیں _____ 232
(1)۔قرآن کا تعارف _____ 232
قرآن کے بہت سے نام _____ 233
قرآن محفوظ ہے _____ 233
(2)۔قرآن کے فضائل _____ 234
(3)۔مضامین قرآن _____ 236
(1)۔عقائد _____ 236
(2)۔احکام _____ 236
(3)۔تَذْكِيْر بِاَيَّامِ اللهِ (یعنی اللہ کے دنوں کا ذکر) _____ 236
(4)۔تَذْكِيْر بِآلَاءِ اللهِ (یعنی اللہ کی نعمتوں کا ذکر) _____ 236
(5)۔ تَذْكِيْر بِالْمَوْتِ (یعنی موت کی یاددہانی) _____ 236
(4)۔مقاصد القرآن _____ 236
(5)۔قرآن کے بارے میں ہماری ذمہ داریاں _____ 237
قرآن پر ایمان لاؤ _____ 237
قرآن کی تلاوت کا حکم _____ 237

Islam The World Religion

ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا حکم 238
غور سے سننے کا حکم 238
سمجھنے اور تدبر کا حکم 238
قرآن سے وفا کا حکم 238
دوسرا خطاب: قرآن سے استفادہ کے طریقے 240
قرآن سے استفادہ کے چار طریقے 240
تلاوتِ قرآن کے فضائل 240
حفظِ قرآن کے فضائل 242
تفسیر القرآن کے فضائل 243
تاریخِ تفسیر 245
قرآن پر عمل کرنے کے فضائل 245
تیسرا خطاب: تلاوتِ قرآن کی برکات 247
چھٹا باب: دروسِ حدیث 253
پہلا خطاب: حدیثِ جبریل 254
حدیث کی شرح 256
دوسرا خطاب: دفاعِ حدیث 261
حدیث کی ضرورت 261
حدیث کی سند کی ضرورت 262
گھڑی گئی حدیث کی چند مثالیں 263
موضوع احادیث کے فروغ پانے کے اسباب 264
(1)۔ جاہل خطیب اور سٹیج سیکرٹری 264
(2)۔ بدعقیدگی 264
(3)۔ تصوف کا بہانہ 266
صحابہ کرام کی احتیاط 266
تیسرا خطاب: صحیح بخاری کی فوقیت 270

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: مقدمہ صحیح مسلم کا خلاصہ _____ 272
(1)۔مقدمہ صحیح مسلم کا تعارف _____ 272
(2)۔سند کا ثبوت اور اس کی ضرورت _____ 273
(3)۔راویوں کی اقسام اور ان کے مراتب _____ 275
(ا)۔ثقات درجہ اول _____ 276
(ب)۔ثقات درجہ دوم _____ 276
(ج)۔ضعیف راوی _____ 276
(د)۔واضعین _____ 276
(ھ)۔منکر احادیث کے راوی _____ 276
منکر احادیث کے مشہور راوی یہ ہیں _____ 277
(و)۔قصہ گو خطیب اور خوارج _____ 278
(4)۔حدیث مُعَنْعَنْ _____ 279
(5)۔من گھڑت احادیث پھیلانے والوں کی مختلف اقسام _____ 281
(ا)۔حدیثیں گھڑنے والے روافض _____ 281
(ب)۔نیک لوگوں کی سادگی _____ 283
(ج)۔شاباش کے بھوکے پیشہ ور خطیب _____ 285
(د)۔زیادہ کتابیں اور زیادہ احادیث لکھنے کے شائقین _____ 287
پانچواں خطاب: تمام احادیث کا خلاصہ _____ 290
پہلی حدیث _____ 290
دوسری حدیث _____ 293
تیسری حدیث _____ 296
چوتھی حدیث _____ 297
ساتواں باب: شانِ رسالت _____ 299
پہلا خطاب: عالمگیر نبوت _____ 300
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ثبوت _____ 300

Islam The World Religion

اعلانِ نبوت _____ 300
معجزات _____ 302
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی عالمگیریت _____ 306
دوسرا خطاب: بشارتِ سیدنا مسیح علیہ السلام _____ 308
پہلا حصہ _____ 308
دوسرا حصہ _____ 309
انگریزی نعت _____ 310
تیسرا حصہ _____ 313
تیسرا خطاب: محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ 315
چوتھا خطاب: اول و آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ 319
(1)۔اولیتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ 319
(2)۔خاتمیتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ 321
(3)۔تعلیماتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ 325
پانچواں خطاب: روم کے بادشاہ ہرقل کا اعتراف _____ 326
چھٹا خطاب: معراج شریف _____ 331
آٹھواں باب: ختمِ نبوت _____ 335
پہلا خطاب: آیتِ ختمِ نبوت _____ 336
دوسرا خطاب: ختمِ نبوت _____ 345
قرآن کا معنی حدیث بتائے گی _____ 345
(1)۔آیت خاتم النبیین _____ 345
(2)۔دین مکمل ہو چکا _____ 346
(3)۔بعثت میں سب سے آخر _____ 347
(4)۔اس امت میں سب سے افضل کون؟ _____ 348
(5)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت نہیں، قیامت ہے _____ 349

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: ختم نبوت _____ 351
(1)۔ختم نبوت پر قرآن کی واضح آیت _____ 351
(2)۔متواتر احادیث _____ 353
(3)۔صحابہ کرام کا اجماع بالسیف _____ 354
چوتھا خطاب: اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت _____ 357
پانچواں خطاب: حیاتِ مسیح علیہ السلام _____ 364
چھٹا خطاب: حیاتِ مسیح پر آسان خطاب _____ 368
پہلی چیز ہے حیاتِ مسیح کا پسِ منظر _____ 368
دوسری چیز ہے حیاتِ مسیح علیہ السلام پر شرعی دلائل _____ 371
تیسری چیز ہے مرزا قادیانی اور سچے مسیح میں فرق _____ 373
ساتواں خطاب: تمام غیر مسلموں کا ایک جیسا طرزِ استدلال _____ 375
آٹھواں خطاب: شرائطِ نبوت _____ 378
نواں خطاب: ہیرا پھیری مت کرو _____ 382
(1)۔حضرت عیسیٰ اور امام مہدی علیہما السلام دونوں کے نام جدا جدا ہیں _____ 383
(2)۔دونوں کا نسب جدا جدا ہے _____ 383
(3)۔ دونوں کا حلیہ جدا جدا ہے _____ 384
(4)۔دونوں کا علاقہ جدا جدا ہے۔ _____ 384
(5)۔دونوں کا زمانہ جدا جدا ہے _____ 386
(6)۔دونوں کے کارنامے جدا جدا ہیں _____ 386
(7)۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ شریف جائیں گے _____ 387
(8)۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن _____ 388
نواں باب: عظمتِ صحابہ واہل بیت ____ 389
پہلا خطاب: صراطِ مستقیم _____ 390

Islam The World Religion

(1)۔صراطِ مستقیم کیا ہے 390
(2)۔انعام یافتہ لوگ کون کون ہیں؟ 391
ان سب کا سردار اور قطب کون کون؟ 392
(3)۔مغضوب علیہم اور ضالین کون ہیں؟ 392
دوسرا خطاب: ثانی اثنین 394
(1)۔إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ 394
(2)۔إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا 395
(3)۔ثَانِيَ اثْنَيْنِ 395
(4)۔إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ 396
(5)۔إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ 397
(6)۔لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا 397
(7)۔فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ 399
تیسرا خطاب: قرآن اور صحابہ کرام 399
(1)۔سیدنا صدیق اکبر اور قرآن 400
(2)۔سیدنا عمر فاروق اور قرآن 402
(3)۔سیدنا عثمان غنی اور قرآن 403
(4)۔سیدنا علی المرتضیٰ اور قرآن 403
(5)۔سیدنا عبداللہ بن مسعود اور قرآن 404
(6)۔سیدنا اُبی بن کعب اور قرآن 405
(7)۔حضرت مُصعَب بن عمیر اور قرآن 405
(8)۔سیدنا عبداللہ بن عباس اور قرآن 405
(9)۔کاتبینِ وحی اور قرآن 406
چوتھا خطاب: سب کچھ قربان 408
(1)۔نماز قربان 408
(2)۔روزہ قربان 409

Islam The World Religion

(3)۔مال قربان 409
(4)۔طوافِ کعبہ قربان 411
(5)۔جان بھی قربان 411
(6)۔غیرت بھی قربان 414
پانچواں خطاب: شانِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ 415
عثمان وعلی کی محبت 418
حق چار یار 419
حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں 420
چھٹا خطاب: شیر وشکر 422
سیدنا ابوبکر صدیق اور باہمی محبت 422
سیدنا عمر فاروق اور باہمی محبت 424
سیدنا ابوبکر وعمر اور باہمی محبت 426
سیدنا عثمان غنی اور باہمی محبت 427
ام المومنین عائشہ صدیقہ اوسیدہ زہراء کی باہمی محبت 428
اسلام کا ایک بنیادی اصول 429
ساتواں خطاب: اِس اُمت کی شان 430
(1)۔اس امت کی شان 430
(2)۔صحابہ کرام کی شان 431
(3)۔اصحابِ رضوان کی شان 432
(4)۔اصحاب بدر کی شان 433
(5)۔پہلے چالیس صحابہ کی شان 434
(6)۔عشرہ مبشرہ کی شان 435
(7)۔چار خلفائے راشدین کی شان 435
(8)۔پہلے تین خلفاء کی شان 436
(9)۔ابوبکر وعمر کی شان 437

Islam The World Religion

(10)۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان ____ 437
آٹھواں خطاب: عظمتِ شہدائے اسلام ____ 438
نواں خطاب: عظمتِ شہداء کربلا رضی اللہ عنہم ____ 442
صحابہ کی اولادوں کے نام ____ 444
دسواں خطاب خطاب: سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ ____ 449
(1)۔اسم گرامی ____ 449
(2)۔آپ کا نسب نامہ ____ 449
(3)۔سلسلۂ طریقت ____ 449
(4)۔آپ کے عقائد ____ 449
افضلیتِ صدیق اکبر پر عقیدہ ____ 450
(5)۔آپ کی فقہ ____ 451
دسواں باب: عظمتِ اہل سنت و جماعت ___ 453
پہلا خطاب: پیار ہی پیار ____ 454
دوسرا خطاب: ادب ہی ادب ____ 463
اللہ کریم جل شانہ کا ادب ____ 463
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب ____ 467
تمام نبیوں کا ادب ____ 476
صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا ادب ____ 477
عاجزی اور انکساری ____ 481
تیسرا خطاب: صحابہ اور اہل بیت کے درمیان محبت ____ 483
صحابہ کی اہل بیت سے محبت ____ 483
اہل بیت کی صحابہ سے محبت ____ 484
ایک دوسرے سے اکٹھی محبت ____ 485

Islam The World Religion

آپس میں رشتہ داریاں _____ 486

چوتھا خطاب: راہِ اعتدال _____ 487

(1)۔ پیاروں کا ایک جیسا دفاع _____ 487

حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خطاب _____ 487

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خطاب _____ 488

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے دفاع میں خطاب _____ 488

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دفاع میں خطاب _____ 489

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دفاع میں خطاب _____ 489

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خطاب _____ 490

(2)۔ فضائل پر کتب _____ 492

فضائل صحابہ پر کتب _____ 492

فضائل اہل بیت پر کتب _____ 493

(3)۔ ایک جیسے ایام منائے جائیں _____ 494

گیارہواں باب: تصوف _____ 497

پہلا خطاب: اللہ کی خاطر محبت _____ 488

دوسرا خطاب: اللہ کی خاطر تعلق کا طریقہ _____ 503

(1)۔ اللہ کے پیاروں کی زیارت _____ 503

(2)۔ اللہ والوں کی صحبت میں رہنا _____ 504

(3)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے مشن سے محبت _____ 506

تیسرا خطاب: صوفیاء کا ذوقِ عبادت _____ 508

(1)۔ نماز کی اہمیت _____ 508

سجدے کی اہمیت _____ 510

تہجد کی نماز _____ 510

(2)۔ صوفیاء کا ذوقِ عبادت _____ 512

Islam The World Religion

(3)۔منکرین نماز نام نہاد صوفیوں کی اصلاح 513
(4)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت 516
چوتھا خطاب: ولایت کا اعلیٰ مقام 517
(1)۔اتباع سنت 517
(2)۔صالحین کی خدمت 518
(3)۔بھائیوں کو نصیحت 520
(4)۔صحابہ اور اہل بیت سے محبت 522
پانچواں خطاب: کان، آنکھ اور دل کی حفاظت 524
چھٹا خطاب: اولیاء اللہ کی پہچان 526
(1)۔ایمان 526
(2)۔تقویٰ 527
(3)۔ولیوں کی عظمت 528
ساتواں خطاب: اللہ کا ولی بننے کا طریقہ 531
(1)۔اپنے عیبوں پر نظر رکھنا 531
(2)۔اپنے آپ کو سب سے کم سمجھنا 532
(3)۔اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھنا 532
آٹھواں خطاب: حسنِ اخلاق 534
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق 534
نواں خطاب: حالات وتعلیماتِ غوثیہ 538
(1)۔نسب اور سلسلہ 538
(2)۔عقائد 538
(3)۔علم پر زور 539
(4)۔صوفیانہ تعلیمات 540

Islam The World Religion

بارہواں باب: فکرِ آخرت _____ 543

پہلا خطاب: وقت کی اہمیت _____ 544

دوسرا خطاب: عظمتِ انسان _____ 549

تمام مخلوقات _____ 549

مخلوقات میں انسان کا مقام _____ 550

انسانوں میں مسلمان کا مقام _____ 550

مسلمانوں میں اہلِ سنت کا مقام _____ 551

تیسرا خطاب: اشک باری _____ 554

(1)۔رونے کے ناجائز اسباب _____ 554

(2)۔رونے کے مستحسن اسباب _____ 555

(ا)۔محبتِ شرعی میں رونا _____ 555

(ب)۔خوفِ خدا سے رونا _____ 556

(ج)۔حیرت میں رونا _____ 557

(3)۔رونے کے مباح اسباب _____ 557

(ا)۔محبتِ طبعی میں رونا _____ 557

(ب)۔خوشی کے بے اختیار آنسو _____ 558

(ج)۔غم کے بے ختیار آنسو _____ 559

چوتھا خطاب: رزقِ حلال _____ 561

اسلام میں رزقِ حلال کی اہمیت _____ 561

رزقِ حلال کمانے کے طریقے _____ 562

رزق کمانے کے ناجائز طریقے _____ 563

اگر کسی کو گم شدہ چیز ملے تو وہ کیا کرے؟ _____ 565

پانچواں خطاب: بہترین اوراد و وظائف _____ 568

(1)۔اللہ کا ذکر _____ 568

Islam The World Religion

(2)۔استغفار 569
(3)۔درودشریف 571
(4)۔نوافل کی اہمیت 572
(5)۔قرآن مجید کی تلاوت 573
چھٹا خطاب: قرآن، نماز اور ذکر 575
تلاوتِ قرآن 575
نماز قائم کرنا 577
اللہ کا ذکر 579
ساتواں خطاب: بہترین ترین عبادت نماز ہے 581
نماز کی شرعی اور عقلی حیثیت 581
منکرین کے شکوک وشبہات 582
نماز کا حکم 582
نماز میں سستی پر وعید 583
نماز کے لیے وضو کا حکم 583
تیمم کا حکم 583
قیام کا حکم 584
رکوع کا حکم 584
سجدوں کا حکم 584
حالتِ جنگ میں نماز 584
آٹھواں خطاب: مومن کی معراج 587
نماز کی اہمیت 587
نماز اللہ کا ولی بناتی ہے 588
نماز پڑھنے کا حکم احادیث میں 589
نمازوں کے اوقات 590

Islam The World Religion

نماز کے لیے مکروہ اوقات ____ 593
نماز کے فضائل ____ 594
نماز نہ پڑھنے پر وعیدیں ____ 594
نوافل کی اقسام اوران کی اہمیت ____ 596
نواں خطاب: روزے انسان کو متقی بناتے ہیں ____ 599
رمضان اوراس کے روزوں کے فضائل ____ 601
روزہ داری کے آداب ____ 602
روزہ توڑنے کا کفارہ ____ 603
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب ____ 604
دسواں خطاب: خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا ____ 607
زکوٰۃ دینے کا حکم ____ 607
بروقت خرچ کرلو ____ 609
خرچ نہ کرنے والوں کے لیے وعید ____ 610
زکوٰۃ کسے دی جائے؟ ____ 611
کس کس کے لیے صدقہ کھانا منع ہے ____ 612
گیارہواں خطاب: حج کا منظر ____ 613
کعبہ شریف کی تاریخ ____ 614
حج کی فرضیت ____ 614
حج کا طریقہ ____ 615
زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ____ 617
تیرہواں باب: حقوق العباد: ____ 619
پہلا خطاب: انسان کے تعلقاتِ ثلاثہ ____ 620
(1)۔اصْبِرُوْا ____ 620
(2)۔وَصَابِرُوا ____ 621

Islam The World Religion

(3)۔وَرَابِطُوْا _____ 622

دوسرا خطاب: اسی سابق موضوع پر _____ 624

(1)۔اپنے آپ کے ساتھ تعلق _____ 624

(2)۔دوسرے لوگوں سے تعلق _____ 626

(3)۔اللہ تعالیٰ سے تعلق _____ 628

تیسرا خطاب: عظمتِ والدین _____ 631

چوتھا خطاب: اصلاحِ معاشرہ _____ 637

انسانی معاشرے کی تقسیم _____ 637

(1)۔معاشرے کی جغرافیائی تقسیم _____ 637

(2)۔قوموں اور قبیلوں کی تقسیم _____ 637

(3)۔معاش اور پیشوں کی تقسیم _____ 638

(4)۔مذاہب کی تقسیم _____ 638

ہر مسلمان کی بھلائی سوچو _____ 639

محبت بڑھانے کے طریقے _____ 640

پانچواں خطاب: اصلاحِ معاشرہ (ایک اور خطاب) _____ 643

نکاح کی اہمیت کو تسلیم کرنا انسانیت ہے _____ 643

نکاح کا صحیح طریقہ _____ 644

میاں بیوی کا اتفاق _____ 645

اولاد کے حقوق _____ 648

چودھواں باب: امر بالمعروف نہی عن المنکر_651

پہلا خطاب: اپنی اپنی ذمہ داریاں _____ 652

(1)۔اپنے اپنے شعبے میں ہر خاص و عام کی ذمہ داری _____ 652

(2)۔علماء کی ذمہ داریاں _____ 653

Islam The World Religion

(3)۔عدالتی سزائیں، جہاد اور احتساب حکومت کا کام ہے _____ 654
حکومتیں اپنی ذمہ داری نبھائیں _____ 655
عوام اپنی حد میں رہیں _____ 656
دوسرا خطاب: استحکامِ پاکستان _____ 657
پاکستان کا معاشی استحکام _____ 657
سیاسی استحکام _____ 658
تعلیمی استحکام _____ 658
دفاعی استحکام _____ 658
امن عامہ کا قیام _____ 661
قانونی استحکام _____ 659
طبی استحکام _____ 659
پانی اور بجلی کی فراہمی _____ 659
صفائی کا نظام _____ 659
تیسرا خطاب: تجارت کے نبوی اصول _____ 661
(1)۔تجارت کے لیے نکلنا اور رزقِ حلال کی تلاش _____ 661
تجارت کی واضح اجازت _____ 661
رزقِ حلال طلب کرنا _____ 662
لوگوں کے سامنے گھٹیا چیز اچھی ظاہر نہ کرو _____ 664
جھوٹی قسمیں مت اٹھاؤ _____ 665
تجارت کے دوران نماز _____ 666
سود کی ممانعت اور صدقات کی ادائیگی _____ 667
جوابازی اور سٹہ کی ممانعت _____ 667
(2)۔خرید وفروخت کے احکام _____ 667
مرابحہ اور تولیہ _____ 667
قبضہ میں لینے سے پہلے ہی کوئی چیز بیچ دینا _____ 668
حرام چیز کی خرید وفروخت _____ 668

Islam The World Religion

مارکیٹ سے باہر تاجروں سے مل لینا ____ 669
کچی فصل بیچنا ____ 669
محاقلہ،مخاضرہ،ملامسہ،منابذہ اور مزابنہ ____ 669
سمساری یعنی دلالی (PROPERTY DEALING) ____ 670
حوالہ ____ 671
کفالۃ یعنی ضمانت ____ 671
سودے کی واپسی کا اختیار ____ 673
سود اواپس کرنا ____ 674
شہری رواج کے مطابق چلنا ____ 674
سمندر پار بین الاقوامی تجارت ____ 675
صرف (سونے کے بدلے چاندی) ____ 676
(3)۔شرکت اور مضاربت ____ 677
(4)۔مزدور کے فرائض اور اس کے حقوق ____ 678
نیک آدمی کو اجرت پر رکھنا ____ 678
(5)۔قرض اور اس کے متعلقات کا بیان ____ 680
سلف کا بیان ____ 682
رہن کا بیان ____ 682
سود کی حرمت ____ 683

چوتھا خطاب: حق نہیں کرتا کبھی باطل کی طاعت کو قبول ____ 686
حق گوئی کی فضیلت ____ 686
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق گوئی ____ 686
صدیق اکبر کی حق گوئی ____ 687
فاروق اعظم کی حق گوئی ____ 689
عثمان غنی کی حق گوئی ____ 689
علی المرتضیٰ کی حق گوئی ____ 690
امام جعفر صادق کی حق گوئی ____ 690
دیگر اولیاء اللہ کی حق گوئی ____ 691

Islam The World Religion

پندرہواں باب: اہم موضوعات پر قرآنی آیات 693

پہلا خطاب: علم اور علماء پر آیات _____ 694

دوسرا خطاب: اللہ کے وجود پر قرآن کے عقلی دلائل _____ 698

اللہ کی صفات _____ 700

توحید پر جامع ترین سورتیں _____ 702

اللہ کے بارے پوچھ لو _____ 702

اخلاص کی تعلیم _____ 703

اللہ پر توکل _____ 703

مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں _____ 704

تیسرا خطاب بعثتِ نبوی پر آیات _____ 705

چوتھا خطاب: ختمِ نبوت پر آیات _____ 708

پانچواں خطاب: شناخت وحیاتِ مسیح علیہ السلام پر آیات _____ 711

چھٹا خطاب: صحابہ کرام کی شان میں آیات _____ 714

شخصی فضائل _____ 722

نظری دلائل _____ 724

صحابہ کی مخالفت کرنے والے منافق ہیں _____ 726

ساتواں خطاب: ادب کی تعلیم پر آیات _____ 729

آٹھواں خطاب: تصوف: قرآن کی روشنی میں _____ 732

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پہلا باب:

خطابت وامامت کورس

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطاب کا شرعی ضابطہ

خطاب کا معنی

خطبہ کا لفظی معنی مخاطب ہو کر بات کرنا ہے۔ خطبہ وعظ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، خطبہ دینے والے کو خطیب کہا جاتا ہے (مفردات الفاظ القرآن صفحہ ۱۵۲)۔

خطیب الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم شریف ''خطیب الامم'' بھی ہے اور ''خطیب الانبیاء'' بھی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجاً إِذَا بُعِثُوْا وَأَنَا خَطِيْبُهُمْ إِذَا وَفَدُوْا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوْا لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّيْ وَلَا فَخْرَ (ترمذی: ۳۶۱۰، مشکوٰۃ: ۵۷۶۵)۔ خَطِيْبُهُمْ اَیِ الْمُتَكَلِّمُ عَنْهُمْ (مرقاۃ ۱۰/ ۴۴۵)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمام لوگوں سے پہلے نکلوں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کی طرف سے خطیب ہوں گا جب وہ پیش کیے جائیں گے اور میں انہیں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہو جائیں گے اور لواء الحمد اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے نزدیک ساری اولادِ آدم سے زیادہ عزت والا ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔

خطاب کرنے کا حکم

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ کے لیے لوگوں سے مخاطب ہونے کا حکم ان الفاظ سے فرمایا:

Islam The World Religion

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ، وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ یعنی اے چادر اوڑھنے والے، اٹھیے پھر لوگوں کو اللہ کا خوف دلائیے، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے، اور حسبِ سابق اپنے کپڑے پاک رکھیے، اور پہلے کی طرح بتوں کو چھوڑے رہیے، اور زیادہ لینے کے لیے کسی پر احسان نہ کیجیے (المدثر: ۱ تا ٦)۔ پھر یہ راہنمائی بھی فرمائی کہ ابتداء کہاں سے کریں۔

ارشاد ہوا: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی اے محبوب آپ اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرایئے (الشعراء: ۲۱۴)۔

نبوت کے تین سال گزر جانے کے بعد اللہ کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھل کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا، تو فرمایا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ یعنی آپ اعلانیہ فرمادیں جس بات کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجیے (الحجر: ۹۴)۔

سب سے پہلے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سرِ عام اپنا اسلام ظاہر کیا اور اس کے بعد مسلمان کھل کر عبادت کرنے لگے اور اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اے نبی کافی ہے آپ کو اللہ اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کی پیروی کی ایمان والوں میں سے (الانفال: ٦۴)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ یعنی جب سے عمر اسلام لائے تو ہم عزت ہی پاتے گئے (بخاری: ۳۶۸۴، ۳۸۶۳)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ یعنی اے رسول پہنچا دیجیے جو اتارا گیا آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اپنے رب کا پیغام آپ نے نہ پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا (المائدۃ: ٦۷)۔

حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا: أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (بخاری: ۱۷۴۱)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: خبردار! کیا میں نے مکمل تبلیغ کر دی ہے؟ سب نے جواب دیا جی ہاں، فرمایا: اے اللہ ! گواہ رہنا، جو لوگ موجود ہیں وہ ان تک پہنچا دیں جو موجود نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ) (بخاری:۷۵۳۱)۔

ترجمہ: اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس شخص نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے وحی میں سے کوئی چیز چھپائی تو اس شخص کی تصدیق مت کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے رسول پہنچا دیجیے جو اتارا گیا آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اپنے رب کا پیغام آپ نے نہ پہنچایا۔

واضح ہو گیا کہ حبیبِ کریم ﷺ نے نہ تو دین کو چھپایا ہے اور نہ ہی کھول کر بیان کی جانے والی کسی چیز کو اشاروں تک محدود رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ''قُل'' (فرمادو) کا لفظ ایک محتاط گنتی کے مطابق 327 مرتبہ استعمال فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

یہ لفظ عام طور پر تین وجوہ سے استعمال ہوا ہے۔(۱)۔کسی سوال کے جواب میں جیسے: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (البقرہ:۱۸۹)۔(۲)۔دعا سکھانے کے لیے جیسے: قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (الفلق:۱)۔(۳)۔خطاب کرانے کے لیے جیسے: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً (الاعراف:۱۵۸)۔اس قسم کے خطابات خود قرآن کے اندر موجود ہیں، مگر اس وقت ہمارا موضوعِ سخن حبیبِ کریم ﷺ کی احادیث ہیں۔

آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ ضرورت کے وقت برموقع خطاب فرماتے تھے مثلاً ابتداء میں اپنے رشتہ داروں کو خطاب فرمانا، معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کو خطاب فرمانا، ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب سے پہلے خطاب فرمانا، حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب فرمانا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر مضمر آخری خطاب فرمانا وغیرہ۔

Islam The World Religion

افضل ترین ہستیوں کا خطاب

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَۃً خَفِیْفَۃً. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِہٖ قَالَ: یَا اَبَا بَکْرٍ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ اَبُوْ بَکْرٍ مِنْ خُطْبَتِہٖ قَالَ: یَا عُمَرُ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ دُوْنَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (مستدرکِ حاکم:۴۵۵۶)۔ وَنَقَلَ السُّیُوْطِیْ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ عَنِ ابْنِ عَسَاکِرٍ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ اَوَّلَ خَطِیْبٍ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، ابو بکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابوبکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر سے مختصر خطاب کیا۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ صدیق اکبر پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

خطاب کون کر سکتا ہے؟

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَقُصُّ إِلاَّ أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُخْتَالٌ (ابوداؤد:۳۶۶۵)۔

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: وعظ نہیں کرتا مگر مسلمانوں کا حاکم، یا جسے حکم دیا گیا ہو یا مغرور۔

مَامُوْرٌ اَیْ مَاْذُوْنٌ لَہٗ بِذٰلِكَ مِنَ الْحَاکِمِ اَوْ مَامُوْرٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ کَبَعْضِ الْعُلَمَآءِ وَالْاَوْلِیَآءِ (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۴۵۸)۔

Islam The World Religion

خطیبوں کی کثرت قیامت کی نشانی

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَيَأْتِيْ زَمَانٌ قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهُ، كَثِيْرٌ خُطَبَاؤُهُ (المعجم الکبیر للطبرانی:۳۰۴۱)۔

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر ایک وقت آئے گا جب فقہاء یعنی دین کو سمجھنے والے کم ہوں گے اور خطیب حضرات کثرت سے ہوں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَيَأْتِيْ عَلٰى أُمَّتِيْ زَمَانٌ يَكْثُرُ الْقُرَّاءُ، وَيَقِلُّ الْفُقَهَاءُ، وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ الْهَرَجُ (المعجم الاوسط للطبرانی:۳۲۷۷)۔

ترجمہ: میری امت پر جلد ہی ایسا وقت آئے گا کہ اس زمانے میں قاری کثرت سے ہوں گے، دین کو سمجھنے والے کم ہوں گے، علم قبض کرلیا جائے گا اور فسادات پھیل جائیں گے۔

حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ عَبْدٍ يَّخْطُبُ خُطْبَةً إِلَّا اللهُ سَائِلُهُ عَنْهَا مَا أَرَادَ بِهَا یعنی ہر خطیب جب بھی تقریر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ضرور پوچھے گا کہ اس سے تمہاری نیت کیا تھی؟ (کنز العمال:۲۹۰۰۸)۔

ایک مرتبہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کسی مسجد میں داخل ہوئے۔ آگے ایک آدمی تقریر کررہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ آدمی وعظ فرمارہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وعظ نہیں کررہا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں فلاں ابن فلاں ہوں مجھے پہچان لو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بلوایا اور فرمایا: کیا تم ناسخ ومنسوخ کا علم جانتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: فَاخْرُجْ مِنْ مَسْجِدِنَا وَلَا تُذَكِّرْ فِيْهِ یعنی ہماری مسجد سے نکل جا اور یہاں وعظ مت کر (کنز العمال:۲۹۴۳۵)۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ ایسے ہی خطیبوں کا شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَفِرْقَةٌ أُخْرٰى مِنْهُمْ عَدَلُوْا عَنِ الْمِنْهَاجِ الْوَاجِبِ فِي الْوَعْظِ وَهُمْ وُعَّاظُ أَهْلِ هٰذَا الزَّمَانِ كَافَّةً إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللهُ عَلَى النُّدُورِ فِيْ بَعْضِ أَطْرَافِ الْبِلَادِ إِنْ كَانَ وَلَسْنَا نَعْرِفُهُ فَاشْتَغَلُوا بِالطَّامَّاتِ وَالشَّطْحِ وَتَلْفِيْقِ كَلِمَاتٍ

Islam The World Religion

خَارِجَةٍ عَنْ قَانُونِ الشَّرْعِ وَالْعَقْلِ طَلَباً لِلإِغْرَابِ وَطَائِفَةٌ شَغَفُوا بِطَيَّارَاتِ النُّكَتِ وَتَسْجِيعِ الْأَلْفَاظِ وَتَلْفِيقِهَا فَأَكْثَرُ هِمَمِهِمْ بِالْأَسْجَاعِ وَالْاِسْتِشْهَادِ بِأَشْعَارِ الْوِصَالِ وَالْفِرَاقِ وَغَرَضِهِمْ أَنْ تَكْثُرَ فِيْ مَجَالِسِهِمُ الزَّعْقَاتُ وَالتَّوَاجُدُ وَلَوْ عَلَىٰ أَغْرَاضٍ فَاسِدَةٍ فَهٰؤُلَاءِ شَيَاطِيْنُ الْإِنْسِ ضَلُّوا وَأَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ فَإِنَّ الْأَوَّلِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَصْلُحُوا أَنْفُسُهُمْ فَقَدْ أَصْلَحُوْا غَيْرَهُمْ وَصَحَّحُوا كَلَامَهُمْ وَوَعْظَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلاءِ فَإِنَّهُمْ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَيَجُرُّونَ الْخَلْقَ إِلَى الْغُرُوْرِ بِاللهِ بِلَفْظِ الرَّجَاءِ فَيَزِيْدُهُمْ كَلَامُهُمْ جُرْأَةً عَلَى الْمَعَاصِيْ وَرَغْبَةً فِي الدُّنْيَا الخ (احیاءعلوم الدین صفحہ ۱۳۷۴)۔

ترجمہ: ہمارے زمانے کے تمام واعظین نے وعظ کرنے کا واجب شرعی طریقہ چھوڑ رکھا ہے سوائے شہر کے کسی علاقے میں پائے جانے والے چند غیر معروف لوگوں کے جنہیں اللہ نے بچالیا ہو۔ یہ لوگ آواز کا جادو جگانے اور خلافِ شرع بکواسات کرنے پر جرأت باندھ چکے ہیں اور عجیب وغریب بات کرنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ انکا ایک گروہ فضول نکتے بیان کرنے اور ایک ہی وزن پر الفاظ گھڑنے میں مشغول رہتا ہے۔ یہ لوگ اپنی بیہودہ گفتگو کو تائید فراہم کرنے کے لیے وصل اور فراق کے شعروں کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ ان کی محفل میں پھڑکنا اور جھومنا پایا جائے خواہ اسکا مقصد فاسد ہی کیوں نہ ہو۔ یہ سارے خطیب شیاطین الانس یعنی انسانوں میں سے شیطان ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کررہے ہیں۔ یہ لوگ عوام کو جنت کی خوشخبریاں اس طریقے سے دیتے ہیں کہ عوام میں برے کام کرنے کی جسارت پیدا ہوجاتی ہے اور دنیا کی طرف رغبت ملتی ہے۔

بے عمل خطیب

عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هٰذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَّفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَىٰ رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ

الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ إِنِّيْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَفْعَلُهُ وَأَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ (بخاری:۷۰۹۸، ۳۲۶۷، مسلم:۷۴۸۳، ۷۴۸۴)۔

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، وہ اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کو لیکر گھومتا ہے، دوزخ والے اس کے اردگرد جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے اور برائی سے نہیں روکتے تھے؟ وہ کہے گا ہاں میں نیکی کا حکم دیتا تھا اور برائی سے روکتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَومَ القِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَّفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلتَ فِيهَا؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيٌّ فَقَد قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَءَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَّفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلتَ فِيهَا؟ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ كَذَبتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَّفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ (مسلم:۴۹۲۳، نسائی:۳۱۳۷)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تمام لوگوں سے پہلے جس شخص کے بارے میں فیصلہ دیا جائے گا وہ ایک شہید ہونے والا آدمی ہوگا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ اعتراف کرے گا۔ فرمائے

Islam The World Religion

گا: تم نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ میں شہید کر دیا گیا۔ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تم اس لیے لڑے تھے کہ تمہیں بہادر کہا جائے اور وہ کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ حتیٰ کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک آدمی جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اسے لایا جائے گا اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ اعتراف کرے گا۔ فرمائے گا: تم نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا۔ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تم نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تمہیں عالم کہا جائے اور تم نے قرآن پڑھا تا کہ تمہیں قاری کہا جائے اور وہ کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتیٰ کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک آدمی جسے اللہ نے وسعت دی تھی اور اسے ہر طرح کی دولت سے نوازا تھا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ اعتراف کرے گا۔ فرمائے گا: تم نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور میں نے اس میں تیری خاطر خرچ نہ کیا ہو۔ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے اس لیے خرچ کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا پھر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے جدا ہوئے تو جاتے وقت پوچھا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَطْلُبِ الْعِلْمَ لِتُحَدِّثَ بِهٖ وَاطْلُبْهُ لِتَعْمَلَ بِهٖ یعنی علم اس لیے حاصل نہ کرو کہ تقریر کرو گے بلکہ اس لیے حاصل کرو کہ عمل کر سکو (بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۵)۔

خطاب کرنے کے آداب

خطاب سے پہلے خطبہ

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ: مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا

from The World Religion

مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَخَيْرُ الْحَدِيْثَ كِتَابُ اللهِ (مسلم:۲۰۰۷)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دیا کرتے تھے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی وہ حمد وثنا بیان فرماتے جو اس کی شایانِ شان ہے۔ پھر فرماتے کہ جس کو اللہ ہدایت دیدے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

آپ ﷺ خطاب سے پہلے خطبہ میں یہ الفاظ ادا فرماتے تھے: إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ (مسلم: ۲۰۰۸، نسائی:۳۲۷۸، ابن ماجہ:۱۸۹۳)۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

سمجھا سمجھا کر خطاب کرنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَيُحَدِّثُ الْحَدِيثَ لَوْ شَاءَ الْعَادُّ أَنْ يُّحْصِيَهٗ أَحْصَاهُ (ابوداؤد:۳۶۵۴)۔

ترجمہ: اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کلام اس طرح فرماتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا چاہتا تو آپ کے الفاظ گن سکتا تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَرْتِيلٌ أَوْ تَرْسِيلٌ (ابوداؤد:۴۸۳۸)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام سمجھا سمجھا کر اور ٹھہر ٹھہر کر ہوتا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَلَاماً

Islam The World Religion

فَصْلاً يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ (ابوداؤد:۴۸۳۹، ترمذی:۳۶۳۹، شمائل ترمذی صفحہ ۱۶۰)۔

ترجمہ: اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام جدا جدا الفاظ کے ساتھ ہوتا تھا، جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا۔

عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ رَجُلٍ خَدَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (ابوداؤد:۳۶۵۳)۔

ترجمہ: حضرت ابوسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خادم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بات کرتے تھے تو اسے تین بار دوہراتے تھے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعِيْدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ (ترمذی:۳۶۴۰، شمائل ترمذی صفحہ:۱۶۱)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک بات کو تین تین بار دوہراتے تھے تاکہ سمجھ لی جائے۔

سامعین کو جہنم کا خوف اور بخشش کی امید دلانا

كَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ (يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ) وَيَقُولُ (وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ) وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّونَ أَنْ تُبَشَّرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِءِ أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللهُ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّراً بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِراً بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ (بخاری قبل حدیث:۴۸۱۵)۔

ترجمہ: حضرت علاء بن زیاد تابعی لوگوں کو دوزخ کی یاد دلاتے تھے تو ایک شخص نے ان سے کہا: آپ لوگوں کو اس قدر مایوس کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: کیا میں لوگوں کو مایوس کرنے پر قادر ہوں؟ حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے میرے وہ بندو جو گناہ کرکے اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو (الزمر:۵۳) اور فرماتا ہے: اور بے شک حد سے تجاوز کرنے والے ہی دوزخی ہیں (المومن:۴۳)۔

Islam The World Religion

لیکن تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ تم کو تمہارے برے کاموں کے باوجود جنت کی بشارت دی جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو اس شخص کے لیے جنت کی بشارت دینے کے لیے بھیجا ہے جو اللہ کی اطاعت کرتا ہو، اور اس شخص کو دوزخ سے ڈرانے کے لیے بھیجا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔

خطاب کے دوران سنجیدگی اور جلال

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ (مسلم:۲۰۰۵، ۲۰۰۶، نسائی:۱۵۷۷، ابن ماجہ:۴۵)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا اور یوں معلوم ہوتا گویا کہ آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں کہ وہ صبح یا شام حملہ کرنے والا ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْغَلُوطَاتِ (ابوداؤد:۳۶۵۶)۔

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فضول مسائل میں الجھنے سے منع فرمایا۔ رُوِيَ: اَلْأُغْلُوطَاتُ، وَمَعْنَاهُ شِرَارُ الْمَسَائِلِ۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَتَعَاطَى فُقَهَاؤُهُمْ عُضَلَ الْمَسَائِلِ، أُولٰئِكَ شِرَارُ أُمَّتِيْ (الجامع الصغیر للسیوطی 4767)۔ ضعیف وللحدیث شواھد۔

ترجمہ: میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے فقہاء ایک دوسرے کے سامنے دقیق اور مشکل مسائل پیش کریں گے، یہ لوگ میری امت کے شریر ترین لوگ ہوں گے۔

روزانہ وعظ اور لمبے وعظ کی ممانعت

حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ، فَقَالَ

Islam The World Religion

لَهُ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبدِ الرَّحمٰنِ لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَومٍ. قَالَ: اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِن ذٰلِكَ اَنِّي اَكْرَهُ اَن اُمِلَّكُمْ وَاِنِّي اَتَخَوَّلُكُمْ بِالمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا (مسلم:۷۱۲۹، بخاری:۷۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ فرماتے تھے۔ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ ونصیحت کریں۔فرمایا: میرے لیے اس میں رکاوٹ یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ آپ لوگوں کو بیزار کردوں۔ میں تمہیں کبھی کبھی وعظ کرتا ہوں جس طرح نبی کریم ﷺ ہمیں کبھی کبھی وعظ فرماتے تھے ہمارے اُکتا جانے کے پیش نظر۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْداً وَخُطْبَتُهُ قَصْداً (مسلم: ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ترمذی:۵۰۷، نسائی:۱۵۸۱)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔آپ ﷺ کی نمازیں درمیانی ہوتی تھیں اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

عَنْ وَائِلٍ خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَأَوْجَزَ وَأَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا أَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَأَطِيْلُوا الصَّلَاةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً (مسلم:۲۰۰۹)۔

ترجمہ: حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت عمار رضی اللہ عنہنے خطبہ دیا جو مختصر اور نہایت بلیغ تھا۔ جب وہ منبر سے اترے تو ہم نے عرض کیا: اے ابو الیقطان! آپ نے نہایت مختصر اور نہایت بلیغ خطبہ دیا ہے، کاش آپ لمبا خطاب کرتے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور خطاب مختصر کرنا اس کی سمجھداری کی علامت ہے۔پس نماز کو لمبا کرو اور خطاب کو مختصر کرو کیونکہ بعض بیان جادو جیسا اثر رکھتے ہیں۔

Islam The World Religion

خطاب میں لفاظی اور تکلف کی ممانعت

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَامَا فَتَكَلَّمَا ثُمَّ قَعَدَا وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ ثُمَّ قَعَدَ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ فَإِنَّمَا تَشْقِيقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً (مسند احمد: ۵۶۸۷، ابن حبان: ۵۷۱۸)۔

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا فرمایا: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مشرق سے دو خطیب آدمی آئے۔ دونوں نے کھڑے ہو کر خطاب کیا پھر دونوں بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے خطیب حضرت ثابت بن قیس کھڑے ہو گئے اور خطاب کیا۔ پھر بیٹھ گئے۔ لوگوں کو ان سب کا کلام بہت اچھا لگا۔ تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

اے لوگو! کلام میں اپنا سادہ طریقہ جاری رکھو، کلام میں لفاظی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: بے شک بعض بیان میں جادو ہے۔

خطیب کی غلطی پر اسے سرِ عام ٹوک دینا

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِئْسَ الْخَطِيْبُ أَنْتَ، قُلْ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ (مسلم: ۲۰۱۰، ابوداؤد: ۱۰۹۹، ۴۹۸۱، نسائی: ۳۲۷۹)۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے خطبہ دیا اور کہا کہ جو آدمی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت یافتہ ہو جائے گا اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو

Islam The World Religion

براخطیب ہے۔تو کہہ جواللہ اوراس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا(وہ گمراہ ہوجائے گا)۔

مروّجہ خطابات کی اصلاح

آج کے دور میں مندرجہ ذیل چیزیں خرابی کا سبب بن رہی ہیں:

(۱)۔جاہل لوگوں کا خطیب بن جانا۔(۲)۔علم پر ترنم کوترجیح دینا۔(۳)۔قرآن و سنت اورمضبوط حوالوں کی بجائے موضوع روایات بیان کرنا اورشعروشاعری سے زیادہ کام لینا۔ (۴)۔عوام کی اصلاح کرنے کی بجائے عوام کی فرمائشیں پوری کرنا۔(۵)۔صرف جنت کا یقین دلانا اورجہنم سے نہ ڈرانا۔(۶)۔غلط خطاب کرنے والوں کا سٹیج پر بیٹھے علماء کواپنی خرافات پر گواہ بنانا اور علماء کا انہیں نہ ٹوکنا۔(۷)۔اگر کوئی غلط بات پر ٹوک دے تو اس کا دشمن بن جانا۔ (۸)۔خطاب پر پیشہ وارانہ نعت خوانی کوترجیح دینا اور دیر سے خطاب شروع کرانا۔(۹)۔لمبے لمبے خطابات کرنا جن کا طول صبح کی نماز رہ جانے کا سبب بنے۔(۱۰)۔عوام کا خود اپنی مرضی سے گلی کوچوں میں غیر سنجیدہ محفلیں رکھ دینا۔(۱۱)۔اصلاحی موضوعات سے گریز کرنا۔(۱۲)۔ مدارس اورطلباء پر پیسہ خرچ کرنے کی بجائے عمرے کے ٹکٹ کی قرعہ اندازی کرانا۔(۱۳)۔پیشہ ور اسٹیج سیکرٹری بلانا۔(۱۴)۔ہر خاص و عام کو اپنی مرضی کے نعرے لگانے کی اجازت دینا۔ (۱۵)۔بزرگوں کے عرس منانے کی بجائے میلے رکھنا اورکھیل تماشے سجانا۔یہ پندرہ چیزیں ہیں جو خرابی کا سبب بن رہی ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

مسجد میں امامت اور اس کے آداب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ!

امام کا معنی

امام کا لفظی معنی ہے: آگے لگنے والا۔ اس کا الٹ خلف ہے یعنی پیچھے والا اور مقتدی۔ عام طور پر کسی بھی میدان میں قیادت کرنے والے کو بھی اس میدان کا امام کہا جاتا ہے۔

نماز میں امامت کو امامتِ صغریٰ اور حکمرانی کو امامتِ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ احادیث میں بھی یہ لفظ ان دو معنوں میں کثرت سے استعمال ہوا ہے مثلاً:

إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ (مسلم:416)۔

ترجمہ: جنگوں میں امام ڈھال ہوتا ہے (یہاں امام سے مراد حکمران ہے)۔

مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ یعنی جس نے امام کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی (یہاں امام سے مراد نماز کا امام ہے) (مسلم:607)۔

امامت کے لیے اہلیت

اس وقت ہمارا موضوع امامتِ صغریٰ یعنی مسجد یا نماز کی امامت ہے۔ دینی معاملات کا نااہلوں کے سپرد ہونا قیامت کی نشانی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ یعنی جب معاملات نااہلوں کے سپرد ہوں تو قیامت کا انتظار کرنا (بخاری:۵۹)۔

امامت کے لیے اہلیت میں طہارت اور نماز کے مسائل پر عبور، قرآن شریف کی اچھی تلاوت اور آخری سورتیں اور اہم رکوع یاد ہونا اور باعمل و باکردار ہونا شرط ہے اور اگر قرآن

Islam The World Religion

شریف مکمل حفظ ہوتو مزید اچھا ہے۔

امام کی شرعی ذمہ داریاں

امام مسجد کا اپنی ضرورت اور ذمہ داری کے مطابق علم حاصل کرنا اور مٹھی بھر داڑھی رکھنا ضروری ہے۔مسنون لباس اور قیادت کی اہلیت کے علاوہ امام کی اہم ترین ذمہ داری نمازوں کے اوقات کی پابندی ہے۔امام کو چاہیے کہ تجوید میں حُسن سیکھے۔نمازوں میں مناسب مقدار کے ساتھ قرآن پڑھے۔رکوع وسجود کی تسبیحات اس طرح پڑھے کہ مقتدی ساتھ نبھا سکیں۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُم لِلنَّاسِ فَلیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیهِمُ السَّقِیْمَ وَالضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُم لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَآءَ (بخاری:703،مسلم:1046، ابوداؤد:794، نسائی:823،ترمذی:236)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر پڑھائے۔بے شک ان میں بیمار، کمزور اور بوڑھے ہوتے ہیں۔جب تم میں سے کوئی اکیلے اپنی نماز پڑھے تو جتنا چاہے لمبا کرلے۔

اپنی الگ نماز میں بھی وقار اختیار کرے۔نماز کے بعد کچھ دیر بیٹھا کرے اور تسبیحات پڑھا کرے اور لوگوں کو بات چیت کا موقع دیا کرے۔اپنا لباس اچھا رکھے اور خوشبو کا استعمال کرے۔

زیادہ سے زیادہ شاگرد تیار کرے اور علاقے میں علم وعمل کا چرچا کرے۔اس کا طریقہ روزانہ یا خاص وقفے کے بعد درس وتدریس ہے،لوگوں کی دلجوئی ہے اور اچھا اخلاق ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: اَلتَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ یعنی لوگوں سے محبت کرنا آدھی عقل ہے(شعب الایمان:4363)۔

ہمارے ملک میں اور موجودزمانے میں کچھ اضافی ذمہ داریاں بھی ہیں جو امام مسجد پر ڈال دی گئی ہیں۔جیسے گھروں میں ختم شریف، بچے پڑھانا، نکاح، جنازے، قل خوانیاں۔امام

Islam The World Religion

مسجد اگر ان کاموں کو اپنے ذمے لے لے اور نبھا سکے تو اچھی بات ہے۔

(الف)۔اپنے بچوں کو مسجد میں پڑھانے کا وقت صبح کی نماز کے بعد مناسب ہے اور حسبِ ضرورت اس میں تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے۔

(ب)۔گھروں میں ختم شریف پر جانا درست ہے مگر اس کا طریقہ ایسا ہو کہ بچوں کی پڑھائی متاثر نہ ہو، لوگ اگر از خود کچھ خدمت کریں تو اسے قبول کرنا جائز ہے۔

(ج)۔جنازے ہمیشہ ہنگامی ہوتے ہیں۔البتہ نکاح اور قل خوانی کی خبر کچھ دیر پہلے مل جاتی ہے اور ان دو موقعوں پر اگر لوگ کچھ خدمت کر دیں تو قبول کر لینا جائز ہے مگر ایسا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے دین یا علم کی توہین ہو۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُہٗ اَجَلُہٗ (حلیۃ الاولیاء 6/86)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اسے اس کی موت تلاش کرتی ہے۔

وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِزْھَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰہُ وَازْھَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ (ابن ماجہ:4106)۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ تجھ سے محبت رکھے گا۔اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جا، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

امام کی اخلاقی ذمہ داریاں

(1)۔امام صاحب کا اپنی مسجد کے خطیب سے تعلق اچھا ہونا چاہیے اور برادرانہ محبت ہونی چاہیے۔(2)۔کمیٹی کے افراد کے ساتھ پیار اور اخلاق کا رویہ ہونا چاہیے اور ان کی نفسیات کو سمجھنے پر توجہ دینی چاہیے۔کمیٹی کے افراد ایک جیسے نہیں ہوتے۔بعض موقعوں پر مسئلے کی سنگینی میں فرق، مخاطب کی ذہنی حالت کا لحاظ رکھنا اور الفاظ کا مناسب ترین انتخاب ضروری ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

Islam The World Religion

أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (ابوداؤد:4842)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔

(3)۔ نمازیوں کے ساتھ تعلق اور محبت ایک مقتداء کی حیثیت سے ہونا چاہیے۔ بات بات پر تنقید، کان کا کچا ہونا اور ذاتی عناد، ان چیزوں سے گریز کرنا چاہیے اور نہایت اعلیٰ ظرفی اور بلند نگاہی سے کام لینا چاہیے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّكَ إِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ (ابوداؤد:4888)۔

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم لوگوں کے بھید کی جستجو کرو گے تو انہیں متنفر کر دو گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِباً أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم:7، ابوداؤد:4992)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے کرتا رہے۔

(4)۔ بیوہ خواتین کے گھروں میں جانا، تہمت کی جگہ پر جانا اور جن لوگوں کی شہرت اچھی نہیں ان کے گھر جانا، گلی میں بیٹھنا یا دوڑنا، چیخ چیخ کر بولنا، قمیض اتار کر باہر نکلنا سب باتیں دینی وقار اور امامت کی شان کے منافی ہیں۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ الْحُسَيْنُ سَأَلْتُ أَبِيْ عَنْ سِيْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُلَسَآئِهٖ، فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ، سَهْلَ الْخُلُقِ، لَيِّنَ الْجَانِبِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مَشَّاحٍ، يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِي وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ رَاجِيَهُ، وَلَا يُجِيْبُ فِيْهِ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، اَلْمِرَآءِ وَالْإِكْثَارِ وَمَا لَا يَعْنِيْهِ، وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ، كَانَ لَا يَذُمُّ اَحَداً وَلَا يُعَيِّبُهٗ وَلَا يَطْلُبُ

عَوْرَتَهٗ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا فِيمَا رَجَا ثَوَابَهٗ ، وَاِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَآءُهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ ، فَاِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوْا لَا يَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثَ ، وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهٗ اَنْصَتُوْا لَهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ حَدِيْثُهُمْ عِنْدَهٗ حَدِيْثُ اَوَّلِهِمْ ، يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ مِنْهُ ، وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهُ ، وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيْبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِيْ مَنْطِقِهٖ وَمَسْئَلَتِهٖ حَتّٰى اِنْ كَانَ اَصْحَابُهٗ لَيَسْتَجْلِبُوْنَهُمْ وَيَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَاَرْفِدُوْهُ ، وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَآءَ اِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ ، وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ حَتّٰى يَتَجَوَّزَهٗ فَيَقْطَعَهٗ بِاِنْتِهَاءٍ اَوْ قِيَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ وَكَذَا فِي الشِّفَآءِ (شمائل ترمذی صفحہ 257، الشفاء 1/94، 95)۔

ترجمہ: حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حسین نے کہا کہ میں نے اپنے والد ماجد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے ہم مجلس لوگوں میں اخلاق واطوار کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خوش رُو، نرم خو اور نرم مزاج رہتے تھے۔ آپ نہ ہی بدخلق تھے نہ سخت مزاج، نہ ہی شور مچانے والے تھے نہ بدگو، نہ ہی عیب جو تھے نہ بخیل۔ جس چیز سے آپ کا واسطہ نہ ہوتا اس سے اعراض فرماتے اور خود سے امید رکھنے والے کو مایوس نہ کرتے، تین چیزوں کو آپ نے ترک کر دیا تھا، جھگڑا، تکبر اور بے مقصد کام، لوگوں کے معاملات میں بھی تین چیزوں کو ترک کر دیا تھا، نہ ہی کسی کی مذمت کرتے تھے، نہ اسکو عیب لگاتے تھے، کسی کا عیب تلاش نہیں کرتے تھے، جس چیز میں ثواب کی امید ہو اس کے ماسواء میں بات نہیں کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اسطرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جاتے تو پھر وہ لوگ بات شروع کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ کسی بات پر بحث نہیں کرتے تھے، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتا تو سب خاموش ہو جاتے، حتیٰ کہ وہ شخص اپنی بات سے فارغ ہو جاتا، جس بات پر لوگ ہنستے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہنستے تھے اور جس پر لوگ تعجب کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تعجب کرتے تھے، کسی اجنبی شخص کی بات اور سوال میں سختی ہوتی تو اس پر صبر فرماتے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اجنبیوں کو لے آتے (تاکہ سوال کریں اور ہم مستفید ہوں)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جب

Islam The World Religion

تم کسی ضرورت مند کو سوال کرتے دیکھو تو اس کی حاجت پوری کرو، آپ ﷺ صرف اسی شخص کی تعریف قبول کرتے جو کسی احسان کے بعد تعریف کرتا، کسی شخص کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ سوائے اس کے کہ وہ حد سے بڑھ جائے پھر اس کو منع فرماتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

امام اور خطیب کو اپنی طبیعت پر کنٹرول ہونا چاہیے۔ عوام سے برابری مت کریں۔ عوام میں سے بعض جاہلانہ بات بھی کر سکتے ہیں، جذباتی بھی ہو سکتے ہیں اور عنادی بھی ہو سکتے ہیں۔ کوئی ایک محلے دار یا نمازی آپ کے ساتھ ذاتی عناد بھی بنا سکتا ہے۔ ایسا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ بھی دور کے شہروں میں ہوتا تھا۔

حدیث شریف میں ہے: إِنَّ الشَّيْخَ يَمْلِكُ نَفْسَهُ یعنی بڑی عمر کا آدمی اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے (مسند احمد: 6739)۔

امام مسجد خواہ عمر میں چھوٹا ہو مگر اس کا منصب بزرگوں والا منصب ہے۔ اس پر لازم ہے کہ دانائی اور بردباری کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ (الفرقان: 63 تا 68)۔

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو یہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ اور وہ بندے اپنے رب کی خاطر سجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔ اور وہ بندے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے بلاشبہ اس کا عذاب تباہ کن ہے۔ اور وہ برا ٹھکانہ اور مقام ہے۔ اور وہ بندے جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ ہی کنجوسی کرتے ہیں اور ان کے

Islam The World Religion

درمیان اعتدال کو قائم رکھتے ہیں۔اور وہ بندے اللہ کے علاوہ کسی معبود کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی کسی انسان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا ہو،سوائے قتل کی شرعی سزا کے،اور نہ ہی وہ بندے بدکاری کرتے ہیں،اور جو ایسی حرکت کرے گا جہنم کا حقدار ہوگا۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابَنُوسَ ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: اقْرَأْ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ الْعَشْرَ فَقَالَتْ:هٰكَذَا كَانَ خُلُقُهُ (شعب الایمان:1360)۔

ترجمہ: یزید بن بابنوس نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سورت مومنون پڑھو! انہوں نے پڑھی حتیٰ کہ دس آیات پڑھ گئے،تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہی نبی کریم ﷺ کا اخلاق تھا۔

سورت المومنون کی وہ دس آیات یہ ہیں: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ (المومنون:1 تا10)۔

ترجمہ: بلاشبہ ایمان والے دنیا وآخرت میں کامیاب ہو گئے، یہ لوگ وہ ہیں جو اپنی نماز میں ڈر رہے ہوتے ہیں،اور یہی لوگ فضولیات سے نفرت کرتے ہیں،اور یہی لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، اور یہی لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سواء اپنی بیویوں کے اور اپنی کنیزوں کے، کیونکہ ان کے معاملے میں ان پر کوئی ملامت نہیں،اور اس کے علاوہ جو جھک مارے گا وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہوں گے۔اور یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی امانتوں کی ادائیگی اور وعدوں کی وفا کا پورا خیال رکھتے ہیں۔اور یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔یہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔

Islam The World Religion

انہی آیات کی وجہ سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ یعنی آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا (ابوداؤد: ۱۳۴۲)۔

خادمِ مسجد

بعض مساجد میں امام مسجد ہی خادمِ مسجد ہوتا ہے اور بعض جگہ امام ہی خطیب بھی ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا گزارشات کو سمجھ لینے کے بعد یہ کام اکٹھے نبھانا آسان ہوسکتا ہے۔

ممکن ہے کہ نماز پڑھانے کے ساتھ ساتھ اذان پڑھنے کی ذمہ داری بھی امام پر ہی ہو۔ اس کے لیے سپیکر کی چابی سنبھالنا، مسجد کے دروازے بروقت کھولنا اور بروقت بند کرنا، مسجد کی صفائی ،موسم کے مطابق دریاں یا چٹائیاں اندر یا باہر بچھانا اور پھر انہیں سمیٹ کر واپس رکھنا، سپیکر سمیت کسی بھی مشینری یا بلب یا گھڑیوں کی خرابی پر نظر رکھنا خادم کی ذمہ داری ہے۔ مسجد کے سامان اور قیمتی اشیاء کو سلیقے سے رکھنا اور بوقتِ ضرورت کسی بھی چیز کو نکال لانا ذمہ دار خام ہونے کا ثبوت ہے۔

بعض مساجد کے ساتھ ملحقہ حجرہ ہوا کرتا ہے جو بعض اوقات خادم یا امام مسجد یا خطیب کے زیرِ استعمال ہوتا ہے۔ اس کی صفائی اور حفاظت اور تزئین و آرائش اس فرد کی ذمہ داری ہے جو اسے استعمال کر رہا ہو۔

کم از کم اِن کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں اور بوقتِ ضرورت اپنی ضرورت کا مسئلہ نکال کر دیکھ لیا کریں : معلم الاسلام ، جامع الاسلام ، حسن الخطاب ، ضابطہ حیات ، المستند ، تفسیر مقاصد القرآن، سنی علماء کی اہم کتب۔ اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو جید علماء سے رابطہ رکھیں، ہر علم والے سے اوپر علم والا ہوتا ہے، کسی سے پوچھ لینا عیب نہیں بلکہ خوبی ہے۔

میرے بھائی ایک دن مر جانا ہے ۔ دنیا میں ایسا کام کر کے جاؤ کہ لوگ تمہیں نبی کریم ﷺ کے ایک مخلص غلام کے نام سے یاد کریں۔

صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

خطبات

جمعہ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَا خُضِرَۃٌ وَّحُلْوَۃٌ وَاِنِّیْ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ فَاتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

جمعہ کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمٰتِکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی اَفْضَلِ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ اَبِیْ بَکْرِنِالصِّدِّیْقِ وَعُمَرَ الْفَارُوْقِ وَعُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ وَعَلِیِّ نِالْمُرْتَضٰی وَالْحَسَنَیْنِ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ بَنَاتِہٖ وَعَلٰی عَمَّیْہِ الْمُکَرَّمَیْنِ الْحَمْزَۃَ وَالْعَبَّاسِ وَعَلٰی کُلِّ مَنِ اخْتَارَہُ اللّٰہُ بِصُحْبَۃِ نَبِیِّہِمْ بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ۔

Islam The World Religion

عید الفطر کا پہلا خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَعَزَّنَا بِشَھۡرِ رَمَضَانَ شَھۡرِ الرَّحۡمَۃِ وَالۡغُفۡرَانِ شَھۡرٌ فِیۡہِ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ مَنۡ صَامَ وَقَامَ فِیۡ اَیَّامِہٖ وَلَیَالِیۡہِ اِسۡتَحَقَّ الثَّوَابَ الۡمَزِیۡدَ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ وَالتَّمۡجِیۡدُ۔ وَقَدۡ اَظَلَّکُمۡ یَوۡمُ الۡعِیۡدِ۔ یَوۡمُ الۡفِطۡرِ مِنَ الصِّیَامِ۔ یَوۡمُ السُّرُوۡرِ وَالۡفَرۡحَۃِ وَالۡاِنَابَۃِ۔ فَاسۡتَغۡفِرُوۡا اللّٰہَ وَلَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِہٖ اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ التَّوَّابُ الۡحَمِیۡد۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمۡ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمۡ بِالۡاٰیٰتِ وَالذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیۡمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔

عید الاضحیٰ کا پہلا خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ۔سُبۡحَانَ الَّذِیۡ جَعَلَ الۡحَجَّ مُطَھِّراً عَنِ الذُّنُوۡبِ وَدَافِعًا لِّلۡکُرُوۡبِ وَوَعَدَ لِلۡحُجَّاجِ وَالۡمُعۡتَمِرِیۡنَ بِدَارِ الۡجِنَانِ۔ وَوَضَعَ لِلنَّاسِ اَوَّلَ بَیۡتٍ وَجَعَلَہٗ مُبَارَکًا وَجَعَلَ الۡاَفۡئِدَۃَ تَھۡوِیۡ اِلَیۡہِ فِیۡ کُلِّ زَمَانٍ۔ اَحۡمَدُہٗ حَمۡدًا جَمِیۡلًا وَاَشۡکُرُہٗ شُکۡرًا جَلِیۡلًا عَلٰٓی اَنۡ اَظَلَّ عَلَیۡنَا اَیَّامًا مُتَبَرَّکَۃً ذَوِی الرُّتۡبَۃِ وَالۡقَدۡرِ، اَیَّامَ الۡعَشۡرِ، خِتَامُھَا یَوۡمُ النَّحۡرِ۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمۡ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمۡ بِالۡاٰیٰتِ وَالذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیۡمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔

Islami Tehqiqi World Religion

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا دوسرا خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیۡعِ الۡمَلَآئِکَۃِ وَالۡاَنۡبِیَاءِ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَحۡبِہٖ وَمَنۡ تَبِعَھُمۡ ، لَاسِیَّمَا عَلٰی اَفۡضَلِ الۡخَلَائِقِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَآءِ سَیِّدِنَا اَبِیۡ بَکۡرٍ الصِّدِّیۡقِ الۡاَکۡبَرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ ۔ وَعَلٰی قَامِعِ اَسَاسِ الۡکُفۡرِ وَالۡاِلۡحَادِ سَیِّدِنَا عُمَرَ الۡفَارُوۡقِ۔ وَعَلٰی جَامِعِ الۡقُرۡاٰنِ صَاحِبِ الۡحَیَآءِ وَالۡاِیۡمَانِ سَیِّدِنَا عُثۡمَانِ ابۡنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ ۔ وَعَلٰی بَابِ مَدِیۡنَۃِ الۡعِلۡمِ النَّبَوِیِّ ذِی الۡفَضۡلِ الۡجَلِیِّ وَالۡخَفِیِّ سَیِّدِنَا عَلِیِّنِ الۡمُرۡتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ ۔ وَعَلَی السِّبۡطَیۡنِ الشَّھِیۡدَیۡنِ سَیِّدِنَا الۡحَسَنِ وَسَیِّدِنَا الۡحُسَیۡنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا ۔ وَعَلٰٓی اُمِّھِمَا السَّیِّدَۃِ فَاطِمَۃَ الزَّھۡرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھَا ۔ وَعَلٰی سَآئِرِ اَزۡوَاجِ النَّبِیِّ اُمَّھَاتِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ وَبَنَاتِہٖ وَاَبۡنَآئِہِ الطَّاھِرِیۡنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَعَلٰی عَمَّیۡہِ الۡمُعَظَّمَیۡنِ سَیِّدِنَا حَمۡزَۃَ وَسَیِّدِنَا الۡعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا ۔ وَعَلٰٓی سَآئِرِ الۡمُھَاجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَاَصۡحَابِہِ الۡاَخۡیَارِ۔ وَعَلٰی مَنۡ تَبِعَھُمۡ بِاِحۡسَانٍ اِلٰی یَوۡمِ الۡعَرۡضِ الۡاَکۡبَرِ۔ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ الۡاَحۡیَاءِ مِنۡھُمۡ وَالۡاَمۡوَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ انۡصُرۡ مَنۡ نَصَرَ دِیۡنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔ وَاخۡذُلۡ مَنۡ خَذَلَ دِیۡنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔ اُذۡکُرُوا اللّٰہَ یَذۡکُرۡکُمۡ وَادۡعُوۡہُ یَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوَّلٰی وَاَعۡلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَکۡبَرُ۔

خطبہ نکاح

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ

Islam The World Religion

وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلتَّزَوُّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

دوسرا باب:

ردِ الحاد

Islam The World Religion

پہلا خطاب: دنیا خود نہیں بنی، بنائی گئی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿٦٧﴾ (مریم:66،67)۔

ترجمہ: اور انسان کہتا ہے کیا جب میں مرجاؤں گا تو پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا۔ تو کیا انسان کو یہ یاد نہیں رہا کہ اس سے پہلے ہم نے اسے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔

دنیا کے مخلوق ہونے پر عقلی دلائل

(1)۔ دنیا کی تمام اشیاء یا تو خود ممکن ہیں، جیسے درخت۔ یا پھر کسی دوسری چیز کے تابع ہیں، جیسے: درخت کا سایہ، پھول کی خوشبو، کپڑے کا رنگ اور آم کا ذائقہ وغیرہ۔ جو چیزیں خود ممکن ہیں وہ یا تو مرکب ہیں، جیسے فیرس سلفیٹ: FeSo4 یا غیر مرکب یعنی باریک ترین ذرہ ہیں۔ ذرات کے جمع ہونے سے مرکب تیار ہوتا ہے۔ مرکب اور جوہر کی ان دونوں صورتوں سے واضح ہو رہا ہے کہ مرکب بھی حادث ہے اس لیے کہ وہ اپنے وجود جوہرات کا محتاج ہے اور جوہر بھی حادث ہے اس لیے کہ ان جوہرات کو جمع کرنے سے مرکب یا جسم تیار ہوتا ہے جو ان جوہرات سے بھی بڑا ہے۔

جو چیزیں کسی دوسری چیز کے تابع ہیں جیسے: رنگ، بو، ذائقہ اور سایہ۔ انہیں عوارض کہا جاتا ہے۔ تو ان ساری چیزوں میں زوال اور تغیر پایا جاتا ہے اور ہر قدم پر ان کے حادث ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

(2)۔ دنیا میں ہر چیز کا عدم سے وجود میں آنا اس کے حادث اور مخلوق ہونے کا ثبوت ہے اس لیے کہ جو چیز پہلے موجود نہ ہو بلکہ اب وجود میں آئی ہو، ظاہر ہے کہ وہ ہمیشہ سے نہیں تھی بلکہ حادثے کے بعد وجود میں آئی اسی لیے حادث کہلائی۔ انسان تمام کائنات میں سب سے افضل ہے اور چیز

Islam The World Religion

پر انسان کی فوقیت اور برتری ثابت ہو چکی ہے۔خود انسان پر عدم اور وجود دونوں چیزیں ہمارے مشاہدے میں آ رہی جو اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔

(3)۔ کسی چیز کا حرکت کرنا اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔اس لیے کہ جب کوئی چیز حرکت کرتی ہے تو پہلے ایک جگہ پر موجود ہوتی ہے اور اب اس جگہ کو خالی کر کے وہاں چلی جاتی ہے جہاں وہ پہلے موجود نہیں تھی۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک جگہ پر اس چیز کا وجود ہے اور دوسری جگہ پر عدمِ وجود۔اس سے اس چیز کو حدوث لازم آتا ہے، اور متحرک یا ساکن کی مسبوقیت بالغیر لازم آتی ہے جو ازلیت کے خلاف ہے۔اس وجود اور عدمِ وجود سے ہی اس چیز کا حدودِ اربعہ متعین ہوتا ہے اور اس کی محدودیت اور حدوث واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔حرکت اور سکون دونوں اعراض بھی ہیں اور عوارض کبھی ازلی نہیں ہو سکتے۔

(4)۔ کسی چیز کی نشوونماء اور اس میں کمی بیشی اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔اس لیے کہ نشوونماء بھی حرکت ہی کی طرح ہے اور اس کا نشوونماء پانا اور کم یا زیادہ ہونا اس کے حادث ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

(5)۔ زندہ چیزوں کی موت ان کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔اس لیے کہ موت بھی ایک بہت بڑا تغیر ہے جو حادث ہونے کا ثبوت ہے اور موت زندگی کی ضد ہے جو مرنے والے کی زندگی کو حادث ثابت کر رہی ہے۔

(6)۔ اگر یہ کائنات صرف ایک بِگ بَینگ کا نتیجہ ہے تو سوچنا پڑے گا کہ: اس میں اس قدر نظم وضبط کیسے پیدا ہوا؟ اور یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ: اگر ہم نے اتفاقی بِگ بَینگ کو مان لیا تو پھر قادرِ مطلق کی طرف سے کُنْ فَیَکُونُ کو تسلیم کر لینے میں کیا مشکل باقی رہ گئی؟

(7)۔ کائنات میں باقاعدہ ترتیب کا پایا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اسے کسی نہ کسی نے ضرور مرتب کیا ہے۔زمین، آسمان، کہکشاں، سورج کی گرمی، مخصوص قابل برداشت فاصلہ، چاند سورج کا گھٹنا بڑھنا اور وقت کی پابندی بتا رہے ہیں کہ یہ سب محض اتفاقاً نہیں ہوا بلکہ یہ کسی کی زبردست منصوبہ بندی کا آئینہ دار ہے۔

اسی ترتیب اور نظم وضبط سے قرآن یوں استدلال کرتا ہے:

Islam The World Religion

اَلَّذِی خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِی خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنۡقَلِبۡ إِلَيۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيۡرٌ (الملک:۳)۔

ترجمہ: جس نے سات آسمان طبق در طبق بنائے، تم رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بے ضابطگی نہیں دیکھو گے، پس نگاہ اٹھا کر دیکھ لے کیا کوئی خرابی نظر آتی ہے؟ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا کر دیکھ لے، تیری نگاہ تیری طرف تھک کر، ناکام پلٹ آئے گی۔

(8)۔ انسان تمام کائنات میں سب سے افضل ہے اور ہر چیز پر انسان کی فوقیت اور برتری ثابت ہو چکی ہے۔ انسان پر عدم اور وجود دونوں چیزیں ہمارے مشاہدے میں آ رہی ہیں جو اس کے حادث ہونے کا ثبوت ہے۔

(9)۔ اس اشرف المخلوقات کے پاس علم کا ذریعہ اس کے حواس ہیں اور انسان ان حواس کا محتاج ہے اور پھر یہ حواس بھی کم یا زیادہ ہوتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی مکمل طور پر ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ انسان اندھا بھی ہو جاتا ہے اور بہرہ بھی ہو جاتا ہے اور باقی حواس بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ سب باتیں انسان کے محتاج، فانی اور حادث ہونے کا ثبوت ہیں۔

جب انسان حادث ہے تو باقی چیزیں جو انسان کے کنٹرول میں ہیں اور اس کے لیے مسخر ہیں ان کے حادث ہونے میں بھی کوئی شک نہ رہا۔

(10)۔ آج ہر انسان کو اپنے دودھ پینے کا زمانہ یاد نہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ مراحل یاد نہیں تو اپنا عدم کیسے یاد ہوگا۔ سائنس ظاہری وجود (Physics) پر بحث کر سکتی ہے مگر اللہ کے وجود اور کائنات کے عدم (Meta physics) پر بحث ہرگز نہیں کر سکتی۔ یہ باتیں سائنس کے موضوع سے ہی خارج ہیں۔

یہ ساری باتیں قرآن بیان کر چکا ہے۔ ہمارے علماء میں ابو منصور ماتریدی کتاب التوحید میں، امام بیہقی الاعتقاد میں، امام غزالی الاقتصاد میں، ابو شکور السالمی التمہید میں، امام نسفی شرح العقائد میں اور علامہ ابن تیمیہ حدوثِ عالم میں بیان کر چکے ہیں۔ اس موضوع پر ملحدین کا کوئی سوال نیا نہیں۔ انہیں صرف سوالات دہراتے رہنے اور زبان بدلنے کی عادت ہے۔

Islam The World Religion

حدوثِ عالم پر قرآن کے عقلی دلائل

(1)۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿۹﴾ (مریم:8،9)۔

ترجمہ: (حضرت زکریا نے کہا) اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جب کہ میری اہلیہ بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی وجہ سے انتہائی کمزور ہو چکا ہوں۔ فرمایا: اسی طرح ہوگا! آپ کے رب نے فرمایا یہ میرے لیے آسان ہے اور میں اس سے پہلے تم کو پیدا کر چکا ہوں جب تم کچھ بھی نہ تھے۔

(2)۔ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ (مریم:66،67)۔

ترجمہ: اور انسان کہتا ہے کیا جب میں مر جاؤں گا تو پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا۔ کیا انسان کو یہ یاد نہیں رہا کہ اس سے پہلے ہم نے اسے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔

(3)۔ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ، أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ (الطور:35،36)۔

ترجمہ: کیا وہ بغیر کسی سبب کے پیدا ہو گئے یا وہ خود خالق ہیں۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے، بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔

(4)۔ وَفِى الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِىْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (الذاریات:20،21)۔

ترجمہ: اور یقین والوں کے لیے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہاری ذات میں بھی (نشانیاں) تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

(5)۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ

Islam The World Religion

الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾
(المومنون:12 تا16)۔

ترجمہ: اور بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک محفوظ جگہ میں رکھ دیا۔ پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنا دیا پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو گوشت کا لوتھڑا بنا دیا، پھر ہم نے اس گوشت کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت پہنا یا پھر اس کے بعد دوسری تخلیق میں انسان پیدا کر دیا، پس اللہ برکت والا ہے جو سب سے حسین پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مرجانے والے ہو۔ پھر یقیناً تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

(6)۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ (البقرۃ:164)۔

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے میں، اور دریا میں چلنے والی کشتیوں میں جو لوگوں کے لیے فائدہ مند ہیں، اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا، پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور زمین میں ہر طرح کے جانور پھیلائے، اور ہواؤں کے پھیرنے میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان اللہ کے حکم کے پابند ہیں، ان تمام چیزوں میں عقلمندوں کیلئے اللہ کو پہچاننے کی نشانیاں موجود ہیں۔

(7)۔ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾
(الاعراف:185)۔

ترجمہ: اور کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کی سلطنت پر اور اللہ نے جو جو چیزیں پیدا کی ہیں ان پر غور نہیں کیا، اور یہ (نہیں سوچا) کہ شاید ان کا مقررہ وقت قریب ہی آپہنچا ہو؟ اب اس کے بعد آخر وہ کونسی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے؟

Islam The World Religion

(8)۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (الانعام:75 تا78)۔

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی دکھائی اور اس لیے کہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں۔ پھر جب اس پر رات کی تاریکی پھیل گئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا انہوں نے کہا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب اس نے جگمگاتا ہوا چاند دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت پر برقرار نہ رکھتا تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں سے ہوجاتا۔ پھر جب اس نے سورج کو چمکتا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، یہ ان سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ غروب ہوگیا تو اس نے کہا اے میری قوم میں ان سب سے بیزار ہوں جن کو تم اللہ کا شریک قرار دیتے ہو۔

قرآن کے علاوہ کسی مذہبی یا آسمانی کتاب میں اس قدر مدلل باتیں موجود نہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: خالق کے موجود ہونے کا ثبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: أَمۡ خُلِقُوا مِنۡ غَيۡرِ شَيۡءٍ أَمۡ هُمُ الۡخَالِقُونَ، أَمۡ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضَ بَلۡ لَا يُوقِنُونَ (الطور:35،36)۔

ترجمہ: کیا وہ بغیر کسی سبب کے پیدا ہو گئے یا وہ خود خالق ہیں۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے، بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔

اس آیت کا مدعا یہ ہے کہ اگر یہ لوگ توجہ ہی نہ دیں گے اور اپنی بات پر اڑے رہیں گے تو سمجھیں گے کسی طرح؟

وجودِ خالق پر عقلی دلائل

انسان کی تخلیق اور نبوت و شریعت کے بارے میں ہمارے پاس جو مضبوط نقلی معلومات موجود ہیں وہ سب قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں۔ اسرائیلیات اور انسانی تاریخ پر لکھی گئی کتب میں اس بارے کوئی حتمی بات موجود نہیں۔ یہ تاریخی کتب ہمیں کسی حد تک قبلِ مسیح کے چند ادیان: بدھ مت، یہودیت، ہندومت، آریہ، مجوس، کنفوشس ازم، تاؤازم، شنٹوازم اور جین مت کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ یہ سارے مذاہب خود اس وقت بھی دنیا میں موجود ہیں اور ان کے پیروکار اپنے مذہب کے بارے میں جو ٹوٹی پھوٹی معلومات رکھتے ہیں انہیں بیان بھی کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ یونانی فلسفی جیسے افلاطون، ارسطو، جالینوس، سقراط، بقراط وغیرہ یہ لوگ علم کے مختلف میدانوں میں ماہر تھے۔

البتہ دستیاب معلومات اس بات پر متفق ہیں کہ ہر دور میں انسان کسی اعلیٰ ہستی کے وجود کو مانتا رہا ہے جس کے بس میں سب کچھ ہے اور وہ خود کسی کے بس میں نہیں ہے۔

بے بسی اور مجبوری میں کون یاد آتا ہے؟

ہر انسان یہ بات ماننے پر مجبور ہے کہ میں اس دنیا میں اپنی مرضی نہیں کر سکتا۔ کوئی غیبی

Islam The World Religion

طاقت کبھی کبھی مجھے میری کوشش کے بغیر کامیاب کر رہی ہے جسے انسان اتفاق یا Luck کا نام دیتا ہے، اور کبھی کبھی بے بس اور مجبور کر دیتی ہے اور لاکھ کوشش کے باوجود انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کوئی تو آخری سہارا ہوگا، ہاں وہ سہارا وہی ہے، فرمایا: أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (النمل:62)۔

ترجمہ: کون ہے جو بے بس و مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے۔ اور کون ہے جو مشکل کو حل کرتا ہے۔ اور کون تمہیں مرنے والوں کی نیابت سونپتا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہے؟ تم بہت کم سوچتے ہو۔

کوئی تو ہوگا جو صرف ارادہ کرے کہ: ہو جا! تو کام ہو جاتا ہوگا، اسی کو قرآن: إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (یس:82) کہتا ہے۔

کوئی تو ہوگا جس کے پاس ہر چیز کا علم ہوگا! کیا علم کا وجود نہیں؟ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ علم کا وجود نہیں؟ اسی سب کچھ جاننے والے کو قرآن: عَلِيمٌ وَخَبِيرٌ کہتا ہے۔

کوئی تو ہوگا جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں

ملحدین سوال کرتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو پھر اللہ کا خالق کون ہے؟ یہ سوال بالکل جاہلانہ ہے، اس لیے کہ سلسلۂ تخلیق کی انتہاء کسی واجب الوجود پر ہونا ضروری ہے، اور انتہاء کا معنی بچے بھی سمجھتے کہ اس کے اوپر کوئی نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلند ترین اور اول و آخر ہستی وہی ہے جس کے سب محتاج ہوں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو، نہ اپنے وجود میں اور نہ اپنی بقاء میں۔ قرآن اسی کو اَللّٰهُ الصَّمَدُ کہتا ہے (الاخلاص:2) یعنی وہ ہستی جس کے سب محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اہل علم و انصاف غور کریں تو قرآن کا لفظ اَلصَّمَدُ الحاد کی جڑ کاٹ دینے والا کتنا جامع لفظ ہے۔

مزید سنیے! کوئی تو ہوگا جو ہر کام آسانی سے کر سکتا ہوگا، اسی کو قرآن: إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرۃ:20) کہتا ہے۔

اسی ہستی کو مختلف لوگوں نے مختلف نام دیئے۔ جیسے رام، ایشور، بھگوان۔ اس ہستی کے

Islam The World Religion

مختلف مظاہر مانے گئے۔ جیسے سورج، چاند، درخت، آگ وغیرہ۔ حتیٰ کہ مکہ کے مشرکین بھی لات و منات کو اسی ہستی کی صفات کے مظاہر مانتے تھے۔

ان ادیان میں سے اکثر ادیان صرف کسی علاقے اور ملک تک محدود تھے، سوائے بدھ مت کے جو مہایاں، تبت، چین، جاپان، لنکا میں پھیلا ہوا ہے۔ البتہ عیسائیت اور اسلام دنیا میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ آج کے جدید مواصلاتی وسفری دَور میں ہر مذہب کے لوگ ہر جگہ پہنچ چکے ہیں لیکن اکثری اور بنیادی صورت حال یہی ہے جو ہم نے بیان کر دی۔

انسانی وجود اپنے خالق کا ثبوت

اللہ کریم نے انسان کو خود اپنے جسم اور اس کی ساخت پر غور کرنے کی دعوت دی ہے، اس کے بعد اپنے آس پاس کی اشیاء پر، اس کے بعد آفاق پر توجہ دلائی ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ (الانفطار:٦ تا ٨)۔

ترجمہ: اے انسان تجھے تیرے ربِ کریم سے کس چیز نے غافل کر دیا جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے سڈول بنایا اور پھر تیرے اعضاء کو اعتدال بخشا، جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔

اور فرماتا ہے: أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ (الطور:35)۔

ترجمہ: کیا وہ بغیر کسی سبب کے پیدا ہو گئے یا وہ خود خالق ہیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ: يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، وَذٰلِكَ أَوَّلَ مَا وَقَرَ الإِيمَانُ فِي قَلْبِي (بخاری:4023)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن جبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ مغرب کی نماز میں سورہِ والطور کی تلاوت کر رہے تھے، یہ پہلا موقع تھا جب میرے دل میں ایمان نے قرار پکڑا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي المَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الآيَةَ: {أَمْ

Islam The World Religion

خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ، أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُونَ} قَالَ: كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ (بخاری:4854)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ والطور پڑھتے ہوئے سنا۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے کیا" یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کئے پیدا ہو گئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں۔ تو میرا دل اڑنے کو آ گیا۔

اللہ کریم نے فرمایا: كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا (مریم:9)۔

ترجمہ: یہ ہو کر رہے گا کیونکہ یہ میرے لیے آسان ہے یقیناً میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا جب کہ تو کچھ بھی نہ تھا۔

أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا (مریم:67)۔

ترجمہ: کیا انسان کو یہ یاد نہیں رہا کہ اس سے پہلے ہم نے اسے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (یس:82)۔

ترجمہ: جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

آفاق میں اللہ کی نشانیاں

اللہ کریم فرماتا ہے: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنی جلد ہی ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں دکھائیں گے اور ان کی جانوں میں بھی، حتیٰ کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ حق یہی ہے (حم السجدۃ: ۵۳)۔

خواب کون دکھاتا ہے

خواب ہر انسان کو آتے ہیں اور ہر انسان یہ ماننے پر مجبور ہے کہ کسی غیبی طاقت کے

Islam The World Religion

ساتھ انسان کا کوئی رابطہ موجود ہے۔جس کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے اسرار سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ خواب انسان کے خیالات ہوتے ہیں،غیبی پیغام ہوتا ہے،ذہنی بیماری کا نتیجہ ہوتے ہیں،ہسٹیر یا ہوتا ہے،ڈائریکٹ ہوتے ہیں یا قابلِ تعبیر اور Indirect ہوتے ہیں۔

واقعی ان خوابوں کی مختلف اقسام ماننا پڑتی ہیں۔اللہ کی طرف سے دکھایا گیا خواب شفاف اور ڈائریکٹ ہوتا ہے،مگر جو خواب تعبیر کا محتاج اور انڈائریکٹ ہو وہ فرشتے کے ذریعے دکھایا گیا ہوتا ہے۔اللہ کے وجود اور اس کی عظمت کے نشان دنیا میں قدم قدم پر دستیاب ہیں، قرآن وسنت میں خوابوں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

وجودِ خالق اور توحیدِ خالق پر قرآن کے عقلی دلائل

(1)۔ اللہ کریم فرماتا ہے: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ(البقرۃ:164)۔

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں،اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے میں،اور دریا میں چلنے والی کشتیوں میں جو لوگوں کے لیے فائدہ مند ہیں،اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا، پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور زمین میں ہر طرح کے جانور پھیلائے،اور ہواؤں کے پھیرنے میں،اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان اللہ کے حکم کے پابند ہیں،ان تمام چیزوں میں عقلمندوں کے لیے اللہ کو پہچاننے کی نشانیاں موجود ہیں۔

(2)۔ اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ كَیۡفَ خُلِقَتۡ ۙ وَاِلَی السَّمَآءِ كَیۡفَ رُفِعَتۡ ۙ وَاِلَی الۡجِبَالِ كَیۡفَ نُصِبَتۡ ۙ وَاِلَی الۡاَرۡضِ كَیۡفَ سُطِحَتۡ (الغاشیہ:۱۷تا۲۰)۔

ترجمہ: کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کی طرف نہیں

Islam The World Religion

دیکھتے کہ اسے کس طرح اٹھایا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ انہیں کس طرح نصب کیا گیا ہے اور زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔

(3)۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ، عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (المومنون:91،92)۔

ترجمہ: نہ تو اللہ نے اپنا کوئی بیٹا بنایا ہے، اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا، اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتے۔ پاک ہے اللہ ان صفات سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ چھپے کو جاننے والا ہے جو یہ لوگ شرک کرتے ہیں" اللہ" اس سے بلند و بالا ہے۔

(4)۔ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الانبیاء:22)۔

ترجمہ: اگر اللہ کے سواء زمین و آسمان کا کوئی خدا ہوتا تو فساد ہو جاتا۔ لہٰذا جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں ان سے اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے۔

(5)۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (سورۃ التوحید)۔

ترجمہ: فرما دیجیے! وہ اللہ واحد ہے، سب اللہ کے محتاج ہیں، اس کی کوئی اولاد نہیں اور وہ کسی کی اولاد نہیں، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

(6)۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: 74)۔

ترجمہ: پس اللہ کے لیے مثالیں نہ گھڑو بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(7)۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ:11)۔

ترجمہ: اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ ہر بات بہت سننے والا ہر چیز کو دیکھنے والا۔

(8)۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ

Islam The World Religion

(الانعام:103)۔

ترجمہ: آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے' وہ نہایت باریک بین بہت باخبر ہے۔

ملحدین کند ذہن ہوتے ہیں

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود سے گفتگو فرمائی تو اس نے کہا: تمہارا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اس نے ایک قیدی کو رہا کر دیا اور ایک بے گناہ کو مار دیا۔ کہنے لگا یہ لو میں بھی زندہ کرتا ہوں اور موت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرا رب سورج کو مشرق سے لاتا ہے تم اسے مغرب سے لا کر دکھاؤ۔ اس پر نمرود گھائل ہو کر رہ گیا۔

نمرود کا ایک قیدی رہا کرنا اور بے گناہ کو مار دینا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کا صحیح جواب نہیں تھا بلکہ یہ اس کی جہالت اور کند ذہنی کا مظہر تھا۔

ملحدین کا یہ سوال کہ خدا کا خالق کون ہے، اور ان کا یہ سوال کہ خدا اکیلا کس زمانے میں ہوا کرتا تھا؟ یہ دونوں سوال ان کے کند ذہن ہونے کا ثبوت ہیں۔ اس لیے کہ تخلیق کرنے کے سلسلہ کی انتہاء ہی خدا پر ہوتی ہے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ: کسی چیز کا خالق اس چیز کے اندر نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ملحدین زمانے کو ہی خالق کہتے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں وقت یا زمانے کی تعریف ہی معلوم نہیں۔ ملحدین کہتے ہیں کہ قبل از تخلیقِ اشیاء خدا کیا کر رہا تھا؟ یہ سوال خدا کو اپنے اوپر قیاس کرنے کی وجہ سے اٹھایا گیا ہے۔ عقل والے بے شک غور کرلیں!

دنیا کے تمام ملحدین کا تقریباً یہی حال ہے۔ جرمنی کے ملحد کو بے وقوف قرار دیتے ہوئے اقبال نے لکھا ہے کہ:

اگر ہوتا وہ مجذوبِ فرنگی اس زمانے میں
اسے اقبال سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے

اس شعر میں مجذوب کا لفظ کم عقلی اور حواس باختہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

جہاں ان کے ساتھ زیادہ بحث کرنے سے منع کیا گیا ہے اس میں ان کی اسی جہالت

Islam The World Religion

اور کند ذہنی کی طرف اشارہ ہے اور اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ قرآن فرماتا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (الاعراف:۱۹۹)۔

ترجمہ: معاف کرنا اختیار کیجیے اور بھلائی کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے منہ پھیر لیجیے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: دنیا کی بنیاد امتحان وابتلاء پر

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (الانبیاء:35)۔

ترجمہ: ہر جان نے موت کو ضرور چکھنا ہے اور ہم تمہیں آزمانے کے لیے بری اور اچھی حالت میں مبتلاء کرتے ہیں، اور سب ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔

دنیا میں انسان کی حیثیت اور دنیا کی بنیاد کے بارے میں پانچ نظریات موجود ہیں:

(1)۔ مادہ پرستوں کا نظریہ: مادہ پرست کہتے ہیں کہ انسان جمادات، نباتات اور جانوروں کی طرح ہے جس کا مقصدِ تخلیق اسی دنیا میں پورا ہو جائے گا، لہٰذا یہ دنیا ایک عشرت کدہ ہے اور ہر کسی کو اپنی مرضی سے جینے اور اپنی مرضی سے مرنے کا حق حاصل ہے۔ یہی لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کی بنیاد شر پہ رکھی گئی ہے۔

(2)۔ ہندوؤں کا نظریہ: ان کا کہنا ہے کہ یہ دنیا بیک وقت دار العمل اور دار الجزاء ہے، اسی وجہ سے یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں۔

(3)۔ عیسائی راہبوں کا نظریہ: ان کا کہنا ہے کہ یہ دنیا دار العذاب ہے، اسی لیے وہ دنیا سے کٹ کے رہنا پسند کرتے ہیں۔

(4)۔ ڈارون اور کارل مارکس کا نظریہ: ان کے نزدیک یہ دنیا ایک میدان جنگ ہے، یہاں اختلافات ہیں، جھگڑے ہیں اور تباہیاں ہیں۔

(5)۔ اسلامی عقیدہ: اسلام کہتا ہے کہ یہ دنیا دار الابتلاء ہے، یعنی امتحان گاہ ہے۔ دنیا کی بنیاد خیر یا شر پہ نہیں بلکہ امتحان پر رکھی گئی ہے، جس کا نتیجہ قیامت کے دن سامنے آئے گا۔ قرآن میں بے شمار مقامات پر اس بات کو واضح کیا گیا ہے، سنیے!

إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ إِذْ أَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ (القلم:17)۔

ترجمہ: بیشک ہم نے انہیں اسی طرح آزما لیا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جبکہ

Islam The World Religion

انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ کے پھل اتار لیں گے۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۝۳۰ (یونس:30)۔

ترجمہ: اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کی جانچ کر لے گا اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ جھوٹ باندھا کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (الانبیاء:35)۔

ترجمہ: ہر جان نے موت کو ضرور چکھنا ہے اور ہم تمہیں آزمانے کے لیے بری اور اچھی حالت میں مبتلاء کرتے ہیں، اور سب ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۝۷ (الکہف:7)۔

ترجمہ: روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے، تاکہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (المائدۃ:48)۔

ترجمہ: اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ تم نیکیوں کی طرف بڑھو۔ تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتادے گا، جس میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الانعام:165)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بنایا، اور تم میں سے کچھ لوگوں کو دوسروں سے درجات میں بلندی عطا کی، تا کہ اس نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں ان میں تمہیں آزمائے۔ یہ حقیقت ہے کہ تمہارا رب جلد سزا دینے والا ہے، اور یہ (بھی) حقیقت ہے کہ وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (ھود:7)۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کسی کا عمل نیک ہے اور اگر آپ ان سے کہیں کہ تم یقیناً موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور یہ کہیں گے کہ یہ صرف کھلا ہوا جادو ہے

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ۲ (الملک:2)۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے موت اور حیات کو خلق کیا، تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اعمال میں اچھا ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ ؕ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (آل عمران:154)۔

ترجمہ: پھر اس نے اس غم کے بعد تم پر امن نازل فرمایا اور تم میں سے ایک جماعت کو امن کی نیند آنے لگی ہاں کچھ وہ لوگ بھی تھے کہ انہیں اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

Islam The World Religion

ناحق جہالت بھری بدگمانیاں کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں بھی کسی چیز کا اختیار ہے۔ کہہ دیجیے کام سب کا سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہ لوگ اپنے دلوں کے بھید آپ کو نہیں بتاتے، کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ بھی اختیار ہوتا تو یہاں قتل نہ کئے جاتے۔ آپ کہہ دیجیے گو تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے پھر بھی جن کی قسمت میں قتل ہونا تھا وہ تو مقتل کی طرف چل کھڑے ہوتے اللہ تعالیٰ کو تمہارے سینوں کے اندر کی چیز کا آزمانا اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو پاک کرنا تھا اور اللہ تعالیٰ سینوں کے بھید سے آگاہ ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (آل عمران:14)۔

ترجمہ: مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے مزین کر دی گئی ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان دار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۧ﴿۳﴾ (سورۃ العصر)۔

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی، بے شک انسان ضرور خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، اور حق کی وصیت کرتے رہے اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾ (الاسراء:36)۔

ترجمہ: اور اے مخاطب اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں، بے شک کان اور آنکھ اور دل (قیامت کے دن) ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ (التغابن:16)۔

ترجمہ: پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی

Islam The World Religion

راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لئے بہتر ہے جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔

ہم پوچھتے ہیں: شر کو دنیا کی بنیاد کہنے والوں کے پاس ذریعہ علم کیا ہے؟

ڈارون، بگ بینگ، فطرت: ان نظریات والوں کے پاس علم کا ذریعہ کیا ہے؟

جبریہ اور قدریہ کے درمیان صحیح عقیدہ

انسانیت کا اصل نشانہ یہ مسئلہ نہیں ہونا چاہیے کہ: یہ ہمیں کہاں پھنسایا گیا، یہ ہم پر ظلم کیوں ہوا، ہائے مر گئے، وغیرہ، بلکہ اصل ہدفِ نظر اس طرح ہونا چاہیے کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ زخمی کا قاتل تلاش کرنے کی بجائے پہلے اس کی جان بچانے کو ترجیح دینی چاہیے۔

فکرِ فردا نہ کروں محوِ غمِ دوش رہوں!

مسئلے کا حل نبیوں نے بتایا ہے

مصائبِ دنیا کے سامنے انبیاء کا رویہ کیا رہا؟ اور دیگر دانشوروں کا رویہ کیا رہا؟ انسانیت کی اصلاح کا بہترین ذریعہ قانون کی پابندی ہے، بہترین قانون وہی ہے جو آسمانی ہو، اسی طرف تمام نبیوں نے توجہ دلائی ہے، نبیوں نے مشکلات کا سامنا استقامت کے ساتھ کیا ہے:

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ (ترمذی:2398)۔

ترجمہ: حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ سب سے زیادہ مصیبتیں کس پر آتی ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نبیوں پر، پھر اس کے قریب مرتبے والوں پر اور پھر اس کے قریب مرتبے والوں پر۔

آسمانی قوانین میں سب سے جدید اور سب سے آخری قانون اسلام ہے، اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةُ بِيْ (موطاامام مالک:557)۔

ترجمہ: جب کسی پر مصیبت آئے تو مجھ پر آنے والی مصیبت یاد کرلیا کرے۔

Islam The World Religion

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اُنْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ (مسلم:7430، بخاری:6490)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے سے نیچے والوں کو دیکھا کرو، اور اپنے سے اوپر والوں کو مت دیکھا کرو، اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو کم نہیں سمجھو گے۔

ملحدین کی سوچ غریب ہے اور آنکھ بھوکی ہے: عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَتِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ (بخاری:6446، مسلم:2420)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امیری زیادہ دولت سے نہیں ہوتی بلکہ امیری دل کی امیری ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: مذہب: انسان کی علمی اور معاشرتی مجبوری

اللہ کریم فرماتا ہے: وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (یوسف:76)۔

ترجمہ: اور ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے۔

انسان علم کے میدان میں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ کوئی تو ہے جو سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور کوئی تو ہے جس کے علم کو کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر وہی انسان کا خالق ہو تو انسان کی کیا مجال کہ اس کے علم اور اسکی حکمتوں کو سمجھ سکے۔ اسی لیے فرشتوں نے اقرار کیا تھا کہ: سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ یعنی تو پاک ہے، ہمیں کچھ علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے، بے شک تو علم والا حکمت والا ہے۔

(1)۔ قانون ضروری ہے

تمام انسانیت اس بات پر متفق ہے کہ انسا اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتا، نہ ہی اپنے مرضی کے گھر اور خاندان میں پیدا ہوتا ہے، نہ اپنی مرضی کے ہسپتال میں پیدا ہوتا ہے، نہ اپنی مرضی کے موسم میں پیدا ہوتا ہے، نہ اپنی مرضی سے ماں کا دودھ یا ڈبے کا دودھ پیتا ہے۔

نہ اپنی مرضی سے بیمار ہوتا ہے نہ شفا پاتا ہے۔ نہ اپنی مرضی سے جیتا ہے نہ مرتا ہے، اپنی مرضی سے مرنے کا خودکشی کے سواء کوئی طریقہ نہیں اور یہ طریقہ بھی کبھی کبھی ناکام ہو جاتا ہے۔ الغرض یہ کہنا کہ ہم اپنی مرضی سے جینا چاہتے ہیں اور اپنی مرضی سے مرنا چاہتے ہیں، یہ محض ایک جاہلانہ اور کم عقلی پر مبنی خیال ہے۔

پھر انسان کے پاس اپنا ملک یا قبیلہ یا خاندان چلانے کے لئے کچھ اصول اور پابندیاں ضروری ہیں۔ کوئی انسان خواہ کسی مذہب کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو اس معاشرے میں کسی نہ کسی قانون کا پابند ہے، ورنہ دانت پیستا رہ جائے گا اور قانون اسے ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

اسی قانون کو آئین، شریعت، دستور یا Law کہتے ہیں۔

اللہ کریم فرتا ہے: إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ (النساء:105)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: ہم نے آپ پر کتاب اس لیے اتاری ہے تا کہ آپ اس کے ذریعے سے لوگوں کے درمیان خداداد بصیرت سے فیصلے کریں۔

(2)۔راہنما کا ہونا ضروری ہے

ساری دنیا کے انسان اس بات پر متفق ہیں کہ نظام انسانیت کو چلانے کے لئے ملکی سطح پر یا روحانی سطح پر کسی نہ کسی سربراہ اور قائد کا وجود ضروری ہے۔اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی مشینری کو چلانے کے لیے اس کا ایک ٹیکنیکل مینووَل ہوتا ہے ، اس کی عملی راہنمائی (demonstration) کے لیے عملہ بھی ہوتا ہے۔اسلام میں اسی مینووَل کو شریعت اور عملی راہنما کو نبی کہتے ہیں۔

اسی لیے قرآن فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)۔

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین عملی نمونہ ہے۔

(3)۔انسانی زندگی بے مقصد نہیں

ہر انسان جانتا اور مانتا ہے کہ اس نے ایک دن مر جانا ہے۔اب موت کے بعد کیا ہوگا۔اس سوال کو حل کرنے کے لیے اسے سوچنا پڑتا ہے کہ انسان کہاں سے آیا۔پھر بعد میں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیوں آیا؟ اور اس کے بعد دیکھنا ہوگا کہ کہاں چلا جاتا ہے؟

اللہ کریم فرماتا ہے: أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (المومنوں:115)۔

ترجمہ: کیا تم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں خوامخواہ بے مقصد پیدا کیا ہے، اور تم واپس ہمارے پاس نہیں آؤ گے؟

دنیا کے اکثر مذاہب خصوصا آسمانی مذاہب عقیدۂ آخرت یعنی انسان کے دوبارہ اٹھنے اور اسی اعلیٰ ہستی کی طرف لوٹ کر حساب دینے کے قائل ہیں۔قرآن اس عقدے کو یوں حل کرتا ہے:

Islam The World Religion

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللهِ وَ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (البقرۃ:28)۔

ترجمہ: تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو، جبکہ تم نہیں تھے تو تمہیں اس نے وجود بخشا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس موضوع پر یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ انسان کے دوبارہ زندہ ہونے کے منکرین کے پاس محض اندازے، آثارِ قدیمہ کی روشنی میں ٹک بندیاں اور محض انکار پر ضدی پن موجود ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (الجاثیہ:۲۳، ۲۴)۔

ترجمہ: اورانہوں نے کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں، سوائے ہماری دنیا کی زندگی کے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس کا کچھ علم نہیں وہ حق کا مقابلہ اپنے گمان سے کر رہے ہیں۔

ان کے برعکس قرآن مکمل یقین اور وثوق کے ساتھ عقیدۂ آخرت کو بیان بھی کرتا ہے اور اس کے حق میں دلائل بھی دیتا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: قرآن کی صداقت

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (البقرۃ:2)۔

ترجمہ: یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، حق کے حامیوں کے لیے ہدایت ہے۔

(1)۔نامِ قرآن کا لفظی معنی

(1)۔ نامِ قرآن کا لفظی معنی ہے: پڑھنا اور اس کا حاصل ہے: بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔ معنی کی یہ گہرائی ہمارے نبی کریم ﷺ اور قرآن کی صداقت کا ثبوت ہے۔

(2)۔دوسرے مذاہب کی کتابیں

قرآن کے علاوہ دیگر مذاہب کی کتابیں یا تو انبیاء علیہم السلام کی پیدائش سے لے کر دنیا سے جانے تک کی سیرت ہے، یا کچھ اشعار اور کچھ منتروں کے مجموعے ہیں۔ ان دیگر کتب کے ساتھ قرآن کا موازنہ، گویا تاریخ کے ساتھ یا شاعری کے ساتھ وحی کا موازنہ ہے۔

(3)۔قرآن کی وسیع تعلیمات

قرآن میں عقائد، عبادات، معاملات اور اصلاحِ نفس ہر موضوع پر تفصیلی راہنمائی موجود ہے، ایسی تعلیم کسی دوسری مذہبی کتاب میں موجود نہیں۔

(4)۔قرآن کا چیلنج

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (البقرۃ: ۲۳، ۲۴)۔

ترجمہ: اور اگر تم اس (قرآن) کے بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر اتارا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت بنا کر لے آؤ اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو، اگر تم

Islam The World Religion

سچے ہو۔ اگر پھر بھی تم یہ کام نہ کرسکو اور یقیناً کبھی نہ کرسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن مجرم انسان اور پتھر ہوں گے، وہ کافروں کے لیے تیار کردی گئی ہے۔

قرآن کے خوبصورت جملے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الفاتحہ:1،2)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کی ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش کرنے والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فرمادیجیے! وہ اللہ واحد ہے (الاخلاص:1)۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی سب اللہ کے محتاج ہیں ہے (الاخلاص:2)۔

قرآن کا موضوع: توحید ہے، هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (ابراہیم:52)۔

ترجمہ: یہ لوگوں کے لیے انتباہ درجہ کا پیغام ہے، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اس کے ذریعے ڈرایا جائے، اور یہ کہ لوگ جان لیں کہ معبود صرف وہی ایک ہے، اور یہ کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد اس کا امتحان لینا ہے: إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا یعنی ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اسے آزمائیں، تو ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا (الدہر:2)۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيْهِ (الانشقاق:6)۔

ترجمہ: اے انسان تو مشقت اٹھاتا ہوا اپنے رب کی طرف بڑھتا جا رہا تھا، آخر کار تمہاری ملاقات تمہارے رب سے ہو جائے گی۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (البقرۃ3)۔

ترجمہ: جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

لِكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (الانعام:67)۔

ترجمہ: ہر خبر کے پورا ہونے کا ایک وقت ہے، تم جلد ہی جان جاؤ گے۔

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ یعنی

Islam The World Religion

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (الحج:46)۔

آسمان وزمین آپس میں ملے ہوئے تھے، انہیں پھاڑ کر جدا کیا گیا: أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا (الانبیاء:30)۔

ترجمہ: کیا نہ دیکھا کفر کرنے والوں نے کہ آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے تو ہم نے دونوں کو الگ الگ کر دیا۔

جس بات کا علم نہ ہو اس میں مت الجھو وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (بنی اسرائیل:36)۔

ترجمہ: اور اے مخاطب اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں، بے شک کان اور آنکھ اور دل (قیامت کے دن) ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (یونس:۳۶)۔

ترجمہ: شک حق سے ہرگز بے نیاز نہیں کرسکتا۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرۃ:169)۔

ترجمہ: اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (الحشر:۲)۔

ترجمہ: اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ یعنی یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں (ابراہیم:1)۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (الاعراف:۱۹۹)۔

ترجمہ: معاف کرنا اختیار کیجیے اور بھلائی کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے منہ پھیر لیجیے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: اسلام کے پاس یقین ہے

اللہ کریم فرماتا ہے: كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (ابراہیم:1)۔

ترجمہ: یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اس لیے نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔

اسلام کے علاوہ باقی سب ادیان کے پاس ظن اور اندازے ہیں یقین نہیں۔ان کا اندازہ ہے کہ دنیا کی بنیاد شر پہ رکھی گئی ہے۔ڈارون کی تھیوری ایک اندازہ ہے۔بگ بینگ تھیوری ایک اندازہ ہے۔ان کے فطرت کے بارے میں خیالات، آثارِ قدیمہ پر تبصرے اور تجربات و استقراء سب اندازے ہیں۔تمام غیر مسلم ادیان کے پاس اندازے ہیں، جبکہ اسلام کے پاس یقین ہے۔

اس کے ثابت شدہ اصولوں کے مطابق اللہ کا وجود قطعی ہے، نبیوں کا آنا قطعی ہے، وحی کا نزول قطعی ہے حتیٰ کہ اسلام اور کفر میں فرق کا دارومدار قطعیات پر ہے ظنیات پر نہیں۔فقیر نے خطبے میں یہ آیت پڑھی تھی: كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔

ترجمہ: یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اس لیے نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔

اس آیت میں ظلمات کا لفظ ظلمت کی جمع ہے اور نور کا لفظ واحد ہے، اس سے بالکل واضح ہے کہ اندھیرے کئی قسم کے ہیں اور نور ایک ہے۔

اَلْآيَةُ دَالَّةٌ عَلٰى أَنَّ طُرُقَ الْكُفْرِ وَالْبِدْعَةِ كَثِيرَةٌ وَأَنَّ طَرِيقَ الْخَيْرِ لَيْسَ إِلَّا الْوَاحِدَ، لِأَنَّهُ تَعَالٰى قَالَ: لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ فَعَبَّرَ عَنِ الْجَهْلِ وَالْكُفْرِ بِالظُّلُمَاتِ وَهِيَ صِيغَةُ جَمْعٍ وَعَبَّرَ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْهِدَايَةِ بِالنُّورِ وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ، وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ طُرُقَ الْجَهْلِ كَثِيرَةٌ، وَأَمَّا طَرِيقُ الْعِلْمِ وَالْإِيمَانِ فَلَيْسَ إِلَّا الْوَاحِدَ (تفسیر کبیر 7/58)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کفر اور بدعت کے راستے بہت سارے ہیں، اور حق کا راستہ صرف ایک ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جہالت اور کفر کو ظلمات قرار دیا ہے اور ظلمات جمع کا صیغہ ہے اور ایمان اور ہدایت کو نور قرار دیا ہے اور نور واحد ہے۔ ثابت ہوا کہ جہالت کے تمام راستے مل کر ایک طرف ہیں جبکہ علم اور ایمان کا راستہ اکیلا دوسری طرف ہے۔

تخمین وظن ایک غیر عقلی اور غیر اخلاقی طریقہ ہے

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ (یونس:36)۔

ترجمہ: اور ان میں سے اکثر لوگ صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں، بلاشبہ گمان حق کے بارے میں ذرا بھی مفید نہیں ہے، بلاشبہ اللہ ان کاموں کو جاننے والا ہے جو کام یہ لوگ کرتے ہیں۔

مشرکین کے اندازے

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ (النجم:23)۔

ترجمہ: یہ تو محض نام ہیں جو تم نے ان بتوں کو دے رکھے ہیں، تم نے اور تمہارے باپ دادا نے، اللہ نے اس بارے میں کوئی اتھارٹی نازل نہیں کی، یہ لوگ صرف گمان پر اور نفس کی خواہش پر چلتے ہیں، اور اب تو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے یقینی ہدایت پہنچ چکی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ، وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (النجم:28)۔

ترجمہ: جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو عورتوں والے نام دیتے ہیں، حالانکہ انہیں اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں، صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور بلاشبہ گمان حق کے بارے میں کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

Islam The World Religion

یہودیوں کے اندازے

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (البقرۃ:78)۔

ترجمہ: اوران میں سے کچھ لوگ ان پڑھ ہیں جو کتاب (توراۃ) کا علم تو رکھتے نہیں، البتہ کچھ آرزوئیں پکائے بیٹھے ہیں، اوران کا کام بس یہ ہے کہ وہم وگمان باندھتے رہتے ہیں۔

عیسائیوں کے اندازے

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا (النساء:157)۔

ترجمہ: اور یہ کہا کہ: ہم نے اللہ کے رسول مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے، بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں، انہیں گمان کے پیچھے چلنے کے سوا اس بات کا کوئی علم حاصل نہیں ہے، اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کر پائے۔

منافقین کی بے یقینیاں

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ (النساء:143)۔

ترجمہ: درمیان میں بے یقینی کی حالت میں ہیں، نہ اس طرف نہ اُس طرف۔

ملحدین کی تُک بندیاں

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (الجاثیۃ:24)۔

ترجمہ: ان لوگوں نے کہا کہ ہماری زندگی بس یہی دنیا ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور

Islam The World Religion

ہمیں دہر (زمانہ) ہی ہلاک کرتا ہے۔

اکثر کفار کے پاس اندازے اور تُک بندیاں ہیں

وَاِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ يُضِلُّوۡكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ (الانعام:116)۔

ترجمہ: اگر آپ لوگ زمین میں پائے جانے والوں کی اکثریت کی بات مانو گے، تو یہ لوگ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے، یہ لوگ تو محض گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور صرف اندازے لگاتے رہتے ہیں۔

اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَخۡرُصُوۡنَ (الانعام:148)۔

ترجمہ: تم صرف گمان کے پیچھے چلتے ہو اور صرف اٹکل سے باتیں کرتے ہو۔

قیامت کا انکار ظن اور اندازے کی بنا پر

وَاِذَا قِيۡلَ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيۡبَ فِيۡهَا قُلۡتُمۡ مَّا نَدۡرِىۡ مَا السَّاعَةُ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحۡنُ بِمُسۡتَيۡقِنِيۡنَ (الجاثیۃ:32)۔

ترجمہ: اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور قیامت وہ حقیقت ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں ہے، تو تم یہ کہتے تھے کہ: ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں ہم جو کچھ خیال کرتے ہیں، بس ایک گمان سا ہوتا ہے، اور ہمیں یقین بالکل نہیں ہے۔

اسلام یقین اور تحقیق کی تعلیم دیتا ہے

دیگر تمام ادیان کے برعکس اسلام کو اپنی حقانیت کا یقین ہے۔ اسلام تھیوری اور نظریہ نہیں بلکہ حقیقت (Fact) ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

إِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ (آل عمران:۱۹)۔

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

قرآن کی ابتداء یقین کی تعلیم سے ہوتی ہے، فرمایا:

Islam The World Religion

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (البقرۃ:2)۔

ترجمہ: یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، حق کے حامیوں کے لیے ہدایت ہے۔

رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ (آل عمران:9)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب تو سب لوگوں کو اس دن جمع کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ (البقرۃ:147)۔

ترجمہ: حق تیرے رب کی طرف سے ہے، پس ہرگز شک کرنے والوں میں سے مت ہونا۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (آلِ عمران:139)۔

ترجمہ: اور ڈھیلے مت پڑو، اور مت ڈرو، تم ہی غالب آؤ گے اگر تم ایمان والے ہو۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

ساتواں خطاب: بلندیاں میرے حضور کی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(1)۔ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (الم نشرح:۴)۔

ترجمہ: اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کی خاطر بلند کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام کلمہ طیبہ میں، اذان میں، نماز میں، قرآن میں ہر جگہ اللہ کریم کے نام کے ساتھ موجود ہے، پوری دنیا میں محمد نام کے لوگوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانتا اس قدر تھی کہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا، مگر آپ نے فرمایا: اگر میں کسی انسان کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے (ابوداؤد:2140)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ (بخاری قبل:305 ترجمۃ الباب، مسلم:373)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

فتح مکہ جیسی عظیم کامیابی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے، مگر آپ اللہ کے سامنے ایسے جھک رہے تھے کہ اپنا سر مبارک پالان کے اگلے حصے پر لگا لیا تھا فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رَحْلِهِ تَخَشُّعًا (ابویعلیٰ:3393، مجمع الزوائد:10238، مستدرکِ حاکم:4420، 8053)۔ صحیح وافقہ الذہبی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ عَبْداً بِعَفْوٍ اِلَّا عِزّاً، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللهُ (مسلم:6592)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: صدقہ مال میں سے نقصان نہیں کرتا، اور معاف کرنے سے اللہ کسی بندے کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے، اور جو کوئی اللہ کی خاطر عاجزی کرتا ہے اللہ اسے بلند ہی کرتا ہے۔

Islam: The World Religion

معراج شریف کا واقعہ اسی رفعت کا ایک مظہر ہے۔

(2)۔ پوری دنیا کے رسول

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:158)۔

ترجمہ: فرمادو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لیے بھیجا تو یہ ہدایات جاری فرمائیں کہ:

غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا (متی باب ۱۰ آیت ۵،۶)۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ (الصّف:6)۔

ترجمہ: جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! میں صرف تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

سابقہ شریعتوں کا منسوخ ہونا

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت نے پہلی شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ بائبل میں لکھا ہے کہ:

میرا عہد جو میرے اور تمہارے مابین اور تیرے بعد تیری نسل کے مابین ہے۔ جسے تم قائم رکھو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک مرد کا ختنہ کیا جائے (پیدائش باب ۱۷ آیت ۱۰)۔ ختنے کے اس ابدی حکم کو پولوس کے خطوط نے منسوخ کر دیا (غلاطیوں ۵:۲)۔

انجیل میں ہے کہ: پہلے حکم کی تو کمزور اور بے فائدہ ہونے کی وجہ سے تنسیخ ہوتی ہے (عبرانیوں: باب ۷ آیت ۱۸)۔

میں نے اپنی لاٹھی فضل نامی لی اور اسے توڑ ڈالا۔ تاکہ اپنے اس عہد کو منسوخ کر دوں

Islam The World Religion

جو میں نے ان تمام امتوں سے باندھا تھا۔ اور وہ اسی دن منسوخ ہو گیا (زکریا ۱۱:۱۰،۱۱)۔

اسلامی شریعت میں نسخ

اسی طرح اسلامی شریعت کے احکام بھی آہستہ آہستہ نافذ ہوئے اور احکام میں حسبِ ضرورت نسخ ہوتا رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی شفقت اور حکمتِ عملی تھی۔

اللہ کریم فرماتا ہے: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرۃ:106)۔

ترجمہ: ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری بھیج دیتے ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مثلاً گدھا، پہلے حلال تھا پھر حرام ہوا، شراب پہلے حلال تھی پھر حرام ہوئی، قبلہ پہلے بیت المقدس تھا پھر کعبہ ہوا، نماز میں رفع یدین پہلے ہوا کرتا تھا پھر ترک ہوا۔

وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ (ترمذی:257، ابوداؤد:748، نسائی:1026، 1058، جزء رفع الیدین:32، مسند احمد:3681، 4211)۔

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھایا سوائے نماز کے آغاز کے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ نبی کریم ﷺ کے متعدد اہلِ علم صحابہ کا یہی قول ہے، اور یہی قول سفیان اور اہلِ کوفہ کا بھی ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے پھر آپ ﷺ نے ہاتھ نہیں اٹھائے (جزء رفع یدین:36، ابو داؤد:749، 750 بلفظ ثم لا یعود)۔ وشد ابو داؤد باباً: من لم یذکر الرفع عند الرکوع

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکلے

Islam The World Religion

اور فرمایا: میں کیا دیکھ رہا ہوں، تم لوگ اپنے ہاتھ اس طرح اٹھا رہے ہو جیسے اتھرے گھوڑے دم ہلاتے ہیں۔ نماز میں سکون سے رہا کرو (مسلم:968)۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے مجمع میں فرمایا کہ: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مکمل نماز بیان کی اور تکبیر تحریمہ کے سواء رفع یدین کا ذکر نہیں کیا (بخاری:828، ابوداؤد:963، ترمذی:304، ابن ماجہ:862)۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (شرح معانی الآثار:1329)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (مؤطا امام محمد صفحہ 94، شرح معانی الآثار: 1320، 1321، المصنف لابن ابی شیبۃ 1 / 267)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ (مؤطا امام محمد صفحہ 93، 94)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (شرح معانی الآثار للطحاوی:1316، المصنف لعبدالرزاق:2533، المصنف لابن ابی شیبۃ 1/ 267 موقوفاً)۔ یہ تمام صحابہ کرام پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(3)۔ علم کی خیرات

نبی کریم ﷺ سے پہلے کا زمانہ جہالت کا زمانہ کہلاتا ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا کو علم کا نور عطا فرمایا، جہالت کی رسمیں اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالیں، دنیا کو قرآن جیسی علم سے لبریز کتاب دی اور خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ کے علوم کی ایک مختصر سی جھلک اس حدیث میں سنیے!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ وَ التَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ (شعب الایمان: 6147، 6148)۔

ترجمہ: خرچ میں میانہ روی آدی معیشت ہے، لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا آدھی عقل ہے اور سلیقے سے سوال کرنا آدھا علم ہے۔

اس ایک حدیث میں ہمارے نبی کریم ﷺ نے معاشیات، سیاسیات اور تعلیمات پر زبردست روشنی ڈال دی ہے۔

Islam The World Religion

(4)۔صدقہ حرام

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی صدقہ نہیں کھایا بلکہ اپنے خاندان والوں پر بھی صدقہ حرام قرار دیا۔آپ کے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے تو انہوں نے ایک دن صدقے کی کھجور اپنے منہ میں ڈال لی۔آپ نے کخ کخ کر کے ان کے گلے سے وہ کھجور نکلوا دی۔اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہم صدقہ نہیں کھاتے اَخَذَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِن تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَخْ كَخْ لِيَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعُرتَ اَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ (بخاری:۱۴۹۱،مسلم:۲۴۷۳)۔

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ خَالِدَ بْنَ سَعِیْدٍ بَعَثَ اِلٰی عَائِشَۃَ بِبَقَرَۃٍ مِّنَ الصَّدَقَۃِ فَرَدَّتْھَا وَ قَالَتْ:اِنَّا اٰلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَۃُ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 3 صفحہ 104)۔حسن

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ خالد بن سعید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف صدقے کی گائے بھیجی،تو انہوں نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا: ہم آل محمد ہیں، ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔

(5)۔میراث تقسیم نہیں ہوئی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کی ذاتی دولت جمع نہیں فرمائی،حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث بھی تقسیم نہیں ہوئی۔

حدیث شریف میں ہے کہ:عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ نِسَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَدْنَ اَن يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اِلٰى اَبِي بَكرٍ يَسْأَلْنَهٗ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ اَلَيْسَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ (بخاری:۶۷۳۰،مسلم:۴۵۷۹)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی

Islam The World Religion

اللہ عنہ کے پاس میراث مانگنے کے لیے بھیجیں۔ انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ: ہمارا کوئی وارث نہیں بنتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ دیں وہ صدقہ ہے۔

روافض کی اول نمبر کتاب میں حدیث موجود ہے کہ: اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَاراً وَلَا دِرْهَماً وَلٰکِنْ وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَ مِنْهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (الاصول من الکافی حدیث نمبر ۵۹)۔

ترجمہ: بے شک علماء نبیوں کے وارث ہیں، انبیاء کی میراث دینار اور درہم نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث علم ہوتا ہے جس نے اسے حاصل کیا اس نے وافر حصہ پایا۔

یہی حدیث روافض کی اسی کتاب میں دوسری جگہ ان لفظوں کے ساتھ موجود ہے:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ وَذَاكَ اَنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَماً وَلَا دِیْنَاراً وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَافِراً (اصول کافی حدیث نمبر: ۴۷)۔

ترجمہ: امام جعفر صادق (رحمہ اللہ) نے فرمایا: بے شک علماء نبیوں کے وارث ہیں، وہ اس طرح کہ انبیاء کی میراث درہم اور دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث احادیث ہوتی ہیں، جس نے ان میں سے کچھ بھی حاصل کر لیا اس نے وافر حصہ پایا۔

(6)۔ نبی کریم ﷺ پر چھ نمازیں فرض

پوری امت پر پانچ نمازیں فرض ہیں مگر ہمارے نبی کریم ﷺ بجائے اس کے کہ اپنے لیے کچھ رعایت لیتے، آپ ﷺ پر چھ نمازیں لازم تھیں، اور چھٹی نماز تہجد کی تھی جو سب سے مشکل نماز ہے اور یہ نماز نبی کریم ﷺ پر واجب تھی۔

(7)۔ کامیاب ترین ہستی

آپ ﷺ نے خود دین اسلام کی فصل کا بیج بویا، اپنے سامنے پھولتا پھلتا کھیت دیکھا اور جس مشن کو شروع کیا تھا اسے کامیابی کے ساتھ انتہا تک پہنچا دیا۔

آپ ﷺ نے دنیا کے کامل ترین افراد تیار فرمائے، خلفائے راشدین اور عشرہ

Islam The World Religion

مبشرہ سمیت تقریباً سوا لاکھ افراد، ہر ایک فرد ہدایت کا ستارہ۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ:۱۰۰)۔

ترجمہ: اور سبقت لے جانے والے پہلے لوگ جو مہاجرین اور انصار اور جو لوگ اچھے طریقے سے اِن کی تابعداری کی اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ أَصْحَابِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ، فَأَيُّمَا أَخَذْتُمْ بِهِ اهْتَدَيْتُمْ، وَاخْتِلَافُ أَصْحَابِيْ لَكُمْ رَحْمَةٌ (المدخل:1247،1248)

ترجمہ: بے شک میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، پس تم جس سے بھی دین حاصل کرلو گے تمہیں ہدایت مل جائے گی، اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: اللہ کا آخری پیغام

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف:158)۔

ترجمہ: فرمادو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(1)۔ نبی کریم ﷺ کا ظہور مناسب ترین ملک اور مناسب ترین شہر میں ہوا جو دنیا کے وسط میں موجود ہے۔ اس علاقے کا انتخاب اس لیے ہوا، تاکہ پوری دنیا کے نبی اور آخری نبی ﷺ کا پیغام چاروں طرف ایک ہی رفتار سے پھیل سکے۔ عرب شریف جغرافیائی طور پر یورپ، ایشیا اور افریقہ کی سرحد پر موجود ہے، یہ مقام تمام گوروں اور کالوں کا سنگم بھی ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ یعنی میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں (مسلم: ۱۱۶۳)۔

اللہ کریم قرآن میں بھی فرماتا ہے: قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف:158)۔

ترجمہ: فرمادو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء:۱۰۷)۔

ترجمہ: ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے خالص رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مکہ شہر کے نام کا معنی ہے: زمین کا مرکز۔ مکہ کا یہ معنی اور اس کی گہرائی ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اسم محمد ﷺ کا معنی اور اس کی گہرائی ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ لفظِ اسلام کا معنی اور اس کی گہرائی ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ لفظِ قرآن کا معنی اور اس کی گہرائی ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا ثبوت ہے۔

(2)۔ آپ ﷺ کا ظہور مناسب ترین زمانے میں ہوا، جس کے بعد کاغذ کی ایجاد، ڈاک سسٹم کی ترویج، دنیا کے باہمی روابط قائم ہوئے۔ گویا اللہ کریم نے آپ ﷺ کی ختمِ نبوت کے موافق حالات پیدا کر دیے۔

Islam The World Religion

(3)۔ اسلام میں اجتہاد کے اجراء کی بنیادی وجہ ختم نبوت ہے، جو مسائل انبیاء علیہم السلام حل فرماتے تھے وہی مسائل اب اجتہاد سے حل ہوتے ہیں، اسی لیے فرمایا: اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ بے شک علماء، انبیاء کے وارث ہیں (ابوداؤد:3641، ترمذی:2682)۔

(4)۔ اللہ کریم قرآن میں بھی فرماتا ہے: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:158)۔

ترجمہ: فرمادو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ:3)۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:40)۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

ان تینوں آیتوں پر غور کیجیے! آپ ﷺ سے پہلے کسی نے پوری دنیا کا نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی نے دین کے مکمل ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی نے آخری نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی نے اتنی وسیع تعلیمات نہیں دیں۔

(5)۔ ہر مذہب قیامت کا قائل ہے یعنی یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور دنیا کی ایک انتہاء ہے۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ نبیوں کی بھی انتہاء ممکن ہے۔ ملحد کہتے ہیں کہ دنیا ختم نہیں ہوگی بلکہ اس کا دوسرا دور شروع ہوگا۔ دنیا Revise ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس دنیا کا خاتمہ بہر حال مان لیا۔ دوم یہ کہ آپ کے پاس اس کا ذریعہ علم کیا ہے کہ دنیا Revise (ری وائز) ہوگی؟ سوم یہ کہ جب موجودہ دنیا کا خاتمہ ممکن ہے تو ختم نبوت اور آخری پیغام کیوں ممکن نہیں؟

Islam The World Religion

(6)۔ مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا یقین ہے، اسی لیے آج نبوت کے کسی مدعی سے تصدیق کی غرض سے معجزہ طلب کرنا کفر ہے۔

جبکہ دیگر تمام غیر اسلامی ادیان کی طرح قادیانی بھی بے یقینی کا شکار ہیں۔ قادیانی سادہ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم استخارہ کرلو کہ مرزا قادیانی کو مان لیں یا نہ مانیں؟ جب کہ اسلام کفر اور ایمان پر استخارے کی اجازت نہیں دیتا۔ استخارہ صرف مباح کاموں کے لیے کیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کا استخارے کا یہ مشورہ ان کی بے یقینی ہے اور یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کو بھی بے یقین بناتے ہیں۔

اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے، باقی کسی مذہب میں یہ سزا نہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اسلام کو اپنی حقانیت پر یقین ہے اور دوسرے کسی مذہب کو یہ یقین حاصل نہیں۔ ورنہ ہمارا دین اسلام ظالم نہیں ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

نواں خطاب: اَسْبَابُ الْبُعْدِ مِنَ الدِّیْنِ وَمُعَالَجَتُھَا

مذہب بیزاری کا رجحان، اسباب اور اہلِ علم کی ذمہ داریاں

(خطاب بھیرہ شریف یونیورسٹی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (فصلت:۴۰)۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ ہماری آیات کو اُلٹ پلٹ کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں، کیا وہ شخص بہتر ہے جو آگ میں ڈالا جائے گا یا وہ بہتر ہے جو قیامت کے دن امان میں ہو کر آئے گا؟ جو چاہو کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو وہ خوب دیکھتا ہے!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: {إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا} قَالَ: هُوَ أَنْ يُوضَعَ الْكَلَامُ عَلَى غَيْرِ مَوْضِعِهِ (ابن جریر:23595)۔

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے {إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا} کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: الحاد یہ ہے کہ کلام کو اس کی اصل جگہ سے ہٹا کر کسی اور جگہ فٹ کیا جائے۔

الحاد، خروج، رفض اور اعتزال کا ایک ہی معنی ہے اور ان سب میں ایک ہی بنیادی جرم پایا جاتا ہے۔

(1)۔ الحاد کی اقسام اور اس کے اسباب

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے الحاد کے چار مختلف انداز بیان فرمائے ہیں:

اَللَّحْدَ وَالْإِلْحَادَ: هُوَ الْمَيلُ۔(1)۔ وَقَدْ يَكُونُ مَيْلًا عَنْ آيَاتِ اللهِ وَعُدُولًا عَنْهَا بِالتَّكْذِيبِ بِهَا۔(2)۔وَيَكُونُ بِالِاسْتِهْزَاءِ مُكَاءً وَتَصْدِيَةً۔(3)۔

Iman The World Religion

وَيَكُونُ مُفَارَقَةً لَهَا وَعِنَادًا ۔(4)۔ وَيَكُونُ تَحْرِيفًا لَهَا وَتَغْيِيرًا لِمَعَانِيهَا (ابن جریر جلد 12، جزو 2 صفحہ 135)۔

ترجمہ: لحد اور الحاد ایک طرف ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔اور یہ ہٹ جانا چار طرح سے ہوتا ہے:(1)۔اللہ کے احکام کا واضح انکار(2)شریعت کا مذاق اڑانا اور چیخنا اور سیٹیاں بجانا۔ (3)۔علم اور علماء سے عناد رکھنا(4)۔قرآن وسنت میں تحریف کرنا اور ان کے معانی میں ہیرا پھیری کرنا۔ان چار اقسام میں سے ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے!

(1)۔ وَقَدْ يَكُونُ مَيْلًا عَنْ آيَاتِ اللهِ وَعُدُولًا عَنْهَا بِالتَّكْذِيبِ بِهَا ۔

(اللہ کے احکام کا واضح انکار)

یہ لوگ اصل ملحدین ہیں اور یہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔

ان اصل ملحدین کے دلائل اور ان کے جوابات

(ا)۔اصلی الحاد کا سبب محض نفس پرستی اور اپنی مرضی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ ہم اپنی مرضی سے جینا چاہتے ہیں اور اپنی مرضی سے مرنا چاہتے ہیں۔ان کے بارے میں اللہ کریم فرماتا ہے:

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا (الفرقان:۴۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا، تو کیا آپ اس پر وکیل بنو گے؟

اور فرماتا ہے:وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (الجاثیۃ:24)۔

ترجمہ: ان لوگوں نے کہا کہ ہماری زندگی بس یہی دنیوی ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور ہمیں دہر (زمانہ) ہی ہلاک کرتا ہے۔ان کے پاس اپنے موقف پر کوئی مضبوط علم نہیں ہے، یہ محض اندازوں سے کام لیتے ہیں۔

اگر یہ لوگ اپنی مرضی سے جینے مرنے سے صرف اختیاری امور میں اپنی مرضی مراد لینا چاہو تو پھر انہیں انسان کی تخلیق کا مقصد، دنیا سے جانے کے بعد کسی کے سامنے جواب دہی اور

Islam The World Religion

انصاف کے تقاضے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

(ب)۔ملحدین کا کہنا ہے کہ: مذہب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

جواب: ترقی یا زوال کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے ترقی کی تعریف سمجھنا پڑے گی۔ بتایئے! کیا لوگوں کو تباہ کرنے کے لیے ہتھیار بنا لینا ترقی ہے؟ کیا انگریزی بول لینا ترقی ہے؟ اور کیا دوسروں کے دینی پیشواؤں کو گالیاں دینا اور ان کے کارٹون بنانا ترقی ہے؟ یاد رکھو کہ ذہنی سکون کا نام ترقی ہے۔سکون اللہ کی یاد میں ہے۔اسی لیے اسلام ترقی کر رہا ہے۔

(ج)۔ملحدین کہتے ہیں کہ: دنیا میں فسادات کی بہت بڑی وجہ مذہب ہے۔اکثر لوگ عقیدے پر لڑتے مرتے ہیں۔مذہب کا انکار کر دیا جائے تو جھگڑا ختم۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: جن لوگوں کی اکثریت ہوگی جھگڑے ظاہر ہے کہ انہی کے درمیان ہوں گے۔اگر بالفرض ساری دنیا ملحد ہو جائے تو اس کی کیا گارنٹی ہے کہ جھگڑے ختم ہو جائیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ: اکثر جھگڑے مذہب کے نہیں ہیں، بلکہ معاشی، نسلی اور سرحدی ہیں۔امریکہ اور برطانیہ میں سب سے زیادہ فسادات گورے اور کالے کے درمیان ہوتے ہیں۔پاکستان میں بھی سب سے زیادہ فسادات لسانی اور صوبائی بنیادوں پر ہو رہے ہیں۔

آخر کار جھگڑوں کا حل مذہب بلکہ اسلام کے پاس ہے۔بلکہ اسلام ان جھگڑوں کے حل کے ساتھ ساتھ روحانی تسکین اور نفسیاتی الجھنوں کا حل بھی عبادات کی صورت میں فراہم کرتا ہے۔تجربہ شاہد ہے کہ اللہ کی یاد سے دلوں کو واقعی اطمینان ملتا ہے۔

اور اگر آپ مقامی سطح پر مقدمہ بازی کی بات کرتے ہیں تو بھی جس کورٹ میں چاہو جا کر دیکھ لو، سارے جھگڑے: زن، زر، زمین، چوری ڈاکے کے ہیں۔

(د)۔ملحدین کا ایک فرقہ کہتا ہے کہ دنیا میں علم کا وجود ہے ہی نہیں۔انکی تردید کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ یہ جو تم نے کہا کہ علم کوئی چیز نہیں، تمہیں اپنی اس بات کا علم ہے کہ نہیں؟ اگر تم جواب دو کہ ہمیں ہے، تو تم نے خود علم کا اقرار کر لیا اور اگر یہ کہو کہ ہمیں نہیں ہے، تو جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے ذریعے بحث کرنا درست نہیں۔ثابت ہو گیا کہ علم کی نفی

سراپا بے وقوفی ہے (کشف المحجوب صفحہ ۱۵)۔

(2)۔ وَيَكُونُ بِالِاسْتِهْزَاءِ مُكَاءً وَتَصْدِيَةً

(شریعت کا مذاق اڑانا اور چیخنا اور سیٹیاں بجانا)

جو لوگ ہمیں مذہب سے بیزار نظر آتے ہیں ان میں کچھ لوگ بے وقوف ہیں اور محض تماش بین ہیں جیسے: جوانی کا ہلہ گلہ، شغل میلہ۔ یہ لوگ بعد میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں جاہل سیاست دان اور حکمران تک شامل ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ: ہم نوجوانوں کو نعتیں سنا سنا کر بور نہیں کرنا چاہتے۔

ایسے نادانوں کی اصلاح جب کوئی ناتجربہ کار اور نااہل آدمی کرنے لگے تو خطرہ ہے کہ وہ انہیں خدانا خواستہ پکا ملحد نہ بنا دے۔ اسی طرح بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دین سے بے زار نہیں بلکہ محض بے عمل ہیں اور بے بصیرت لوگ انہیں غیروں کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسے بے بصیرت دوست ہر کسی کو عالم دیکھنا چاہتے ہیں، اور عالم بھی اپنے جیسا!

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

(3)۔ وَيَكُونُ مُفَارَقَةً لَهَا وَعِنَادًا۔

(علم اور علماء سے عناد رکھنا)

کچھ لوگ کسی جاہل پیر کے ہاتھ پر بیعت ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ جاہل مرید ہوتے ہیں اور اپنے مرشد کے بارے میں غالی ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ اپنی کیفیات کے مارے ہوئے ہیں جو وحدت کے سمندر میں اُترے مگر کسی کنارے نہیں لگے، ان میں بعض صوبوں کے قوم پرست لوگ بھی شامل ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو تصوف کے نام پر وحدتِ ادیان اور دینِ الٰہی کی راہ پر چل پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ صوفی کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ یہ لوگ اس تکبر کا شکار ہیں کہ ان کے مقام کو کوئی نہیں سمجھتا اور علماء تو محض ملا ہیں۔

ان لوگوں نے روحانیت کا دائرہ مکمل نہیں کیا ہوتا اور ایک خاص کیفیت کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کبھی دین اور شریعت کے خلاف بول جاتے ہیں، کبھی علم اور علماء کے

Islam The World Religion

خلاف باتیں کہہ دیتے ہیں۔کبھی کافر اور مسلم میں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔

(4)۔ وَيَكُونُ تَحْرِيفًا لَهَا وَتَغْيِيرًا لِمَعَانِيهَا۔

(قرآن وسنت میں تحریف کرنا اور ان کے معانی میں ہیرا پھیری کرنا)

کچھ لوگ آیات میں الحاد کرنے والے تشکیکی ہیں جن کی مزید کئی قسمیں ہیں۔قادیانی، غامدی، جہلمی، رافضی، تفضیلی، گوہر شاہی، پیرینیالسٹ، بعض صوفی۔ان سب کی بنیاد آزاد خیالی ہے، اور اکثر کو خود بھی معلوم نہیں کہ یہ ملحد ہیں۔یہ لوگ نادانستہ ملحدین کی مدد کر رہے ہیں۔اسی لیے ایک ملحد کہتا ہے کہ ہمارا آدھا کام تو جہلم سے ہو رہا ہے۔

علامہ ابن جریر نے ان کی دو حرکتیں بیان فرمائی ہیں:

تَحْرِيفًا لَهَا

(الفاظ میں تحریف)

(ا)۔عبارات کے الفاظ بدل دیتے ہیں۔(ب)۔عبارات آگے پیچھے سے کاٹ کر ادھوری نقل کرتے ہیں۔اگر ہم اس کی مثالیں پیش کریں تو آپ حیران رہ جائیں گے (ج)۔ ایک بات بتاتے ہیں اور دوسری بات چھپاتے ہیں۔الفاظ میں تحریف کرنا ہی یہودیوں میں غالب تھا مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (النساء:46)۔

تَغْيِيرًا لِمَعَانِيهَا

(مفہوم میں ہیرا پھیری)

(ا)۔عبارات کی تشریح غلط کرتے ہیں۔اسے یہ لوگ آزاد تحقیق کا نام دیتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی الحاد کی تعریف یہی تھی کہ: هُوَ أَنْ يُوضَعَ الْكَلَامُ عَلَى غَيْرِ مَوْضِعِهِ (ابن جریر:23595)۔

(ب)۔ یہ لوگ متشابہات اور تشکیکات کا شکار ہیں اور دوسروں کو بھی انہی کا شکار کرتے ہیں۔یہ لوگ لفّاظ اور ڈرامہ باز ہوتے ہیں۔اپنی ذاتی تشہیر زیادہ کرتے ہیں۔

(2)۔اہلِ علم کی ذمہ داریاں

Islam The World Religion

(1)۔اپنا علم مضبوط اور وسیع کریں

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَيَأْتِيْ زَمَانٌ قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهُ ، كَثِيْرٌ خُطَبَاؤُهُ (المعجم الکبیر للطبرانی:3041)۔

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین کو سمجھنے والے کم ہوں گے اور خطیب زیادہ ہوں گے۔

قرآن سے محبت کی جائے اور اس کی تعلیم عام کی جائے۔مضبوط اور ذمہ دارانہ بات کریں۔اپنی محافل کو کنٹرول کریں۔اسلام کو بدنام نہ کریں۔کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اصلاح کے طریقے تلاش کریں۔ہو سکے تو فقیر کی کتاب: اسلام زندہ باد کا مطالعہ فرمائیں۔

قرآن پر خصوصی توجہ دیں۔سنجیدہ اور علمی گفتگو جو مذاق اڑانے کا سبب نہ بنے۔

(2)۔مختلف زبانیں سیکھیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم اسی لیے دیا تھا (ترمذی:2715)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو جمرہ کو بصرہ میں اپنے ترجمان کے طور پر تنخواہ دے کر اپنے پاس رکھا (بخاری:53، مسلم:116)۔

(3)۔اندرونی بیرونی فتنوں پر نظر رکھیں

آج ہمیں ان تمام موضوعات پر توجہ دینے کی اور حکمتِ عملی کے ساتھ جرات کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔انٹرنیٹ کی تباہ کاریوں سے آگاہی اور اپنے نوجوانوں کی راہنمائی کی جائے۔نوجوانوں سے بھی درخواست ہے کہ اپنے علماء سے رابطہ رکھیں اور ہر نئی بات پر فریفتہ نہ ہوں۔اسلام ترقی کر رہا ہے، اہم اسلامی ادارے اور ان کی زبردست تبلیغی سرگرمیاں قابلِ تعریف ہیں۔

ہمارے دور میں یونیورسٹیاں بنانے کا رواج چل نکلا ہے۔یونیورسٹی کو چلانے میں

Islam The World Religion

سخت احتیاط کی ضرورت ہے، بہانے بہانے سے الحاد، فحاشی اور اختلاط داخل ہوسکتا ہے۔ اسلام پھیلانے کے لیے ایک تعلیمی ادارہ بنایا گیا تھا، مگر اب کہنا پڑا کہ: یہ یونیورسٹی ہے، یہاں سب کچھ چلتا ہے۔ لعنت ایسی یونیورسٹی کے شر پر۔

واضح رہے کہ یہ رواج (Trend) ہمارے موجودہ بریلوی مکتبہِ فکر میں زیادہ پایا گیا ہے، جبکہ ہمارے اکابر واسلاف کی تعلیمات ایسی نہیں تھیں۔ رافضیت اور روافض کے ساتھ دوستیاں، تصوف کے نام پر الحاد اور یونیورسٹیوں کا قیام! آخر اس سارے کچھ کے پیچھے کون ہے؟

(4)۔ صحیح تصوف اور سلوک طے کرنے کی ضرورت

اکثر آستانے اور خانقاہیں اس ورثہ سے دور جا چکے ہیں۔ با قاعدہ مختلف قسم کے اذکار اور مراقبے، فنا اور رضا کو سمجھنا اور نفس کی اصلاح کرنا ہر مبلغ کی ضرورت ہے۔ اس سے باطن میں اخلاص پیدا ہوتا ہے اور روح کو حقیقی تسکین ملتی ہے۔

الحاصل

ہماری گفتگو کا خلاصہ تین چیزیں ہیں: (1)۔ الحاد کی اقسام۔ (2)۔ الحاد کے اسباب۔ (3)۔ اہلِ علم کی ذمہ داریاں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

تیسرا باب:

عظمتِ اسلام

Islam The World Religion

پہلا خطاب: خدا کو یاد کر پیارے

(یہ عنوان حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمہ اللہ سے مستفاد ہے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (النمل:٦٢)۔

ترجمہ: کون ہے جو بے بس اور مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے۔ اور کون ہے جو مشکل کو حل کرتا ہے۔

(1)۔ اللہ موجود ہے

دنیا میں ہر انسان کو کسی نہ کسی حد تک قدرت اور اختیار حاصل ہے، ایک انسان دس کلو گرام وزن اٹھا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں، جبکہ دوسرا انسان بیس کلو گرام وزن ٹھا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ تیسرا ایک من وزن ٹھا سکتا ہے۔ چوتھا دو من اٹھا سکتا ہے۔ دنیا میں ایک انسان ایسا بھی ہوگا جو دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ وزن اٹھا سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی بھی کام کر سکنے کی طاقت ہر انسان میں جدا جدا ہے اور ایک آدمی ایسا ہوتا ہے جس میں وہ کام کرنے کی طاقت سب سے زیادہ ہے۔

یہاں ہمیں سوچنا ہوگا کہ اس آخری انسان سے اوپر بھی طاقت اور قدرت کسی کے پاس ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ طاقت اور قدرت کا یہ فرق بتا رہا ہے کہ سب سے اوپر ایک ایسی ہستی ضرور موجود ہے جو جب چاہے جو چاہے کر ڈالے، اسی کو عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ کہتے ہیں، مسلمان اسی کو خدا کہتے ہیں۔

(ب)۔ انسان پر جب کوئی مشکل آتی ہے تو سب سے پہلے خود ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اپنی مشکل کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اپنے سے مسئلہ حل نہ ہو تو اپنے دوست احباب اور وسائل کو بروئے کار لاتا ہے۔ پھر بھی مشکل حل نہ ہو تو اس بے قراری کے عالم میں سوچتا ہے کہ کوئی ہوتا جو میرا مسئلہ حل کرتا۔ انسان کا یہی آخری سہارا اس کا خدا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (النمل:٦٢)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: کون ہے جو بے بس اور مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے۔ اور کون ہے جو مشکل کو حل کرتا ہے۔

(ج)۔انسان کہاں سے آیا؟ کیوں آیا؟ اور واپس کہاں چلا جاتا ہے۔ ان عقلی سوالوں کے جوابات دیتے وقت لوگوں نے طرح طرح کی ٹھوکریں کھائیں۔ دہریہ نے کہا کہ یہ سب زمانے کے اپنے ہیر پھیر ہیں۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾ (الجاثیۃ:24)۔

ترجمہ: ان لوگوں نے کہا کہ ہماری زندگی بس یہی دنیا ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔

ڈارون نے کہا انسان بندر سے انسان بنا۔ ہندوؤں نے کہا: یہ سب تناسخ ہے۔ سائنس دانوں نے (Big Bang) تھیوری پیش کی۔ اکثر مذاہب و ادیان نے خدا کو مانا اور قیامت کے تصور کو تسلیم کیا۔ اسلام سب سے آسان، خوبصورت اور صحیح ترین وضاحت پیش فرماتا ہے کہ تم لوگ اپنے آپ پر ہی غور کرلو:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾ (البقرۃ:28)۔

ترجمہ: تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو، جبکہ تم نہیں تھے تو تمہیں اس نے وجود بخشا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

(2)۔آخر کار اللہ کے سامنے جانا ہے

اللہ کریم فرماتا ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (المومنون:115)۔

ترجمہ: بھلا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کر دیا، اور تمہیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟

Islam The World Religion

اورفرماتا ہے:قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ:155)۔

ترجمہ: (صبر والے) کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اورفرماتا ہے:ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ (النجم :42،41)۔

ترجمہ: پھراس کواس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔اور آخر کار تمہارے پروردگار کے پاس ہی پہنچنا ہے۔

اورفرماتا ہے :هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ (الدھر:3،1)۔

ترجمہ: بیشک !انسان پر ایک ایسا وقت گزر چکا ہے جس میں وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اسے آزمائیں،تو ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اسے ہدایت کا راستہ دکھا دیا ہے،اب خواہ ہدایت کو اختیار کرے یا گمراہی کو۔

اورفرماتا ہے:اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ (القیامۃ:36)۔

ترجمہ: کیاانسان خیال کرتا ہے کہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔

(3)۔وقت پر تیاری کرلو

اللہ کریم فرماتا ہے:وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (المنافقون:10)۔

ترجمہ: اور جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس وقت سے پہلے خرچ کرلو جب تم میں سے کسی کو موت آجائے تو اس وقت کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی تا کہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا؟

IslamTheWorldReligion

حدیث شریف میں ہے کہ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالفَرَاغُ (بخاری:6412)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ مُرسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ ، اِغْتَنِمْ خَمْساً قَبلَ خَمسٍ شَبَابَكَ قَبلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبلَ مَوتِكَ رَوَاهُ الْبَغْوِيُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْحَاكِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (کتاب الزہد:2، شرح السنۃ:4021، مستدرکِ حاکم:8010)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون اودی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو غربت سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

اور فرمایا: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (بخاری:660)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: سات طرح کے آدمی ہوں گے۔ جن کو اللہ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اوّل انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرے وہ نوجوان جو جوانی کی امنگ چھوڑ

Islam The World Religion

کر اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھے دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی اللہ کے لیے محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے برے ارادہ سے بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

در جوانی توبہ کردن شیوہِ پیغمبر یست

(4)۔اللہ کو یاد کرنے کے تین اہم طریقے

تلاوتِ قرآن، نماز پڑھنا اور اللہ اللہ کرنا۔

قرآن بھی ذکر ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل:44)۔

ترجمہ: ہم نے آپ پر ذکر (قرآن) اس لیے اتارا ہے کہ آپ لوگوں پر واضح کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

نماز اور جمعہ کا خطبہ بھی ذکر ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (الجمعۃ:9)

ترجمہ: جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔

اللہ اللہ کرنا بھی ذکر ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (المزمل:8)۔

ترجمہ: تم اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

Islam The World Religion

یہ تینوں چیزیں ایک آیت میں بیان ہوئی ہیں۔

اللہ کریم فرماتا ہے: اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۝۴۵ (العنکبوت: 45)۔

ترجمہ: اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کتاب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو، کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور جو کچھ آپ لوگ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ کا ذکر تمام ذکروں سے بڑا ہے۔ آج کچھ لوگوں نے اللہ کے پیاروں کا ذکر اللہ کے ذکر پر غالب کر دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے پیارے بندوں اور صالحین کے ذکر سے زبردست فائدہ ملتا ہے، مگر ان کے ذکر سے مراد ان کے نام کی تسبیح کرنا نہیں، بلکہ ان کی تعلیمات اور حالات و تجربات سے فائدہ اٹھانا مقصود ہوتا ہے۔ ان کا اس طرح ذکر کرنا مستحب ہے مگر اللہ کا ذکر واجب ہے اور اس کا حکم باقاعدہ طور پر قرآن میں موجود ہے۔ فرمایا: اُذْكُرُوا اللّٰهَ ... فَاذْكُرُوْنِیْٓ ... وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ... ہر وقت ابوبکر ابوبکر یا ہر وقت عمر عمر یا ہر وقت علی علی کرنے کا حکم نہیں بلکہ ہر وقت اللہ کے ذکر کا حکم خود اللہ جل شانہ نے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ: وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ یعنی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

(5)۔ ذکر سے غفلت کے نقصانات

اللہ کے ذکر سے منہ موڑنے کے کئی نقصانات ہیں۔

(الف)۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی (طٰہٰ: 124)۔

ترجمہ: اور جو میری یاد (ذکر و نصیحت) سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

مفسرین نے تنگ معیشت کے دو معانی بتائے ہیں: (1)۔ دنیا میں بے برکت رزق جس سے انسان کا پیٹ نہ بھرے۔ (2)۔ قبر اور آخرت کا عذاب۔

Islam The World Religion

(ب)۔وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (الزخرف:۳۶)۔

ترجمہ: جو اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے ہم اس پر شیطان مسلّط کر دیتے ہیں پھر وہ اسے مشورے دیتا ہے۔

(د)۔هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ (الشعراء:221،222)۔

ترجمہ: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ ہر جھوٹے گناہ گار پر اترتے ہیں۔

(ج)۔وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا (الانعام:112)۔

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے شیطانوں، انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا، وہ دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کے دل میں سجائی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے تھے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: شیطان کی واردات روافض کے امامیہ فرقے میں سب سے زیادہ ظاہر ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں شیاطین نے اہل بیت کی محبت کا بہانہ خوب داخل کیا اور ان کے دماغوں میں یہ بات ڈالی کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا افضل ترین طریقہ ان کی اہل بیت سے خود ساختہ محبت ہے۔ اس بنیاد پر شیطان نے انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک فرقے نے صحابہ کو گالیاں دیں اور کہا کہ انہوں نے اہل بیت کا حق مارا اور انہیں خلافت کے منصب سے محروم رکھا۔ دوسرے فرقے نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جبریل پر، اور اللہ پر اعتراض کیا کہ انہوں نے اہل بیت کی خلافت پر نص وارد نہیں کی (فتوحات جلد 2 صفحہ 24)۔

(6)۔انسانی تخلیق کا مقصد، قرآن اور تصوف کا موضوع

(الف)۔انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت و معرفت ہے۔

اللہ کریم کا ارشادِ عالی ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات:۵۶)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

(ب)۔قرآن کا موضوع توحید ہے۔فرمایا: هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝۵۲ (ابراہیم:۵۲)۔

ترجمہ: یہ قرآن لوگوں کے لیے انتہاء درجہ کی راہنمائی ہے اور اس کے نازل کیے جانے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو جوابدہی سے ڈرایا جائے اور تاکہ لوگ جان لیں کہ ایک اللہ ہی معبود ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

(ج)۔تصوف کا موضوع بھی توحید ہے۔اسی لیے حضرت مجاہد تابعی رحمہ اللہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لِيَعْبُدُونِ کا معنی ہے لِيَعْرِفُونِ تاکہ میری معرفت حاصل کریں (قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۵۰)۔

کثرت سے عبادت، کثرت سے تلاوت اور کثرت سے ذکر ہی معرفت کا آسان راستہ ہے۔حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذکر، فکر، تلاوت، نفل، اَدعیہ میں مستغرق رہے، کثرتِ اذکار کی برکت سے عنایتِ ازلی خود بخود کشش کرے گی اور خودی سے نکال کر فنا کی سرحد پر لے جائے گی (کشکول کلیمی صفحہ 88)۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: اَلذِّكْرُ مَنْشُورُ الْوِلَايَةِ یعنی ذکر ولایت کا منشور ہے (الانوار القدسیہ صفحہ 21)۔

حدیث شریف میں ہے کہ: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ (مسلم:373)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللهِ (ترمذی:۳۳۷۵، ابن ماجہ:۳۷۹۳)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے احکام بہت سارے ہیں۔آپ مجھے مختصر سی بات بتادیں جس پر عمل کروں۔فرمایا تیری

Islam The World Religion

زبان پر ہر وقت اللہ کا ذکر جاری رہنا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: اُذْکُرُوا اللّٰہَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ یعنی اللہ کا ذکر اس طرح کرو حتیٰ کہ لوگ تمہیں پاگل کہیں (مسند احمد: ۱۱۶۵۹)۔

ہماری اس گفتگو کا خلاصہ چھ چیزیں ہیں

(1)۔ اللہ موجود ہے۔

(2)۔ آخر کار اللہ کے سامنے جانا ہے۔

(3)۔ وقت پر تیاری کرلو۔

(4)۔ اللہ کو یاد کرنے کے تین اہم طریقے۔

(5)۔ ذکر سے غفلت کے نقصانات۔

(6)۔ انسانی تخلیق کا مقصد اللہ کی معرفت ہے، قرآن کا موضوع توحید ہے، تصوف کا موضوع توحید ہے اور کثرتِ ذکر وصل کا بہترین ذریعہ ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: انسان کی تخلیق کا مقصد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:56)۔

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اس آیت میں تین اہم نکات

(1)۔ خَلَقْتُ: لفظ خَلَق: میں حدوثِ عالم کی طرف اشارہ ہے۔ تُ کی ضمیر میں خالق کے وجود اور عقیدۂ توحید کی طرف اشارہ ہے۔ حدوثِ عالم اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر قرآن مجید میں مفصل دلائل موجود ہیں۔

(2)۔ اِلَّا: اس لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اللہ ہی کی خاطر کرنی چاہیے، اسی کا نام اخلاص ہے۔ اگلے لفظ لِيَعْبُدُوْنِ میں نون کے نیچے زیر لگانے کا مقصد بھی یہی ہے، یہ دراصل لِيَعْبُدُوْنِيْ تھا یعنی خالص میری عبادت کریں۔

(3)۔ لِيَعْبُدُوْنِ: تاکہ میری عبادت کریں۔ معرفتِ الٰہی کے بغیر عبادت ممکن نہیں، یا پھر انسان اللہ کی عبادت کرے گا تو اس سے اگلے درجے کی معرفت حاصل ہوگی۔ نیز عبدیت ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عبد ہے۔ تمام رسولوں نے عبدیت کو پسند کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بادشاہت کی بجائے عبدیت کا انتخاب فرمایا ہے۔ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں رسالت سے پہلے عبدیت کو بیان کیا گیا ہے۔

خواہش پرستی انسان کی دشمن

اللہ کریم کا فرمان ہے: أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهٗ هَوَاهُ (الجاثیۃ:23)۔

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنے خواہش کو اپنا معبود بنالیا۔

اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جنہوں نے اللہ کی اطاعت کی بجائے اپنی خواہشات کی پیروی کی اللہ کریم نے خواہشات کی پیروی کو خواہشات کی عبادت قرار دیا ہے۔

Islam The World Religion

خواہشات کی پیروی کرنے والے لوگ تین قسم کے ہیں:

اول ملحدین: جو اللہ کو نہیں مانتے، رسولوں کو نہیں مانتے۔ آسمانی کتابوں کو نہیں مانتے، قیامت کو نہیں مانتے بلکہ صرف اپنی مرضی کو مانتے ہیں۔ اسی مرضی کو قرآن نے خواہشات کی عبادت قرار دیا ہے۔ ان لوگوں کے حق میں قرآن کا یہ لفظ نہایت کرارا ہے۔

یہاں کسی انسان کی مرضی نہیں چل رہی، نہ کوئی مرضی سے پیدا ہوتا ہے، نہ مرضی کے والدین کے گھر جنم لیتا ہے، نہ مرضی کی شکل وصورت پاتا ہے اور نہ مرضی کی معیشت میسر آتی ہے، حتیٰ کہ مرضی کی موت تک نصیب نہیں ہوتی۔ مرضی کی موت کا صرف ایک ہی طریقہ ہے: خودکشی۔ وہ بھی شاید کامیاب ہو یا نہ ہو۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو مسلمان ہونے کے باوجود قرآن وسنت اور اجماع کے خلاف اپنی خواہشات اور ذوق پر چلتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے عقیدے پر عقیدت کو غالب کر رکھا ہے۔ ان میں اکثریت مخالفینِ صحابہ کی ہے اور جاہل خطیبوں کی ہے۔ یہ لوگ اکثر کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں اس طرح لکھا ہے مگر میرا ذوق یوں کہتا ہے۔ حدیث تو اس طرح ہے مگر میری محبت کا تقاضا یوں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى تَكُوْنَ هَوَاهُ مُتَّبِعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی تعلیمات کے مطابق نہ ہوجائیں (شرح السنۃ:104)۔

تیسرے وہ صوفی جو اپنے نفس کی خواہشات کو نہیں چھوڑتے اور اک نگاہِ کرم کے منتظر رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ (ترمذی:2459)۔

ترجمہ: سمجھدار وہ ہے جس نے اپنے نفس کو جھکایا اور موت کے بعد کے لیے عمل کیا اور نادان وہ ہے جس نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی اور اللہ سے امید رکھی۔

ان سارے لوگوں کے بارے میں قرآن کا بیان کردہ اصول سن لیجیے!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ

Islam The World Religion

الْمَأْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى (النازعات:37 تا41)۔

ترجمہ: جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اپنے رب کے سامنے جواب دہی سے ڈرا اور اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا تو اسکا ٹھکانہ جنت ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: دینِ اسلام کا خلاصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ (سورۃ العصر)۔

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی، بلاشبہ انسان ضرور خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور حق کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

اس سورۃ مقدسہ میں اللہ کریم نے خسارے سے بچنے والے لوگوں کی تین خصوصیات بیان فرمائی ہیں: (1)۔الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یعنی جو لوگ ایمان لائے۔(2)۔وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی جنہوں نے نیک عمل کیے۔(3)۔وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ یعنی جنہوں نے حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی۔

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یعنی ایمان لانے کا تعلق عقائد سے ہے، یعنی: توحید، رسالت، ختمِ نبوت، خلفاء راشدین، علاماتِ قیامت۔وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی نیک اعمال کا تعلق عبادات سے ہے، یعنی: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ۔وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ یعنی حق اور صبر کی وصیت کا تعلق اخلاق سے ہے، یعنی حقوق کی ادائیگی اور اخلاص۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اس سورۃ سے دین کی تعلیمات کے خلاصہ کے طور پر تین چیزیں اخذ فرمائی ہیں:

(1)۔عقائد۔(2)۔عبادات۔(3)۔اخلاق۔

دینِ اسلام کا خلاصہ واقعی یہ تین چیزیں ہیں۔ان تینوں چیزوں کی مختصر وضاحت پیشِ خدمت ہے۔

(1)۔عقائد

ہمارا عقیدہ ہے کہ: اللہ ایک ہے قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔اور اس کے سواء کوئی عبادت کا

Islam The World Religion

حق دار نہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ انسانوں کی تخلیق کا مقصد اسی کی عبادت ہے فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں ہوسکتا اور اس کے برابر بھی کوئی نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ اپنی بے پناہ بلندیوں کے باوجود نہ خدا ہیں، نہ خدا کے بیٹے ہیں اور نہ خدا کے برابر ہیں۔

توحید کے بعد ہمارا عقیدہ نبی مکرم حضرت سیدنا محمد ﷺ کی رسالت کا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ (الفتح:29)۔

آپ ﷺ سب سے افضل نبی ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ یعنی اے نبی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیاء:107)۔ اور آپ ﷺ سب سے آخر نبی ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے (الاحزاب:40)۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَوَّلُ الْاَنْبِيَآءِ آدَمُ وَ آخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ (کتاب الاوائل للطبرانی:13)۔ اسنادہ صحیح

ترجمہ: سب سے پہلے نبی آدم اور سب سے آخری نبی محمد ہیں۔

اللہ کریم نے ایمانیات پر جامع حکم ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (النساء:136)۔

ترجمہ: اور جو کفر کرے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز قیامت کا تو بے شک وہ گمراہ ہو کر حق سے بہت دور جا پڑا۔

ان پانچ چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو بھی اپنے عقائد میں سے نکال دینا کفر ہے۔

نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَىٰ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ، فَقَالَ: يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ ، تَمْشِيْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلُعِ

Kan The World Religion

الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ (فضائل الصحابۃ:135)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا: اے ابودرداء تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے افضل شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

صدیق اکبر کے بعد سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان غنی اور پھر سیدنا علی المرتضیٰ کا نمبر ہے رضی اللہ عنہم۔ ان چاروں کا ذکر بہت سی احادیث میں اکٹھا ملتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللهَ اخْتَارَ اَصْحَابِيْ عَلٰى جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاخْتَارَ لِيْ مِنْهُمْ اَرْبَعَةً اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَعَلِيّاً فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ اَصْحَابِيْ وَفِيْ اَصْحَابِيْ كُلِّهِمْ خَيْرٌ (مجمع الزوائد:16383، الشفاء 2/42)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو چن لیا ہے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اور ان میں سے چار کو میرے لیے چنا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی۔ یہ میرے صحابہ میں سب سے افضل ہیں، اور میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہے۔

اس حدیث میں چاروں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی اور ان کے لیے اربعہ یعنی چار کا لفظ موجود ہے۔

(2)۔عبادات

مسلمان ہونے کے بعد سب سے پہلی عبادت جو مسلمان پر لاگو ہوتی ہے وہ نماز ہے۔ قرآن مجید میں نماز کا حکم اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کے الفاظ کے ساتھ کثرت سے موجود ہے۔ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیاز نماز سے واضح ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّ شَيْءٍ

Islam The World Religion

أَحَبُّ عِنْدَ اللهِ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ: اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ وَالصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ (شعب الایمان للبیہقی:2807)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کو اسلام میں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، جس نے نماز کو ترک کیا اسکا کوئی دین نہیں، اور نماز دین کا ستون ہے۔

عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَتْرُكِي الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ (مسند احمد:27431)۔

ترجمہ: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز جان بوجھ کر مت چھوڑنا۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی۔ اللہ کی ذمہ داری اور اس کے رسول کی ذمہ داری اس سے ہٹ گئی۔

نماز کے بعد زکوٰۃ، روزہ اور حج بھی اسلام کی بنیادی عبادات ہیں۔ ان موضوعات پر مستقل کتابیں درسوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ صرف نماز پر کتاب مُنْيَةُ الْمُصَلِّي ہے۔ صرف نماز اور روزہ پر کتاب مَا لَا بُدَّ مِنْهُ ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔ ان چاروں موضوعات پر درسی کتاب نور الایضاح ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَىٰ خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ الْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری:8، مسلم:14، ترمذی:2609)۔

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی گواہی دینا۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

سرحد میں موضع اکبر پورہ کے قریب ایک بہت بڑے ولی کا مزار ہے جن کا اسم گرامی عبدالوہاب پنجو بابا ہے رحمۃ اللہ علیہ۔ انہیں پنجو بابا اس لیے کہتے تھے کہ وہ ان پانچ چیزوں کی ہمیشہ تبلیغ فرماتے رہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

Islam The World Religion

(3)۔اخلاق

اخلاق ہی تصوف ہے اور یہی روحانیت ہے۔اخلاقیات کے موضوع پر حدیث کی کتابوں میں الگ ابواب موجود ہیں۔اخلاقیات پر مستقل کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں،مثلاً:امام ابن ابی الدنیا متوفی 281 ہجری کی کتاب مکارم الاخلاق،امام طبرانی متوفی 360 ہجری کی کتاب مکارم الاخلاق اور امام بیہقی متوفی 458 ہجری کی کتاب الآداب وغیرہ۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں :بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ(مؤطا امام مالک:8 من کتاب حسن الخلق)۔

ترجمہ: میں حُسن اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

یہی سبق آپ ﷺ نے پوری امت کو دیا ہے ،فرمایا : اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقاً (بخاری:3559،مسلم:6033)۔

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

مہمان نوازی ، میٹھا بول اور ہر معاملے میں نرمی عمومی اخلاقیات کے اہم ترین پہلو ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ (مسلم:2335)۔

ترجمہ: میٹھا بول صدقہ ہے۔

اور فرمایا: مَدَارَاةُ النَّاسِ صَدَقَةٌ (صحیح ابن حبان:471)۔

ترجمہ: لوگوں کی دل جوئی صدقہ ہے۔

لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ صرف دوستوں میں با اخلاق ہونا اور بوتلیں پلانا سستی اخلاقیات ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ اِيمَاناً اَحْسَنَهُمْ خُلُقاً وَاَلْطَفَهُمْ بِاَهْلِهِ(ترمذی:2612)۔

ترجمہ: مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے سب سے زیادہ نرم دل ہے۔

اخلاق کے تین اہم پہلو ہیں:(ا)۔مومن کے بارے میں اچھا گمان رکھنا۔(ب)۔

Islam The World Religion

زبان پر قابو رکھنا۔(ج)۔ہاتھ پر قابو رکھنا۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (الحجرات:12)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ یعنی بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے (بخاری:6066، مسلم:2536)۔

اور فرمایا: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ یعنی مسلمان وہ ہے جس نے مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رکھا (بخاری:11، مسلم:162)۔

فقیر کی گفتگو کا خلاصہ تین چیزیں ہیں: عقائد کی اصلاح، عبادات کی پابندی اور اچھے اخلاق۔یہی دین کا خلاصہ ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: دین کے تین مختلف شعبے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (البقرۃ:208)۔

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

دینِ اسلام کے تین اہم شعبے ہیں، ان میں سے ہر شعبے کو سمجھنے اور عمل میں لانے سے ہی مکمل طور پر دین میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ دین کے وہ تین شعبے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔ سیاسی شعبہ۔ (۲)۔ علمی شعبہ۔ (۳)۔ روحانی شعبہ۔

ان تینوں شعبوں پر ان شاء اللہ مفصل گفتگو ہوگی:

(1)۔ سیاسی شعبہ

اللہ کریم جل شانہ کا ارشادِ گرامی ہے: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء:٦٥)۔

ترجمہ: نہیں! تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات میں آپکا ہر فیصلہ نہ مان لیں، پھر اپنے دلوں میں آپکے فیصلے پر معمولی شک بھی نہ رکھیں اور اس طرح مان لیں جس طرح ماننے کا حق ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ کریم جل شانہ فرماتا ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (النساء:۵۸)۔

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت کے حقداروں کو ادا کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے، بے شک اللہ بہت سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

یہ آیت قرآن مجید کی اہم ترین آیات میں شمار ہوتی ہے اس میں اسلام کے سیاسی نظام کا مکمل ڈھانچہ اور خدوخال مذکور ہیں۔

Islam The World Religion

اِنَّ حرفِ تاکید ہے، اسکا معنی ہے بے شک۔ تاکید کرتے ہوئے بات شروع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آئندہ بیان ہونے والے حکم کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں بٹھا دی جائے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ (بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے) یَاۡمُرُ کا لفظ امر سے بنا ہے۔ امر کا معنی ہے حکم دینا۔ اسی سے اِمَارَۃ بنا ہے یعنی حکمرانی۔ حدیث کی کتابوں میں سیاست کے ابواب کو اَبۡوَابُ الۡاِمَارَۃِ کہا جاتا ہے۔ متحدہ عرب امارات میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس آیت میں یَاۡمُرُکُمۡ سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی امر اور اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ہے۔ اور اس سے اگلی آیت کے الفاظ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ سے معلوم ہوتا ہے کہ کلی اختیارات عطا کیے جانے کی وجہ سے اقتدارِ اعلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی ہے۔

گویا یوں کہنا چاہیے کہ اقتدارِ اعلیٰ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔ اسی یَاۡمُرُکُمۡ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امارت اور سیاست کے احکام اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمائے ہیں۔ اب جو شخص بھی ان احکام کی بجائے کوئی دوسرا نظام رائج کرے گا، وہ اللہ اور رسول کی امارت کے مقابلے پر اپنی ذاتی آمریت کا دعویدار ہوگا۔ خواہ وہ کسی جرنیل کی طرح شخصی طور پر آمر ہو یا جمہوریت کے نام سے متعدد اشخاص کو اپنی آمریت میں حصہ دار بنالے۔ امر کے لفظ میں یہ ساری باتیں پوشیدہ ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ امر کی جگہ کوئی دوسرا لفظ بھی استعمال فرما سکتا تھا۔ جیسا کہ دوسری عبادات اور احکام فرض کرنے کے لیے اسکا طریقہ ہے۔ مثلاً کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ، تم پر روزے فرض کر دیے گئے۔ کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ تم پر جہاد فرض کر دیا وغیرہ۔ یہاں بھی فرما سکتا تھا کہ: کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمَانَاتِ اِلٰی اَھۡلِھَا لیکن یہاں اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ فرما کر انسانی آمریت کی نفی کرنا مقصود تھا اور شرعی امارت کی تاکید منظور تھی۔

اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمَانَاتِ اِلٰی اَھۡلِھَا (کہ امانتیں ان کے اہلوں کے سپرد کرو) ان الفاظ میں امانت سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِذَا ضُیِّعَتِ الۡاَمَانَۃُ فَانۡتَظِرِ السَّاعَۃَ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ صحابی کو امانت کے ضائع ہونے کی سمجھ نہ آئی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ امانت

Islam The World Religion

کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَىٰ غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ یعنی جب امارت نااہلوں کے سپرد کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا (بخاری:۵۹)۔

عورت کی حکمرانی کے بارے میں فرمایا: وَإِذَا كَانَتْ أُمَرَآءُ كُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَآءُ كُمْ بُخَلَآءَ كُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَىٰ نِسَآءِ كُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا یعنی جب تمہارے امراء شرارتی ہوں اور تمہارے غنی لوگ بخیل ہوں اور عورتیں تمہاری حکمران ہوں تو تمہارے لیے زندہ رہنے کی بجائے مرجانا بہتر ہے (ترمذی:۲۲۶۶)۔

واضح ہوگیا کہ بہترین حکمران کا انتخاب اور ووٹ کا صحیح استعمال اہل اسلام پر لازم ہے اور یہ اس امانت کی پہلی شق ہے جسے اللہ کریم نے سورۃ النساء میں بیان فرمایا ہے۔ امانت کی ادائیگی کے دوسرے بے شمار پہلو ہیں مثلاً:

(۱)۔حکمرانوں کا اپنی رعایا کے حقوق ادا کرنا۔ (۲)۔رعایا کا اپنے حکمرانوں کے حقوق ادا کرنا۔ (۳)۔عام امانتوں کی ادائیگی۔ (۴)۔ہر شخص کی رعایا کا ہونا اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جانا۔ (۵)۔صوفیا کا اپنی ذات کو خدا کی امانت سمجھتے ہوئے اسے اللہ کے سپرد کر کے اپنی نفی کرنا وغیرہ۔لیکن یہ ساری تفصیلات اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔

اسلامی سیاست سنتِ انبیاء ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَانَتْ بَنُوإِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَآءُ یعنی بنی اسرائیل میں سیاست کا کام انبیاء کرتے تھے۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہوجاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا تھا، مگر اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے (مسلم :۴۷۷۳، بخاری:۳۴۵۵، ابن ماجہ:۲۸۷۱)۔

الغرض اسلامی حکومت کا قیام مندرجہ ذیل وجوہ سے ضروری ہے۔

(۱)۔ انسانی فلاح کیلیے انسان کا اپنا بنایا ہوا نظام نہیں بلکہ خدا کا دیا ہوا نظام ضروری ہے۔

(۲)۔ اسلامی حکومت کا قیام غیر مسلموں کو اسلام کی موثر تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(۳)۔ ملک میں شرعی احکام اور قوانین کا نفاذ، اسلامی حکومت کے قیام پر موقوف ہے۔

Islam The World Religion

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ یعنی جنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ لوگ کافر ہیں (المائدۃ: ۴۴)، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنی جنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ لوگ ظالم ہیں (المائدہ: ۴۵)، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یعنی جنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ لوگ فاسق ہیں (المائدۃ: ۴۷)۔

ملک کے اندر عوام کی فلاح و بہبود پر توجہ دینا، اسلامی نظام کا نفاذ، حدود و تعزیرات کا اجراء اور بین الاقوامی سطح پر سفارتی تعلقات، تجارت اور جہاد وغیرہ سب حکومت کی ذمہ داریاں ہیں۔ حکومت کو عوامی اصلاح کی خاطر ڈنڈا استعمال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

(2)۔ علمی شعبہ

قرآن وسنت کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کے مطابق اسلامی قانون کو مرتب کرنا اور جدید مسائل کا حل پیش کرنا، حکومت کو علمی راہنمائی فراہم کرنا، عوام الناس کو تعلیم دینا اور مزید ذمہ دار علماء تیار کرنا داری ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے تقریر، تدریس اور تحریر تینوں طریقوں سے اپنی امت کی تربیت فرمائی ہے۔

وعظ اور تقریر کے ذریعے تبلیغ

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم فرمایا: ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجیے، حکمت کے ذریعے اور اچھے وعظوں کے ذریعے اور ان سے احسن طریقے سے بحث کیجیے (النحل: ۱۲۵)۔

نبوت کے ابتدائی ایام میں آپ ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ یعنی اے حبیب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے (الشعراء: ۲۱۴)۔ تو آپ ﷺ نے تمام قریش کو جمع کر کے خطاب فرمایا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا

Islam The World Religion

أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا (بخاری: ۲۷۵۳)۔

ترجمہ: اے قریش کے گروہ تم لوگ اپنے ذمہ دار خود ہو، اللہ کے سامنے میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں، اے بنی عبد مناف اللہ کے سامنے میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں، اے عباس بن عبد المطلب اللہ کے سامنے میں آپ کا ذمہ دار نہیں ہوں، اور اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ اللہ کے سامنے میں آپ کا ذمہ دار نہیں ہوں، اور اے محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ مجھ سے میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو مگر اللہ کے سامنے میں آپ کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

ایک دن آپ ﷺ نے طویل ترین خطاب فرمایا جس کی طوالت دنیا میں ایک ریکارڈ ہے:

عَنْ عَمْرِو بنِ الاَخْطَبِ الاَنْصَارِی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الفَجْرَ وَصَعِدَ المِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا، حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ المِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ العَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ المِنْبَرَ فَخَطَبَنَا، حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا (مسلم: ۷۲۶۷)۔

ترجمہ: حضرت عمرو ابنِ اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے، ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا، آپ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، پس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا۔

Islam The World Religion

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار خطابات میں خطبہ حجۃ الوداع کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور اس خطبے کی عظمت کو غیر مسلم بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع ملاحظہ کیجیے!

اِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا ، اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ ، وَدِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ ، وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ (كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ) ، وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ ، فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ ، فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ ، كِتَابَ اللّٰهِ ، وَاَنْتُمْ تُسْأَلُوْنَ عَنِّيْ ، فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ ؟ قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ ، فَقَالَ بِاُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ، (وَفِي رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ)

(مسلم: ۲۹۵۰، ابوداؤد: ۱۹۰۵، ابن ماجہ: ۳۰۷۴، سنن الدارمی: ۱۸۵۶)۔

ترجمہ: تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام ہیں آج کے دن کی حرمت کی طرح اس مہینے میں اور اس شہر میں۔ آج جہالت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ زمانۂ جہالت کی دشمنیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ زمانہ جاہلیت کے تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں عباس ابن مطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔ عورتوں کے بارے میں میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ نے انہیں تمہاری پناہ میں دیا ہے اور اپنے کلام کے ذریعے ان کی شرم گاہیں تمہارے لیے حلال کی ہیں۔ عورتوں پر تمہارا

Islam The World Religion

حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ سُلائیں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو انہیں ضرورت کے مطابق محتاط سزا دو۔ اور عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھے طریقے سے کھانا اور لباس دو۔ میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ قیامت کے دن اللہ تم سے میرے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟ سب نے جواب دیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک احکام پہنچا دیے، تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور بھلائی کی انتہا کر دی۔ آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، اسی انگلی سے لوگوں کی طرف بھی اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔ اے لوگو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اور ایک دوسرے کی گردن مت مارنے لگنا۔ بتاؤ، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں جو غیر حاضر ہیں۔ کتنے ہی سننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ سنی ہوئی بات آگے بتاتے ہیں تو اگلا ان سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔

تدریس کے ذریعے تبلیغ

خطابات اور تقاریر کے بعد تدریسی طریقہ تعلیم کی باری آتی ہے۔ حبیب کریم ﷺ نے اجتماعی اور انفرادی طور پر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر محنت فرمائی۔ قرآن مجید کی تعلیم دینا آپ ﷺ کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سرفہرست شامل ہے۔

اللہ کریم جل شانہ فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴿۲﴾ یعنی وہی ہے جس نے امّی لوگوں میں انہی میں سے عظمت والے رسول کو بھیجا وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں اور بے شک وہ لوگ ایمان لانے سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے (الجمعہ: ۲)۔

مندرجہ ذیل احادیث میں تدریس کا ذکر ہے:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسَیْنِ

Islam The World Religion

فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ وَالْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (ابن ماجہ:۲۲۹،سنن الدارمی:۳۴۹)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا یہ دونوں اچھا کام کر رہے ہیں، ان میں سے ایک محفل دوسری محفل سے اچھی ہے، ایک محفل والے اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اسکی طرف رغبت رکھتے ہیں مگر اللہ کی مرضی ہو تو انہیں عطاء کر دے اور اسکی مرضی ہو تو عطاء نہ کرے، جبکہ دوسری محفل والے فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں اور جاہلوں کو سکھا رہے ہیں، اس محفل والے افضل ہیں، میں معلم بنا کر ہی بھیجا گیا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس محفل والوں کے پاس بیٹھ گئے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ (مسلم:۸۹۷، بخاری:۸۳۱، ابوداؤد:۹۶۸، ترمذی:۱۱۰۵، نسائی:۱۱۶۳)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشہد اس طرح سکھایا جس طرح قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ (بخاری:۶۳۸۲، ترمذی:۴۸۰، ابوداؤد:۱۵۳۸، نسائی:۳۲۵۳)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہم کاموں کے لیے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ

Learn The World Religion

وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری:۲۸۲۲)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ حضرت سعد یہ دعا اپنے بیٹوں کو اسطرح سکھایا کرتے تھے جس طرح استاد اپنے شاگردوں کو کتابت کی تعلیم دیتا ہے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ذریعے نماز کے بعد اللہ کی پناہ مانگتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلاَتِي قَالَ: قُلْ: اللهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ (بخاری:۸۳۴)۔

ترجمہ: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی دعا سکھایئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

سوالات کرنے کی اجازت دینا اور پھر ان سوالوں کے جوابات دینا بھی نہایت اہم طریقہ تعلیم ہے۔

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُورًا عِظَامًا ، ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْئَالَ عَنْ شَيءٍ فَلْيَسْئَلْ عَنْهُ فَوَاللهِ لَا تَسْئَلُوْنِي عَنْ شَيءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا قَالَ اَنَسٌ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَآءَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِي، قَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْنَ مَدْخَلِيْ

يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ النَّارُ ، فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ ، فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَارَسُوْلَ اللهِ ، قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ، قَالَ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِي سَلُوْنِي ، قَالَ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ، قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّيْ ، فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (بخاری: ۷۲۹۴، مسلم: ۶۱۲۱)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے وقت نکلے اور ظہر ادا فرمائی، جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہو گئے، پھر قیامت کا ذکر فرمایا اور بیان فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے معاملات ہوں گے۔ پھر فرمایا جو شخص کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھ سکتا ہے۔ اللہ کی قسم تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے، میں جب تک اپنی اس جگہ پر کھڑا ہوں، جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ کثرت سے رونے لگے اور رسول اللہ ﷺ بار بار فرمائے جا رہے تھے کہ مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا جہنم۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر آپ ﷺ کثرت سے فرماتے رہے، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں، اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ جب حضرت عمر نے یہ بات عرض کی تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھا، قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے ابھی ابھی جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو اس احاطے کے اندر میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئیں، آج کی طرح میں نے کبھی خیر اور شر نہیں دیکھے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

Islam The World Religion

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَ نِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مُوْلَی الْمَوَالِیْ

تحریر کے ذریعے تبلیغ

تدریس کے بعد تحریری طریقہ تعلیم کا نمبر آتا ہے۔ محبوب کریم ﷺ پر جب بھی کوئی سورت یا آیت نازل ہوتی تھی تو آپ اسے اپنے کاتب کے ذریعے فوراً لکھواتے تھے مثلاً: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: {لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ} [النساء: 95] دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا، فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا (بخاری:۲۸۳۱)۔

ترجمہ: حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قرآن کی آیت {لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ} نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کتابت کے لیے بلایا تو وہ اونٹ کے کندھے کی چوڑی ہڈی لے کر آ گئے اور اس آیت کو لکھا۔

عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا (بخاری:۲۸۳۳)۔

ترجمہ: حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھی اور میں نے اسے پڑھا، اس میں لکھا تھا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جہاد کرو تو ثابت قدم رہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ (بخاری: ۱۱۲)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ شریف کی حرمت کے بارے میں مکمل خطاب فرمایا، بعد میں یمن کے ایک آدمی (ابوشاہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خطبہ مجھے لکھ دیں، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس آدمی کو لکھ کر دے دو۔

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا إِلَّا كِتَابُ اللهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (بخاری: ۱۱۱)۔

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کچھ لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: صرف کتاب اللہ ہے یا وہ فہم ہے جو ہر مسلمان شخص کو دی گئی ہے یا جو کچھ اس صحیفہ میں لکھا ہوا ہے، میں نے پوچھا: اس صحیفہ میں کیا لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: دیت کے احکام لکھے ہوئے ہیں اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکام لکھے ہوئے ہیں اور یہ لکھا ہوا ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے ارشادات کو لکھ لیتے تھے۔

عَنْ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ (بخاری: ۱۱۳)۔

ترجمہ: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی نے بھی مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہیں کیں، سوائے عبداللہ بن عمرو کے، وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں زبانی یاد کر لیتا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ

Islam The World Religion

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ، فَقَالَ: اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ (ابوداؤد:۳۶۴۶، دارمی:۴۸۸)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز سن کر لکھ لیتا تھا۔ میرا ارادہ زبانی یاد کرنے کا ہوتا تھا۔ قریش کے کچھ بزرگوں نے مجھے منع فرمایا۔ کہنے لگے تم جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو ہر چیز لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، آپ ناراضگی اور رضا کی حالت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ میں لکھنے سے باز آ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے دھن مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: لکھا کر، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس میں سے حق کے سواء کچھ نہیں نکلتا۔

آپ ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے مثلاً آپ ﷺ نے قیصرِ روم کے نام یہ خط لکھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ ، أَسْلِمْ تَسْلِمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيسِيِّينَ وَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللهِ فَإِنْ تَوَلَّوا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (مسلم:۴۶۰۷، بخاری:۲۹۴۱، ترمذی:۲۷۱۷)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی طرف سے ہرقل بادشاہِ روم کی طرف۔

Islam The World Religion

سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کو قبول کیا۔ اس کے بعد، میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے۔ اسلام لے آؤ گے تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر منہ پھیرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمے ہوگا اور اے اہلِ کتاب! اس کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سواء کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سواء رب بنائے۔ پھر اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو کہو کہ ہمارے مسلمان ہونے پر گواہ رہو۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر آیت علماء کا کام زبان سے تبلیغ کرنا ہے۔ حبیب کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْعَالِمُ یَعِظُ بِالْعِلْمِ وَالْاَدَبِ وَالْجَاهِلُ یَعِظُ بِالضَّرْبِ وَالْغَضَبِ یعنی عالم علم و ادب سے وعظ کرتا ہے اور جاہل آدمی مار پیٹ اور سخت کلامی سے کام لیتا ہے (سر الاسرار: ۸۴)۔

(3)۔ روحانی شعبہ

لوگوں کی نیت کو درست کرنا، اعمال میں اخلاص پیدا کرنا اور اخلاق کو درست کرنا صوفیاء کی ذمہ داری ہے اور اس حد تک روحانی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے: وَمَا أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَآءَ یعنی ان لوگوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کریں صرف اسی کے لیے اپنے دین کو خالص کر کے بالکل اسی کی طرف متوجہ ہو کر (البینۃ: ۵)۔

حدیث پاک میں ہے کہ اعمال کا دارومدار ہی نیت پر ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری: ۱، مسلم: ۴۹۲۷)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: میری بعثت کا مقصد ہی اخلاق کو اپنی انتہا تک پہنچانا ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (مؤطا امام مالک حدیث: ۸ من کتاب حسن الخلق)۔ ان ساری باتوں کا تعلق نفس کی اصلاح سے ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى یعنی بلا شبہ وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا (الاعلیٰ: ۱۴)۔

Islam The World Religion

روحانی طریقہ تبلیغ کا تعلق نگاہ اور توجہ سے ہے۔محبوب کریم ﷺ کے ان گنت معجزات اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کی کرامات اسی شعبے سے متعلق ہیں۔

اسلام کی پہلی روحانی درس گاہ: صفہ

روحانی تبلیغ کے لیے حضور کریم ﷺ نے صفہ نامی چبوترے کا انتخاب فرمایا جہاں مختلف اوقات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مختلف تعداد قیام پذیر رہی۔قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں اصحابِ صفہ کا ذکر اور ان کے حالات تفصیل سے مذکور ہیں۔اس کتاب کے صفحہ ۳۰ پر اصحابِ صفہ کی مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔

رب راضی تو سب راضی

انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور قرآن کے نزول کا مقصد بھی توحیدِ خداوندی سے آشنا کرنا ہے (ابراہیم: ۵۲ کا حاصل)۔اور حدیث پاک میں ہے کہ: مَنْ اَصْلَحَ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ اَصْلَحَ اللّٰہُ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ النَّاسِ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق درست کرلیا، اللہ تعالیٰ مخلوق کیساتھ بھی اس کا تعلق درست کردے گا (کنز العمال: ۴۳۱۶۶)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تصوف دین کے تمام شعبوں پر حاوی اور غالب ہے، اس لیے کہ جس کی لائن اللہ تعالیٰ کے ساتھ سیدھی ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے دوسرے تمام معاملات کو درست فرمادیتا ہے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ بِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃً، فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُہُ الشُّعَبَ کُلَّھَا، لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ بِأَیِّ وَادٍ أَھْلَکَہُ، وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ التَّشَعُّبَ (ابن ماجہ: ۴۱۶۶)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آدم کے بیٹے کے دل میں ہر وادی کی ایک گھاٹی موجود ہوتی ہے، جس کا نفس ان تمام گھاٹیوں کے پیچھے چلتا رہے تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں خواہ کسی بھی وادی میں اسے ہلاک کردے، اور جو شخص اللہ

Islam The World Religion

پر توکل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ تمام گھاٹیوں کے معاملے میں اس کی کفایت فرماتا ہے۔

کتبِ حدیث میں بھی مندرجہ ذیل ابواب خالصتاً تصوف ہی سے متعلق ہیں۔

بَابُ الْحُبِّ فِي اللهِ ، كِتَابُ الرِّقَاقِ ، كِتَابُ الْاَخْلَاقِ ، بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، ذِكْرُ اللهِ وَالتَّقَرُّبُ اِلَيْهِ ، بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ ، بَابُ الصَّبْرِ وَالتَّوَكُّلِ ، بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ، بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ ، بَابُ الْكَرَامَاتِ ، بَابُ الْمُعْجِزَاتِ۔

حکومت ڈنڈے سے اصلاح کرتی ہے، اس کی مثال ایسے ہے جیسے بادام کا بیرونی سخت خول۔ علماء زبان اور تحریر سے اصلاح کرتے ہیں، اس کی مثال ایسے ہے جیسے بادام کے مغز کے اوپر والا سرخ چھلکا۔ صوفیاء نگاہ سے اصلاح کرتے ہیں، تصوف کی مثال ایسے ہے جیسے بادام کا سفید مغز۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

چوتھا باب:

علم اور تعلیم

Islam The World Religion

پہلا خطاب: عالم بن جا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أُغْدُ عَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا، أَوْ مُسْتَمِعًا، أَوْ مُحِبًّا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ (المعجم الاوسط للطبرانی:5171، مجمع الزوائد:495)۔

ترجمہ: عالم بن جا یا عالم کا شاگرد بن جا، یا ان کو سننے والا بن جا، یا ان کا حب دار بن جا، اور پانچویں چیز نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

اس حدیث شریف کے پانچ حصے ہیں:

(1)۔ عالم بن جا

اللہ کریم فرماتا ہے: وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (العنکبوت:43)۔

ترجمہ: اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے پیش کرتے ہیں اور ان باتوں کو عالموں کے سواء کوئی نہیں سمجھتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ كَثِيرِ بنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي الدَّرداۤءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاۤءَهٗ رَجُلٌ ، فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاۤءِ اِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ ، قَالَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْماً اَسْلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيقًا مِن طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ ، وَاِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانِ فِي جَوفِ الْمَاۤءِ ، وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ ، وَاِنَّ الْعُلَمَاۤءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاۤءِ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (ابوداؤد:۳۶۴۱، ترمذی:۲۶۸۲)۔

Islam the World Religion

ترجمہ: حضرت کثیر ابن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ کہنے لگا اے ابو درداء میں آپکے پاس مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں۔ میں نے سنا ہے آپ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ میں کسی اور کام سے نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس نے علم حاصل کرنے کے لیے سفر کیا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلائے گا۔ اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور بے شک آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اور پانی کے اندر مچھلیاں عالم کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔ اور بے شک علماء، انبیاء کے وارث ہیں وہ دینار اور درہم کے وارث نہیں ہوتے بلکہ علم کے وارث ہوتے ہیں۔ جس نے اسے حاصل کرلیا اسے وافر حصہ نصیب ہوا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ا فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (ترمذی:۲۶۸۱، ابن ماجہ:۲۲۲)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔

شرعی طور پر تین چیزیں علم کہلاتی ہیں؛ عَنْ عَبْدِ اللهِ بن عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ ، اٰيَةٌ مُحْكَمَةٌ، اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ ، اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ، وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ (ابوداؤد:۲۸۸۵، ابن ماجہ:۵۴)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم تین چیزیں ہیں۔ محکم آیات یا قائم شدہ سنت یا عدل والا فریضہ۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے فاضل ہے۔

عالم بن جانے کے لیے کتنا علم ضروری ہے، حدیث سنیے! عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَخَذَ السَّبْعَ الْأُوَلَ فَهُوَ حَبْرٌ (مسند احمد:24443)۔

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے پہلی سات سورتیں سیکھ لیں، وہ عالم ہے۔

Islam The World Religion

(2)۔ یا عالم کا شاگرد بن جا

تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے شاگرد تیار کیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو آج بھی ان کا شاگرد کہا جاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی شاگرد تیار کیے جنہیں اصطلاح میں صحابی کہا جاتا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (بقرۃ: 129)۔ حضرت جبریل سے تمام صحابہ کرام نے علم سیکھا: هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُم (بخاری: 50)۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَ سَلْمَانُ لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا بَقِيَ الأَوَّلُ حَتَّى يَتَعَلَّمَ الآخِرُ فَإِذَا هَلَكَ الأَوَّلُ قَبْلَ أَنْ يَتَعَلَّمَ الآخِرُ هَلَكَ النَّاسُ (سنن الدارمی: ۲۵۵)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان نے فرمایا: لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک پہلا عالم موجود ہے حتی کہ وہ اپنے بعد کوئی دوسرا آدمی تیار کر جائے، جب پہلا شخص دوسرے کو تیار کیے بغیر مر گیا تو لوگ ہلاک ہونے لگیں گے۔

عَنِ الأَحْنَفِ قَالَ قَالَ عُمَرُ تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا (بخاری کتاب العلم باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ ترجمۃ الباب، سنن الدارمی: ۲۵۶)۔

ترجمہ: حضرت احنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دین کی سمجھ حاصل کرو، اس سے پہلے کہ تمہیں لیڈر بنا دیا جائے۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن اندلسی متوفیٰ 276ھ رحمہ اللہ تعالیٰ بیس سال کی عمر میں امام احمد بن حنبل سے علم سیکھنے کے لیے بغداد گئے۔ اُن دنوں میں امام احمد بن حنبل اپنے گھر میں نظر بند تھے، ان پر حکومت کی طرف سے پابندی تھی کہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ یہ سن کر طالبعلم کو سخت دکھ ہوا۔ اپنا سامان کسی سرائے میں رکھا اور بڑی مسجد میں گئے تا کہ لوگوں سے کوئی نئی تازی سنیں، مسجد میں ایک حلقہ تھا جس میں ایک علمی شخصیت تشریف فرما تھی، اپنے قریب والے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یحییٰ بن معین۔ حلقے میں جہاں جگہ ملی اس جگہ جا کر کھڑے ہو گئے

Islam The World Religion

اور حضرت یحییٰ بن معین سے رجال کے بارے میں کچھ سوال پوچھے۔ آخر میں امام احمد بن حنبل کے بارے میں بھی سوال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ احمد بن حنبل پر تبصرہ کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں، وہ امام المسلمین ہیں اور زمانے کے لوگوں سے افضل اور فاضل ہیں۔

پھر طالبعلم پوچھتا پوچھتا امام احمد بن حنبل کے دروازے پر پہنچا۔ امام باہر نکلے تو طالبعلم کو دیکھا اور اسے پہچانا نہیں۔ طالبعلم نے کہا میں پردیسی ہوں، پہلی بار اس شہر میں آیا ہوں، حدیث شریف کا طالبعلم اور جامع ہوں، صرف آپ سے حدیث سیکھنے آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: دروازے کے اندر چپکے سے داخل ہو جاؤ، تمہیں کوئی نہ دیکھے۔ پھر پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو؟ طالب نے کہا، مغرب اقصیٰ۔ فرمایا: افریقہ؟ طالب نے کہا اس سے بھی دور، اندلس۔ فرمایا: تم تو بہت دور سے آئے ہو، تیرے جیسے آدمی کو پڑھانا مجھے بہت محبوب ہے لیکن میں ایک امتحان میں ہوں جس کے بارے میں شاید تم نے سن لیا ہو۔ طالب نے کہا میں نے سب کچھ سن لیا ہے، لیکن جناب میں پہلی بار یہاں آیا ہوں اور مجھے کوئی نہیں پہچانتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھیک مانگنے کا بہانہ کر کے روزانہ آپ کے پاس آیا کروں اور دروازے پر کھڑا ہو کر بھکاریوں جیسی آواز لگاؤں، آپ باہر نکلا کریں اور مجھے صرف ایک حدیث پڑھا دیا کریں، میرے لیے بہت ہو جائے گا۔ فرمایا: ٹھیک ہے، شرط یہ ہے کہ تم اس کا اظہار کسی سے نہیں کرو گے، طالب نے کہا وعدہ رہا۔ یوں وہ طالب علم روزانہ بھکاری کے روپ میں آ کر علم حاصل کرتا رہا (سیر اعلام النبلاء جلد 13 صفحہ 292)۔

(3)۔ یا ان کو سننے والا بن جا

علم کی باتیں سننا بھی شاگردی ہی کا ایک طریقہ ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: فَبَشِّرْ عِبَادِ ، الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ یعنی میرے بندوں کو خوشخبری دے دو، جو فرمان کو غور سے سنتے ہیں اور بہترین طریقے سے اس کی پیروی کرتے ہیں (الزمر: 17، 18)۔

سب سے احسن اور سب سے اچھا قول قرآن اور حدیث ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَضَّرَ اللهُ إِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا (ابوداؤد: ۳۶۶۰، ترمذی: ۲۶۵۶)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ آباد رکھے اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا اور اسے یاد رکھا اور آگے پہنچا دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسْمَعُوْنَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَّسْمَعُ مِنْكُمْ (ابوداؤد:۳۶۵۹)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے سنتے ہو اور لوگ تم سے سنیں گے، اور جنہوں نے تم سے سنا ہے بعد والے لوگ ان سے سنیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ (ترمذی:2345)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تھا اور دوسرا کام کاج کرتا تھا۔ اس محنت کش نے نبی کریم ﷺ سے اپنے بھائی کے خلاف (کام نہ کرنے کی) شکایت کی۔ آپ نے فرمایا شاید تجھے اسی کی وجہ سے رزق ملتا ہو۔

(4)۔ یا ان کا حب دار بن جا

قَالَ اَنَسٌ: اَنَا اُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ اِيَّاهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِهِمْ (بخاری:3688، مسلم:6713)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں اللہ اور اس کے رسول اور ابوبکر اور عمر سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ان سے محبت کرنے کی برکت سے ان کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔

ذرا غور کیجیے! ان چار میں سے کچھ نہ کچھ بننے کا حکم دیا گیا ہے: عالم، طالبِ علم ان کے پاس بیٹھنے اور انہیں سننے والا، ان سے محبت کرنے والا۔ دنیا میں ان کی تعداد بھی اسی ترتیب سے ہوا کرتی ہے: سب سے کم علماء، ان سے زیادہ طلباء، ان سے بھی زیادہ انہیں سننے والے اور ان سے

Islam The World Religion

بھی زیادہ ان سے محبت کرنے والے۔ یہ چوتھا طبقہ تعداد میں سب سے زیادہ ہے اور یہی لوگ تعاون کرنے والے، فنڈ دینے والے، قربانیاں دینے والے اور اپنے سینے پر گولیاں کھانے والے ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ: جنت میں اکثریت انہی بھولے لوگوں کی ہوگی اَکْثَرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ (جامع صغیر:1379)۔

حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ کے دھوبی کی بخشش والا واقعہ اگر ان بھولے لوگوں والی حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو عین ممکن ہے کہ یہ واقعہ درست ہو۔

(5)۔ پانچویں چیز نہ بننا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے

قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ لِیْ مِسْعَرٌ: زِدْتَنَا خَامِسَةً لَمْ تَكُنْ عِنْدَنَا قَالَ : وَالْخَامِسَةُ اَنْ تُبْغِضَ الْعِلْمَ وَ اَهْلَهٗ (طبرانی صغیر جلد2 صفحہ 9)۔

ترجمہ: عطاء تابعی فرماتے ہیں کہ مجھ سے مسعر نے کہا: آپ نے پانچویں چیز کا ذکر کیا ہے جو ہمارے علم میں نہیں؟ فرمایا: پانچویں چیز یعنی ہلاکت یہ ہے کہ تم علم اور اہلِ علم سے نفرت کرو۔

ایک مرشد اگر عالم ہو تو کیا ہی بات ہے ورنہ کم از کم ان پہلی چار قسموں میں سے کچھ تو ضرور ہو۔ اسے پانچویں آفت تو نہ ہونا چاہیے۔ حضرت عطاء تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : وَالْخَامِسَةُ اَنْ تُبْغِضَ الْعِلْمَ وَ اَهْلَهٗ یعنی ہلاکت یہ ہے کہ تم علم اور اہل علم سے نفرت کرو۔

اسلام کے دشمن اسلام کی مخالفت کرنے کی بجائے آپ کو علماء کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جب بھی ان لوگوں کو علماء کی مخالفت کرتا ہوا سنو، اولیاء کی مخالفت کرتا ہوا سنو، علماء کو توہین کے انداز میں مُلّا کہتے ہوئے سنو تو سمجھ جاؤ کہ یہ وہی پانچویں چیز ہیں جن کے لیے ہلاکت ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: علم کی حقیقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ آمَنُوا مِنۡکُمۡ وَالَّذِیۡنَ أُوتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡر (المجادلۃ:11)۔

ترجمہ: اللہ تم میں سے ان لوگوں کے درجات بلند فرماتا ہے جو ایمان لائے اور انہیں علم دیا گیا ،اور اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

عام طور پر تین چیزوں کو علم سمجھا جاتا ہے۔

(1)۔جہالت۔(2)۔فن۔(3)۔حقیقی علم۔

ان تینوں اقسام میں سے ہر ایک کی تفصیل عرض کرتا ہوں:

(1)۔جہالت

حدیث شریف میں ہے کہ: اِنَّ مِنَ الۡعِلۡمِ جَهۡلًا (ابوداؤد:5012)۔

ترجمہ: یعنی بعض علوم بھی جہالت ہوتے ہیں۔

مثلاً: جادوگری۔ایران کے مجوسی جادوگری کے ماہر ہوتے ہیں۔مجوس کا لفظ مغ سے بنا ہے،مغ کا معنی ہے جادو اور مغوس کا معنی ہے جادوگر۔یہ دراصل مغ سے مغوس اور مغوس سے مجوس بنا۔ان لوگوں کے ہاں یہی جادوگری بہت بڑی ولایت ہے۔

اسی طرح گانے گانا یا ناجائز شاعری کرنا جہالت ہے۔رقص کرنا بھی ایک جہالت ہے۔حضرت داتا صاحب فرماتے ہیں:

بداں کہ اندر شریعت و طریقت مر رقص را ہیچ اصلے نیست و ہیچ کس از مشائخ آں را نستودہ اند و اندر آں غلو نہ کردہ اند و ہر اثر کہ اہل حشو اند دراں بیارند آں ہمہ باطل بود ... و محال باشد کہ افضل مردمان آں کنند یعنی جاننا چاہیے کہ شریعت اور طریقت دونوں میں رقص کی کوئی اصل نہیں ہے اور مشائخ میں سے کسی ایک نے بھی اس کو پسند نہیں فرمایا اور اس میں غلو نہیں کیا،خرافاتی

Islam The World Religion

لوگ اس کے بارے میں جتنے آثار پیش کرتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور محال ہے کہ بزرگانِ دین ایسی حرکت کریں (کشف المحجوب صفحہ ۴۷۶)۔

اَجْمَعَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنَّ كُلَّ مَا عُصِيَ بِهِ اللهُ فَهُوَ جَهَالَةٌ (تفسیر البغوی 1/496)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہے کہ ہر وہ علم جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو وہ جہالت ہے۔

(2)۔فن

مثلا: خطابت۔حدیث شریف میں ہے کہ: سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيْلٌ فُقَهَائُهٗ كَثِيْرٌ خُطَبَائُهٗ (طبرانی کبیر:3041)۔

ترجمہ: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین کو سمجھنے والے کم ہوں گے اور خطیب زیادہ ہوں گے۔

اور فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ (مسند احمد:143)۔

ترجمہ: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ اندیشہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جو منافق ہوں گے اور چرب زبان ہوں گے۔

نیز فرمایا: لَيَاتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ كَثِيْرٌ اُمَرَائُهٗ قَلِيْلٌ فُقَهَائُهٗ كَذَّابٌ خُطَبَائُهٗ مُرَاءُوْنَ قُرَّائُهٗ يَتَفَقَّهُوْنَ فِيْ غَيْرِ الدِّيْنِ يَأْكُلُوْنَ الدُّنْيَا كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. اَلَا وَاِنَّ النَّارَ مَثْوًى لَهُمْ وَبِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ مَنْزِلًا (کنز العمال:29078)۔

ترجمہ: لوگوں پر ایک وقت ضرور آئے گا جب لیڈر کثرت سے ہوں گے مگر فقہاء قلیل ہوں گے، خطیب حضرات جھوٹے ہوں گے، قاری حضرات ریاء کار ہوں گے، لوگ دین کے علاوہ دوسرے علوم میں مہارت حاصل کریں گے، دنیا کا مال اس طرح کھائیں گے جس طرح آگ ایندھن کو کھاتی ہے، خبردار! ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کی منزل بُری ہے۔

Islam The World Religion

اسی طرح مختلف زبانیں سیکھ لینا، کمپیوٹر، جائز شاعری، کتابت سب چیزوں کا تعلق فن سے ہے۔

(3)۔علمِ حقیقی

حقیقی علم وہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ کریم کی معرفت نصیب ہو، حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اَلْعِلْمُ نُوْرٌ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ مُقْتَبَسٌ مِنْ مَصَابِيْحِ مِشْكَاةِ النُّبُوَّةِ مِنَ الْاَقْوَالِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَالْاَفْعَالِ الْاَحْمَدِيَّةِ وَالْاَحْوَالِ الْمَحْمُوْدِيَّةِ يُهْتَدٰى بِهٖ اِلَى اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَاَحْكَامِهٖ (مرقاۃ جلد1 صفحہ 405)۔

ترجمہ: علم ایک نور ہے جو مومن کے قلب میں موجود ہوتا ہے، فانوسِ نبوت کے طاق سے پھوٹنے والے اقوالِ محمدیہ، افعالِ احمدیہ اور احوالِ محمودیہ سے حاصل کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال اور احکام کی طرف رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

اس علم کی دو قسمیں ہیں، وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (البقرۃ:129)۔

(1)۔علمِ کتاب یعنی ظاہری علم۔(2)۔علمِ حکمت یعنی باطنی علم۔

علمِ ظاہر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں (مشکوٰۃ:257)۔

عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ قَالَ وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَحَجَجْتُ مَعَ اَبِي سَنَةَ سِتٍ وَتِسْعِينَ وَاَنَا ابْنُ سِتَّ عَشَرَةَ سَنَةً. فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَرَأَيتُ حَلْقَةً عَظِيمَةً. فَقُلْتُ لِاَبِي حَلْقَةُ مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقَالَ حَلْقَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الحَارِثِ بنِ جَزْءِ الزَّبِيْدِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُولُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُهِمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (مسندِ امام اعظم صفحہ 20)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں اَسی (80) ہجری میں پیدا ہوا اور میں نے اپنے والد کے ساتھ چھیانوے ہجری میں حج ادا کیا۔ میں اس وقت سولہ برس کا جوان تھا۔ جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک عظیم حلقہ دیکھا۔ میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا یہ کس کا حلقہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: صحابیٔ رسول عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی کا۔ میں شوقِ زیارت میں جلدی سے آگے بڑھا۔ میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے دین کی فقہ حاصل کی اللہ اس کے تمام مہمات حل کر دے گا اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ثَلاَثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ: أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى المَدِينَةِ (بخاری:97)۔

ترجمہ: حضرت ابوبردہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تین شخص ہیں جن کے لیے دوگنا اجر ہے۔ ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد ﷺ پر ایمان لائے۔ دوسرے وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ دونوں کا حق ادا کرے۔ اور تیسرے وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو۔ تو اسے تربیت دے تو اچھی تربیت دے، تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔ پھر عامر نے اپنے شاگرد سے کہا کہ: ہم نے یہ حدیث تمہیں مفت سنا دی ہے، ورنہ اس سے مختصر حدیث کے لیے مدینہ تک کا سفر کیا جاتا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا مِن كِتَابِ اللهِ سُورَةٌ إِلَّا اَنَا اَعْلَمُ حَيثُ نَزَلَتْ وَمَا مِن اٰيَةٍ إِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِيمَا أُنْزِلَتْ وَلَو اَعلَمُ اَحَدًا هُوَ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ مِنِّي تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ (بخاری:5002، مسلم:6333)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ اللہ کی کتاب میں کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ کہاں نازل ہوئی اور کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ فلاں آدمی کتابُ اللہ کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور میرا اونٹ اس تک پہنچ سکتا ہے تو میں اس کی طرف اپنا اونٹ ضرور دوڑا دوں گا۔

علم باطن

اس علم کا تعلق نفس کی اصلاح سے ہے۔ اس علم سے دل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ سارے علم اور تمام تر اعمال کی قبولیت کا دارومدار اسی اخلاص پر ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا یعنی جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی (البقرۃ:۲۶۹)۔

بیضاوی میں سورۃ بقرۃ آیت ۱۲۹ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: اَلْحِكْمَةُ مَا تُكْمَلُ بِهٖ نُفُوسُهُمْ مِنَ الْمَعَارِفِ وَالْاَحْكَامِ یعنی حکمت وہ چیز ہے جس سے لوگوں کے نفوس، معارف اور احکام سے لبریز ہو جائیں (بیضاوی جلد ا صفحہ ۸۷)۔

علامہ ابوحیان اندلسی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: اَلْحِكْمَةُ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللهِ، يُرْسِلُهَا اللهُ اِلٰى قُلُوْبِ الْعَارِفِيْنَ یعنی حکمت اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جسے اللہ تعالیٰ عارفوں کے دلوں میں ڈالتا ہے (تفسیر البحر المحیط جلد 1 صفحہ 563 زیر آیت البقرۃ:129)۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاَبِي خَلَّادٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ رَاَيْتُمُ الْعَبْدَ يُعْطٰى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْهُ فَاِنَّهٗ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ (شعب الایمان للبیہقی:4985، ابن ماجہ:4101)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوخلاد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی بندے کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی عطا ہوئی ہے تو اس کے قریب

Islam The World Religion

ہوجاؤ اسے حکمت دی گئی ہے۔

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: مَا فَضَلَكُمْ اَبُوْ بَكْرٍ بِكَثْرَةِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَلٰكِنْ بِالسِّرِّ الَّذِيْ وُقِرَ فِيْ قَلْبِهٖ (کتاب النوادر 3/55)۔

ترجمہ: حضرت بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ: ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے تم لوگوں سے آگے نہیں نکلے بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکل گئے ہیں جو ان کے سینے میں سجا دیا گیا ہے۔

امام غزالی، شیخ اکبر اور بہت سے دوسرے صوفیاء علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا فرمان ہے۔

سلیمان بن عبدالملک نے ابوحازم علیہ الرحمۃ کے ساتھ طویل گفتگو کی۔ سلیمان نے پوچھا سب سے سمجھدار مومن کون سا ہے؟ ابوحازم نے کہا وہ آدمی جو اللہ کی اطاعت کرے اور لوگوں کو بھی اس پر لگائے۔ سلیمان نے پوچھا کون سا مومن احمق ہے؟ ابوحازم نے کہا جو دوستوں کی نفسانی خواہشات پوری کرتا رہے اور دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت تباہ کرلے۔ سلیمان نے کہا آپ ہماری صحبت میں رہیں تاکہ ہم تبادلہِ خیال کرتے رہیں۔ ابوحازم نے فرمایا اعوذ باللہ۔ میں ایک بادشاہ کی صحبت میں رہ کر اس کی طرف مائل ہوگیا تو نہ زندہ رہوں گا نہ مردہ۔ سلیمان نے کہا کوئی حاجت ہو تو مجھے بتاؤ؟ ابوحازم نے فرمایا مجھے جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کر دو۔ سلیمان نے کہا یہ میرے بس میں نہیں۔ فرمایا میری کوئی اور حاجت نہیں (دارمی: 651)۔

علم باطن کا تعلق تکوینی علوم سے بھی ہے۔ تکوینی علم خضری علم ہوتا ہے:

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا اَعْلَمُهٗ، وَ اَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ (مسلم: 6163)۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت خضر نے حضرت موسیٰ (علیہما السلام) سے فرمایا: آپ کے پاس اللہ کے علم میں سے ایسا علم ہے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اسے میں نہیں جانتا، اور میرے پاس اللہ کے علم میں سے ایسا علم ہے جو

Islam The World Religion

اس نے مجھے سکھایا ہے اسے آپ نہیں جانتے۔

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ عام طور پر تین چیزوں کو علم سمجھا جاتا ہے۔

(1)۔ جہالت۔(2)۔فن۔(3)۔حقیقی علم۔

ان میں سے جہالت اور فن صحیح علم نہیں۔ بلکہ آخری قسم صحیح معنی میں علم ہے۔ اللہ کریم ہمیں اسے حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے مقاصد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا (الفتح:28)۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور حق کا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بڑے بڑے مشن نبھائے: (1)۔ جاہل دنیا کو علم سکھانا۔ (2)۔ اخلاق کو اس کے بلندیوں تک پہنچانا۔ (3)۔ پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرنا۔

جاہل دنیا کو علم سکھانا

اللہ کریم فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (الجمعۃ:2،3)۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اُمّیوں میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے دوسرے اب تک ان سے ملے نہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اخلاق کو اس کی بلندیوں تک پہنچانا

خُذِ الۡعَفۡوَ وَأۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَأَعۡرِضۡ عَنِ الۡجَاهِلِیۡنَ (الاعراف:199)۔

ترجمہ: معاف کرنے کو اختیار کیجیے اور نیک کاموں کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے منہ موڑ لیجیے۔

Islam The World Religion

پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرنا

اللہ کریم فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (الفتح:28)۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور حق کا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے۔

اب ان تینوں چیزوں کی تفصیل عرض کرتا ہوں:

(1)۔تعلیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے زمانہ کو دورِ جاہلیت کہا جاتا ہے، یہی وہ شبِ تاریک ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کے نور سے بدل دیا۔ پہلا زمانہ جب جہالت کا زمانہ ہے تو تاریخ کا یہ لفظ ہی بتا رہا ہے کہ اُس زمانے کے بعد علم کی دولت میسر آئی۔

اللہ کریم فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۳﴾ (الجمعہ:2،3).

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اُمّیوں میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے دوسرے اب تک ان سے ملے نہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

تلاوتِ قرآن

آیات کی تلاوت سے مراد قرآن مجید کی تلاوت ہے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے سامنے قرآن ہی کی تلاوت فرماتے تھے، کسی دوسری چیز کی تلاوت پر محمول کرنے کا کوئی تک نہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کی ترغیب پر بہت سی آیات موجود ہیں، فرمایا:

Islam The World Religion

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (المزمل:4)۔

ترجمہ: اورقرآن (حسبِ عادت) خوب صاف صاف پڑھیں۔

اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ أُولٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ (البقرۃ:121)۔

ترجمہ: جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اسے پڑھتے ہیں جیسے اسے پڑھنا چاہیے، وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہیں تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (الاسراء:78)۔

ترجمہ: آپ نماز قائم کریں سورج ڈھلنے کے وقت، رات کی تاریکی تک اور فجر کی نماز، بے شک فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

تزکیہ

پاک کرنے سے مراد کفر اور شرک سے پاک کرنا، اخلاص پیدا کرنا، زکوٰۃ کے ذریعے اموال کو پاک کرنا اور روحانی توجہ فرما کر قلوب کو پاک کرنا ہے۔

تعلیمِ کتاب

یہ تلاوت پر اضافی ہے، یعنی قرآن کی وضاحت بذریعہ حدیث۔ قرآن کے نزول اور اس کی تلاوت کا اصل مقصود یہی ہے کہ احکامِ شرعیہ وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیے جائیں۔

تعلیمِ حکمت

حکمت کا معنی ہے: مَا تُكْمَلُ بِهٖ نُفُوسُهُمْ مِنَ الْمَعَارِفِ وَالْأَحْكَامِ یعنی وہ معارف اور احکام جو طالبوں کی روحوں کو کامل بنا دیں (بیضاوی، البحر المحیط، مظہری وغیرہ)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے لوگوں کی حالتِ زار

وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یعنی میرے محبوب سے پہلے یہ لوگ کھلی

Islam the World Religion

گمراہی میں تھے۔قرآن نے ہماری اس بات کی تصدیق کر دی کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے کا زمانہ واقعی جہالت کا زمانہ تھا۔اس سے اگلے الفاظ ہیں:وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الجمعۃ:3)۔

یعنی ہمارے محبوب ﷺ کی تعلیمات صرف صحابہ کرام تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے راہِ ہدایت ہیں۔اس آیت میں ختم نبوۃ کی طرف بھی اشارہ ہے۔

الغرض حدیث شریف میں ہے:إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً یعنی میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں(ابن ماجہ:229)۔

ایک اور حدیث میں ہے:إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ ، أُعَلِّمُكُمْ یعنی میں تمہارے والد کی جگہ پر ہوں، میں تمہیں علم سکھاتا ہوں(ابوداؤد:8)۔

یہی حکم تمام صحابہ کو بھی تھا کہ میرا علم پوری دنیا تک پھیلانا تمہاری ذمہ داری ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا (ترمذی:2650، ابن ماجہ:249)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک لوگ تمہارے تابع ہوں گے۔لوگ تمہارے پاس زمین کے کونے کونے سے دین کی فقہ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے۔جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں اچھی تربیت دینا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنا علمی مشن پھیلانے کے لیے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم کے دروازے بنایا ہے۔

(2)۔اخلاق کی بلندیاں

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم:4)۔

ترجمہ: اے محبوب آپ عظیم اخلاق پر فائز ہو۔

Islam The World Religion

اس آیت میں عَلٰی خُلُقٍ کے الفاظ کا معنی ہے اخلاق کے اوپر۔صاحبِ اخلاق ہونا اور اخلاق کے اوپر ہونا، ان دو باتوں میں فرق ہے۔اخلاق کے اوپر ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اخلاق کا مظاہرہ فرماتے وقت محنت وتکلف سے کام نہیں لینا پڑتا تھا۔اخلاق آپ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنٹرول میں ہے۔

دوسری جگہ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے : اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90)۔

ترجمہ: ان تمام نبیوں کو اللہ نے ہدایت دی بس ان کے اخلاق واوصاف کو اختیار کریں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقاً (بخاری:3559،مسلم:6033،ترمذی:1975)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَاناً اَحْسَنَهُمْ خُلُقاً وَاَلْطَفَهُمْ بِاَهْلِهٖ (ترمذی: 2612،مسند احمد:24086)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے سب سے زیادہ نرم دل ہے۔

کسی کے اخلاق کو پرکھنے کا صحیح معیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتایا کہ اس کے اخلاق اس کے گھر والوں کے ساتھ اچھے ہوں گے۔آج کچھ لوگ گھر والوں پر دوستوں کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ سگی بہنوں کے سر پر دستِ شفقت تک نہیں رکھتے اور منہ بولی بہنوں کے چکر میں رہتے ہیں۔ سگے بھائی سے ہاتھ نہیں ملاتے اور پگ بھائی اور منہ بولے بھائی کو ترجیح دیتے ہیں۔یاد رکھیے ایسے منہ بولے رشتوں کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

بعض لوگ گلی کے بھکاریوں کو کھلے دل سے خیرات دیتے ہیں لیکن ان کے بیوی اور

Islam The World Religion

بچوں اور قریبی رشتہ داروں کی نگاہیں ترستی رہ جاتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ یعنی اپنے گھر والوں سے شروع کر (بخاری: 1426)۔ اور فرمایا: إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً (بخاری: 5351، مسلم: 2322)۔

ترجمہ: جب مسلمان اپنے گھر والوں پر احتساب سے کام لیتے ہوئے خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

اور فرمایا: إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ یعنی تم اللہ کی رضا کے لیے جو بھی خرچ کرو گے اس کا تمہیں اجر دیا جائے گا، حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو نوالہ رکھو گے اس پر بھی اجر ملے گا (بخاری: 56)۔

فقیر نے اپنے چھوٹے بھائی سید رسول کے لیے ایک نصیحت نامہ لکھا تھا۔ وہ نصیحت نامہ پنجابی میں ہے۔ اس کا عنوان ہے: مَتّیں۔

لے سن ذرا کن دھر کے ایہہ گلاں جے توں پھولیاں
ایہہ متیں موتی قیمتی مت سمجھیں پتھر گولیاں
تیرے اندر نفس شرارتی ادھے مار سرے وچ موہلیاں
اِدھی گل نہ منیں ہک وی پیا لکھ کرے مکرولیاں
دل دنیا نال نہ لاویے اتھے پھَس گئیاں کئی بھولیاں
ایہہ جھوک فنا ہو جاوَسی کی لسیاں تے کی بھوہلیاں
سر بدل گجسی موت دا تیرے لگدے پاسن رولیاں
رکھ یاد ہمیشہ موت نوں چھڈ کوڑ مذاق مخولیاں
رکھ قابو وچ زبان نوں جس گند تباہیاں گھولیاں
جبھ دوزخ بندے ساڑدی نبی پاک حدیثاں بولیاں
سب ترکھے کم شطان دے شاہ مدنی گلاں کھولیاں
کدیں اُچا بول نہ بولیے بھاویں دشمن مارے بولیاں
تو گلے اُلاہمے چھوڑ دے چھڈ گالہیں طعنے بولیاں

Islam The World Religion

جے اوئے پکارے کوئی وی تو آکھیں تیری گولی آں
کر خدمت ہرانسان دی اُس بھانویں زہراں گھولیاں
تیری جنت ماپیاں کول ہے انہاں قدماں توں میں گھولی آں
تین نکے جئے نوں پالیا ہن گلاں کریندے ہولیاں
کر شرم انہاں دا پیاریا مت دوزخ کھاویں پولیاں
گھر ماواں بھیناں لِسّیاں کیوں وٹدا ایں پیا نَولیاں
ہر سخی حبیب خدا دا جہڑا بھر بھر ونڈے جھولیاں
کنجوس جنت نہ جاوَسی نبی پاک حدیثاں بولیاں
پڑھ استغفار درود ذِکر تے نیک بنا ہم جولیاں
من سید رسولا عیب توں رب کولوں کہیاں اوہلیاں
تیرے کم ہمیشہ آوَسن ایہہ متیں جے توں گولیاں
ایہہ دیس یمن دیاں گیٹیاں میں تیری خاطر رولیاں

عرض کر چکا ہوں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا پیغام توحید اور اخلاق تھا۔ نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق و اوصاف اپنانے کا حکم تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق پر اپنے حسنی اخلاق کا اضافہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: **بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ** یعنی میں حسنِ اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں (مؤطا امام مالک:8 من کتاب حسن الخلق)۔ صحیح

جب انبیاء علیہم السلام کا مشن اپنی انتہاء کو پہنچا تو ختم نبوت کا اعلان کر دیا گیا۔

(3)۔ غلبہ اسلام

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: **هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا** یعنی وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور حق کا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے (الفتح:28)۔

Islam The World Religion

نبی کریم ﷺ نے عبادات کے میدان میں مسواک سے لے کر نماز ، روزہ، زکوٰۃ اور حج تک تمام تعلیمات تفصیلاً فراہم فرمائی ہیں۔ بچے کے پیدا ہونے سے لے کر اسے گھٹی دینے، اس کا نام رکھنے، ساتویں دن جھنڈ اُتارنے، عقیقہ کرنے، دوسال تک دودھ پلانے، اس کی تربیت کرنے، اس کی بالغ ہونے کے بعد شادی کرنے، مرنے کے بعد اس کے کفن دفن جنازہ اور اس کی میراث کے تقسیم ہونے تک اور قبروں کی زیارت تک کے احکام ارشاد فرما دیے ہیں۔

اس کے علاوہ تعلیمی پالیسی، معاشی نظام اور سیاسی نظام تک ہر موضوع پر احادیث کی کتابوں میں مستقل ابواب موجود ہیں۔ کتاب العلم، کتاب البیوع اور کتاب الاحکام وغیرہ۔

خود ہی ایک مشن کو شروع کرنا اور اپنے ہاتھوں سے اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر اپنی آنکھوں سے انقلاب کے ثمرات دیکھ لینا ہمارے نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اللہ کریم نے اس مشن اور مقصد کو مکمل کرانے کے لیے اپنے محبوب ﷺ کو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعاون فراہم کیا اور نبی کریم ﷺ نے اسلام کا لہلہاتا ہوا باغ اپنی آنکھوں سے دیکھا، جس کا نقشہ تمام ادیان پر دینِ اسلام کے غالب ہونے والی آیت کے فوراً بعد والی آیت اس طرح بیان ہوا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:29)۔

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ اللہ کے فضل ورضا کی خاطر رکوع اور سجود میں رہتے ہیں۔ ان کے چہروں میں سجدے کے نشان ان کی علامت ہے۔ ان کی یہی مثال تورات اور انجیل میں بھی ہے۔ وہ مثال ایک کھیتی کی سی ہے جس نے باریک کونپل نکالی پھر اسے قوت دی اور وہ موٹی ہوگئی۔ پھر وہ اپنے تنے

Islam The World Religion

پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ کاشتکار کو بہت اچھی لگتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کفار کے دل جل جائیں۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے کہ صحابہ کی یہی مثال تورات اور انجیل میں بھی ہے۔ چنانچہ موجودہ بائیبل میں بھی اس کی تصدیق دستیاب ہے، ملاحظہ کیجیے!

آسمان کی بادشاہی رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا، وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے۔ لیکن جب بڑھ جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا پودا ہو جاتا ہے کہ آسمان کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں (متی کی انجیل باب نمبر 13 آیت نمبر 31، 32)۔

غور فرمالیجیے! تعلیم کی وسعت ہو یا اخلاق کی انتہاء ہو یا پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو، ہر لحاظ سے ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی اصلاحات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (الجمعہ:2)۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اُمّیوں میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں اللہ کریم جل شانہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں جلوہ افروز ہونے سے پہلے لوگوں کو کھلی گمراہی (ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ) میں پڑے ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے گمراہی کی تین مختلف اقسام جاری تھیں جن کی اصلاح کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ گمراہی کی وہ تین اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)۔ جہالت۔ (2)۔ فحاشی۔ (3)۔ گمراہ کن شاعری۔

گمراہی کی ان تین اقسام میں سے ہر ایک پر ہم باری باری بحث کریں گے۔ اور غور کریں گے کہ زمانہ جہالت کی جن خرابیوں کو حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لا کر درست کیا تھا آج ہم دوبارہ انہی میں مبتلا تو نہیں ہو رہے؟

(1)۔ جہالت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جہالت کئی شکلوں میں ظاہر ہو چکی تھی: شرک، بیٹیوں کا قتل، کتاب نکالنے کا پیشہ، سود خوری اور قتل کی دشمنیاں۔ ان پانچ چیزوں کو غور سے سمجھیے!

(1)۔ توحید کا عقیدہ ایسا شفاف اور واضح عقیدہ ہے کہ اگر بالفرض وحی کے ذریعے اس کی خبر نہ بھی دی جائے تو انسان کی عقل ہی اس کے ثبوت کے لیے کافی ہے اور شرک کرنا جہالت کا سب سے بڑا اور بنیادی مظاہرہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے بت پرستی اور خدا کے بیٹے بیٹیوں کا عقیدہ عروج پر تھا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ

Islam The World Religion

فرماتا ہے: وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهٗ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ (النحل:57)۔

ترجمہ: اور فرشتوں کو وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں، اللہ کے لیے پاکی ہے اور اپنے لیے بیٹے جس کے وہ خواہشمند ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سُبْحَانَهٗ کے لفظ سے اس کی نہایت جامع اور مختصر تردید فرمادی۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ فرشتے نہ مذکر ہوتے ہیں اور نہ مؤنث۔ عقائد نسفی کے متن میں لکھا ہے: لَا يُوْصَفُونَ بِذُكُورَةٍ وَلَا اُنُوثَةٍ یعنی فرشتے نہ مذکر ہوتے ہیں اور نہ مؤنث ہوتے ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ 142)۔

لہٰذا فرشتہ خواہ کسی مذکر کی روح قبض کرے یا کسی مقدس خاتون کی روح قبض کرے اس کے ساتھ پردے اور محرم نامحرم کا کوئی تعلق نہیں۔ اور فرشتوں کے بارے میں ایسی سوچ رکھنا زمانہِ قدیم کی جہالت ہے۔

(2)۔ جاہلی معاشرے میں جب کسی کی بیٹی پیدا ہوتی تھی تو وہ اسے اپنے لیے شرمناک بات سمجھتا تھا۔ بیٹی کا باپ کہلانا اور کسی کو اپنا داماد بنانا گالی سمجھا جاتا تھا۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (النحل:58،59)۔

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا ہے اور غصہ سے بھر جاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اسے برا سمجھنے کی وجہ سے جس کی اسے بشارت دی گئی ہے کہ ذلت برداشت کر کے اسے زندہ رہنے دے، یا اسے مٹی میں دبا دے، سن لو وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

بیٹی کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور ایسے ظالمانہ اقدام کو بہت بڑی جرأت اور غیرت سمجھا جاتا تھا۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (التکویر:9)۔

ترجمہ: اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی۔

اس کے علاوہ غربت کے خوف سے بھی اولاد کو قتل کر دیا جاتا تھا جس کی اصلاح قرآن

Islam The World Religion

مجید ان الفاظ سے کرتا ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ (الاسراء:31)۔

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو۔

ان حالات میں بیٹی کو میراث میں سے حصہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا جبکہ اسلام میں بیٹی کو ذوالفروض میں شامل کیا گیا ہے اور ایک بیٹی کو کل میراث کا نصف حصہ اور اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو دو تہائی حصہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ بیٹا ذوالفروض میں شامل ہی نہیں بلکہ عصبہ ہے۔

(3)۔ جہالت کے دور میں بدشگونیاں عروج پر تھیں اور عرافوں (حساب لگانے والوں) کا دھندا جوبن پر تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ ا عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ (بخاری:3210، 7561، مسلم:5816)۔

ترجمہ: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا، تو فرمایا: یہ کوئی شے نہیں ہیں، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ لوگ بعض اوقات ایسی بات بتادیتے ہیں جو بالکل حق ہوتی ہے، فرمایا: ان کے پاس جن ہوتا ہے جو یہ حق کی بات چوری کر کے لاتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ٹک ٹک کرتا ہے جیسے مرغی ٹک ٹک کرتی ہے، پھر وہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

دوسری حدیث میں اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ: فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور آپس میں آسمانی فیصلوں پر بات چیت کرتے ہیں، تو شیاطین ان باتوں کو چوری کر لیتے ہیں اور ان کاہنوں کو اس کا الہام کر دیتے ہیں (بخاری:3210)۔

کاہن وہ ہوتا ہے جو آئندہ زمانے کی خبریں دینے میں جنات کا سہارا لیتا ہے اور اسرارِ معرفت کا دعویٰ کرتا ہے كَاهِنٌ وَهُوَ الَّذِي يَتَعَاطَى الْأَخْبَارَ عَنِ الْكَائِنَاتِ فِي

مُسْتَقْبِلِ الزَّمَانِ، وَيَدَّعِي مَعْرِفَةَ الْأَسْرَارِ (عمدۃ القاری جلد12 صفحہ 329)۔

(4)۔ سود خوری عام تھی، بلکہ سود در سود اس دور کی معیشت کو مکمل طور پر اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (البقرۃ:275)۔

ترجمہ: اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود کو۔

دوسری جگہ فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (آلِ عمران:130)۔

ترجمہ: اے ایمان والو، دُگنے پر دگنا سود مت کھاؤ۔

تیسری جگہ فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَ رَسُولِهِ (البقرۃ: 278، 279)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، تو اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

(5)۔ قتل کی دشمنیاں نسلوں تک جاری رہتی تھیں اور بے شمار قبائل اس آگ میں جل رہے تھے۔ حبیبِ کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ان چیزوں سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَا كُلُّ شَيءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحتَ قَدَمَيَّ مَوضُوعٌ، وَدِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوضُوعَةٌ، وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ (كَانَ مُسْتَرضِعًا فِي بَنِي سَعدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ)، وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوضُوعٌ وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ... فَلَا تَرجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا هَل بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (مسلم:2950)۔

ترجمہ: سنو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے ان قدموں کے نیچے پامال ہے۔ زمانہ جاہلیت کے خون معاف ہیں اور سب سے پہلے میں اپنا خون معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے (وہ بنوسعد میں دودھ پیتا بچہ تھا جس کو ہذیل نے قتل کر دیا تھا)۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت

Islam The World Religion

کے تمام سود پامال ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود کو چھوڑنے کا اعلان کرتا ہوں اور وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے ان کا تمام سود چھوڑ دیا گیا ہے۔ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے رہو، خبردار کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: جو آج یہاں موجود ہیں وہ ان تک پہنچا دیں جو غائب ہیں۔

یہاں پھر ہمیں غور کرنا ہوگا کہ جہالت کی یہ تمام باتیں رسولِ کریم ﷺ نے مٹا کر رکھ دی تھیں، مگر ہم نے ان تمام جہالتوں کو پھر سے زندہ تو نہیں کر دیا؟

(2)۔فحاشی

فحاشی بھی کئی شکلوں میں ظاہر تھی: کعبے کا ننگے طواف کرنا، شراب نوشی اور جوا بازی، بد کاری کے اڈے۔ ان تینوں چیزوں کو غور سے سنیے!

(1)۔ حبیب کریم ﷺ کے زمانہ اقدس سے پہلے قریش کا یہ وطیرہ تھا کہ کعبہ شریف کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَتْ قُرَیْشٌ یَطُوفُونَ بِالْبَیْتِ وَ ھُمْ عُرَاۃٌ یَصْفِرُونَ وَ یَصْفِقُونَ یعنی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش کے لوگ ننگے ہو کر کعبے کا طواف کرتے تھے اور سیٹیاں بجاتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے (تفسیر ابنِ جریر حدیث:12443، تفسیر بغوی جلد 2 صفحہ 220)۔

قرآن مجید ان کی اس حرکت پر تنقید کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ إِلَّا مُکَاءً وَتَصْدِیَۃً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُونَ (الانفال:35)۔

ترجمہ: اور کعبہ کے نزدیک ان کی نماز صرف یہ تھی کہ سیٹی اور تالی بجاتے تھے، تو اب چکھو عذاب اپنے کفر کی وجہ سے۔

اس فحاشی اور عریانی کو وہ عین عبادت سمجھتے تھے اور اللہ کا حکم خیال کرتے تھے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِینَۃَ اللّٰہِ الَّتِی أَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ

Islam The World Religion

الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (الاعراف:32)۔

ترجمہ: فرمایئے کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی اور کس نے حرام کیں پاک لذیذ چیزیں اللہ کے دیے ہوئے رزق سے۔ آپ فرمادیں یہ چیزیں ایمان والوں کے لیے ہیں دنیا کی زندگی میں بھی، اور قیامت کے دن تو خاص انہی کے لیے ہیں، اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتیں علم والوں کے لیے۔

امام طبری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ:

اے محبوب! عرب کے ان جاہلوں سے پوچھیں جو طواف کے وقت لباس اتار دیتے ہیں اور حلال کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں کہ ان چیزوں کو تم پر کس نے حرام کیا: قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِهٰؤُلَاءِ الْجَهْلَةِ مِنَ الْعَرَبِ الَّذِيْنَ يَتَعَرَّوْنَ عِنْدَ طَوَافِهِمْ بِالْبَيْتِ وَ يُحَرِّمُونَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ مَا اُحِلَّتْ لَهُمْ مِنْ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ: مَنْ حَرَّمَ ، اَيُّهَا الْقَوْمُ عَلَيْكُمْ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْ خَلَقَهَا لِعِبَادِهٖ اَنْ تَتَزَيَّنُوا بِهَا وَتَتَجَمَّلُوا بِلِبَاسِهَا الخ (تفسیر ابن جریر جلد 5 جزء 2 صفحہ 189)۔

اسی ننگے طواف کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا: قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الاعراف:33)۔

ترجمہ: آپ فرمادیجیے کہ میرے رب نے تو صرف فحاشیوں کو حرام کیا ہے ان میں سے جو کھلی ہوں اور جو چھپی ہوں۔

(2)۔ اسی فحاشی کی ایک اہم کڑی یہ تھی کہ شراب نوشی اور جواء بازی عروج پر تھیں۔ یہ دونوں چیزیں اس قدر مضبوط ہو چکی تھیں کہ اسلام نے ان کو فوراً حرام قرار دینے کی بجائے ایک عرصہ گزر جانے کے بعد حرام قرار دیا تا کہ انہیں چھوڑنا دشوار نہ ہو۔

خمر کا لفظی معنی پردہ اور حجاب ہے۔ دوپٹے کو بھی خمار اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ عورت کے سر کو ڈھانپتا ہے اور شراب کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ یعنی خمر وہ ہے

Islam The World Religion

جوعقل پرخمار(پردہ)ڈال دے(بخاری:4619،مسلم:7559)۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال عرض کیا جس کی تفصیل حدیث میں اس طرح مذکور ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ) الآية فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي النِّسَاءِ : (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ)فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ : (إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ) إِلَىٰ قَوْلِهِ (فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ) فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا (ترمذی:3049،ابوداود:3670)۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (کی خواہش تھی کہ شراب کو حرام قرار دیا جائے تو انہوں) نے دعا کی: اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لیے تسلی بخش وضاحت نازل فرما۔تو سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (البقرۃ:219)۔ پھر حضرت عمر کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔حضرت عمر نے پھر دعا کی: اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لیے تسلی بخش وضاحت نازل فرما۔تو سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ (النساء:43)۔ پھر حضرت عمر کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔حضرت عمر نے پھر دعا کی: اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لیے تسلی بخش وضاحت نازل فرما۔تو سورۃ المائدۃ کی یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ إِلَىٰ قَوْلِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (المائدۃ:91)۔ پھر حضرت عمر کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔حضرت عمر نے (جب شراب کے حرام ہونے اور اس سے باز رہنے کا واضح حکم سنا تو خوش ہوئے اور) کہا: ہم (شراب سے) باز آئے ہم باز آئے۔

Islam The World Religion

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق قرآن شریف کی بیس آیات نازل ہوئیں، انہیں موافقاتِ عمر کہا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں شراب کی حرمت والا واقعہ موافقاتِ عمر میں سے ایک ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ (المائدۃ:90)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بلا شبہ شراب اور جواء اور بت اور جوئے کے تیر سب شیطان کے ناپاک کاموں میں سے ہیں۔

شرابی آدمی فحاشی پر دلیر ہوتا ہے، بہتان طرازی کرتا ہے اور جو منہ میں آئے بول دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ یعنی شراب تمام برائیوں کا مجموعہ ہے (رواہ رزین، مشکوٰۃ:5212)۔

شراب کے بعد جوئے کی برائی کا ذکر فرمایا اور جوئے میں فحاشی اور بے حیائی کا اس سے بڑا عنصر کیا ہوسکتا ہے کہ جواری بعض اوقات جوئے میں اپنی بیوی بھی ہار کر آجاتا ہے۔ یہی حال زمانہِ جہالت میں تھا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُخَاطِرُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَأَيُّهُمَا قَمِرَ صَاحِبَهُ ذَهَبَ بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ (ابن جریر:3286، بغوی 1/209)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہالت کے زمانے میں جواری اپنی بیوی اور اپنے مال کو جوئے پر لگا دیتا تھا۔ جو بھی جیت جاتا وہ اس کی عورت اور دولت کا مالک بن جاتا تھا۔

(3)۔ زمانہِ جاہلیت میں زنا کو پیشہ کی حد تک سند حاصل تھی اور پیشہ ور عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگا کر رکھتی تھیں تاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہاں برائی کا اڈہ قائم ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ زوجہ نبی ﷺ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

هُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَماً (بخاری: 5127، ابوداود:2272)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: یہ طوائفیں ہوتی تھیں، جو اپنے گھروں کے دروازے پر جھنڈے نصب کرتی تھیں جو ان کے طوائف ہونے کی علامت ہوتے تھے۔

اللہ کے محبوب ﷺ نے فحاشی کو ختم کیا اور اس کی جگہ حیاء اور حسن اخلاق کو فروغ دیا۔ آپ ﷺ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِي خِدْرِهَا (بخاری:3562، مسلم :6032)۔

آپ ﷺ نے حیاء اور ایمان کو لازم وملزوم قرار دیا، فرمایا: اِنَّ الْحَيَاءَ وَ الْاِيْمَانَ قُرِنَآءُ جَمِيْعاً فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ یعنی حیاء اور ایمان آپس میں جڑے ہوئے ہیں، جب ایک چیز اٹھ جائے تو دوسری خود بخود اٹھ جاتی ہے (شعب الایمان للبیہقی :7727)۔

بلکہ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کا عملی مقصد ہی اخلاق کی تکمیل قرار دیا ہے، فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ یعنی میں حَسین اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں (مؤطا امام مالک:8 من کتاب حسن الخلق)۔

اس بات پر غور کرنا ہمارے لیے ضروری ہے کہ فحاشی کی یہ تمام اقسام جو اللہ کے حبیب نے ختم کی تھیں، کیا ہم نے یہ سب یا ان میں سے اکثر یا قدرے فرق کے ساتھ دوبارہ تو نہیں شروع کر دیں؟

(3)۔ گمراہ کن شاعری

اللہ کریم جل شانہ کا طریقہ ہے کہ اس نے ہر زمانے کے حالات کے مطابق اپنے انبیاء علیہم السلام کو معجزے دے کر دنیا میں بھیجا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگری کا زور تھا۔ اللہ کریم نے انہیں یدِ بیضا اور عصاءِ موسوی کا معجزہ عطا فرمایا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حکیموں طبیبوں کا زور تھا۔ اللہ کریم نے انہیں ہاتھ پھیر کر شفاء دینے کا معجزہ عطا فرما کر بھیجا۔ ہمارے حبیب کریم ﷺ کے زمانے میں شاعری کا زور تھا۔ اللہ کریم نے آپ ﷺ کو فصاحت و بلاغت کی انتہاؤں پر مبنی قرآن کا معجزہ عطا فرما کر بھیجا۔

قرآن میں عقائد، احکام اور اخلاقیات سمیت تمام تر تعلیمات موجود ہیں مگر اس کا اعجاز

Islam The World Religion

بنیادی طور پر شعراء اور فصحاء کے مقابلے پر تھا اور اسی وجہ سے قرآن میں انہیں بار بار چیلنج دیا گیا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن جیسا کلام تیار کر کے دکھاؤ۔

شاعری کا شرعی ضابطہ

اللہ کریم جل شانہ ارشاد فرماتا ہے: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۝ (الشعراء:224 تا 227)۔

ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا آپ نے نہ دیکھا کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور بے شک وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور انہوں نے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور بدلہ لیا مظلوم ہونے کے بعد اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا کہ وہ کیسی پلٹنے کی جگہ پلٹ کر جاتے ہیں۔

ان آیات میں سے ایک ایک آیت کی تفسیر ملاحظہ کیجیے:

(1)۔ کفار نے ہمارے نبی کریم ﷺ پر شاعر ہونے کا الزام لگایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے شاعری کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں (الشعراء:224)۔

مقصد یہ ہے کہ شاعروں کی پیروی ہمیشہ گمراہ لوگ اور عیاش قسم کے لوگ کرتے ہیں، جبکہ اللہ کے محبوب ﷺ کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہونے والے تمام لوگ تقوے کے پیکر ہیں۔ اس آیت میں اللہ کریم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظیم سیرت و کردار کو اپنے محبوب ﷺ کی صداقت کی دلیل بنایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شاعری منصبِ نبوت کے اپنے ہی لائق اور شایانِ شان نہیں۔ اللہ کریم جل شانہ فرماتا ہے: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ

Islam The World Religion

مُّبِيْنٌ (یٰس: 69)۔

ترجمہ: اور ہم نے اسے شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی یہ اس کی شان کے لائق ہے، یہ تو صرف ذکر ہے اور واضح قرآن ہے۔

مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے کہ وہ نبوت کا مدعی ہونے کے ساتھ شاعری کرتا تھا۔ نہ صرف شاعری کرتا تھا بلکہ کثرت سے شاعری کرتا تھا۔ نہ صرف کثرت سے شاعری کرتا تھا بلکہ اس کے بہت سے شعر خلافِ شرع اور بے ہودہ ہوتے تھے۔ مثلاً لکھتا ہے:

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیْلاً فَاسِقاً
غَوْلاً لَعِیْناً نُطْفَةَ السُّفَهَآءِ
شَکْسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَ مُزَوِّرٌ
نَحْسٌ یُسَمَّی السَّعْدُ فِی الْجُهَلَاءِ

ترجمہ: لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں، جو ایک شیطان ہے، ملعون ہے، پاگلوں کا نطفہ ہے۔ بدگو ہے، خبیث ہے، مفسد ہے اور ملمع ساز ہے۔ منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد رکھا ہے (حقیقت الوحی صفحہ 445 مصنف مرزا قادیانی)۔

اتفاقاً کسی جملے کا موزون ہو جانا الگ بات ہے، جبکہ قصداً شاعری کرنا دوسری بات ہے۔ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جملہ ارشاد فرمایا جو اتفاقاً موزون تھا: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔ امام فخر الدین رازی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ذٰلِكَ لَیْسَ بِشِعْرٍ لِعَدَمِ قَصْدِهٖ اِلَی الْوَزْنِ وَالْقَافِیَةِ یعنی یہ شعر نہیں ہے اس لیے کہ اس میں وزن اور قافیہ کا ارادہ نہیں کیا گیا (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 305)۔

تیسری بات یہ ہے کہ بدعقیدہ اور بے دین شاعروں کو پسند کرنے والے اور ان کی شاعری پر واہ واہ کرنے والے لوگ پہلے سے ہی گمراہ ہوتے ہیں، یا پھر ان کی شاعری انہیں گمراہ کر دیتی ہے۔ نیز دینِ حق کی مخالفت کرنے والے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ اسلام کی ہجو بیان کرنے والے تمام غیر مسلم شاعر سو فیصد اس آیت کا مصداق ہیں۔

(2)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِی كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ

Islam The World Religion

شاعر ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں (الشعراء:225)۔

سرگرداں پھرنے والے شاعروں سے مراد ایسے شاعر ہیں جو دینی طور پر غیور نہیں ہوتے ۔محض واہ واہ کے دلدادہ ہوتے ہیں ۔خود کو دین و مذہب سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ان کے مشاعرے میں ہر مذہب کے شاعر پائے جاتے ہیں، غلط مذاہب کی تائید کرتے وقت ذمہ داری سے کام نہیں لیتے، ان کی فرمائش پر کلام لکھ ڈالتے ہیں اور ہر محفل اور ہر سٹیج پر پہنچ جاتے ہیں۔

قرآنِ مجید نے ''ہر وادی'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہاں وادی سے مراد کلام کی مختلف قسمیں ہیں اَوْدِيَةُ الْكَلَامِ (بغوی جلد 3 صفحہ 378) یعنی کبھی حقیقت، کبھی مجاز، کبھی غزل، کبھی گانا، کبھی مزاح، کبھی طنز، کبھی مدح، کبھی ذم، کبھی نوحہ اور کبھی سہرا وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فِيْ كُلِّ لَغْوٍ يَخُوضُوْنَ یعنی یہ لوگ ہر لغو اور فضول بات پر محنت کرتے رہتے ہیں (بخاری قبل حدیث:6145)۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں: فِيْ كُلِّ فَنٍّ يَّفْتَنُّوْنَ یعنی یہ لوگ ہر فن میں شاعری کا مظاہرہ کرتے ہیں (ابن جریر جلد 11 جزو اول صفحہ 137)۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: يَمْدَحُونَ قَوْماً بِالْبَاطِلِ ، وَيَشْتِمُونَ قَوْماً بِالْبَاطِلِ یعنی کسی کی خواہ مخواہ تعریف کر دیں گے اور کسی کی خواہ مخواہ مذمت کر دیں گے (ابن جریر:20406)۔

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ: يَقُولُونَ فِي الْمَمْدُوحِ وَالْمَضْمُومِ مَا لَيْسَ فِيْهِ یعنی یہ لوگ کسی کی مدح کریں تو پھر بھی زیادتی کر جاتے ہیں اور کسی کی مذمت کریں تو پھر بھی زیادتی کر جاتے ہیں (فتح الباری جلد 10 صفحہ 407)۔

(3)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ یعنی یہ لوگ جو کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے (الشعراء:226)۔

اس آیت میں بے عمل اور جھوٹے شاعر مراد ہیں۔شاعر لوگ اکثر مبالغے سے کام لیتے ہیں، خیالی اور ہوائی باتیں جوڑتے ہیں، سب سے زیادہ لذت اس شعر میں ہوتی ہے جس میں سب سے زیادہ جھوٹ بولا گیا ہو اَعْذَبُ الشِّعْرِ اَكْذَبُهَا۔

Islam The World Religion

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا: أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ، وَ كَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ (بخاری:3841، 6147، مسلم:5888)۔

ترجمہ: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کی ہو، وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے کہ: خبردار اللہ کے سواء ہر چیز فانی ہے، اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔

امام بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: يَكْذِبُونَ فِي شِعْرِهِمْ، يَقُولُونَ فَعَلْنَا وَ فَعَلْنَا وَهُمْ كَذِبَةٌ یعنی یہ لوگ اپنے شعروں میں جھوٹ بولتے ہیں، کہتے ہیں: ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا، حالانکہ یہ سب جھوٹ ہوتا ہے (تفسیر بغوی جلد 3 صفحہ 378)۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: یہ لوگ بزدل ترین آدمی کو دلیر ترین آدمی پر فضیلت دے دیتے ہیں اور کنجوس ترین آدمی کو حاتم طائی سے بڑھا دیتے ہیں اور نیک ترین آدمی پر بہتان باندھ دیتے ہیں اور اسے فاسق ثابت کر دیتے ہیں، کسی کی شان بیان کرتے وقت افراط اور مبالغے سے کام لیتے ہیں جس کا وہ اہل نہیں ہوتا (تفسیر قرطبی جلد 13 صفحہ 134)۔

شاعر اگر کبھی سچ بھی بولے تو اکثر اس پر عمل نہیں کرتا۔ شاعر جہاد پر شاعری کر دے گا مگر خود تلوار کا دھنی نہیں ہوگا۔ شاعر اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کو آپس میں لڑا دے گا مگر خود کھسک جائے گا۔ شاعر اکثر بے عمل، سست اور پوستی ہوگا۔

امام قرطبی نے فرزدق کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ خود فرزدق نے ایک شعر لکھا:

فَبِتُّ بِجَانِبَيَّ مُصَرَّعَاتٍ
وَ بِتُّ أَفُضُّ أَغْلَاقَ الْخِتَامِ

اس شعر کا ترجمہ عرض کرنا مناسب نہیں۔ وقت کے حکمران سلیمان بن عبدالملک نے جب یہ شعر سنا تو فرزدق سے کہا کہ تجھ پر حد لازم ہے یعنی تجھے سنگسار کرنا چاہیے۔ فرزدق نے کہا اے امیر المومنین قرآن شریف میں ہے کہ: وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ یعنی شاعر لوگ وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ لہٰذا مجھ سے حد ٹل گئی۔

Islam The World Religion

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی پیش آیا۔ وہ شاعر سرکاری ملازم تھا۔ اس نے بھی اپنی غلط شاعری پر یہی دلیل دی تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تیرے اس بہانے نے تجھ سے حد ساقط کرا دی مگر میں تجھے سرکاری ملازمت سے برطرف کرتا ہوں (تفسیر قرطبی جلد 13 صفحہ 134، 135)۔

(4)۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا یعنی سوائے ان کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور انہوں نے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا (الشعراء: 227)۔

حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے روتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ قرآن نے شاعروں کی مخالفت کر دی ہے، جبکہ ہم شاعر ہیں۔ اس وقت یہ اگلی آیت اتری کہ: سوائے ان شاعروں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا (ابن جریر جلد 11 جزو اول صفحہ 138)۔

اس آیت سے بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ ایسے شاعر کی شاعری جائز ہے جو مندرجہ ذیل تین شرائط پر پورا اترتا ہو:

(1)۔ اس کا عقیدہ صحیح ہو۔ (2)۔ وہ باعمل ہو اور جو کہے اس پر عمل کرتا ہو۔ (3)۔ اس کی شاعری پر اللہ کا ذکر غالب ہو۔

اب ان تینوں شرائط کی تفصیل ملاحظہ کیجیے:

شاعری کیلیے پہلی شرط: ایمان اور عقیدہ کا صحیح ہونا (اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا)

سیدنا حسان بن ثابت کا عقیدہ ملاحظہ کیجیے تاکہ آج کے شاعر کا عقیدہ پرکھا جا سکے:

عَنْ حَبِيْبٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ قُلْتَ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ شَيْئًا ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ: قُلْ حَتّٰى اَسْمَعَ قَالَ قُلْتُ:

وَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَ قَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مستدرکِ حاکم: 4468،

Islam The World Religion

4518، الاستیعاب صفحہ 430، تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ 39)۔

ترجمہ: آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اس کے ارد گرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔ ابوبکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اشعار سن کر مسکرائے۔

عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَئَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَوَّلَ اِسْلَاماً فَقَالَ اَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ:

اِذَا تُذَکَّرْتَ شَجْواً مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ فَاذْکُرْ اَخَاکَ اَبَا بَکْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلُهَا اِلَّا النَّبِیُّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِیُ التَّالِیُ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

(مصنف ابن ابی شیبۃ 8 / 448، الاستیعاب صفحہ 430، مستدرک حاکم: 4469)

اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِیْ بِسَنَدٍ آخَر (المعجم الکبیر للطبرانی: 12398، مجمع الزوائد: 14310)۔

ترجمہ: حضرت عامر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟

جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو کچھ اس نے کر کے دکھایا۔ وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابلِ اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

دیوانِ حسان کے مطابق یہ پانچوں ایک ہی منقبت کے اشعار ہیں۔ تفصیل اس طرح ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بات پہنچی کہ کچھ لوگوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلاف بات کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھ

Islam The World Religion

گئے اور اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی، پھر فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں جس نے ابوبکر سے بڑھ کر مجھ پر مالی اور جانی احسان کیا ہو۔ تم سب نے مجھے کہا تھا کہ تم جھوٹ کہتے ہو مگر ابو بکر نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ اگر میں کسی کو تنہائی کا یار بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ پھر آپ حسان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ذرا ہو جائے وہ کلام جو تم نے میرے بارے میں اور ابوبکر کے بارے میں لکھا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت نے یہی مذکورہ بالا پانچ شعر سنائے۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: اے حسان تم نے سچ کہا۔ اے لوگو! میرے یار کو میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو (شرح دیوانِ حسان بن ثابت الانصاری صفحہ 299)۔

یہ تھا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عقیدہ جس کی بنا پر انہیں اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کے مطابق شاعری کی اجازت تھی۔

شاعری کے لیے دوسری شرط: صالح اور باعمل ہونا (وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ)

حبیبِ کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو صالح قرار دیتے ہوئے ان میں سے کسی ایک کی بھی پیروی کو ہدایت کا ذریعہ قرار دیا۔ فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ میرے تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے (مشکوٰۃ:6018)۔

اور فرمایا: اَصْحَابِیْ اَمَنَۃٌ لِاُمَّتِیْ یعنی میرے تمام صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں (مسلم:6466)۔

معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کے معیار پر پورے اترتے تھے۔ آج کا شاعر اور نعت خوان اس وقت مسجد میں آتا ہے جب عشاء کی نماز پڑھی جا چکی ہوتی ہے اور اس وقت جوتے اٹھا کر چلا جاتا ہے جب خطاب شروع ہونے لگتا ہے۔ ایسے لوگ شاعری کے شرعی معیار پر پورے نہیں اترتے۔

Islam The World Religion

شاعری کے لیے تیسری شرط: اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو اور اس کی شاعری اللہ کے ذکر پر غالب نہ ہو (وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا)

شاعری اگر جائز طریقے سے کی جائے تو پھر بھی اس پر یہ پابندی لازم ہے کہ اسے اس قدر غالب نہ کیا جائے کہ اللہ کے ذکر میں رکاوٹ ڈالے یا علم حاصل کرنے میں رکاوٹ ڈالے، یا قرآن پڑھنے میں رکاوٹ ڈالے۔

بخاری شریف میں امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے جس کا نام ہے: بَاب :مَا يُكْرَهُ اَنْ يَّكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الْاِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهٗ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ یعنی شرعاً ناپسند ہے کہ کسی انسان پر شعر غالب ہوں حتیٰ کہ اسے اللہ کے ذکر، قرآن اور علم سے روکیں (بخاری صفحہ 1259 مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)۔

اس باب میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے: سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحاً خَيْرٌ لَّهٗ مِّنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْراً یعنی اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو، تو یہ بہتر ہے اس سے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہو (بخاری:6154، مسلم:5893)۔

ایک حدیث شریف میں اس طرح بھی ہے کہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرج جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خُذُوا الشَّيْطَانَ اَوْ اَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ، لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحاً خَيْرٌ لَّهٗ مِّنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْراً یعنی شیطان کو پکڑ لو یا شیطان کو روکو، اگر انسان کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو یہ بہتر ہے اس سے کہ شعروں سے بھرا ہو (مسلم: 5895)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: وہ آدمی یا تو کافر تھا یا اگر مسلمان تھا تو اس پر شعر غالب تھے یا پھر اسکا وہ شعر مذموم تھا جو اس نے پڑھا (شرح نووی 2/240)۔

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَیْ لَمْ يُشْغِلْهُمْ

Islam The World Religion

الشِّعْرُ عَنِ الْاِكْثَارِ فِي الذِّكْرِ وَيَكُونُ اَكْثَرُ اَشْعَارِهِمْ فِي الذِّكْرِ وَالتَّوحِيْدِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ وَالْحِثِّ عَلٰى طَاعَتِهٖ یعنی وہ شاعر مستثنیٰ ہیں جنہیں شاعری اللہ کے ذکر کی کثرت سے نہیں روکتی، بلکہ ان کے اکثر شعر ذکر کی شان میں، اللہ کی توحید وثناء اور اس کی اطاعت کے بارے میں ہوتے ہیں (تفسیر مظہری جلد 5 صفحہ 315)۔

شاعر کو انہی تین پابندیوں کے ساتھ شاعری کی اجازت ہے، ورنہ اوپر بیان کیے گئے برے شاعروں میں اس کا شمار ہوگا۔

اب آپ کو سمجھ آ گئی ہوگی کہ آج کل کے اکثر شاعر، نعت خوان اور سٹیج سیکرٹری حضرات جو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بننے کی کوشش کرتے ہیں، راہِ حق سے بہت دور ہیں اور یہ لوگ ذکر وقرآن اور علم پر شعروں کو غالب رکھتے ہیں۔ بسم اللہ شعروں سے، اختتام شعروں سے، دعوت شعروں سے، تعریف شعروں سے، مذمت شعروں سے، تقریر ایک گھنٹہ سٹیج سیکرٹری کی شاعری دو گھنٹے اور اس تقریر میں بھی آدھے کے لگ بھگ اشعار، پھر ان میں بھی بدعقیدگی والے اشعار اور گستاخانہ اشعار کی بھرمار، بلکہ ذکر، قرآن، نماز اور علم سے روکنے والے شعر بھی سنائے جاتے ہیں۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائے۔

اور احادیث کی روشنی میں دو مزید شرطیں بھی دیکھیے، اب کل پانچ شرائط ہوئیں۔

نعتیہ شاعری کیلیے چوتھی شرط: بہترین عالمِ دین سے شعر ٹھیک کروانا

محبوب کریم ﷺ کی نعت لکھنے والے نے اگر مبالغہ کرتے کرتے محبوب کریم ﷺ کو خدا کے برابر قرار دے دیا تو مشرک ٹھہرے گا اور اگر آپ ﷺ کی شان میں کمی ظاہر کر دی تو گستاخ و بے ادب قرار پائے گا۔

اسی طرح اگر اس نے محبوب کریم ﷺ کے ساتھ موازنہ کرتے کرتے باقی انبیاء علیہم السلام کی شان میں تنقیص کر دی تو یہ بھی عین بے ادبی و گستاخی ہوگی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلِ بیتِ عظام علیہم الرضوان کی شان کو کماحقہٗ بیان نہ کر سکا تو یہاں کی افراط وتفریط اس کے ایمان کا کباڑہ کر دے گی۔

Islam the World Religion

آپ ﷺ نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: كَيْفَ تَهْجُوْهُمْ وَاَنَا مِنْهُمْ ؟ وَ كَيْفَ تَهْجُو اَبَا سُفْيَانَ وَهُوَ اِبْنُ عَمِّيْ ؟ (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 5)۔

ترجمہ: تم ان کی ہجو یعنی توہین کس طریقے سے کرو گے جبکہ میں ان میں سے ہوں؟ اور تم ان کی توہین کس طریقے سے کرو گے جبکہ ابوسفیان میرے چچا کا بیٹا ہے؟

حتیٰ کہ کافروں کی مخالفت کرتے وقت بھی نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کافروں کی ہجو بیان کرو۔ انہوں نے کلام سنایا تو نبی کریم ﷺ نے اسے ناپسند کیا فَلَمْ يُرْضِ۔ پھر حضرت کعب بن مالک کو بلوایا اور بالآخر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلوایا تو انہوں نے عرض کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ لوگ اس شیر کو بلوائیں جو اپنی دم سے مارتا ہے (مسلم: 6395)۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار کو پسند نہیں فرمایا تھا تو آج کل کے شاعر کس شمار میں ہیں؟

پھر آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر یہ پابندی لگائی کہ: لَا تَعْجَلْ، فَاِنَّ اَبَابَكْرٍ اَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِاَنْسَابِهَا، وَاِنَّ لِيْ فِيْهِمْ نَسَباً، حَتّٰى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِيْ (مسلم: 6395)۔

ترجمہ: اے حسان! بے شک ابوبکر قریش کے نسب کا سب سے بڑا عالم ہے، اور میرا نسب بھی قریش میں سے ہے، جب تک ابوبکر تجھے میرے نسب کے بارے میں رہنمائی نہ دے شعر لکھنے میں جلدی مت کرنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاعر کے لیے ضروری ہے کہ کسی بہترین عالم دین سے اپنے شعروں کی اصلاح کروائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نعتیہ شاعری سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منظوری سے پاس ہوئی ہے اور اس کے پیچھے آپ کی اصلاح کا مکمل دخل ہے۔

اب یہ تھا وہ اصلاح شدہ نعتیہ کلام، جسے منبر شریف پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ملا (ترمذی: 2846، ابوداود: 5015)۔

Islam The World Religion

یہی وجہ ہے کہ ہر آدمی نعت لکھنے کا اہل نہیں ہوتا، بلکہ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعت لکھنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ بڑھا دیا تو کافر، گھٹا دیا تو کافر۔

عصرِ حاضر کے بعض نعت نویسوں کا خلافِ شرع کلام اس وقت ہمارے ذہن میں گردش کر رہا ہے چونکہ نام لے کر تنقید کرنا مناسب نہیں لہٰذا اجمالی اور مجموعی طور پر شعراء کرام سے گزارش ہے کہ خدارا شریعت کے حِکَم ومصالح کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلام لکھا کریں اور اپنے کلام کے ضمنی اثرات (Side effects) پر کڑی نظر رکھا کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا کوئی شعر کسی بدترین مذہب کی ترجمانی کر رہا ہو۔ آج کل کے بعض نعت نویس ایسی غلطیوں کے ذریعے عوامی عقائد کی تباہی کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان کے بعض اشعار بالکل کفریہ ہوتے ہیں مثلاً جنت دوزخ کی توہین، حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی اور دوسرے فرشتوں کی بے ادبی وغیرہ۔ ایسے تمام اشعار لکھنے والوں کو ہم تنبیہ کرتے ہیں اور خدا کا خوف دلاتے ہیں اور اگر یہ لوگ باز نہ آئیں تو کم از کم دعوت دینے والے حضرات ہی ذمہ داری کا مظاہرہ فرمائیں، بڑی مہربانی ہوگی۔

نعتیہ شاعری کے لیے پانچویں شرط: غلط شعر پر ٹوک دینا

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے تو گستاخانہ شاعری کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی طرف سے انہیں قتل کرنے کا اعلان ہو چکا تھا۔ ان کے بھائی بجیر نے انہیں خط لکھا کہ بچ بچا کر کسی طرح نبی کریم ﷺ کے پاس چلے جاؤ، رسول اللہ ﷺ کے پاس جو شخص بھی آ کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے آپ اسے معاف کر دیتے ہیں۔

وہ کسی طریقے نبی کریم ﷺ کے پاس مدینہ شریف میں پہنچ گئے۔ نبی کریم ﷺ انہیں شکل سے پہچانتے نہیں تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ: الامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کون ہو؟ عرض کیا کعب بن زہیر۔ آپ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا۔

انہوں نے اس وقت آپ ﷺ کو ایک لمبا قصیدہ سنایا، وہ قصیدہ ان کی زوجہ کے

Islam The World Religion

بارے میں تھا جسکا نام سعاد تھا اور وہ قصیدہ بانت سعاد کے نام سے مشہور ہے یعنی سعاد دور چلی گئی، اس کے آخر میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی شان بھی بیان کی تھی۔ یہ قصیدہ سیرت ابن اسحاق صفحہ 591، سیرت ابن ہشام 4 / 512، مستدرکِ حاکم: 6593، دلائل النبوۃ 5 / 157، اور الروض الانف جلد 4 صفحہ 302 پر موجود ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے اس کی تائید کی ہے (مستدرکِ حاکم: 6595)۔ اس قصیدے میں ایک شعر یہ بھی ہے:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ الْهِنْدِ مَسْلُوْلُ

ترجمہ: بے شک رسول نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، آپ ہند کی سونتی ہوئی تلوار ہیں۔

حضور کریم ﷺ نے اس شعر پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیا اور شعر کی اس طرح اصلاح فرمائی:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 473)۔

اس شعر میں غلطی درست فرمانے کے بعد اسی شعر پر آپ ﷺ نے انہیں چادر عطا فرمائی، وہ چادر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دس ہزار درہم میں خریدنا چاہی تو انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی چادر احد پہاڑ کے برابر رقم کے بدلے میں بھی نہیں دوں گا۔ پھر جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے وارثوں سے بیس ہزار درہم میں خرید لی اور بعد میں خلفاء کے پاس بھی رہی جو اسے عید کے دن پہنا کرتے تھے (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 4 صفحہ 335، البدایہ والنہایہ جلد 4 صفحہ 403، الاصابہ جلد 3 صفحہ 1689، المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 624، شرح دیوانِ حسان بن ثابت للبرقوقی مقدمہ صفحہ ش۔م)۔ اسنادہ ضعیف

اس واقعہ سے حبیبِ کریم ﷺ کی زبردست حکمتِ عملی معلوم ہوئی کہ غلط شعر کی

Islam The World Religion

اصلاح بھی فرما دی اور چادر عطا فرما کر ایک نو مسلم کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی اور ان کے مجازی شعروں پر فوراً گرفت کرنے کی بجائے فی الوقت درگزر فرمایا۔

مذکورہ بالا پابندیوں کے ساتھ جو شخص شاعری کرتا ہے اسی کی شاعری کے بارے میں فرمایا: اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ یعنی مومن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے (مسند احمد: 27052)۔ اور فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً یعنی بعض شعروں میں حکمت ہوتی ہے (بخاری: 6145، ترمذی: 2844، ابوداؤد: 5010)۔

نیز سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو محبوب کریم ﷺ کی طرف سے دعا تھی کہ: اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اے اللہ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرما (بخاری: 453، مسلم: 6384)، جبکہ آج کل کے لوگوں کو یہ دعا اور پناہ نہیں دی گئی۔

ہم نے آغاز میں سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 2 سنائی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تشریف لا کر قرآن کی تلاوت فرمائی، نگاہِ اقدس سے لوگوں کا تزکیہ فرمایا، انہیں کتاب کا ظاہری علم بھی پڑھایا اور باطنی علم بھی سکھایا۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر اجالوں سے روشناس کرایا (حاصل سورۃ جمعۃ: 2)۔

آپ ﷺ نے گمراہی کے ان تین اہم محاذوں جہالت، فحاشی اور گمراہ کن شاعری کا مقابلہ کیا، سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہم نے اندھیر نگری کے یہی تین کام دوبارہ تو نہیں شروع کر دیے؟

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہِ تعلیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (الجمعہ:2)۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اُمّیوں میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو چھ طریقوں سے دین سکھایا۔(1)۔تقریر (2)۔تحریر(3)۔تدریس(4)۔سوال جواب۔(5)۔غلطی پر ٹوک دینا۔(6)۔روحانی توجہ۔

ان تمام طریقوں میں سے ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(1)۔تقریر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شمار خطابات فرمائے۔تبلیغ کا حکم ملتے ہی خطاب فرمایا۔اہل خاندان کو خطاب فرمایا۔حجۃ الوداع پر خطاب فرمایا۔تبوک میں خطاب فرمایا۔کئی صحابہ کا دفاع کرنے کے لیے خطاب فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطابات پر فقیر راقم الحروف نے خطابات النبی کے نام سے پوری کتاب بمعہ ترجمہ وتخریج کے شائع کر دی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 92 خطابات موجود ہیں اور شروع میں خطاب کا شرعی ضابطہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطابات میں سے صرف تین خطابات ملاحظہ کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ نازل ہوئی تو اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ کا کام شروع نہیں فرمایا، بلکہ دوسروں تک ابلاغ کی ذمہ داری ان الفاظ سے سونپی گئی: یَا أَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ، قُمۡ فَأَنۡذِرۡ یعنی اے لحاف اوڑھنے والے کھڑا ہو جا اور لوگوں کو اللہ سے ڈرا (المدثر:1،2)۔اسی حکم کو دوسری آیت میں یوں دہرایا گیا: فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ یعنی آپ کو جو حکم دیا جائے واشگاف بول دیں (الحجر:94)۔اسی حکم کو تیسری جگہ یوں دھرایا گیا: یَا

Islam The World Religion

أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ یعنی جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کریں (المائدۃ:6)۔

بعض روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلا خطاب یہ تھا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ تُفْلِحُوا (دلائل النبوۃ:501)۔

ترجمہ: اے لوگو! کہو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کامیاب ہوجاؤ گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی خطاب فرمایا۔ اس خطاب کو ہم تقریباً درمیان والا خطاب کہہ سکتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسَ إِلَيْهِ وَقِيْلَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَثْبَتُّ وَجْهَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (ترمذی:2485، ابن ماجہ:1334، 3251)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچے تو لوگ اُمڈ کر آ گئے اور ایک شور اٹھا کہ رسول اللہ پہنچ گئے، رسول اللہ پہنچ گئے، رسول اللہ پہنچ گئے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، میں بھی آپ کو دیکھنے کے لیے پہنچ گیا، جب میں نے آپ کے چہرے پر غور سے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ آپ نے سب سے پہلا خطاب یہ فرمایا: اے لوگو سلام پھیلاؤ، اور کھانا کھلاؤ، اور نماز پڑھو جب دنیا سو رہی ہو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔

آپ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو صرف تین دن پہلے خطاب فرمایا۔ عام طور پر عوام سمجھتے ہیں کہ حجۃ الوداع کا خطاب آخری خطاب ہے حالانکہ اس کے بعد تین ماہ تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں موجود رہے اور خطبہ تبوک، خطبہ غدیر، خطبہ منبریہ اس کے بعد والے خطابات ہیں۔ اسی آخری خطاب ذیشان کو خطبہ منبریہ یا خطبہ مسجدِ نبوی یا خطبہ صدیقی بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس خطبے والی مکمل حدیث اس طرح ہے:

Islam The World Religion

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْداً بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَبَكَى اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ مَا يُبْكِيْ هٰذَا الشَّيْخَ اِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْداً بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ؛ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدَ، وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا ، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ ، اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ اَبُوْبَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً مِّنْ اُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ ، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ ، اِلَّا بَابَ أَبِيْ بَكْرٍ (بخاری :466، مسلم :6170، ترمذی:3659)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب فرمایا: بے شک اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا کہ دنیا اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے، ان میں سے ایک کو اختیار کر لے، تو اس نے اسے اختیار کیا جو کچھ اللہ کے ہاں ہے۔ ابوبکر رونے لگے، میں نے دل میں کہا اگر اللہ نے اپنے کسی بندے کو دنیا اور اپنے ہاں کی چیز کے درمیان اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اللہ کے ہاں کی چیز کو اختیار کر لیا ہے تو اس میں اس بزرگ کو کون سی چیز نے رلایا؟ دراصل وہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تھے، اور ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر مت رو، مجھ پر صحبت اور مال کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے ہیں، اگر میں اپنی امت میں کسی کو اپنا خلیل (تنہائی کا دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلامی اخوت اور مودت (یعنی یہ میرا بھائی ہے اور ہم میں باہم مودت و محبت ہے)۔ مسجد کو آنے والے تمام دروازے بند کر دیے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

(2)۔تحریر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر 23 سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ قرآن مجید نازل ہوتا رہا اور نازل ہونے والی ہر وحی لکھنے کے لیے کاتب موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبوں کی تعداد 32 ہے۔ قرآن مجید کو کاغذ پر، پتوں پر، چمڑے پر اور ہڈیوں پر لکھا جاتا رہا اور بالآخر سیدنا ابوبکر رضی

Islam The World Religion

اللہ عنہ کے زمانے میں ان تمام چیزوں سے نقل کر کے ایک صحیفہ مرتب کیا گیا۔قرآن کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی احادیث، خطابات وارشادات کو بھی تحریر کیا جاتا رہا۔مثلاً:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَیْءٍ اَسْمَعُهٗ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ اُرِیْدُ حِفْظَهٗ، فَنَهَتْنِی قُرَیْشٌ، وَقَالُوا تَكْتُبُ كُلَّ شَیْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ا بَشَرٌ یَتَكَلَّمُ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَآءِ، فَاَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَاَوْمَا بِاِصْبَعِهٖ اِلٰی فِیْهِ، وَقَالَ اكْتُبْ، فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنْهُ اِلَّا حَق (ابوداؤد:3646)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز سن کر لکھ لیتا تھا۔میرا ارادہ زبانی یاد کرنے کا ہوتا تھا۔قریش کے کچھ بزرگوں نے مجھے منع فرمایا۔کہنے لگے تم جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو ہر چیز لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، آپ ناراضگی اور رضا کی حالت میں گفتگو فرماتے ہیں۔میں لکھنے سے باز آ گیا۔میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے دھن مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: لکھا کر، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس میں سے حق کے سواء کچھ نہیں نکلتا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو نے تین جلدوں میں نبی کریم ﷺ کی احادیث کو جمع کیا اور پھر انہیں نبی کریم ﷺ کو سنا کر تصدیق کروائی۔اسی لیے اس کتاب کا نام صحیفہ صادقہ پڑ گیا۔پھر یہ صحیفہ حدیث کی معروف دستیاب کتابوں میں منتقل ہو گیا اور اصل نسخہ دستیاب نہ رہا۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطاب فرمایا۔بعد میں یمن سے آئے ہوئے ایک صحابی ابوشاہ یمنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خطاب مجھے لکھ دیں۔آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ: اُكْتُبُوا لِاَبِی شَاهٍ (بخاری :112)۔

ترجمہ: ابوشاہ کو لکھ کر دے دو۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی تحریری تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ظرفی اور بلند ہمتی بھی ظاہر ہو رہی ہے۔اس لیے کہ خطاب کے بعد کسی کی فرمائش پر پورا خطاب لکھ کر دینا پیغمبرانہ

Islam The World Religion

حلم کی عکاسی کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو خطوط لکھے۔مختلف وثائق اور معاہدے تحریر فرمائے مثلاً شعبِ ابی طالب کا معاہدہ، میثاقِ مدینہ اور صلح حدیبیہ۔آپ ﷺ کے بے شمار مکتوبات میں سے اہم مکتوب ملاحظہ کریں جو آپ ﷺ نے روم کے بادشاہ کے نام تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ ، أَسْلِمْ تَسْلِمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئاً وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ (بخاری :2941،مسلم:4607)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قیصر کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے خط لکھا اور اس کا خط دے کر حضرت دحیہ کلبی کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ یہ خط بصریٰ کے حاکم کو دینا تاکہ وہ اسے قیصر تک پہنچا دے۔اس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی طرف سے ہرقل بادشاہِ روم کی طرف۔

سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کو قبول کیا۔اس کے بعد، میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے۔اسلام لے آؤ گے تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔اگر منہ پھیرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمے ہوگا اور اے اہل کتاب!اس کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔یہ کہ ہم اللہ کے سواء کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سواء رب بنائے۔پھر اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو کہو کہ ہمارے مسلمان ہونے پر گواہ رہو۔

عَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰه عَنْه أَنَّهٗ قَالَ : قَيِّدُوا

Islam the World Religion

الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ (مستدرکِ حاکم:363)۔

ترجمہ: حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: علم کو تحریر کے ذریعے محفوظ کرو۔

(3)۔تدریس

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا اہم ترین مقصد کتاب وحکمت کی تعلیم وتدریس ہے۔اللہ کریم فرماتا ہے: هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یعنی وہی اللہ ہے جس نے اُمّیوں میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے(الجمعہ:2)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تدریس کی اہمیت ان الفاظ کے ساتھ واضح فرمائی۔ ارشاد فرمایا: تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا یعنی رات کو ایک گھڑی پڑھنا پڑھانا ساری رات جاگ کر عبادت کرنے سے بہتر ہے(دارمی،مشکوٰۃ:256)۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللهَ وَيَرْغَبُوْنَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ وَالْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (سنن ابن ماجہ:229،سنن الدارمی:349)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا یہ دونوں اچھا کام کر رہے ہیں، ان میں سے ایک محفل دوسری محفل سے اچھی ہے، ایک محفل والے اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کی طرف رغبت رکھتے ہیں مگر اللہ کی مرضی ہو تو انہیں عطاء کر دے اور اس کی مرضی ہو تو عطاء نہ کرے، جبکہ دوسری محفل والے فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں اور جاہلوں کو سکھا رہے ہیں، اس محفل والے افضل ہیں،

Islam The World Religion

میں معلم بنا کر ہی بھیجا گیا ہوں، پھر آپ ﷺ اس محفل والوں کے پاس بیٹھ گئے۔

ذکر کی محفل پر درس کی محفل کو تین طرح ترجیح دی۔ اولاً: یہ فرمایا کہ یہ لوگ ان سے افضل ہیں۔ دوم: یہ فرمانا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ سوم: درس والوں میں ہی خود بیٹھ جانا۔

اس حدیث میں ذکر، فکر اور دعا کی اہمیت کی نفی نہیں کی گئی، بلکہ عالم صوفی کو سادہ صوفی پر ترجیح دی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرہ بارہ سال میں پڑھی۔ اور فرماتے ہیں کہ: فَلَمَّا تَعَلَّمَهَا نَحَرَ جَزُوراً یعنی جب آپ نے سورۃ بقرہ کی تعلیم حاصل کر لی تو ایک اونٹ ذبح فرمایا (سیرۃ اعلام النبلاء جلد 1 صفحہ 521)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے تدریس کے وقت نقشہ (diagram) بنا کر بھی سمجھایا۔

عَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللہ عَنْہ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللہِ ﷺ خَطّاً، ثُمَّ قَالَ: ھٰذَا سَبِیْلُ اللہِ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَن یَمِینِہٖ وَعَن شِمَالِہٖ وَ قَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیلٍ مِنْھَا شَیْطَانٌ یَدْعُو اِلَیْہِ وَقَرَأَ: وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیماً فَاتَّبِعُوہُ الآیۃ (مسند احمد: 4436، ابن ماجہ: 11)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے زمین پر خط کھینچا۔ پھر فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں بہت سے خط کھینچے اور فرمایا یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اس راستے کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو''۔

جب صحابہ کرام کی تعداد زیادہ ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے بعض اہل علم صحابہ کو بھی ان پر استاد مقرر فرما دیا۔ اور بلاشبہ یہ ایک بہترین تعلیمی حکمتِ عملی تھی۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُولَ اللہِ ﷺ قَالَ اسْتَقْرِؤُا الْقُرْاٰنَ مِن اَرْبَعَۃٍ، مِنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَولٰی اَبِی حُذَیفَۃَ وَاُبَیِّ بْنِ کَعبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (مسلم: 6033، بخاری: 3759)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

Islam Revolution

فرمایا کہ: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو۔عبداللہ بن مسعود سے، سالم مولیٰ ابی حذیفہ سے، اُبی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے رضی اللہ عنہم۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأُبَيٍّ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ أُبَيٌّ اللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللهُ سَمَّاكَ لِي فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ (بخاری:4960، مسلم:1864)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اُبی بن کعب سے فرمایا: بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں، اُبی بن کعب نے عرض کیا: کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: اللہ نے تمہارا نام لے کر مجھے حکم دیا ہے، اُبی بن کعب رونے لگے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے سامنے لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ پڑھی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ : فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ أَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ (بخاری:4582، مسلم :1867)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میرے سامنے قرآن پڑھ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میں آپکے سامنے پڑھوں جب کہ آپ پر نازل ہوا ہے؟ فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی سے سنوں۔ میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی، حتیٰ کہ میں فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا تک پہنچ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: رک جا! اس وقت آپ کی آنکھیں رو رہی تھیں۔

سیدنا جبریل امین ہر سال نبی کریم ﷺ کو دورہِ قرآن کراتے تھے۔آخری سال دو

Islamic World Religion

بار دور کرایا۔عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآء رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَسَرَّ إِلَیَّ إِنَّ جِبْرِیلَ کَانَ یُعَارِضُنِی الْقُرْآنَ کُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِی الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِی (بخاری:3624، مسلم:6009)۔

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی کہ حضرت جبریل سال میں ایک بار میرے ساتھ قرآن کا دَور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دو بار میرے ساتھ قرآن کا دور کیا ہے اور اس سے میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری وفات قریب آ چکی ہے۔

(4)۔سوال جواب

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو(النحل:43)۔

اور فرمایا:حُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ یعنی سوال کا سلیقہ آدھا علم ہے(شعب الایمان للبیہقی:6568)۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ كُلُّ تَقِیٍّ وَ تَلَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنْ اَوْلِیَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال:34) یعنی ہر پرہیز گار آلِ محمد ہے۔آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اللہ کے بندے صرف وہی ہیں جو متقی پرہیز گار ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی:3332، المعجم الصغیر1/115، مجمع الزوائد:17946، الشفاء2/66)۔

عَنْ اَبِی قَتَادَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ، فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ (مسلم:2750)۔

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:اس دن میں پیدا ہوا تھا اور اس دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا تھا۔

(5)۔غلطی پر ٹوک دینا

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کو حکم دیا:وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

Islam The World Religion

الْمُفْلِحُونَ (آل عمران:104)۔

ترجمہ: اورتم میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہونا چاہیے کہ وہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی اپنی مراد کو پہنچے والے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ رَاٰى مِنكُمْ مُنكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (مسلم:177، ابوداؤد:1140، ترمذی:2172، ابن ماجہ:4013)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روکے۔ پھر اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے۔ پھر اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَا فَتَكَلَّمَا ثُمَّ قَعَدَا وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ ثُمَّ قَعَدَ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ فَإِنَّمَا تَشْقِيقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً (مسند احمد:5687)۔

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مشرق سے دو خطیب آدمی آئے۔ دونوں نے کھڑے ہو کر خطاب کیا پھر دونوں بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب حضرت ثابت بن قیس کھڑے ہو گئے اور خطاب کیا۔ پھر بیٹھ گئے۔ لوگوں کو ان سب کا کلام بہت اچھا لگا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے لوگو! کلام میں اپنا سادہ طریقہ جاری رکھو، کلام میں لفاظی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: بے شک بیان میں جادو ہے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ

Islam The World Religion

اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بِئْسَ الْخَطِيْبُ أَنْتَ، قُلْ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ (مسلم:2010)۔

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے خطبہ دیا اور کہا کہ جو آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت یافتہ ہو جائے گا اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو برا خطیب ہے۔ تو کہہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا (وہ گمراہ ہو جائے گا)۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ اس دوران ایک صحابی مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ نے فرمایا: دیر سے کیوں آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا حضرت بازار سے واپس آیا تو دیر ہوگئی وضو کر کے سیدھا مسجد پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا: جمعہ کے دن صرف وضو کیوں؟ غسل کیوں نہیں؟

جبکہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم فرماتے تھے وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ (موطا امام مالک:227، بخاری:878)۔

یہ واقعہ بعض محدثین سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں بھی بیان فرمایا ہے۔ اس میں صرف بازار میں دیر ہو جانے کی بجائے سو جانے کا ذکر ہے (التمہید لابن عبدالبر جلد 10 صفحہ 74، تنویر الحوالک صفحہ 176)۔

(6)۔ روحانی توجہ

نبی کریم ﷺ کے بے شمار معجزات آپ ﷺ کی روحانی توجہ کا نتیجہ ہیں۔ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھانا، بیماروں کو شفاء دینا، پھوٹی آنکھ کو درست کر دینا، ٹوٹی ہڈی کو ہاتھ پھیر کر جوڑ دینا، انگلیوں سے پانی کے چشمے پھٹا دینا، قلیل طعام کو کثیر کر دینا وغیرہ۔ روحانی توجہ کی چند مثالیں تفصیلاً ملاحظہ کریں۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک گروپ کے ساتھ باہر نکلا۔ ہم کسی راستے پر تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے

Islam The World Religion

اذان دی۔ ہم نے مؤذن کی آواز سنی اور ہم اس سے کوفت کھا رہے تھے۔ ہم نے اس کا مذاق اڑانے کے لیے چیخ چیخ کر اس کی نقل اتارنا شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا۔ انہوں نے ہماری طرف آدمی بھیجے۔ انہوں نے ہمیں آپ ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ فرمایا: تم میں سے کون ہے جس کی میں نے آواز بلند ہوتے سنی ہے۔ سب لڑکوں نے میری طرف اشارہ کیا اور اس بات کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا۔ اور مجھے فرمایا: کھڑا ہو جا اور اذان پڑھ۔ میں کھڑا ہو گیا مگر مجھے نہ تو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسند تھی اور نہ اس سے جس کا وہ مجھے حکم دے رہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے خود مجھے اذان سنائی۔ فرمایا: کہو اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ پھر مجھے فرمایا کہ اونچی آواز سے کہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کے لیے آؤ، نماز کے لیے آؤ، فلاح کے لیے آؤ، فلاح کے لیے آؤ، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔

پھر میں جب اذان مکمل کر چکا تو مجھے بلایا اور مجھے ایک تھیلی دی جس میں چاندی کی کوئی چیز تھی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ابو محذورہ کے ماتھے پر رکھا۔ پھر اسے اس کے چہرے پر پھیرا، پستانوں کے درمیان، پھر اس کے شکم پر، پھر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک ابو محذورہ کی ناف تک چلا گیا۔ پھر فرمایا: اللہ تجھے برکت دے اور تیرے اوپر برکت نازل کرے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے مکہ میں اذان پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں میں نے تجھے اجازت دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے خلاف جتنی مخالفت تھی سب زائل ہو گئی۔ وہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں تبدیل ہو گیا۔ پھر میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا جو مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے نمائندہ تھے میں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ان کے

Islam The World Religion

ساتھ اذان پڑھنی شروع کر دی (ابن ماجہ:708)۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں موجود تھا۔ ایک آدمی نماز کے لیے داخل ہوا۔ وہ قرآن اس انداز سے پڑھ رہا تھا کہ میں نے اس پر اعتراض کر دیا۔ پھر دوسرا آدمی داخل ہوا اور اس نے اپنے ساتھی کی قرأۃ کے علاوہ دوسرے انداز سے قرآن پڑھا۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا اس آدمی نے ایسی قرأت کی کہ میں نے اسکا انکار کیا۔ اور دوسرا آیا تو اس نے اپنے ساتھی والی قرأۃ کے علاوہ قرأت کی۔ ان دونوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن سنانے کا حکم دیا۔ اور نتیجے میں دونوں کو درست قرار دیا۔ میرے دل میں تکذیب کا وسوسہ آیا حالانکہ میں اس وقت زمانہ جاہلیت میں نہیں تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دل پر چھا جانے والی چیز کو دیکھا تو میرے سینے پر مارا۔ میں پسینے میں ڈوب گیا۔ مجھے ایسے لگا کہ میں ہر چیز سے کٹ کر اللہ کو دیکھ رہا ہوں فَلَمَّا رَاٰی رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَا قَد غَشِیَنِی ، ضَرَبَ فِی صَدرِی ، فَفِضْتُ عَرَقًا ، وَکَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ فَرَقًا (مسلم:1904)۔

عَنِ البَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِی بَکرِ الصِّدِّیقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی قِصَّۃِ الْھِجرَۃِ ، قَالَ فَارْتَحَلنَا وَالقَومُ یَطلُبُونَنَا ، فَلَمْ یُدْرِکْنَا اَحَدٌ مِنْھُمْ اِلَّا سُرَاقَۃُ بنُ مَالِکِ بنِ جُعْشُمٍ عَلٰی فَرَسٍ لَہٗ ، فَقُلتُ یَارَسُولَ اللّٰہِ ھٰذَا الطِّلْبُ قَدْ لَحِقَنَا ، فَقَالَ لَاتَحزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنَّا وَکَانَ بَینَنَا وَبَینَہٗ قَیدُ رُمْحٍ اَو رُمْحَینِ اَو ثَلَاثَۃٍ قُلتُ یَارَسُولَ اللّٰہِ ھٰذَا الطِّلْبُ قَد لَحِقَنَا وَبَکَیتُ ، قَالَ لِمَ تَبکِی ؟ قُلتُ اَمَّا وَاللّٰہِ مَا عَلٰی نَفسِی اَبکِی وَلٰکِن اَبکِی عَلَیْکَ فَدَعَا عَلَیْہِ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ، فَقَالَ اللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ ، فَسَاخَتْ قَوَائِمُ فَرَسِہٖ اِلٰی بَطنِھَا فِی اَرضٍ صَلدٍ فَوَثَبَ عَنھَا وَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ ، قَد عَلِمتُ اَنَّ ھٰذَا عَمَلُکَ فَادْعُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یُنْجِیَنِی مِمَّا اَنَا فِیہِ فَوَاللّٰہِ لَاُعَمِّیَنَّ عَلٰی مَن وَرَائِی مِنَ الطِّلْبِ ، وَھٰذِہٖ کِنَانَتِی فَخُذْ مِنْھَا سَھمًا ، فَاِنَّکَ سَتَمُرُّ بِاِبِلِی وَغَنَمِی فِی مَوضِعِ کَذَا وَ کَذَا فَخُذْ مِنْھَا حَاجَتَکَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَاحَاجَۃَ لِی فِیھَا وَدَعَا لَہٗ

فَانْطَلَقَ وَرَجَعَ إِلَىٰ أَصْحَابِهٖ (بخاری:3906)۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہجرت کا قصہ روایت کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ ہم چل رہے تھے اور لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے۔ہمیں ان میں سے کوئی بھی شخص تلاش نہ کر سکا سوائے سراقہ بن جعشم کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہمارا متلاشی ہم تک آ پہنچا۔فرمایا: مت ڈر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔حتیٰ کہ وہ ہمارے قریب آ گیا۔اب ہمارے اور اس کے درمیان ایک یا دو یا تین نیزے کا فاصلہ رہ گیا۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ متلاشی ہم تک پہنچ چکا ہے اور میں رونے لگا۔فرمایا: کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں اپنی جان کے لیے نہیں روتا بلکہ آپ کی وجہ سے روتا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا فرمائی۔اے اللہ تو جیسے چاہے اس کے مقابلے پر ہماری مدد فرما۔فوراً اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گئیں اور وہ کود کر نیچے آ گیا۔کہنے لگا اے محمد میں سمجھ گیا ہوں یہ آپ کا عمل ہے۔اللہ سے دعا کریں مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔اللہ کی قسم میں اپنے پیچھے والے سارے متلاشیوں کو بھٹکا دوں گا۔یہ مرا ترکش ہے۔اس میں سے تیر لے لیں۔آپ راستے میں فلاں جگہ پر میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس سے گزرو گے،ان میں سے جتنے چاہو لے لینا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان چیزوں کی حاجت نہیں،آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔وہ واپس ہوا اور اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا۔

تبلیغ دین کا ساتواں طریقہ جہاد ہے۔لیکن یہ صرف غیر مسلموں کے خلاف ہوتا ہے اور یہ حکومت کا کام اور اسی کی ذمہ داری ہے۔لہٰذا صرف چھ طریقوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔تقریر، تحریر،تدریس،سوال جواب،غلطی پر ٹوک دینا اور روحانی توجہ۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: ہماری تبلیغی ذمہ داریاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران:104)۔

ترجمہ: تم لوگوں میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو اسلام کی طرف دعوت دیں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں، یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو دین کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے ہمیں سات کام کرنا ہوں گے۔

(1)۔حصولِ علم

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ وَ وَاضِعُ الۡعِلۡمِ عِنۡدَ غَیۡرِ اَہۡلِہٖ کَمُقَلِّدِ الۡخَنَازِیۡرَ الۡجَوَاہِرَ وَاللُّؤۡلُؤَ وَالذَّہَبَ (ابن ماجہ:224)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔اور نااہل کے سامنے علم کی بات رکھنے والا ایسے ہے جیسے خنزیر کے گلے میں ہیرے، موتی اور سونا پہنانے والا۔

عَنۡ مَعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّہۡہُ فِی الدِّیۡنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعۡطِیۡ (بخاری:71، مسلم:2389)۔

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جس کے حق میں بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے، اور بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

عَنۡ حَکِیۡمِ بۡنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

Islam The World Religion

قَالَ: سَيَأْتِي زَمَانٌ قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ ، كَثِيرٌ خُطَبَاؤُهُ (المعجم الکبیر للطبرانی:3041)۔

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین کو سمجھنے والے کم ہوں گے اور خطیب زیادہ ہوں گے۔

(2)۔مختلف زبانیں سیکھنا

نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم اسی لیے دیا تھا (ترمذی:2715)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو جمرہ کو بصرہ میں اپنے ترجمان کے طور پر تنخواہ دے کر اپنے پاس رکھا (بخاری:53)۔عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَبَيْنَ النَّاسِ (مسلم:116)۔

(3)۔اندرونی بیرونی فتنوں پر نظر

نبی کریم ﷺ نے دنیا کے مختلف بادشاہوں کو خطوط لکھے اور انہیں توحید کی طرف دعوت دی۔اندرونی فتنوں یعنی قدریہ، روافض اور خوارج وغیرہ کی اصلاح فرمائی۔ان میں سے ہر موضوع پر کثرت سے احادیث دستیاب ہیں۔آج ہمیں ان تمام موضوعات پر توجہ دینے کی اور حکمتِ عملی کے ساتھ جرات کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(4)۔ہر سوال کا جواب ضروری نہیں

غیر ضروری یا جن موضوعات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے یا جن موضوعات پر بچہ بچہ لکھ رہا ہے ان سے بڑھ کر اہم موضوعات کو ترجیح دینا ضروری ہے۔کثرتِ تصانیف یا کثرت سے احادیث جمع کر کے لوگوں کو بے وقوف بنانے کی بجائے ضروری موضوع اور صحیح احادیث کا انتخاب ہزار بار بہتر ہے۔

فتویٰ لکھ کر دینے اور حکم لگانے میں بھی سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو آدمی ہر استفتاء کے جواب میں فتویٰ دیتا ہے وہ مجنون ہے (سنن دارمی:176)۔

Islam The World Religion

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کوئی عالم اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان داخل ہوتو اسے چاہیے کہ وہاں سے نکلنے کا راستہ پہلے تلاش کرلے (سنن دارمی:139)۔

امام شعبی تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب کسی عالم سے فتویٰ دینے کا سوال کیا جاتا تھا تو وہ دوسرے عالم سے کہتا تھا کہ آپ فتویٰ دیں، حتیٰ کہ وہ سوال گھومتا ہوا پھر واپس پہلے عالم کے پاس پہنچ جاتا تھا (سنن دارمی:138)۔

قَالَ ابن مَسْعُود : فَإِنَّ مِنَ العِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ : لَا أَعْلَمُ (بخاری:4774)۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علمی بات یہی ہے کہ جس بات کا علم نہ ہوتو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔

(5)۔ایک جیسا فتوی دیں

وَ عَنْ اَبِی بُرْدَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ بِیْ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اِلَی الْیَمَنِ ، فَقَالَ یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (بخاری:3038، مسلم:4526، مسندِ احمد:19721)۔ وَاللفْظُ لِمُسلِم

ترجمہ: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو فرمایا: دونوں آسانی فراہم کرنا مشکلات پیدا نہ کرنا۔ لوگوں کو خوش رکھنا متنفر نہ کرنا، دونوں ایک جیسی بات کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔

(6)۔نئی بات نہ کریں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ لِی رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلاَ حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُه عَلَىٰ اَسَاسِ اِبْرَاهِيْمَ (بخاری:1585)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اگر تیری قوم کفر کے زمانہ کے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گرا دیتا۔ پھر اسے بنیادِ ابراہیمی پر تعمیر کرتا۔

Islam The World Religion

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَكَانَ یَمُدُّ یَدَهٗ حَتّٰی تَبْلُغَ اِبْطَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ مَا هٰذَا الْوُضُوْءُ ؟ فَقَالَ یَابَنِیْ فَرُّوْخَ اَنْتُمْ هٰهُنَا ،لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ هٰهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوْءَ، سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ یَقُوْلُ تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوَضُوْءُ (مسلم:586، نسائی:149، مسندِ احمد:8862)۔

ترجمہ: حضرت ابوحازم فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا۔ وہ نماز کے لیے وضو فرما رہے تھے۔ آپ اپنا ہاتھ اتنا بڑھاتے تھے کہ بغلوں تک چلا جاتا تھا۔ میں نے عرض کیا اے ابو ہریرہ یہ کیسا وضو ہے؟ انہوں نے فرمایا اے چوزے کے بچے تم لوگ یہاں کھڑے ہو؟ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم لوگ یہاں کھڑے ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے اپنے پیارے سجن سے سنا ہے فرمایا: مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اسکا وضو پہنچتا ہے۔

(7)۔نفس کی اصلاح

نفس پرستی اپنی غلط تحقیق سے رجوع نہیں کرنے دیتی۔ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں دو سال تک گھر سے غائب رہا ہوں، واپس آیا ہوں تو میری بیوی حاملہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رجم کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ فرمایا، حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس کے پیٹ میں بچے کا کیا قصور؟ اسے بچے کی پیدائش تک چھوڑ دیجیے۔ آپ اس عورت کو سزا دینے سے رک گئے۔ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے دانت نکلے ہوئے تھے۔ اس شخص نے بچے کو شباہت سے پہچان لیا اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم یہ میرا بیٹا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں فرمایا: عورتیں اس بات سے عاجز آ گئی ہیں کہ معاذ جیسا بیٹا پیدا کریں، اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ یَلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ (السنن الکبریٰ للبیہقی 7/443)۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ :سَاَلَ رَجُلٌ عَلِیًّا عَنْ مَسْئَلَةٍ فَقَالَ فِیْهَا،

Islam The World Religion

فَقَالَ الرَّجُلُ: لَيْسَ هٰكَذَا وَ لٰكِنْ كَذَا وَ كَذَا ، قَالَ عَلِيٌّ اَصَبْتَ وَاَخْطَاْتُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (تفسیر ابن جریر:14967)۔

ترجمہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے کوئی مسئلہ پوچھا، آپ نے اس کا جواب دیا، پاس سے کسی نے کہا کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا اور میری تحقیق درست نہ تھی، ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے۔

مَا مِنْ عَبْدٍ يَخْطُبُ خُطْبَةً إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ سَائِلُهُ عَنْهَا مَا أَرَادَ بِهَا (شعب الایمان:1787، کتاب الزہد صفحہ 50)۔

ترجمہ: جب بھی کوئی خطیب خطاب کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے بارے میں اس سے پوچھے گا کہ تمہاری نیت کیا تھی؟

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

ساتواں خطاب: سوال کی شرعی اہمیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَاسۡئَلُوۡا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (النحل:43)۔

ترجمہ: توعلم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ کی روشنی میں جہالت کی دو قسمیں۔ جہلِ مفرد اور جہلِ مرکب۔ اگر کوئی شخص جاہل ہو اور وہ جانتا ہو کہ وہ جاہل ہے تو ایسی جہالت کو جہلِ مفرد کہتے ہیں یعنی ایک (single) جہالت۔ لیکن اگر کوئی شخص جاہل ہو اور اسے یہ بھی علم نہ ہو کہ وہ جاہل ہے تو ایسی جہالت کو جہلِ مرکب کہتے ہیں یعنی دوہری (double) جہالت۔

انسان کی بنیادی تعلیم وتربیت میں سوال کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ سیکھنے والا بچہ سوال پہ سوال کرتا ہے۔

وَعَنۡ جَابِرٍ رَضِیَ اللہ عَنۡہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ ﷺ: لَا یَنۡبَغِیۡ لِلۡعَالِمِ اَنۡ یَّسۡکُتَ عَلٰی عِلۡمِہٖ، وَلَا یَنۡبَغِیۡ لِلۡجَاھِلِ اَنۡ یَّسۡکُتَ عَلٰی جَھۡلِہٖ، قَالَ اللہُ جَلَّ ذِکۡرُہٗ: (فَسۡئَلُوۡا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (المعجم الاوسط للطبرانی:5365)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کو زیب نہیں دیتا کہ علم کے باوجود خاموش رہے اور جاہل کو زیب نہیں دیتا کہ جہالت کے باوجود سوال نہ کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اہلِ علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

عَنۡ عَمۡرِو بنِ شُعَیۡبٍ عَن اَبِیۡہِ عَن جَدِّہٖ، قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَمَا جَھِلۡتُمۡ فَکِلُوۡہُ اِلٰی عَالِمِہٖ (مسند احمد:6750)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں جس بات کا علم نہ ہو اسے اس کے جاننے والے کے حوالے کر دو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حُسۡنُ السُّوَالِ نِصۡفُ الۡعِلۡمِ یعنی سوال کا سلیقہ آدھا علم ہے (شعب الایمان للبیہقی:6568)۔

Islam The World Religion

(1)۔سوال کرنے کی اجازت

عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِك رَضِیَ الله عَنْه اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّیالظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ السَّاعَةَ وَذَکَرَ اَنَّ بَیْنَ یَدَیْهَا اُمُورًا عِظَامًا ، ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَلَ عَنْ شَیءٍ فَلْیَسْئَلْ عَنْهُ فَوَاللهِ لَا تَسْئَلُونِی عَنْ شَیءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِی مَقَامِی هٰذَا قَالَ اَنَسٌ فَاَکْثَرَ النَّاسُ الْبُکَآءَ وَاَکْثَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَنْ یَقُولَ سَلُونِی، قَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَیْنَ مَدْخَلِی یَارَسُولَ اللهِ قَالَ النَّارُ ، فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بنُ حُذَافَةَ ، فَقَالَ مَنْ اَبِی یَارَسُولَ اللهِ، قَالَ اَبُوکَ حُذَافَةُ ، قَالَ ثُمَّ اَکْثَرَ اَنْ یَقُولَ سَلُونِی سَلُونِی ، قَالَ فَبَرَکَ عُمَرُ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا ، قَالَ فَسَکَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِیْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَوْلٰی ، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِی عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّی ، فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ (بخاری:7294،مسلم:6121)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے وقت نکلے اور ظہر ادا فرمائی، جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہو گئے، پھر قیامت کا ذکر فرمایا اور بیان فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے معاملات ہوں گے۔ پھر فرمایا جو شخص کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھ سکتا ہے۔ اللہ کی قسم تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں یہاں کھڑے کھڑے جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ کثرت سے رونے لگے اور رسول اللہ ﷺ بار بار فرمائے جا رہے تھے کہ مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا جہنم۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر آپ ﷺ کثرت سے فرماتے رہے، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو۔ پھر

Islam The World Religion

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں، اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ جب حضرت عمر نے یہ بات عرض کی تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھا، قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے ابھی ابھی جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو اس احاطے کے اندر میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئیں، آج کی طرح میں نے کبھی خیر اور شر نہیں دیکھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سوال کرنے کی عام اجازت دے رکھی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق سے عرض کیا: وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ، قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي، فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ (بخاری:4913)۔

ترجمہ: اللہ کی قسم میں ایک بات پوچھنے کے لیے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا مگر آپ کی ہیبت کی وجہ سے جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: ایسا مت کرو، اگر تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس علم ہے تو ضرور پوچھو میں تمہیں بتایا کروں گا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سوال ہوا کہ آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بڑے صحابہ کرام کی علمی محفل میں کیوں بٹھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: إِنَّ لَهُ لِسَاناً سَئُولًا وَ قَلْباً عَقُولًا یعنی اس کے پاس سوال کرنے والی زبان اور سمجھنے والا دل ہے (المصنف لعبد الرزاق حدیث:8153)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سوال کرنے کی اجازت دینا سَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللهِ فَوَاللهِ مَا مِنْ آيَةٍ إِلَّا وَ أَنَا أَعْلَمُ أَبِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ فِي سَهْلٍ أَمْ فِي جَبَلٍ ؟ یعنی مجھ سے قرآن کے بارے میں پوچھ لو، اللہ کی قسم میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں (الاستیعاب:534)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: مجھ سے پوچھ لو: عَنْ

Islam The World Religion

سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ، إِذْ قَالَ: سَلُونِي (بخاری: 4726)۔ پھر لوگوں نے آپ سے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ پوچھا۔

(2)۔عقائد

آج فتنوں کی کثرت ہے، میڈیا کا دور ہے، دوسرے شہروں اور ملکوں میں ملازمین اور مختلف مذاہب والوں سے لوگوں کے رابطے ہیں، گمراہی کے خطرات منڈلا رہے ہیں، ایمان کا سودا کرنے والوں کو مشورے اور سوال کی سخت ضرورت ہے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ اِذْجَآءَ اَعرَابِيٌّ، فَقَالَ مَتىَ السَّاعَةُ؟ قَالَ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا؟ قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلىٰ غَيرِ اَهلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ (بخاری:59)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اس نے کہا قیامت کب ہوگی؟ فرمایا: جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے کہا اس کے ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب حکومت نا اہلوں کے سپرد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا، آلِ محمد کون ہیں؟ فرمایا: ہر پرہیز گار آلِ محمد ہے۔ آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ: اِنْ اَوْلِيَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ اللہ کے ولی صرف وہی ہیں جو متقی پرہیز گار ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۳۳۲، المعجم الصغیر ۱/ ۱۱۵، الشفاء ۲/ ٦٦)۔

ہر متقی آدمی آلِ محمد (ﷺ) ہے (فتاویٰ مہریہ صفحہ 18)۔

(3)۔عبادات اور اعمال

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کئی سوالوں کے جوابات خود قرآن میں اللہ کریم نے دیے ہیں۔

فرمایا: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ

Islam The World Religion

الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (الاسراء:85)۔

ترجمہ: آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرمادیں روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں بالکل تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (البقرۃ:219)۔

ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ فرمادیں جو بچ جائے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یعنی آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں فرمادو لوگوں کے لیے وقت معلوم کرنے اور حج پر جانے کا ذریعہ ہے (البقرۃ:189)۔

وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ یعنی آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ فرمادو یہ اذیت ناک چیز ہے ان دِنوں میں عورتوں سے الگ رہو (البقرۃ:222)۔

لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ یعنی ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو کہ جب تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں برا لگے (المائدۃ:101)۔

عَنْ اَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَتَاهُ سَائِلٌ يَسْئَلُهٗ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئاً ، قَالَ فَاَمَرَ بِلَالاً فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً ، ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالقَائِلُ يَقُوْلُ قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ اَعْلَمَ مِنْهُمْ ، ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ بِالعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ، ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ المَغْرِبَ حِيْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ، ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ العِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ، ثُمَّ اَخَّرَ الفَجْرَ مِنَ الغَدِ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالقَائِلُ يَقُوْلُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْ كَادَتْ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيْباً مِنْ وَقْتِ العَصْرِ بِالْاَمْسِ ، ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالقَائِلُ يَقُوْلُ قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ، ثُمَّ اَخَّرَ المَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ ، ثُمَّ اَخَّرَ العِشَآءَ حَتّٰى

Islam The World Religion

كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ، فَقَالَ الوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ (مسلم:1393،ابوداؤد:395،نسائی:523)۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمایا ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح پھوٹتے ہی حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے صبح کی نماز کھڑی کر دی حالانکہ لوگ ایک دوسرے کو اندھیرے کی وجہ سے پہچان بھی نہیں سکتے تھے۔ پھر جب سورج ڈھلا تو ان کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی نماز کھڑی کر دی حالانکہ کوئی کہہ سکتا تھا کہ ابھی تو آدھا دن ہوا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر جب سورج ابھی اچھا خاصہ بلند تھا تو انہیں حکم دیا تو انہوں نے عصر کی نماز کھڑی کر دی۔ پھر جیسے ہی سورج ڈوبا تو انہیں حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی نماز کھڑی کر دی۔ پھر جب شفق غائب ہوا تو انہیں حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی نماز کھڑی کر دی۔ پھر اگلے دن صبح کی نماز اتنی مؤخر فرمائی کہ جب سلام پھیرا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ سورج نکل آیا یا نکلنے والا ہو گیا۔ پھر ظہر کو اتنا مؤخر فرمایا کہ کل والی عصر کے وقت کے قریب وقت ہو گیا۔ پھر عصر کو اتنا مؤخر فرمایا کہ جب سلام پھیرا تو کہنے والا کہہ سکتا تھا کہ سورج سرخ ہو گیا۔ پھر مغرب کو اتنا مؤخر فرمایا کہ شفق کے غائب ہونے کے قریب وقت آ گیا۔ پھر عشاء کو اتنا مؤخر فرمایا کہ پہلی رات کا تہائی حصہ گزر گیا۔ پھر صبح ہوئی تو سائل کو بلایا۔ اور فرمایا نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلاً مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ فَقَالُوا مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَقَالَ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ أَلاَّ سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ (ابوداؤد:336)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم سفر پر نکلے، ہمارے ایک ساتھی کو

Islam The World Religion

سر میں پتھر لگا اور وہ زخمی ہو گیا، بعد میں اسے احتلام ہوا تو اس نے پوچھا کہ مجھے تیمم کرنے کی رخصت ہے کہ نہیں؟ ساتھیوں نے جواب دیا کہ آپ پانی پر قادر ہو لہٰذا ہمارے خیال میں رخصت نہیں ہے۔ اس نے غسل کیا تو فوت ہو گیا۔ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا واقعہ عرض کیا گیا۔ فرمایا: انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ انہیں مارے۔ جب علم نہیں تھا تو کیوں نہ پوچھ لیا؟ جہالت کی بیماری کا علاج سوال ہے۔ اس کے لیے تیمم کر لینا اور زخم پر پٹی باندھ لیتا اور بقیہ جسم کو دھو لینا کافی تھا۔

(4)۔تصوف

اَلرَّحْمٰنُ فَاسْأَلْ بِهٖ خَبِيْرًا یعنی رحمان کے بارے میں کسی جاننے والے سے پوچھ (الفرقان:59)۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ میں خضر علیہ السلام سے مل کر ان سے علم سیکھنا چاہتا ہوں۔ ان کا پورا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا قول ہے کہ: اَلسِفْلَةُ مَنْ لَا يَعْرِفُ الطَّرِيْقَ اِلَى اللهِ وَلَا يَتَعَرَّفُهٗ یعنی گھٹیا آدمی وہ ہے جسے اللہ تک پہنچنے کا راستہ معلوم نہ ہو اور وہ کسی سے پوچھتا بھی نہ ہو (رسالہ قشیریہ صفحہ 24)۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ (بخاری:6465)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اللہ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: وہ عمل جو ہمیشہ کیا جائے خواہ تھوڑا ہو۔

سوال یا زیارت؟ حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ الاقدس، ایک اور آدمی اور ابن سقا کسی ولی سے ملنے گئے، اس آدمی نے مال و دولت کے لیے دعا کرانے کا ارادہ کیا، ابن سقا نے آزمانے کے لیے سوال کرنے کا ارادہ کیا اور حضور غوث پاک نے اپنے نفس کی اصلاح کے لیے زیارت کا ارادہ کیا۔

Islam The World Religion

(5)۔غلط جواب نہ دیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ (بخاری:61)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے، جس کے پتے نہیں گرتے اور بے شک وہ مسلمان کی مثل ہے، پس مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگوں کا ذہن جنگل کے درختوں میں چلا گیا، حضرت عبداللہ بن عمر نے عرض کیا: میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن مجھے بتانے میں حیاء آئی، پھر صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں بتایئے وہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتَى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَعَانِي مَعَهُمْ قَالَ وَمَا رُئِيتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِنِّي فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا) حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَدْرِي أَوْ لَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِي يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَذَاكَ تَقُولُ قُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ اللهُ لَهُ (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ) فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا) قَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ (بخاری:3627، ترمذی:3362)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر مجھے غزوہِ بدر کے بزرگوں

Islam The World Religion

کے ساتھ علمی مذاکرات میں شامل کرتے تھے تو ان میں سے بعض نے کہا: آپ اس لڑکے کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتے ہیں؟ حالانکہ اس جیسے تو ہمارے بیٹے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا یہ انہی میں سے ہے جن کو آپ لوگ جانتے ہیں۔ پھر ایک دن حضرت عمر نے ان کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: میرا گمان یہ ہے کہ مجھے صرف اس لیے بلایا تھا کہ ان کو میری علمیت دکھائیں۔ پھر حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ آپ اس آیت کی تفسیر میں کیا کہتے ہیں؟ جب اللہ کی مدد اور اس کی فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو دیکھ لیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو جائیں (النصر: 1، 2) حتیٰ کہ حضرت عمر نے سورۃ مکمل پڑھی۔ ان بزرگوں میں سے کسی نے کہا ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب ہماری مدد کی جائے اور ہم کو فتح عطاء کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے استغفار کریں۔ اور کسی نے کہا ہم نہیں جانتے۔ اور کسی نے کچھ بھی نہیں کہا۔ پھر حضرت عمر نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات بیان کی گئی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے کہ: جب آپ کے پاس اللہ کی مدد اور اس کی فتح آ جائے (النصر: 1) اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے تو یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھیں اور اس سے استغفار کریں، بے شک وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے (النصر: 3)، حضرت عمر نے کہا: میں اس آیت کی تفسیر میں بھی یہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔

قَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اَللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ: اَللهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ) (بخاری: 4809)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! جو تم میں سے کسی بات کا علم رکھتا ہو تو اسے کہے اور جو نہ جانتا ہو تو اسے کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم کا حصہ ہے کہ جس بات کو آدمی نہ جانے اس کے متعلق کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ: آپ فرمائیے! میں اس قرآن پر تم سے

Islam the World Religion

اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں سے نہیں۔

(6)۔سوال کا جواب دینے کے لیے مناسب آدمی

(1)۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَلْيَأْتِ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ (مستدرکِ حاکم:5187)۔

ترجمہ: جو قرآن کے بارے میں پوچھنا چاہے تو اُبی بن کعب کے پاس جائے اور اگر کوئی حلال اور حرام کے بارے میں پوچھنا چاہے تو معاذ بن جبل کے پاس جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ: فَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعَ، وَلِلْأُمِّ ثُلُثَ مَا بَقِيَ، وَلِلْأَبِ مَا بَقِيَ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر فاروق کے پاس ایک سوال لایا گیا کہ ایک فوت ہونے والے کی بیوی اور ماں باپ میں میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ تو فرمایا: بیوی کو چوتھا حصہ، جو باقی بچے اس میں سے ماں کا تیسرا حصہ، اور اب جو باقی بچے وہ سب باپ کا ہوگا (مستدرکِ حاکم:7963)۔

(2)۔حضرت شریح بن ہانی فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھنے گیا تو انہوں نے فرمایا: علی بن ابی طالب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے، ہم نے ان سے پوچھا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح مقرر فرمایا ہے عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم:276)۔

(3)۔حضرت عمران بن حطان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ریشم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا میں ریشم وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں إِنَّمَا يَلْبَسُ

Islam The World Religion

الحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ (بخاری:5835)۔

(4)۔حضرت ثمامہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے جَو کے شربت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حبشی خادمہ کو بلایا اور فرمایا اس سے پوچھو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شربت تیار کرتی تھی سَلْ هَذِهِ، فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ الْحَبَشِيَّةُ: كُنْتُ أَنْبِذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ مِنَ اللَّيْلِ وَأُوكِيهِ وَأُعَلِّقُهُ، فَإِذَا أَصْبَحَ شَرِبَ مِنْهُ (مسلم:2005)۔

(5)۔ام المومنین عائشہ صدیقہ سے عصر کی نماز کے بعد دو نفل پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ام سلمہ سے پوچھو فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ (بخاری:1233)۔

(6)۔ابو منہال نے حضرت براء بن عازب سے صَرف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: زید بن ارقم سے پوچھو وہ مجھ سے زیادہ علم والے ہیں۔ابو منہال نے زید بن ارقم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: براء بن عازب سے پوچھو وہ زیادہ علم والے ہیں، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا منع فرمایا ہے سَلْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، فَهُوَ أَعْلَمُ، فَسَأَلْتُ زَيْدًا، فَقَالَ: سَلِ الْبَرَاءَ، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ (مسلم:1589)۔

امام زہری فرماتے ہیں: كَانَتْ عَائِشَةُ اَعْلَمَ النَّاسِ يَسْئَلُهَا الْاَكَابِرُ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ تمام لوگوں سے بڑی عالمہ تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکابر صحابہ آپ سے سوال پوچھتے تھے (طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ صفحہ ۲۶)۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَا اَشْكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَئَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْماً یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی حدیث کے بارے میں مشکل پڑتی تو ہم حضرت عائشہ سے پوچھتے، اس کا حل ہمیشہ ہمیں ان کے پاس مل جاتا تھا (ترمذی:۳۸۸۳)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: فہمِ دین کے بنیادی اصول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا (النساء:115)۔

ترجمہ: اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا دوسرے راستے پر چلے تو وہ جدھر جاتا ہے ہم اسے ادھر ہی جانے دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

شریعت کے چار ماخذ ہیں: قرآن، سنت، اجماع اور قیاس۔

قرآن کی حجیت

اللہ کریم فرماتا ہے: ہٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنۡذَرُوۡا بِہٖ وَلِیَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۵۲﴾ (ابراہیم:52)۔

ترجمہ: یہ قرآن لوگوں کے نام اللہ کا پیغام ہے تاکہ ان کو اس کے ذریعے ڈرایا جائے اور تاکہ لوگ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔

شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ (البقرۃ:185)۔

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۙ یعنی وہ بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ سارے جہانوں کو ہدایت کرے (الفرقان:1)۔

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا (آل عمران:103)۔

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور متفرق نہ ہو۔ ای تَمَسَّکُوا

Islam The World Religion

بِالْقُرْآنِ (مدارک)۔

سنت کی حجیت

اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:7)۔

ترجمہ: جو تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہو۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)۔

ترجمہ: تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین عملی نمونہ ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران:31)۔

ترجمہ: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:65)۔

ترجمہ: نہیں تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے ہر جھگڑے میں تجھے فیصلہ کن تسلیم نہ کریں پھر جو تم فیصلہ دو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں معمولی حرج بھی محسوس نہ کریں اور صحیح صحیح تسلیم نہ کر لیں۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل:44)۔

ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن اس لیے اتارا ہے کہ آپ لوگوں پر واضح کریں جو کچھ ان کے لیے نازل کیا گیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ یعنی بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں اپنا رسول انہی میں سے بھیجا، جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور بے شک یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (آل عمران: ۱۶۴)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ

Islamic World Region

مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُوْلِ یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں) میں سے حکمران ہوں، تو اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو (حتمی فیصلے کے لیے) معاملے کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ (النسآء:۵۹)۔

اجماعِ امت کی حجیت

اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا یعنی اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے، اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے، اور اسے دوزخ میں جھونکیں گے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (النسآء:115)۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ (آلِ عمران:110)۔

ترجمہ: (مسلمانو) تم وہ بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کے فائدے کے لیے وجود میں لائی گئی ہیں، تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام:153)۔

ترجمہ: اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اسی کی پیروی کرو، اور چھوٹے چھوٹے مختلف راستوں کی پیروی مت کرو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے، وہ تمہیں اسی بات کا حکم دیتا ہے تاکہ تم متقی بنو۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَطّاً، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا سَبِيْلُ اللهِ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَ قَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ وَقَرَأَ "اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الآية (مسند احمد:4142، 4437، سنن الدارمی:208، وَرَوٰى مِثْلَهُ اِبْنُ مَاجَةَ

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ برقم:11)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے زمین پر خط کھینچا۔ پھر فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں بہت سے خط کھینچے اور فرمایا یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اس راستے کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اس کی پیروی کرو''۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِی عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (ترمذی:2167)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، جو شاذ ہوا، وہ آگ میں گرا دیا گیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَأَیْتُمُ الْاِخْتِلَافَ فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ (ابن ماجہ:3950)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ بڑے گروہ کے ساتھ ہو جاؤ۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ (مشکوٰۃ: ۱۹۳)۔

ترجمہ: تم میں سے جو بھی کسی کے طریقے پر چلنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے راستے پر چلے جو وفات پا چکے ہیں، اس لیے کہ زندہ آدمی فتنے سے محفوظ نہیں ہوتا۔

قیاس واجتہاد کی حجیت

قرآن وسنت کی تعبیر اہلیت والوں سے سمجھی جائے۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى

الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء:83)۔

ترجمہ: اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو رسول اور اپنے ذمہ داروں کے پاس پہنچا دیتے تو صلاحیت والے اس کی تحقیق کر لیتے۔

لَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ (التوبہ:۱۲۲)

ترجمہ: ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر طبقے سے کچھ لوگ نکل کھڑے ہوتے اور دین کی فقہ حاصل کرتے۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ یعنی ہم یہ مثالیں لوگوں کے سمجھانے کیلیے بیان کرتے ہیں اور انہیں علماء ہی سمجھتے ہیں (العنکبوت:43)۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ، قَالَ كَيْفَ تَقْضِي اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَآءٌ؟ قَالَ اَقْضِي بِكِتَابِ اللهِ، قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللهِ ؟ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ، قَالَ اَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلَا اٰلُو قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُولُ اللهِ (ابوداؤد:3592، ترمذی:1327، سنن الدارمی:170)۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ گے تو پھر؟ عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ فرمایا: اگر رسول اللہ کی سنت میں بھی نہ پاؤ تو پھر؟ عرض کیا پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انکے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے نمائندے کو ایسی بات کی توفیق بخشی جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

نواں خطاب: فہمِ دین کے بنیادی اصول

(دوسرا لیکچر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (آل عمران:7)۔

ترجمہ: (اے محبوب) وہی اللہ ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے، جس کی کچھ آیتیں محکم ہیں جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں، اور کچھ دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ تو جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے وہ ان آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو متشابہ ہیں تاکہ فتنہ تلاش کریں اور ان آیات کی (من پسند) تاویل تلاش کریں۔ حالانکہ ان کی ٹھیک ٹھیک تاویل اللہ کے سواء کوئی نہیں جانتا۔ اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم اس (کا صحیح مطلب نہ سمجھنے کے با وجود) اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت صرف وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

آج ہم ان شاء اللہ فہمِ دین کے تین بنیادی اصول سمجھیں گے۔ (1)۔ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے۔ (2)۔ اگلے بزرگوں کا پٹہ گردن میں رکھا جائے۔ (3)۔ نااہل آدمی اجتہاد نہ کرے۔

(1)۔ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے

قرآن اسنت میں یہ قاعدہ بیان فرمایا گیا ہے کہ ہمیشہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے۔ جب نجران کے عیسائیوں نے لَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ اور اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰهِ

Islam The World Religion

كَمَثَلِ آدَمَ وغیرہ کی تصریحات کے مقابلے پر کلمۃ اللہ اور روح اللہ جیسے الفاظ کے سہارے الوہیتِ مسیح ثابت کرنیکی کوشش کی تو اللہ کریم نے عین اس موقع پر سورۃ آلِ عمران کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں اور محکم کو متشابہ کے ماتحت کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ: اَلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ فتنہ بازی کرسکیں (آلِ عمران: ۷)۔

متشابہات کی چار قسمیں ہیں: (1)۔حروفِ مقطعات، جیسے: الٓمّٓ۔(2)۔اللہ کریم کے ہاتھ یا اعضاء، جیسے یَدُ اللهِ۔(3)۔صحابہ کرام یا اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی آپس کی شکر رنجیاں؛ جیسے جنگِ صفین۔اور سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھریلو شکر رنجی۔(4)۔وہ آیات جنہیں سمجھنے کے لیے دوسری آیات کو سامنے رکھنا ضروری ہے، جیسے: إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً (بے شک اللہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے)۔اس کو سمجھنے کے لیے دو مزید آیتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے: وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ (میں اس کے گناہ ضرور معاف کرتا ہوں جو توبہ کرے)۔اور دوسری آیت ہے: إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (اللہ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے) (تفسیر قرطبی 4/14)۔

اس وقت ہمارا موضوع یہ چوتھی قسم ہے۔

قَالَ محمد بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ: الْمُحْكَمُ مَا لَا يَحْتَمِلُ مِنَ التَّأْوِيلِ غَيْرَ وَجْهٍ وَاحِدٍ، وَالْمُتَشَابِهُ مَا احْتَمَلَ أَوْجُهًا، وَقِيلَ: الْمُحْكَمُ مَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ وَتَكُونُ حُجَّتُهُ وَاضِحَةً، وَدَلَائِلُهُ لَائِحَةً لَا يَشْتَبِهُ. وَالْمُتَشَابِهُ هُوَ الَّذِي يُدْرَكُ عِلْمُهُ بِالنَّظَرِ، وَلَا يَعْرِفُ الْعَوَامُّ تَفْصِيلَ الْحَقِّ فِيهِ مِنَ الْبَاطِلِ (البغوی 1/323)۔

ترجمہ: محمد بن جعفر فرماتے ہیں کہ: محکم وہ ہوتا ہے جس کا صرف ایک ہی مطلب بنتا ہو، اور متشابہ وہ ہے جس کے معنی میں کئی احتمالات ہوں۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ: محکم وہ ہے جس کا معنی طے شدہ ہو اور وہ ایسی واضح حجت ہو جس کے دلائل نکھرے ہوئے ہوں اور ان میں اشتباہ نہ ہو۔متشابہ وہ جس کا علم عالمانہ غور خوض کے بعد حاصل ہوتا ہے، اور عوام حق اور باطل میں فرق کرنا نہیں جانتے۔

Islam The World Religion

وعَنِ الرَّبِيعِ قَوْلُهُ: فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ وَذٰلِكَ أَنَّ النَّصَارىٰ قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَلَسْتَ تَزْعُمُ أَنَّ عِيسَى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوحٌ مِنْهُ؟ قَالَ: بَلَى، قَالُوا: فَحَسْبُنَا. فَأَنْزَلَ اللهُ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ (ابن جریر: 5187، ابن ابی حاتم: 3234)۔

ترجمہ: حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کے وفد نے نبی کریم ﷺ سے کہا: کیا آپ نہیں کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! انہوں نے کہا: ہمارے حق میں یہی کافی ہے! اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ فتنہ بازی کرسکیں (آلِ عمران: ۷)۔

قَالَ الْقُرطُبِيُّ: فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ: هٰذِهِ الْآيَةُ تَعُمُّ كُلَّ طَائِفَةٍ مِنْ كَافِرٍ وَزِنْدِيقٍ وَجَاهِلٍ وَصَاحِبِ بِدْعَةٍ، وَإِنْ كَانَتِ الْإِشَارَةُ بِهَا فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ إِلَى نَصَارَى نَجْرَانَ. قَالَ شَيْخُنَا أَبُو الْعَبَّاسِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: مُتَّبِعُو الْمُتَشَابِهِ لَا يَخْلُو أَنْ يَتَّبِعُوهُ وَيَجْمَعُوهُ طَلَبًا لِلتَّشْكِيكِ فِي الْقُرْآنِ وَإِضْلَالِ الْعَوَامِّ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْأَنْبَارِيُّ: وَقَدْ كَانَ الْأَئِمَّةُ مِنَ السَّلَفِ يُعَاقِبُونَ مَنْ يَسْأَلُ عَنْ تَفْسِيرِ الْحُرُوفِ الْمُشْكِلَاتِ فِي الْقُرْآنِ، لِأَنَّ السَّائِلَ إِنْ كَانَ يَبْغِي بِسُؤَالِهِ تَخْلِيدَ الْبِدْعَةِ وَإِثَارَةَ الْفِتْنَةِ فَهُوَ حَقِيقٌ بِالنَّكِيرِ وَأَعْظَمِ التَّعْزِيرِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مَقْصِدَهُ فَقَدِ اسْتَحَقَّ الْعَتْبَ بِمَا اجْتَرَمَ مِنَ الذَّنْبِ، إِذْ أَوْجَدَ لِلْمُنَافِقِينَ الْمُلْحِدِينَ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ سَبِيلًا إِلَى أَنْ يَقْصِدُوا ضَعَفَةَ الْمُسْلِمِينَ بِالتَّشْكِيكِ وَالتَّضْلِيلِ فِي تَحْرِيفِ الْقُرْآنِ عَنْ مَنَاهِجِ التَّنْزِيلِ وَحَقَائِقِ التَّأْوِيلِ. فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي أَنْبَأَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَازِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ صَبِيغَ بْنَ عَسْلٍ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَجَعَلَ يَسْأَلُ عَنْ مُتَشَابِهِ الْقُرْآنِ وَعَنْ أَشْيَاءَ،

Iqra The World Religion

فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَأَحْضَرَهُ وَقَدْ أَعَدَّ لَهُ عَرَاجِينَ مِنْ عَرَاجِينِ النَّخْلِ ، فَلَمَّا حَضَرَ قَالَ لَهُ عُمَرُ : مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا عَبْدُ اللهِ صَبِيغٌ ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَأَنَا عَبْدُ اللهِ عُمَرُ ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ فَضَرَبَ رَأْسَهُ بِعُرْجُونٍ فَشَجَّهُ ، ثُمَّ تَابَعَ ضَرْبَهُ حَتّٰى سَالَ دَمُهُ عَلٰى وَجْهِهِ ، فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَدْ وَاللهِ ذَهَبَ مَا كُنْتُ أَجِدُ فِي رَأْسِي (تفسیر القرطبی تحت ھذہ الآیۃ)۔

ترجمہ: امام قرطبی لکھتے ہیں: فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ (جن کے دلوں میں کھوٹ ہے): اس آیت میں کافر، زندیق، جاہل اور بدعتی ہر ٹولہ شامل ہے، اگرچہ اُسوقت اشارہ نجران کے عیسائیوں کی طرف تھا۔ ہمارے شیخ ابوعباس نے فرمایا: متشابہ کی پیروی کرنے والوں کا مقصد صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ قرآن میں تشکیک پیدا کریں اور عوام کو گمراہ کریں۔ حضرت ابوبکر انباری نے فرمایا: اسلاف ائمہ سے اگر کوئی قرآن کے مشکلات الحروف کی تفسیر پوچھتا تھا تو وہ اسے سزا دیتے تھے، اس لیے کہ اگر سوال کرنے والا اپنے سوال کے ذریعے بدعت میں داخل ہونا چاہتا ہو اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہو تو وہ منع کیے جانے کا اور بڑی تعزیر کا حقدار ہے۔ اور اگر اس کا یہ مقصد نہیں ہے تو پھر اس نے منافقین اور ملحدین کو راہ دکھانے کا جرم کیا کہ وہ ناسمجھ مسلمانوں کو قرآن کے نزول کے اصل مقصد سے ہٹا کر شکوک اور گمراہی میں مبتلا کریں۔

سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ: صبیغ بن عسل مدینہ منورہ میں آیا، لوگوں سے قرآن کی متشابہات اور دوسری چیزوں کے بارے میں پوچھنے لگا۔ یہ بات عمر فاروق تک پہنچی، آپ نے اسے بلا بھیجا، آپ نے اس کے لیے کھجور کی چھڑیاں تیار کرلیں، وہ آیا تو آپ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ عمر ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہوگئے اور اس کے سر میں چھڑیاں مار مار کر اسے زخمی کردیا، حتیٰ کہ اس کا خون چہرے تک بہنے لگا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین بس کردیجیے! اللہ کی قسم میرے سر میں کوئی خرابی تھی جو نکل چکی ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الخطاب أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

Islam the World Religion

لِعَائِشَةَ:يَا عَائِشَةُ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ، هُمْ أَصْحَابُ الْبِدَعِ وَالشُّبْهَاتِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (البغوی2/84)۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ سے فرمایا: اے عائشہ! جن لوگوں نے دین کو چھوڑا اور فرقوں میں بٹ گئے، وہ اس امت کے بدعتی اور شبہات کو ہوا دینے والے لوگ ہیں۔

افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر واضح دلائل اہلِ سنت کے پاس موجود ہیں جبکہ مخالفین کے پاس صرف فریب کاریاں ہیں۔مناقبِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دارومدار قرآن وسنت، بخاری مسلم ترمذی وغیرہ پر ہے اور آپ کے مخالفین کی ساری خرافات جنگِ جمل اور جنگِ صفین کی تاریخ کے من مانے انتخابات اور محض بدگمانی کے گرد گھومتی ہیں۔روافض کی تمام رسومات اور شعار واقعہِ کربلا کے گرد گھومتے ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی تصریح قرآن میں موجود ہے مگر پادری فانڈر بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے تین خدا ثابت کرتا ہے۔آیت خاتم النبیین قرآن میں موجود ہے مگر مرزا قادیانی اس کے مقابلے پر درودِ ابراہیمی وغیرہ سے نبوت کا اجراء ثابت کرنا چاہا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هَذِهِ الآيَةَ: {هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الكِتَابَ ، مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الكِتَابِ ، وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ، فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الفِتْنَةِ ، وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ ، وَالرَّاسِخُونَ فِي العِلْمِ يَقُولُونَ: آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلاَّ أُولُوا الألباب} قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكِ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ (بخاری:4547)-ومثلہ فی ترمذی:2993۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس محکم اور متشابہ والی آیت کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے پیچھے چلتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہوں گے جن کا اللہ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے، ان سے سب لوگ بچ کے رہنا۔

Islam The World Religion

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي، أَنْ يَكْثُرَ فِيهِمُ الْمَالُ، حَتَّى يَتَنَافَسُوا فِيهِ، فَيَقْتَتِلُوا عَلَيْهِ، وَإِنَّ مِمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي، أَنْ يُفْتَحَ لَهُمُ الْقُرْآنُ، حَتَّى يَقْرَأَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيُحِلُّ حَلَالَهُ الْمُؤْمِنُ: ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ مستدرک حاکم: 3189) ۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں کی فکر ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ: ان کے لیے قرآن کھولا جائے گا، اسے مومن بھی پڑھے گا اور کافر ومنافق بھی پڑھے گا، مومن ہی اس کی حلال کی ہوئی چیز کو حلال کہے گا۔ پھر آیت پڑھی ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔

عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ (ابوداؤد: 3652، ترمذی: 2952، السنن الکبریٰ للنسائی: 8086)۔

ترجمہ: حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا، اگر وہ ٹھیک بھی تھا تو غلط کیا۔

(2)۔ اگلے بزرگوں کا پٹہ گردن میں رکھو

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ بِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ بِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ بِمَا قَالَ بِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ بِرَأْيِهٖ (مستدرک حاکم: 446)۔ صحیح وافقہ الذہبی

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن ابی بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اگر وہ اللہ کی کتاب میں ہوتا تو آپ کتاب اللہ سے اس کا

Islam the World Religion

جواب دیتے اور اگر کتاب اللہ میں موجود نہ ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں موجود ہوتا تو آپ اسی سے اسکا جواب دیتے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا جواب منقول نہ ہوتا تو آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے جواب دیتے۔ اگر حضرت ابوبکر و عمر کی طرف سے اس مسئلہ کے بارے میں کوئی قول نہ ہوتا تو آپ اپنے اجتہاد کی روشنی میں فیصلہ کرتے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فَمَنْ عَرَضَ لَهُ قَضَآءٌ فَلْيَقْضِ فِيْهِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ فَإِنْ جَآءَهُ اَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهٖ نَبِيُّهُ ﷺ فَإِنْ جَآءَهُ اَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضٰى بِهٖ نَبِيُّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ جَآءَهُ اَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا قَضٰى بِهٖ نَبِيُّهُ ﷺ وَلَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهُ، وَلَا يَقُولُ إِنِّي اَخَافُ وَإِنِّي اَخَافُ، فَإِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ اُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، فَدَعْ مَا يُرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ (نسائی:5397)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے مقدمہ پیش ہوتو وہ اس سے فیصلہ کرے جو اللہ کی کتاب میں ہے اور اگر اس کے پاس کوئی ایسا مسئلہ آ جائے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو پھر وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے جو اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی ایسا مسئلہ آ جائے جو اللہ کی کتاب میں بھی نہ ہو اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیا ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرے جو صالحین نے فیصلہ دیا ہے۔ اور اگر اس کے پاس کوئی ایسا مسئلہ آ جائے جو اللہ کی کتاب میں بھی نہ ہو اور اس کے نبی نے بھی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیا ہو اور صالحین نے بھی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیا ہو تو اب اپنی رائے سے اجتہاد کرے اور اس طرح نہ کہے کہ میں ڈرتا ہوں میں ڈرتا ہوں۔ بے شک حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں۔ پس مشکوک کو چھوڑ کر یقینی بات کو پکڑ لو۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بڑی زبردست چیز ہے، زبردست چیز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ (ابوداؤد:3641)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: بے شک علماء نبیوں کے وارث ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ لَايَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِن يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقِ عَالِمًا ، اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوساً جُهَّالًا فَسُئِلُوا ، فَافْتَوا بِغَيْرِ عِلْمٍ ، فَضَلُّوا وَاَضَلُّو (بخاری:100، مسلم:6796)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ بندوں میں سے ایک ہی جھٹکے سے اچک لے۔ بلکہ علماء کے قبض کرنے سے علم کو قبض کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک عالم بھی باقی نہ رہے گا۔ لوگ جاہلوں کو اپنا رئیس بنالیں گے۔ پھر ان پر سوال کیے جائیں گے۔ وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : كَانَتْ لَيْلَتِیْ ، وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِیْ ، فَاَتَتْهُ فَاطِمَةُ ، فَسَبَقَهَا عَلِیٌّ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَلِیُّ اَنْتَ وَاَصْحَابُكَ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا اَنَّهٗ مِمَّنْ يَّزْعَمُ اَنَّهٗ يُحِبُّكَ اَقْوَامٌ يَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ ، ثُمَّ يَلْفِظُوْنَهٗ ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، لَهُمْ نَبَزٌ يُقَالُ لَهُمْ : اَلرَّافِضَةُ ، فَاِنْ اَدْرَكْتَهُمْ ، فَجَاهِدْهُمْ ، فَاِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ ، قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللهِ ، مَا الْعَلَامَةُ فِيْهِمْ ؟ قَالَ : لَا يَشْهَدُوْنَ جُمُعَةً ، وَلَا جَمَاعَةً وَيَطْعَنُوْنَ عَلَى السَّلَفِ الْاَوَّلِ (المعجم الاوسط للطبرانی:6605، مجمع الزوائد:16431)۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میری باری کی رات تھی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تھے، آپ کے پاس (سیدہ) فاطمہ حاضر ہوئیں، علی ان سے پہلے پہنچ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے علی! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہیں، مگر تمہاری محبت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کچھ اقوام ایسی ہوں گی جو اسلام سے نکل چکے ہوں گے، صرف زبانی اسلام کا دعویٰ کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کا خاص لقب ہوگا، انہیں رافضی کہا جائے گا، اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جہاد کرو، بے شک وہ مشرک

Islam The World Religion

ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اور نہ ہی جماعت کے وقت حاضر ہوں گے، اگلے گزرے ہوئے لوگوں پر طعن کریں گے۔

قیامت کی نشانی ہے کہ اس امت کے بعد والے اگلوں پر لعنت بھیجیں گے لَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا (ترمذی:2211)۔

فہم دین کے ان بنیادی اصولوں کو علمی اصطلاح میں اصول فقہ کہا جاتا ہے، اور اصول فقہ کے موضوع پر کئی کتابیں درسوں میں پڑھائی جارہی ہیں: ایک اصول الشاشی ہے، دوسری نور الانوار ہے، تیسری حسامی ہے، چوتھی تلویح ہے۔

ان اصولوں سے بغاوت اور اسلاف پر اعتراض کرنے والے آزاد خیالوں کی ہمارے پاس ایک فہرست موجود ہے۔ لیکن آپ اتنا یاد رکھ لیجیے کہ اگر کوئی شخص اجماع اور جمہور کا پابند نہ ہو یا اگلے بزرگوں پر تنقید کرتا ہو اور طبقہ علماء کے خلاف بولتا ہو یا آزاد تحقیق کرتا ہو، یا خود کو فتویٰ پروف کہتا ہو تو ایسا شخص دراصل دین کا ہی مخالف ہے۔ ایسے لوگ دین سے آزادی چاہتے ہیں اور عورت مارچ میں میری مرضی کا نعرہ لگانے والوں میں دِلی طور پر شامل ہیں۔

ان سب کو قرآن کی مختار تفسیر پر، واضح طور پر احادیث اور راویان حدیث اور جامعین حدیث پر، پوری امت کے مجددین اور مشائخ پر اعتراض ہے۔ جب فہم دین کے اصولوں سے بغاوت ہوئی، اپنے اپنے دماغوں کا شیرازہ بکھر گیا اور: قادیانی، جہلمی، رافضی، ملائشین، مستشرقین، کینیڈین اور ان کی آزاد تحقیق والی ذُرّیت، پیرینیالسٹ اور تفضیلی پیدا ہو گئے۔

یہ دماغ آپس میں نہ متفق رہ سکتے تھے اور نہ رہ سکے۔ لیکن آزاد خیالی کی قدرِ مشترک کہ وجہ سے امتِ مسلمہ کے مقابلے پر یہ سب ایک ہی صفحے پر موجود ہیں۔ اسی لیے قرآن تمام گمراہ نظریات کو جمع کے لفظ کے ساتھ اَلظُّلُمَاتُ قرار دیتا ہے۔ اور ہدایت کی راہ کو واحد کے لفظ کے ساتھ اَلنُّورُ قرار دیتا ہے: كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (البقرۃ:257)۔

ترجمہ: یہ کتاب ہم نے آپ پر اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو (طرح طرح کے) ظلمات سے نکال کر (ایک ہی) روشنی میں لے آؤ۔

Islam The World Religion

آزاد خیالی کا بدترین نقصان یہ ہے کہ ایسا آدمی ایک بندر کی طرح ہے جس کے ہاتھ میں ماچس ہو، جہاں چاہے آگ لگا دے۔

(3)۔نااہل آدمی اجتہاد نہ کرے

مجتہد پر لازم ہے کہ قرآن وسنت اور اجماع پر اس کی مکمل نظر ہو، اور ان تین بنیادی چیزوں کی موجودگی میں قیاس واجتہاد نہ کرے۔حدیث کے ذخیرہ پر اس کی مکمل نظر ہو۔حدیث کی صحت کا دارومدار کسی خاص کتاب پر نہیں، نہ صرف موطا امام مالک پر، نہ صرف بخاری مسلم پر اور نہ ہی صرف صحاح ستہ پر۔ بلکہ اصل دارومدار حدیث کی سند پر ہے، خواہ وہ کسی بھی کتاب میں ہو۔پھر اس کی نظر ایک موضوع پر وارد ہونے والی تمام احادیث پر ہو اور ان کے درمیان تطبیق کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ: ناسخ ومنسوخ سے آگاہی حاصل ہو۔ایسا نہ ہو کہ آیت یا حدیث منسوخ ہو اور ہمارے مجتہد صاحب اس سے استدلال کرتے رہیں۔اللہ کریم فرماتا ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرۃ:106)۔

ترجمہ: ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری بھیج دیتے ہیں۔مثلاً گدھا، پہلے حلال تھا پھر حرام ہوا، شراب پہلے حلال تھی پھر حرام ہوئی، نماز میں رفع یدین پہلے ہوا کرتا تھا پھر ترک ہوا، قبلہ پہلے بیت المقدس تھا پھر کعبہ ہوا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ: دلیل کی عبارت، دلالت، اقتضاء اور اشارہ کو سمجھتا ہو تا کہ الفاظ پر اندھوں کی طرح نہ گرے اور فرضیت یا استحباب کا حکم لگانے میں غلطی نہ کرے۔

اس کے علاوہ علماء کی صحبت میں رہا ہو، ان سے اکتسابِ فیض کیا ہو اور مروجہ درسی کتب پر مہارتِ تامہ ہو۔یہ چیزیں بہت ضروری ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں باب:

عظمتِ قرآن

Islam The World Religion

پہلا خطاب: قرآن کی عظمتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (الاسراء:9)۔

ترجمہ: بے شک یہ قرآن سب سے مضبوط منزل تک پہنچاتا ہے۔

حضراتِ گرامی آپ کے سامنے جو آیت تلاوت کی ہے، یہ آیت قرآن کی شان میں نہایت جامع آیت ہے۔ قرآن جس مضبوط ترین منزل کی طرف لے کر جاتا ہے، وہ زندگی کا بہترین دستور ہے، کامیابیوں کے راستے ہیں اور آخری منزل مقصود جنت ہے۔ اقوم کا معنی ہے سب سے زیادہ قائم اور سب سے زیادہ مضبوط۔ اور اقوم کے ہوتے ہوئے کسی قائم کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس عظیم کتاب کی عظمت کو سمجھنے کے لیے ہم نے اپنی گفتگو کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1)۔ قرآن کا تعارف۔ (2)۔ قرآن کے فضائل۔ (3)۔ قرآن کے مضامین۔ (4)۔ قرآن کے مقاصد۔ (5)۔ قرآن کے بارے میں ہماری ذمہ داریاں۔

ان پانچ چیزوں میں سے ہر ایک کی تشریح سنیے!

(1)۔ قرآن کا تعارف

قرآن اللہ کی کتاب ہے جو سیدنا محمد ﷺ پر نازل ہوئی، یہ تیس پاروں پر مشتمل ہے، اس میں 114 سورتیں ہیں، سب سے بڑی سورت البقرۃ ہے، سب سے چھوٹی سورت الکوثر ہے، پہلی سورۃ کا نام الفاتحہ ہے، آخری سورۃ کا نام الناس ہے، اس میں کل 6236 آیات ہیں۔

قرآن کا لفظی معنی ہے: پڑھنا۔ علوم القرآن اور اصول فقہ کی کتابوں میں تمام علماء نے متفقہ طور پر قرآن کی یہ تعریف (Definition) لکھی ہے:

هُوَ كَلَامُ اللهِ الْمُعْجِزُ ، اَلْمُنَزَّلُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، بِوَاسِطَةِ جِبْرِيْلَ الْاَمِيْنِ عَلَيْهِ السَّلَام، اَلْمَكْتُوبُ فِي الْمَصَاحِفِ ، اَلْمَنْقُولُ اِلَيْنَا بِالتَّوَاتُرِ۔

Islam The World Religion

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا معجزانہ کلام ہے، جو خاتم النبیین ﷺ پر جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا، وہ صحائف میں لکھا ہوا ہے، ہم تک تواتر کے ساتھ منقول ہوتا آیا ہے۔

اس تعریف کی مختصر سی وضاحت کر دینا مناسب ہے:

هُوَ كَلَامُ اللهِ الْمُعْجِزُ: سے قرآن کا اس کی اصل زبان میں محفوظ ہونا اور شک سے بالاتر اور بلا مقابلہ اور لاریب کتاب ہونا مراد ہے۔ اَلْمُنَزَّلُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ﷺ سے آخری اوجد یدترین کتاب ہونا اور پہلی کتب کا ناسخ ہونا مراد ہے۔ بِوَاسِطَةِ جِبْرِيْلَ الْاَمِيْنِ : سے اس کے لانے والے جبریل کا عادل ہونا اور امانت دار ہونا مراد ہے جو وحی لاتے وقت کبھی بھول نہیں سکتے۔ اَلْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ: سے اس کا لفظاً محفوظ ہونا اور لکھنے والے کاتبین وجامعین کا عادل ہونا مراد ہے۔ اَلْمَنْقُوْلُ اِلَيْنَا بِالتَّوَاتُرِ: سے اجماعِ امت اور تواتر کی اہمیت وحجیت مراد ہے۔

قرآن کے بہت سے نام

اَلْقُرآن۔ اَلْكِتَاب۔ اَلْفُرقَان۔ اَلتَّنْزِيْل۔ اَلذِّكْر۔ اَلْبَيَان۔ اَلْبَلَاغ۔ اَلنُّور۔ اَلْهُدىٰ۔ اَلرَّحْمَة۔ اَلشِّفَاء۔ اَلْمَوعِظَة۔ زیادہ نام زیادہ شان کا ثبوت ہوتے ہیں۔

قرآن محفوظ ہے

قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جو نازل ہونے کے بعد آج تک اپنی اصل زبان میں، اصل الفاظ کے ساتھ، اصل لہجے کے ساتھ مسلسل پڑھی جا رہی ہے، اور اسی لیے محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ کریم نے خود لیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کو یہ فکر تھی کہ قرآن کی کوئی آیت یا لفظ یاد کرنے سے رہ نہ جائے۔ اس پر اللہ کریم نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ، فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (القیامۃ:17،18،19)۔

ترجمہ: بے شک اسے جمع کرنا اور اسکا پڑھے جانا ہمارے ذمے ہے، تو جب ہم اسے پڑھیں

Islam The World Religion

تو آپ اس کے پڑھے جانے کی طرف متوجہ رہیں، پھر اس کا بیان ہمارے ذمے ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یعنی بے شک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں (الحجر:9)۔

(2)۔قرآن کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (بنی اسرائیل:9)۔

ترجمہ: بے شک یہ قرآن مضبوط ترین منزل تک پہنچاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری:5027)۔

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہیں جو قرآن کو سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ (بخاری:4937، مسلم:1862)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے، سفرہ کرام یعنی مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے حالانکہ اس پر اس کا یاد کرنا دشوار ہے اس کو دو ثواب ہیں، ایک ثواب مشقت کا دوسرا قرأت کا۔

عَنْ عُمَرَ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (مسلم:1897)۔

ترجمہ: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

Islam The World Religion

اس کتاب کی برکت سے قوموں کو ترقی دیتا ہے اور جو اسے چھوڑ دیتے ہیں انہیں گرا دیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اقْرَإِ القُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ ، قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ ، حَتَّى قَالَ: فِي ثَلاَثٍ (بخاری:1978)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کرو، انہوں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، پھر وہ بار بار اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن میں ختم کرو۔

عَنْ اَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: اِقْرَؤُوا الْقُرآنَ فَإِنَّهٗ يَأْتِي يَومَ الْقِيَامَةِ شَفِيعاً لِّاَصْحَابِهٖ یعنی حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قرآن پڑھا کرو، قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا (مسلم:1874)۔

عَنِ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ مَن شَغَلَهُ الْقُرآنُ عَن ذِكرِي وَمَسئَلَتِي اَعطَيتُهٗ اَفضَلَ مَا اُعطِي السَّائِلِينَ ، وَفَضلُ كَلَامِ اللهِ عَلىٰ سَائِرِ الكَلَامِ كَفَضلِ اللهِ عَلىٰ خَلقِهٖ (ترمذی:2926، سنن الدارمی:3357)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جو قرآن میں مصروفیت کی وجہ سے میرا ذکر نہ کر سکا اور دعا نہ مانگ سکا میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ اور اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت اس کی تمام مخلوق پر۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَخَذَ السَّبْعَ الْأُوَلَ فَهُوَ حَبْرٌ (مسند احمد:24443)۔

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے پہلی سات سورتیں سیکھ لیں وہ عالم ہے۔

Islam The World Religion

(3)۔مضامینِ قرآن

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الفوز الکبیر میں قرآن مجید کا خلاصہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ قران میں کل پانچ موضوعات پر آیات موجود ہیں:

(1)۔عقائد

یعنی: توحید، فرشتے، کتابیں، رسالت، قیامت، تقدیر۔

(2)۔احکام

نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق، ملکی قانون، جہاد وغیرہ۔

(3)۔تَذْکِیْر بِاَیَّامِ اللہِ (یعنی اللہ کے دنوں کا ذکر)

انسانی تاریخ، انبیاء علیہم السلام کے حالات اور واقعات، اقوام کے احوال۔

(4)۔تَذْکِیْر بِآلَاءِ اللہِ (یعنی اللہ کی نعمتوں کا ذکر)

انسان پر اس کی تقویم کا احسان، صفاتِ خداوندی سے نوازنے کا احسان، اسے مخلوقات پر اکرام دینے کا احسان، اس کے لیے زمین وآسمان کی اشیاء مسخر کرنے کا احسان، بنی اسرائیل پر احسانات، فَبِاَیِّ آلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

(5)۔تَذْکِیْر بِالْمَوْتِ: (یعنی موت کی یاد دہانی)

انسانی تخلیق بے مقصد نہیں، نیک اعمال کا حکم، بدعملی کا انجام، عقیدۂ آخرت کے فوائد۔

ان پانچ موضوعات میں سے ہر موضوع پر آیات کی تعداد تقریباً برابر برابر ہے۔

(4)۔مقاصد القرآن

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (ابراہیم:52)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: یہ لوگوں کے لیے انتہاء درجہ کا پیغام ہے، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اس کے ذریعے ڈرایا جائے، اور یہ کہ لوگ جان لیں کہ معبود صرف وہی ایک ہے، اور یہ کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت میں قرآن کے نزول کا مقصد اور اس کا باقاعدہ عنوان بیان کر دیا گیا ہے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ: کیا قرآن مجید کا کوئی موضوع اور عنوان ہے؟ فرمایا: ہاں! اس نے پوچھا، وہ عنوان قرآن میں کہاں مذکور ہے؟ فرمایا: اس آیت میں: هٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهٖ۔

اصل الفاظ یہ ہیں: سَئَلَ بَعْضُهُمْ هَلْ لِكِتَابِ اللهِ عُنْوَانٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ قَوْلَهُ تَعَالٰى: هٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهٖ إِلٰى آخِرِهَا (قرطبی 9/330)۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَاتُ مُشْعِرَةٌ بِأَنَّ التَّذْكِيرَ بِهٰذِهِ الْمَوَاعِظِ وَالنَّصَائِحِ يُوجِبُ الْوُقُوفَ عَلَى التَّوْحِيدِ وَالْإِقْبَالَ عَلَى الْعَمَلِ الصَّالِحِ۔

ترجمہ: یہ آیت مکمل شعور فراہم کرتی ہے کہ: قرآن کے مواعظ اور نصائح کے ذریعے سمجھانے کا مقصود: اللہ کی توحید، اور نیک اعمال کو اختیار کرنا ہے۔

(5)۔قرآن کے بارے میں ہماری ذمہ داریاں

قرآن پر ایمان لاؤ

وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ (البقرۃ:41)۔

ترجمہ: ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا ہے۔

قرآن کی تلاوت کا حکم

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

Islam The World Religion

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ (فاطر:29)۔

ترجمہ: بے شک جولوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اورانہوں نے نماز قائم کی اور جو رزق ہم نے انہیں دیا اس میں سے اللہ کی راہ میں اعلانیہ اور پوشیدہ خرچ کیا، وہ ایسی تجارت کی امید میں ہیں جو کبھی نقصان نہیں دیتی۔

ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا حکم

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (المزمل:4)۔

ترجمہ: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔

غور سے سننے کا حکم

وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا (الاعراف:204)۔

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خود چپ رہو۔

سمجھنے اور تدبر کا حکم

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (محمد:24)۔

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے! یا پھر ان کے دلوں پر تالے ہیں؟

قرآن سے وفا کا حکم

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ (الفرقان30)۔

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے: اے میرے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ (بخاری:2740)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی

Islam The World Religion

کتاب پر عمل کی وصیت فرمائی۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلَا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ، فَقُلْتُ: مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: كِتَابُ اللهِ (ترمذی:2906)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جلد ہی فتنے کھڑے ہوجائیں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں سے نکلنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ فرمایا: اللہ کی کتاب۔

ایک حدیث میں ہے کہ: میرے پاس جبریل آئے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ آپ کی امت میں آپ کے بعد اختلاف ہوں گے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل ان اختلافات سے نکلنے کا طریقہ کیا ہوگا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب فَأَيْنَ الْمَخْرَجُ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: فَقَالَ: كِتَابُ اللهِ تَعَالَى (مسند احمد:704)۔

خود اللہ کریم فرماتا ہے: كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (ابراہیم:1)۔

ترجمہ: یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: قرآن سے استفادہ کے طریقے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ (البقرۃ:121)۔

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جیسے اس کی تلاوت کا حق ہے۔

قرآن سے استفادہ کے چار طریقے

(1)۔تلاوتِ قرآن ۔(2)۔حفظ القرآن ۔ (3)۔تفسیر قرآن ۔ (4)۔عمل بالقرآن۔اب ہم ان چاروں طریقوں میں سے ہر ایک کی تفصیل عرض کرتے ہیں۔

تلاوتِ قرآن کے فضائل

اللہ کریم نے قرآن پڑھنے کا خود حکم دیا ہے،فرمایا ہے: وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا (المزمل:4)۔

ترجمہ: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔

حدیث شریف میں ہے:عَنِ ابۡنِ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَن قَرَءَ حَرفاً مِنۡ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالۡحَسَنَۃُ بِعَشۡرِ اَمۡثَالِھَا لَا اَقُولُ الٓمٓ حَرفٌ، اَلِفٌ حَرفٌ، وَلَامٌ حَرفٌ وَمِیمٌ حَرفٌ (ترمذی:2910)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے میں دس نیکیاں ملیں گی۔میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ حرف ہے بلکہ الف حرف ہے،لام حرف ہے اور میم حرف ہے۔

وَعَن اَبِی الدَّردَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اَیَعۡجِزُ اَحَدُکُمۡ اَن یَقۡرَءَ فِی لَیلَۃٍ ثُلُثَ القُرآنِ؟ قَالُوا وَ کَیفَ یَقرَءُ ثُلُثَ الۡقُرآنِ؟ قَالَ

قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ یَعدِلُ ثُلُثَ القُرآنِ (مسلم:1886، بخاری:5015، ابوداؤد:1461، ترمذی:2896، نسائی:995)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کے لیے کیا مشکل ہے کہ ہر رات قرآن کا تہائی حصہ تلاوت کرے؟ صحابہ نے پوچھا قرآن کا تہائی حصہ کوئی کیسے تلاوت کرے؟ فرمایا: قُلْ هُوَ اللهُ اَحَد قرآن کے تہائی حصہ کے برابر ہے۔

عَن عَبدِ الْمَلِكِ بنِ عُمَيرٍ مُرسَلاً قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي فَاتِحَةِ الكِتَابِ شِفَآءٌ مِن كُلِّ دَآءٍ (الدارمی:3371، شعب الایمان للبیہقی:2370)۔

ترجمہ: حضرت عبدالملک بن عمیر مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن کی سورۃ فاتحہ میں ہر مرض کی شفا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ : فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ أَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ (بخاری: 4582، مسلم:1867)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے سامنے قرآن پڑھ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میں آپکے سامنے پڑھوں جب کہ آپ پر نازل ہوا ہے؟ فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی سے سنوں۔ میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی، حتیٰ کہ میں فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا تک پہنچ گیا، آپ نے فرمایا: رک جا! اس وقت آپ کی آنکھیں رو رہی تھیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ أُبَيٌّ اللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللهُ سَمَّاكَ لِي فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ (بخاری:4960، مسلم:1864)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا: بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں، ابی بن کعب نے عرض کیا: کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: اللہ نے تمہارا نام لے کر مجھے حکم دیا ہے، ابی بن کعب رونے لگے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے سامنے لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ پڑھی۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے فرمایا: اِقْرَاءِ الْقُرْآنَ فِيْ شَهْرٍ یعنی قرآن مہینے میں ختم کر۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ مجھ میں مزید ہمت ہے۔ فرمایا: تو پھر سات دن میں پڑھ لے، اس سے زیادہ مت پڑھنا (بخاری: 5054)۔

قرآن دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کا صحیفے کے بغیر قرآن شریف پڑھنا ہزار درجے کا ثواب ہے جب کہ صحیفے کو دیکھ کر پڑھنا اس سے ہزار گنا ثواب ہے (مجمع الزوائد: 11668)۔

حفظِ قرآن کے فضائل

نبی کریم ﷺ قرآن کے حافظ ہیں۔ جبریل علیہ السلام قرآن کے حافظ ہیں۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ كَانَ يُعرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي العَامِ الَّذِيْ قُبِضَ ، وَكَانَ يَعتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشراً فَاعتَكَفَ عِشرِينَ فِي العَامِ الَّذِيْ قُبِضَ (بخاری: 4998، ابوداؤد: 2466، ابن ماجہ: 1769)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر سال نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ قرآن دہروایا جاتا تھا۔ مگر جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا، دو مرتبہ دہروایا گیا۔ آپ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے مگر جس سال آپ ﷺ کا وصال شریف ہوا آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآء رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَسَرَّ إِلَيَّ إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ

Islam The World Religion

أَجَلِي (بخاری:3624، مسلم:6009)۔

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی کہ حضرت جبریل سال میں ایک بار میرے ساتھ قرآن کا دَور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دو بار میرے ساتھ قرآن کا دور کیا ہے اور اس سے میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری وفات قریب آ چکی ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگِ یمامہ میں بہت سے قاری شہید ہو گئے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن تحریری طور پر جمع کرنے کا مشورہ دیا (بخاری: 4986)۔ گویا حفاظ کی شہادت جمع قرآن کا سبب بنی۔ واضح ہو گیا کہ اس زمانے میں کثرت سے حفاظ موجود تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرآنِ اقْرَءْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا (مسندِ احمد:6810، ابوداؤد:1464، ترمذی:2914)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا پڑھ اور اوپر چڑھ اور ایسی ترتیل سے پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ جب تو آخری آیت پڑھے گا تو وہاں تیری منزل ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِب (ترمذی:2913، سنن الدارمی:3307، مسندِ احمد:1952)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ آدمی جس کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں ہے وہ اجڑے ہوئے مکان کی طرح ہے۔

تفسیر القرآن کے فضائل

اللہ کریم فرماتا ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ (النسآء:82)۔

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔

Islam The World Religion

ایک اور مقام پر اللہ کریم فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (الفرقان:73)۔

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جنہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

حدیث شریف میں ہے: عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری:5027، ابوداؤد:1452)۔

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہیں جو قرآن کو سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

ایک اور حدیث سنیے! عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، اِقْرَأْ قَالَ اَقْرَأُ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ، قَالَ فَافْتَتَحَ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغَ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا فَاسْتَعْبَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَكَفَّ عَبْدُ اللهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَكَلَّمْ، فَحَمِدَ اللهَ فِيْ اَوَّلِ كَلَامِهٖ وَاثْنٰى عَلَى اللهِ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ وَقَالَ رَضِيْنَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَرَضِيْتُ لَكُمْ مَا رَضِيَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَضِيْتُ لَكُمْ مَا رَضِيَ لَكُمُ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ (مستدرک حاکم:5474)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود سے فرمایا کہ قرآن پڑھ۔ انہوں نے عرض کیا میں (آپ کے سامنے) پڑھوں؟ جب کہ نازل آپ پر ہوا ہے۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی دوسرے سے سنوں۔ انہوں نے سورۃ النسآء پڑھنا شروع کر دی۔ حتیٰ کہ پڑھتے پڑھتے اس آیت تک پہنچ گئے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر کرنے کو فرمایا۔ عبداللہ چپ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا بولو۔ انہوں نے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا اور حق کی گواہی دی اور کہا کہ ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور

Islam The World Religion

اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں تمہارے حق میں ہر اس بات پر راضی ہوں جس پر اللہ اور اس کا رسول راضی ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو میں تمہارے حق میں ہر اس بات پر راضی ہوں جس پر عبداللہ بن مسعود راضی ہے۔

تاریخِ تفسیر

پوری دنیا میں اتنی تفاسیر اور شروح کسی کتاب کی نہیں لکھی گئیں جتنی قرآن کی تفاسیر لکھی گئی ہیں۔ جن تفاسیر کے نام الف سے شروع ہوتے ہیں ان کی تعداد ہی ایک سو سے زائد ہے۔ چند اہم تفاسیر کے نام سنیے!

تفسیر ابن عباس، تفسیر ابن جریر، تفسیر احکام القرآن للجصاص، تفسیر البسیط للواحدی، تفسیر بغوی، تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر جلالین، تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی وغیرہ۔

قرآن پر عمل کرنے کے فضائل

اللہ کریم فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب :21)۔

ترجمہ: تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین عملی نمونہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے: اِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ كَانَ الْقُرْآنَ (مسلم:1739)۔

ترجمہ: بے شک اللہ کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔

اللہ کریم فرماتا ہے: مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (الجمعۃ:5)۔

ترجمہ: جن لوگوں کے ذمے تورات لگائی گئی تو پھر انہوں نے اس پر عمل کی ذمہ داری کو نہ نبھایا، ان کی مثال ایسے ہے جیسے گدھے پر بڑی بڑی کتابیں لادی ہوں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا إِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتّٰى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ، وَالْعَمَلَ بِهِنَّ (تفسیر طبری:66)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی آدمی جب دس

Islam The World Religion

آیتیں پڑھ لیتا تو آگے نہیں بڑھتا تھا جب تک ان کے معانی کو نہ سمجھ لیتا اور ان پر عمل نہ کر لیتا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا الَّذِينَ كَانُوا يُقْرِئُونَنَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَقْرِءُونَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُخَلِّفُوهَا حَتّٰى يَعْمَلُوا بِمَا فِيهَا مِنَ الْعَمَلِ، فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا (طبری:67)۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن سلمی نے فرمایا کہ: ہمیں قرآن پڑھانے والوں نے بتایا کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ سے قرآن سیکھتے تھے تو لوگ جب دس آیتیں پڑھ لیتے تو ان سے آگے نہ بڑھتے جب تک ان پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتے، تو ہم نے قرآن اور اس پر عمل کرنا اکٹھے سیکھے تھے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا؟ (ابوداود:1453، احمد:15645)۔حسن

ترجمہ: حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اگر تم میں ہو تو وہ دنیا کے مکانوں پر پڑنے والی سورج کی اس روشنی اس سے زیادہ خوبصورت ہوگی، تو جو شخص قرآن پر عمل کرے اس کے اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: تلاوتِ قرآن کی برکات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖؕ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗۖ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗۚ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗؕ﴿۱۹﴾ (القیامۃ:16 تا19)۔

ترجمہ: اپنی زبان کو جلدی یاد کرنے کی غرض سے حرکت نہ دیں، بے شک قرآن کو جمع کرنا اور اسے پڑھانا ہمارے ذمے ہے، تو جب ہم اسے پڑھیں تو آپ صرف غور سے سنیں، پھر اس کے معانی کا بیان ہمارے ذمے ہے۔

فقیر نے جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا شانِ نزول اس طرح ہے کہ:

جس وقت حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کی طرف سے قرآن لاتے، ان کے پڑھنے کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے تاکہ جلدی سے یاد کرلیں۔ ایسا نہ ہو کہ جبریل علیہ السلام چلے جائیں اور وحی پوری طرح محفوظ نہ ہو سکے۔ مگر اس صورت میں آپ کو سخت مشقت ہوتی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یکا یک کلام کا سلسلہ روک کر جملۂ معترضہ کے طور پر فرمایا کہ اس وقت پڑھنے اور زبان مبارک کو جلدی جلدی حرکت دینے کی ضرورت نہیں، صرف سنتے جائیے۔ یہ فکر مت کریں کہ یاد نہیں رہے گا اور لوگوں کو کس طرح سناؤں گا۔ اس کا آپ کے سینے میں حرف بحرف جمع کر دینا اور آپ کی زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمے ہے۔ جبریل علیہ السلام جس وقت ہماری طرف سے پڑھیں تو آپ خاموشی سے سنتے رہیے۔ آگے اس کا یاد کرانا اور اس کے علوم و معارف کا آپ پر کھولنا اور آپ کی زبان سے دوسروں تک پہنچانا، ان سب باتوں کے ہم ذمہ دار ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھنا ترک کر دیا۔

یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ ساری وحی سنتے رہے اس وقت زبان سے ایک لفظ نہ دہرایا۔ لیکن فرشتے کے جانے کے بعد پوری وحی لفظ بہ لفظ کامل ترتیب کے ساتھ ایک زبر زیر کی تبدیلی کے بغیر فر فر سنا بھی دی اور لوگوں کو سمجھا بھی دی۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ فِی قَوۡلِهٖ: (لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖ) قَالَ: كَانَ

Islam The World Religion

رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالوَحْيِ ، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ ، وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ ، فَأَنْزَلَ اللهُ الآيَةَ الَّتِي فِي:لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ :(لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) قَالَ:عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ، (وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ): فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ، (ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ):عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ، قَالَ: فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (بخاری:4929)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ کی تفسیر میں فرمایا کہ: جب حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی لے کر آتے اور آپ (سے یاد کرنے کے لیے) اپنی زبان اور اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تو یہ عمل آپ پر سخت گزرتا اور اس کی سختی دیکھنے والوں کو محسوس ہوتی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جو لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں) میں ہے: لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس قرآن کو آپ کے سینہ میں جمع کریں اور آپ کو پڑھائیں۔ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ یعنی جب ہم قرآن کو نازل کریں تو آپ اس کو غور سے سنیں ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ یعنی آپ کی زبان سے اس کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا: پھر جب حضرت جبریل آپ کے پاس آتے تو آپ اپنا سر جھکا لیتے، پھر جب حضرت جبریل علیہ السلام چلے جاتے تو آپ قرآن مجید کی اس آیت کو اسی طرح پڑھتے جس طرح اللہ عزوجل نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔

قرآن شریف کو پڑھنے اور اس سے مستفید ہونے کے چار مختلف طریقے ہیں۔(1)۔ دیکھ کر پڑھنا۔(2)۔حفظ کرنا۔(3)۔اس کی تفسیر سمجھنا۔(4)۔اس پر عمل کرنا۔

اِس وقت ان میں سے صرف تلاوت پر خصوصی تفصیلات پیش کرنا مقصود ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے (البقرۃ:121)۔

Islam The World Religion

دوسری جگہ فرماتا ہے: فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن کی تلاوت کرو (المزمل:20)۔

تیسری جگہ فرماتا ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً یعنی قرآن کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرو (المزمل:4)۔

یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ قاری کو اس کی سمجھ آئے نہ آئے قرآن کا فیض اور تلاوت کا ثواب ہر قاری کو ملتا ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَن قَرَءَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمثَالِهَا لَا اَقُولُ الٓمٓ حَرفٌ، اَلِفٌ حَرفٌ، وَلَامٌ حَرفٌ وَمِيمٌ حَرفٌ (ترمذی:2910، سنن الدارمی: 3309)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے میں دس نیکیاں ملیں گی۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ حرف ہے بلکہ الف حرف ہے اور لام حرف ہے اور میم حرف ہے۔

اب ظاہر ہے کہ الف لام میم حروف مقطعات ہیں جنہیں متشابہات میں سے قرار دیا گیا ہے اور ان کا حتمی معنی اللہ کو اور اس کے رسول کو ہی معلوم ہے۔ مگر اس کا معنی معلوم نہ ہونے کے باوجود تیس نیکیاں مل رہی ہیں۔ واضح ہو گیا کہ محض تلاوتِ قرآن پر بھی ثواب ضرور ملتا ہے خواہ مطلب سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ہاں البتہ ترجمہ اور تفسیر بھی اگر معلوم ہو تو کیا ہی بات ہے۔

جو لوگ قرآن کو ترجمے کے بغیر پڑھنا اور اس کی محض لفظی تلاوت کرنا بے فائدہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے اس خیال کی درستگی کے لیے یہ حدیث کافی ہے۔

قرآن کی آیات اور سورتوں میں ایسی چاشنی ہے کہ اگرچہ یہ شاعری بھی نہیں مگر کوئی شاعر یہاں پہنچ بھی نہیں سکتا۔ ذرا پڑھیے!

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ

صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝ (الانفطار:1 تا19)۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (زلزال:1 تا8)۔

ان الفاظ کا معنی کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے محض تلاوت سے ہی انسان جھومنے لگتا ہے۔ ہم نے کبھی بھی بچوں کو نہیں سکھایا کہ قرآن پڑھو تو جھوما کرو مگر اس کے باوجود ہر بچہ جب قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو بے اختیار جھومنے لگتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ہر مسلمان کو روزانہ قرآن کی تلاوت کرنے کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا: اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ یعنی ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کرو (بخاری:1978)۔

اور فرمایا: لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَءَ الْقُرآنَ فِي أَقَلَّ مِن ثَلَاثٍ یعنی جس نے تین دن سے پہلے قرآن ختم کرلیا اس نے کچھ نہ سمجھا (ابو داؤد:1394، ترمذی:2949، ابن ماجہ:1347، سنن الدارمی:1500)۔

علماءِ کرام نے قرآن کی تلاوت کے لیے سات منزلیں مقرر فرمائی ہیں۔ اور انہیں ذہن نشین کرنے کے لیے ایک فارمولا تیار کیا ہے۔ فَمِیْ بِشَوْقٍ۔ اس کا معنی ہے: میرے منہ کو شوق ہے۔ اب فَمِیْ بِشَوْق کے سات حرف ہیں۔ ہر حرف سے ایک منزل کی طرف اشارہ ہے۔ ف سے مراد فاتحہ ہے۔ پھر دوسری منزل م سے شروع ہوتی ہے۔ م سے مراد مائدہ ہے۔ تیسری منزل ی سے شروع ہوتی ہے۔ ی سے مراد یونس ہے۔ چوتھی منزل ب سے شروع ہوتی ہے۔ ب سے مراد بنی اسرائیل ہے۔ پانچویں منزل ش سے شروع ہوتی ہے۔ ش سے مراد شعراء ہے۔ چھٹی منزل و سے

Islam The World Religion

شروع ہوتی ہے۔ واؤ سے مراد والصافات ہے۔ ق سے مراد سورۃ ق ہے۔ اس طرح فمی بشوق کے الفاظ سے سات منزلیں سمجھائی گئی ہیں۔ اور یہ قرآن مجید کی تلاوت کا بہترین طریقہ ہے۔

آج تصوف کے نام پر جتنی شاعری کی جارہی ہے اس میں سے بہت سا کلام خرافات پر مبنی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو قرآن سے ہٹانے کے لیے ایسے شعر لکھے جارہے ہیں کہ ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں۔ نعت کے بہانے جو منہ میں آئے کہہ دیتے ہیں اور پھر اسے قرآن قرار دیتے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَاَمَّا الْھَامِیَۃُ: فَیَتْرُکُوْنَ الْعِلْمَ، وَیَنْھَوْنَ عَنِ التَّدْرِیْسِ الخ یعنی ہامیہ فرقہ کے لوگ علم شریعت کے مخالف ہیں اور علوم دینیہ کی تدریس سے منع کرتے ہیں، فلسفیوں کے تابع ہیں، کہتے ہیں کہ قرآن حجاب ہے، شاعری طریقت کا قرآن ہے، اپنے پیروکاروں کو شعر سکھاتے ہیں، اوراد کو ترک کرتے ہیں، یہ لوگ اس اعتقاد کی وجہ سے ہلاک ہوگئے، یہ اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں مگر یہ اہل سنت نہیں ہیں۔ یہ خود کو قلندری اور حیدری کہتے ہیں اِنْتَسَبَ بَعْضُھُمْ اِلٰی قَلَنْدَرَ وَ بَعْضُھُمْ اِلٰی حَیْدَرَ (سر الاسرار صفحہ 58)۔

خود کو حیدری کہنا اور قرآن سے دور بھاگنا؟ یہ کیا امتحان ہے؟ حیدر تو علم کا دروازہ تھے!

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ میں نے عرض کیا کہ: اولیاء کا کون سا طریقہ جنابِ عالی کے طریقہ کے موافق ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ ہر طریقہ میں ناپسندیدہ چیزیں ہمارے طریقہ کے خلاف اختراع کی گئی ہیں اور ہمارے طریقہ کی چیزوں میں کمی کردی ہے۔ اس واسطے کہ ہمارے زمانہ میں شغل کے تین طریقے مروّج تھے جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے مفید ہیں اور وہ تین طریقے یہ ہیں:

(1)۔ ذکر۔ (2)۔ تلاوتِ قرآن شریف۔ (3)۔ نماز۔

اور آج کل کے صوفیاء نے صرف ذکر کو شغل قرار دیا ہے اور تلاوتِ قرآن حکیم اور نماز کو شغل نہیں جانتے (فتاویٰ عزیزی صفحہ 107)۔

Islam The World Religion

ایک حدیث میں ہے کہ خوارج قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا (بخاری:6934)۔اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا صحیح صحیح مفہوم سمجھنا ضروری ہے، غلط مفہوم پہنانے سے یا حدیث کا انکار کرنے سے قرآن کا فیض نہیں ملتا۔آج کل ہمارے بعض دوستوں نے قرآن پڑھنا ہی خارجیت بناڈالا ہے۔چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے حلق کو ٹھیک کرتے مگر حلق کو ٹھیک کرنے کی بجائے انہوں نے قرآن کی تلاوت کو ہی ترک کر دیا۔

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ بالکل یہی الفاظ روافض کے بارے میں بھی حدیث میں موجود ہیں کہ: يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ یعنی یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا (المعجم الاوسط للطبرانی:6605، مجمع الزوائد:16431)۔

اب ان حدیثوں کو سامنے رکھنے سے تحقیق سامنے آ گئی کہ ہم نے صرف ایک ہی طبقے کے پیچھے نہیں پڑنا بلکہ دوسرے ٹولے کی بھی اصلاح کرنی ہے، اور ان دونوں حدیثوں کے تناظر میں اپنی بھی اصلاح کرنی ہے۔

ایک سادہ سی گزارش سنیے! اللہ کریم فرماتا ہے: لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ: 79)۔قرآن کو صرف وہی ہاتھ لگائیں جو پاکی کی حالت میں ہوں۔بتایئے! قرآن کو کسی بھی حالت میں چھونے کا اس کے معانی اور تفاسیر سے کیا تعلق ہے؟ معلوم ہوا کہ محض لفظوں کی تحریر کا بھی ادب لازم ہے اور صرف تلاوت بھی فیض یاب کرتی ہے۔اگرچہ اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا مزید بہتر ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چھٹا باب:

دروسِ حدیث

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا خطاب: حدیثِ جبریل

عَنۡ یَحۡیٰی بۡنِ یَعۡمَرَ قَالَ: کَانَ أَوَّلَ مَنۡ قَالَ فِی الۡقَدَرِ بِالۡبَصۡرَةِ مَعۡبَدٌ الۡجُهَنِیُّ، فَانۡطَلَقۡتُ أَنَا وَحُمَیۡدُ بۡنُ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ الۡحِمۡیَرِیُّ حَاجَّیۡنِ -أَوۡ مُعۡتَمِرَیۡنِ- فَقُلۡنَا: لَوۡ لَقِینَا أَحَدًا مِنۡ أَصۡحَابِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَسَأَلۡنَاهُ عَمَّا یَقُولُ هَؤُلَاءِ فِی الۡقَدَرِ، فَوُفِّقَ لَنَا عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ دَاخِلًا الۡمَسۡجِدَ، فَاکۡتَنَفۡتُهُ أَنَا وَصَاحِبِی أَحَدُنَا عَنۡ یَمِینِهِ، وَالۡآخَرُ عَنۡ شِمَالِهِ، فَظَنَنۡتُ أَنَّ صَاحِبِی سَیَکِلُ الۡکَلَامَ إِلَیَّ، فَقُلۡتُ: أَبَا عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ إِنَّهُ قَدۡ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ یَقۡرَءُونَ الۡقُرۡآنَ، وَیَتَقَفَّرُونَ الۡعِلۡمَ، وَذَکَرَ مِنۡ شَأۡنِهِمۡ، وَأَنَّهُمۡ یَزۡعُمُونَ أَنۡ لَا قَدَرَ، وَأَنَّ الۡأَمۡرَ أُنُفٌ، قَالَ: فَإِذَا لَقِیتَ أُولَئِکَ فَأَخۡبِرۡهُمۡ أَنِّی بَرِیۡءٌ مِنۡهُمۡ، وَأَنَّهُمۡ بُرَآءُ مِنِّی، وَالَّذِی یَحۡلِفُ بِهِ عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ عُمَرَ لَوۡ أَنَّ لِأَحَدِهِمۡ مِثۡلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، فَأَنۡفَقَهُ مَا قَبِلَ اللّٰہُ مِنۡهُ حَتّٰی یُؤۡمِنَ بِالۡقَدَرِ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِی أَبِی عُمَرُ بۡنُ الۡخَطَّابِ قَالَ: بَیۡنَمَا نَحۡنُ عِنۡدَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ یَوۡمٍ، إِذۡ طَلَعَ عَلَیۡنَا رَجُلٌ شَدِیدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ، شَدِیدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا یُرَی عَلَیۡهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا یَعۡرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰی جَلَسَ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَأَسۡنَدَ رُکۡبَتَیۡهِ إِلَی رُکۡبَتَیۡهِ، وَوَضَعَ کَفَّیۡهِ عَلَی فَخِذَیۡهِ، وَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ أَخۡبِرۡنِی عَنِ الۡإِسۡلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: الۡإِسۡلَامُ أَنۡ تَشۡهَدَ أَنۡ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ، وَتُقِیمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤۡتِیَ الزَّکَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الۡبَیۡتَ إِنِ اسۡتَطَعۡتَ إِلَیۡهِ سَبِیلًا، قَالَ: صَدَقۡتَ، قَالَ: فَعَجِبۡنَا لَهُ یَسۡأَلُهُ، وَیُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخۡبِرۡنِی عَنِ الۡإِیمَانِ، قَالَ: أَنۡ تُؤۡمِنَ بِاللّٰہِ، وَمَلَائِکَتِهِ، وَکُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالۡیَوۡمِ الۡآخِرِ، وَتُؤۡمِنَ بِالۡقَدَرِ خَیۡرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقۡتَ، قَالَ: فَأَخۡبِرۡنِی عَنِ الۡإِحۡسَانِ، قَالَ: أَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاهُ، فَإِنۡ لَمۡ تَکُنۡ تَرَاهُ فَإِنَّهُ یَرَاکَ، قَالَ: فَأَخۡبِرۡنِی عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الۡمَسۡئُولُ

عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ (مسلم:8)۔

حدیثِ جبریل کی مزید تخریج: (بخاری، 50، مسلم: 93، ابوداؤد: 4695، ترمذی: 2610، نسائی: 5005، ابن ماجہ: 64)۔

ترجمہ: یحیی بن یعمر سے روایت فرماتے ہیں کہ: سب سے پہلا شخص جس نے بصرہ میں تقدیر کا انکار کیا، معبد جہنی تھا۔ میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج یا عمرے کے ارادے سے نکلے، ہم نے آپس میں کہا: کاش! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کے ساتھ ہماری ملاقات ہو جائے تو ہم ان سے تقدیر کے بارے میں آج کل کے لوگوں کی کہی ہوئی باتوں کے متعلق دریافت کر لیں۔ توفیق الٰہی سے ہمیں حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل گئے۔ میں اور میرے ساتھی نے ان کو اپنے درمیان میں لے لیا، ایک ان کی دائیں طرف تھا اور دوسرا ان کی بائیں طرف۔ مجھے اندازہ تھا کہ میرا ساتھی گفتگو کا معاملہ میرے سپرد کرے گا، چنانچہ میں نے عرض کی: اے ابوعبدالرحمٰن! بات یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں، اور ان کی یہ یہ نظریات ہیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ تقدیر کچھ نہیں، ہر کام حادثاتی طور پر ہو رہا ہے، پہلے اس بارے میں نہ کچھ طے ہے۔ ابن عمر نے فرمایا: جب تمہاری ان لوگوں سے ملاقات ہو تو انہیں بتا دینا کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے نام کے ساتھ عبد اللہ بن عمر حلف اٹھاتا ہے، اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے خرچ بھی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اس کو قبول نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئے، پھر کہا: مجھے میرے والد عمر بن خطاب نے بتایا: ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے نمودار ہوا۔ اس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر دکھائی دیتا تھا، نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا

Islam The World Religion

تھا، حتیٰ کہ وہ آ کر نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے، اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیے، اور کہا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز کا اہتمام کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر اللہ کے گھر تک سفر کرنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج کرو۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر نے کہا: ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ آپ سے پوچھتا بھی ہے اور خود ہی آپ کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھو اور اچھی اور بری تقدیر پر بھی ایمان لاؤ۔'' اس نے کہا: آپ نے درست فرمایا۔ پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا: اب مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ''جس سے اس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' اس نے کہا: تو مجھے اس کی علامات بتا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''علامات یہ ہیں کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے اور یہ کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن، محتاج، بکریاں چرانے والوں کو دیکھو کہ وہ اونچی سے اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔'' حضرت عمر نے کہا: پھر وہ سائل چلا گیا، میں کچھ دیر اسی عالم میں رہا، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عمر! تمہیں معلوم ہے کہ پوچھنے والا کون تھا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبرئیل تھے، تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

حدیث کی شرح

(1)۔ بصرہ میں معبد جہنی نے سب سے پہلے تقدیر کا انکار کیا۔ یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج یا عمرہ پر گئے تو کسی صحابی سے قدریوں کے عقیدہ کے بارے میں پوچھنا چاہا۔

Islam The World Religion

ان کی اس سوچ سے علم کی جستجو کا ثبوت ملتا ہے۔

(2)۔ یہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسجد کے دروازے پر ملے۔اس سے اور خصوصاً دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پردیسیوں کی ملاقات کا مقام عام طور پر مساجد ہوتی تھیں۔

(3)۔ یحییٰ بن یعمر نے پوچھا کہ ہمارے علاقے میں کچھ لوگ بڑی علمی بحث کرتے ہیں وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ (مسلم:93)۔اس سے معلوم ہوا کہ بال کی کھال اتارنے والے بعض اوقات گمراہ ہوجاتے ہیں۔

نبی کریم نے فرمایا: إِنَّ اللهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ (بخاری:1477)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین باتوں کو ناپسند فرمایا ہے:فضول بحث، مال ضائع کرنا اور زیادہ سوال کرنا۔

اور فرمایا:هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ یعنی غیر ضروری باریکیوں میں پڑنے والے ہلاک ہو گئے(مسلم:۶۷۸۴)۔

(4)۔ قدریوں کا عقیدہ تھا کہ:لَا قَدَرَ وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ یعنی تقدیر کوئی شے نہیں اور معاملات حادثاتی طور پر پیش آتے ہیں۔ابن عمر نے فرمایا:انہیں کہنا کہ: میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھے سے بری ہیں۔اللہ کی قسم اگر ایسا آدمی احد کے پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول نہ کرے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدہ لوگوں سے دوستی نہیں رکھنی چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ: إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ (ابوداؤد:4691)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قدری فرقہ اس (میری) امت کے مجوس ہیں، جب یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، اور اگر یہ مرجائیں تو ان کا

Islam The World Religion

جنازہ مت پڑھو۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوْسٌ وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ ، مَنْ مَّاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوْا جَنَازَتَهُ ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ ، وَهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ ، وَحَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ يُّلْحِقَهُمْ بِالدَّجَّالِ (ابوداؤد:4692، ورواہ احمد عن ابن عمر :23348)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت میں مجوسی ہوتے تھے، اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہیں گے کہ تقدیر کچھ نہیں، ان میں سے جو مرجائے تو اس کے جنازے پر مت جاؤ، اور ان میں سے جو بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت مت کرو، یہ دجال کا گروہ ہوں گے، اللہ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ انہیں دجال کے ساتھ شامل کرے گا۔

مجوسی بنیادی طور پر ایرانی ہیں۔نوروز ایرانی مجوسیوں کی عید ہے جو اسلامی تاریخوں پر نہیں بلکہ 21 مارچ یا 13 اپریل کو منائی جاتی ہے۔ان کی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان اخبار و آثار میں جو میرے نانا جان رسول خدا ﷺ سے مجھ تک پہنچے ہیں تلاش کیا۔مگر مجھے نوروز کے بارے میں کوئی چیز نہیں ملی۔البتہ اسلام سے پہلے ایرانی لوگ اسے مناتے تھے اور اسلام نے اسے مٹا دیا۔اللہ کی پناہ کہ میں ایسی چیز کو زندہ کروں جسے اسلام نے مٹا دیا (منتہی الآمال 2/ 129، مناقبِ شہرآشوب صفحہ 1182، اصلاح الرسوم صفحہ 342)۔

ان کے ایک پاکستانی عالم نے خود اِسے غیر اسلامی تہوار قرار دیا ہے، اور اس کی تاریخوں کو بھی انگریزی اور غیر اسلامی قرار دیا ہے، ان تاریخوں میں اختلاف سے بھی اس عید کا جھوٹ ثابت کیا ہے، اور اس تاریخ کی طرف منسوب بڑے بڑے واقعات کو بھی جھوٹ قرار دیا ہے۔آخر میں لکھتے ہیں کہ: اس عید کی کوئی کل اور کوئی پول سیدھی نہیں، ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ یعنی اس عید کے اندھیرے ایک سے بڑھ کر ایک ہیں (اصلاح الرسوم صفحہ 343)۔

(5)۔ مسندِ احمد اور بعض دیگر کتب میں سیدنا جبریل کا آنا اس طرح مفصل مذکور ہے:

Islam The World Religion

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ ، اِذْ اَقْبَلَ شَابٌّ جَمِيْلٌ حَسَنُ اللِّمَّةِ طَيِّبُ الرِّيْحِ ، عَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيْضٌ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَدَدْنَا، ثُمَّ قَالَ اَدْنُوْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ اُدْنُهْ، فَدَنَا دَنْوَةً اَوْ دَنْوَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ مُوَقِّرًا لَهٗ ثُمَّ قَالَ اَدْنُوْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ اُدْنُهْ، فَدَنَا دَنْوَةً اَوْ دَنْوَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ مُوَقِّرًا لَهٗ ثُمَّ قَالَ اَدْنُوْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ اُدْنُهْ، فَدَنَا دَنْوَةً اَوْ دَنْوَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ مُوَقِّرًا لَهٗ ثُمَّ قَالَ اَدْنُوْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ اُدْنُهْ ، حَتّٰى جَلَسَ فَاَلْصَقَ رُكْبَتَيْهِ بِرُكْبَتَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (کتاب الآثار:387،مسند امام اعظم صفحہ 4،5 مسند احمد:376)۔

(6)۔ حضرت جبریل دین سکھانے آئے تھے تو کیا کیا سکھایا؟

(ا)۔ سفید لباس۔ (ب)۔ زلفیں رکھنا۔(ج)۔ نبی پاک ﷺ کا سلام الگ اور صحابہ کرام کا سلام الگ۔(د)۔ بار بار اجازت مانگنا ادب ہے۔(ھ)۔ گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملانا ادب ہے۔(و)۔ اس حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام نے پانچ سوال کیے تھے: ایمان، اسلام، احسان، قیامت کب آئے گی، علاماتِ قیامت۔ عقائد، عبادات اور احسان دین کا خلاصہ ہیں۔

(7)۔ احسان کا معنی ہے: بے لوث اور بلا غرض نیکی کرنا۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اپنے آپ کو رب کے سامنے ہر وقت حاضر سمجھا جائے۔ یہی تصوف کا نچوڑ ہے۔

(8)۔ حضرت جبریل علیہ السلام پوری امت کے استاد ہیں:

عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ، يَا ثَابِتُ خُذْ عَنِّي فَإِنَّكَ لَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي، إِنِّي أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ جِبْرِيلَ، وَأَخَذَهُ جِبْرِيلُ عَنِ اللهِ تَعَالٰى (ترمذی:3831)۔

ترجمہ: حضرت ثابت بن اسلم البنانی فرماتے ہیں کہ: حضرت انس بن مالک نے مجھ سے فرمایا: اے ثابت! مجھ سے علم حاصل کر، پس بے شک تو کسی ایسے بندے سے حاصل نہیں کر سکے گا

Islam The World Religion

جو مجھ سے زیادہ مضبوط ہو، میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جبریل سے حاصل کیا ہے اور جبریل نے اسے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفٰت: 182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: دفاعِ حدیث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَكَّرُوۡنَ (النحل:44)۔

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل کیا ہے تاکہ لوگوں پر آپ واضح کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

حدیث کی ضرورت

قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے حدیث سے راہنمائی لینا ضروری ہے۔ حدیث کا انکار کر کے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرنا فساد کی جڑھ ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَكَّرُوۡنَ (النحل:44)۔

ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن کو نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے بیان کریں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور تاکہ یہ لوگ فکر کریں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام گورنروں کو ہدایت لکھ کر بھیجی تھیں کہ:

اِنَّ نَاسًا یُجَادِلُونَكُمۡ یَعۡنِی بِالۡقُرۡاٰنِ فَخُذُوۡهُمۡ بِالسُّنَنِ، فَاِنَّ اَصۡحَابَ السُّنَنِ اَعۡلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ (الشفاء2/11)۔

ترجمہ: لوگ تم سے قرآن پڑھ کر جھگڑا کرتے ہیں تم انہیں سنت دکھا کر پکڑا کرو۔ بے شک سنتوں کے ماہر کتاب اللہ کو بہتر جانتے ہیں۔

قادیانیوں کا طریقہِ واردات یہی ہے کہ صرف قرآن کی روشنی میں بحث کرنے پر زور دیتے ہیں تاکہ خاتم النبیین کا معنی اپنی مرضی سے کر سکیں۔ لیکن اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیۡنَ لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ کی وضاحت جب حدیث سے مل جاتی ہے تو خاتم النبیین کا صحیح صحیح مطلب لَا نَبِیَّ

Islam The World Religion

بَعْدِیْ سے واضح ہو جاتا ہے۔

حدیث کی سند کی ضرورت

دوسری طرف یہ پہلو بھی نہایت اہم ہے کہ حدیث کو مکمل ذمہ داری کے ساتھ پیش کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِتَّقُوْا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (ترمذی:2951)۔

ترجمہ: جب تک صحیح صحیح معلوم نہ ہو میری حدیث بیان کرنے سے بچو، جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار سمجھے۔

حدیث کی صحت کی جانچ پڑتال کرنے کے لیے علماء کرام نے سند کا نظام جاری فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ: لَوْ لَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَاشَآءَ یعنی اگر سند کو ضروری قرار نہ دیا جاتا تو جس کی مرضی ہوتی کہہ دیتا اور جو مرضی ہوتی کہہ دیتا (مسلم مقدمہ:32)۔ اور فرمایا: بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ یَعْنِی: اَلْاِسْنَادِ یعنی ہمارے اور دوسرے فرقے والوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں اور دوسرے سند کی پرواہ نہیں کرتے (مسلم مقدمہ:32)۔

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اہل سنت کی تمام تر کتب مؤطا امام مالک سے لے کر صحاح ستہ اور بیہقی اور شرح السنہ تک تمام کتب میں احادیث کو سند کے ساتھ لایا گیا ہے اور پھر ان میں بھی صحیح اور غیر صحیح کو واضح کر دیا گیا ہے۔

اس کے برعکس ایک دوسرے طبقے کی کتاب نہج البلاغہ جسے وہ قرآن کے بعد بلند ترین کتاب سمجھتے ہیں، اس میں سند کی صحت تو کجا، سرے سے سند کا وجود ہی نہیں۔ پوری کتاب سند کے بغیر مرتب کر دی گئی ہے۔ ان کی دوسری کتابیں بھی چونکہ اہل سنت کی مؤطا اور صحاح ستہ کے بعد لکھی گئیں تھیں لہٰذا ان کے پاس صرف یہی ایک معیار تھا کہ: اہل سنت کی حدیثوں کا الٹ لکھ دو۔

چنانچہ ان کی کتاب اصولِ کافی میں لکھا ہے کہ: دَعُوْا مَا وَافَقَ الْقَوْمَ فَاِنَّ الرُّشْدَ فِیْ خِلَافِھِمْ (اصول کافی مقدمہ صفحہ 2 طبع قدیم صفحہ 10)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: جو کچھ اہلِ سنت کے موافق ہو اسے چھوڑ دو، ان کی مخالفت میں ہدایت ہے۔

گھڑی گئی حدیث کی چند مثالیں

(1)۔ حضرت اویس قرنی نے اپنے سارے دانت شہید کر دیے تو ان کے لیے کیلا نازل کیا گیا۔ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ جھوٹ ہے۔

(2)۔ حضرت بلال حبشی نے اذان نہ دی تو سورج طلوع نہ ہوا۔ یہ بھی حدیث نہیں، جھوٹ ہے۔

(3)۔ ایک بوڑھی مائی نبی کریم ﷺ پر کوڑا پھینکتی تھی ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو حضور ﷺ اس کی خیریت پوچھنے چلے گئے۔ یہ بھی حدیث نہیں، جھوٹ ہے۔

(4)۔ ایک جنگ میں صحابہ کرام کو فتح نہیں ہوئی تو انہوں نے سوچا ہم نے کیا غلطی کی ہے۔ معلوم ہوا کہ مسواک نہیں کیا۔ سب نے مسواک کیا تو دشمن نے سمجھا کہ ان کے منہ میں درخت ہیں اور یہ ہمیں دانت تیز کر کے کھا جائیں گے۔ یہ واقعہ بھی محض افسانہ ہے۔

(5)۔ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس اولاد لینے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے نصیب میں اولاد نہیں۔ وہ واپس پلٹا تو سیدنا حسین سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا ایک بیٹا، دو بیٹے، تین بیٹے جب سات تک پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے باہر تشریف لا کر منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا بس حسین۔ یہ واقعہ بھی محض گھڑا ہوا واقعہ ہے۔

(6)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر سے فرمایا کہ جاؤ حسن سے لکھوا کر لے آؤ کہ ہم آپ کے غلام ہیں اور وہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ یہ واقعہ بھی محض خود ساختہ جھوٹ ہے۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آٹھ سال کے تھے اور سیدنا عبداللہ بن عمر بائیس سال کے تھے اور شادی شدہ تھے۔

نبی کریم ﷺ خود کبھی کسی کو اپنا نوکر نہیں کہا اور نہ ہی آپ ﷺ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ایسی تربیت فرمائی تھی۔ یہ تو وہ واقعات ہیں جو کتابوں میں موجود ہی نہیں ہیں اور کتابوں کے اندر موجود حدیث بھی بعض اوقات موضوع اور خود ساختہ ہوتی ہیں۔ ایک محقق کی ذمہ

Islam The World Religion

دادی ہے کہ بات تحقیق سے کرے۔ یہاں نبی پاک کا وہی پیغام دوہرا دینا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ: اِتَّقُوْا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (ترمذی:2951)۔

ترجمہ: جب تک صحیح صحیح معلوم نہ ہو میری حدیث بیان کرنے سے بچو، جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار سمجھے۔

(7)۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُوْمِنِیْنَ یعنی نماز مومن کی معراج ہے، یہ کوئی حدیث نہیں بلکہ کسی کا قول ہے۔

موضوع احادیث کے فروغ پانے کے اسباب

(1)۔ جاہل خطیب اور سٹیج سیکرٹری

آج کل بعض خطیب اپنے جوش محبت اور ذوق کا بہانہ کرتے ہوئے موضوع روایات بیان کر دیتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ جتنا بڑا جھوٹ بولیں اتنی ہی زیادہ بلّے بلّے ہوتی ہے اور اتنے ہی زیادہ نوٹ اچھالے جاتے ہیں۔ ان میں بعض کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث اپنے سے بڑے خطیب یا اپنے سے سینیر نقیب سے سنی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِباً اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم مقدمہ:7، ابوداؤد:4992)۔

ترجمہ: کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کرتا پھرے۔

(2)۔ بدعقیدگی

بدعقیدہ لوگ اپنے عقیدے کو سہارا دینے کے لیے بھی احادیث گھڑتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ کا فرمان موجود ہے کہ:

کَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ التَّابِعِیُّ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ یَرٰی: اَنَّ عَامَّۃَ مَا یُرْوٰی

Islam The World Religion

عَنْ عَلِيٍ الْكَذِبُ (بخاری:3707)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ تھی کہ: بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے روایت کی جانے والی اکثر باتیں جھوٹ ہیں۔

کسی آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فتوے دکھائے آپ نے پڑھ کر فرمایا:

وَ اللهِ مَا قَضىٰ بِهٰذَا عَلِيٌّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ ضَلَّ یعنی اللہ کی قسم یہ حضرت علی کے فیصلے نہیں بلکہ یہ تو کسی گمراہ شخص کے فیصلے ہیں (مقدمۃ صحیح لمسلم:22)۔

عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ : لَمَّا اَحْدَثُوْا تِلْكَ الْاَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ : قَاتَلَهُمُ اللهُ اَيَّ عِلْمٍ اَفْسَدُوْا (مقدمۃ صحیح لمسلم حدیث:24)۔

ترجمہ: حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں نے یہ چیزیں گھڑ لیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا: اللہ انہیں تباہ کرے، انہوں نے کیسے قیمتی علم کو خراب کر دیا ہے۔

علماء نے وضاحت کر دی ہے کہ اگر کوئی بدعقیدہ آدمی ذاتی طور پر ثقہ بھی ہو تو اس سے ایسی کوئی حدیث قبول نہیں کی جائے گی جو اس کے عقیدے کی تائید کرتی ہو اور وہ حدیث کو روایت کرنے میں اکیلا ہو (شرح نخبۃ الفکر صفحہ 43)۔

آج آپ دیکھتے ہیں کہ بعض ٹی وی چینلوں پر بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال باقاعدگی سے دیے جا رہے ہوتے ہیں اور بعض تو کسی کو میسج کرتے ہیں تو نیچے لکھ دیتے ہیں حضرت عمر یا حضرت علی۔ ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے۔ ہم نے ایک ٹی وی چینل پر سنا: صاحبِ نہج البلاغہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حالانکہ صاحبِ نہج البلاغہ تو شریف رضی ہیں جنہوں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے چار سو سال بعد یہ کتاب لکھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ بخاری شریف ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بالکل اسی طرح نہج البلاغہ کا یہ انتساب بھی محض غلط بلکہ دھوکہ ہے۔

Islam The World Religion

(3)۔تصوف کا بہانہ

صوفیاء کی کتابوں میں بعض احادیث مل جاتی ہیں جو محض موضوع ہوتی ہیں یا کسی بزرگ کا قول وکشف ہوتا ہے جسے حدیث بنا کر لکھ دیا جاتا ہے۔ یا ملفوظات کی بعض کتابوں میں یہ کمزوری رہ جاتی ہے۔مثلاً مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یہ حدیث نہیں ہے۔ مَنْ لَا شَیْخَ لَهٗ فَشَیْخُهُ الشَّیْطَانُ یہ بھی حدیث مرفوع نہیں ہے۔حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ خود بہت بڑے صوفی ہیں اور خصوصاً حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ کے خوشہ چین اور زبردست شارح ہیں۔آپ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: اَلْبَدْرُ الْمُنِیْرُ۔آپ نے اس کتاب میں ایسے منسوب اقوال کی اچھی وضاحت فرمائی ہے۔

مزید اتمام حجت کے لیے ہم ایک مستند واقعہ پیش کر دیتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صوفی بزرگ حضرت عبداللہ بن محرر کے بارے میں اتنا سن رکھا تھا کہ اگر مجھے ان کی زیارت کرنے اور جنت میں جانے کے بارے میں اختیار دیا جاتا تو میں پہلے ان کی زیارت کرتا اور بعد میں جنت جانا پسند کرتا۔لیکن جب میں ان سے ملا تو دیکھا کہ یہ شخص بغیر تحقیق کے حدیث بیان کر دیتا ہے تو میرے دل میں ان کی وقعت بکری کی مینگنی کے برابر بھی نہیں رہی (مسلم مقدمہ:87)۔

حضرت عبداللہ بن محرر رحمہ اللہ ایک نیک اور مخلص بزرگ ہیں لیکن حدیث کے میدان میں مہارت ایک الگ چیز ہے۔

صحابہ کرام کی احتیاط

(1)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث کو روایت کرنے میں سخت احتیاط سے کام لیا ہے۔علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے بقول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے 142 احادیث روایت کی ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ 69)۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے 539 احادیث روایت کی ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ 86)۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے 146 احادیث روایت کی ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ 116)۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے 586 احادیث

Islamic World Religion

روایت کی ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ 131)۔ مسندِ احمد میں خلفاء راشدین کی روایت کردہ بالترتیب 82، 318، 163، 821 مرفوع اور موقوف احادیث موجود ہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ تو نہیں لیکن اکثر ایسا ہوا ہے کہ جس صحابی کو دنیا میں زیادہ وقت گزارنے کا موقع ملا ہے انہوں نے احادیث بھی زیادہ بیان کی ہیں۔ مذکورہ بالا تعداد سے آپ کو علم ہو گیا ہوگا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ سے احادیث زیادہ کیوں لی گئیں سیدنا علی المرتضیٰ سے کیوں نہ لی گئیں؟ تو جواب واضح ہے کہ مرتضیٰ کریم کا موازنہ خلفاءِ ثلاثہ سے کرنے کی بجائے آپ نے خود سیدنا ابو ہریرہ سے موازنہ کر دیا۔ نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات 59 ہجری میں ہوئی اور خلفائے راشدین کی نسبت دنیا میں رہنے کا وقت زیادہ ملا۔ یہاں سے بات شیشے کی طرح صاف ہو گئی کہ الحمدللہ اہل سنت کی نیت بالکل صاف اور یکسانیت پر مبنی ہے اور خلفائے راشدین میں سے سب سے زیادہ احادیث آپ ہی کی ہیں اور اس کی غالب وجہ یہی ہے کہ آپ خلفاءِ ثلاثہ کی نسبت زیادہ دیر دنیا میں رہے۔

(2)۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَیءٍ اَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْدُ حِفْظَهُ ، فَنَهَتْنِی قُرَيْشٌ ، وَقَالُوا تَكْتُبُ كُلَّ شَیءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَآءِ ، فَاَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْمَا بِاِصْبَعِهٖ اِلٰى فِيْهِ ، وَقَالَ اُكْتُبْ ، فَوَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ (ابوداؤد: 3646، سنن الدارمی: 488)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز سن کر لکھ لیتا تھا۔ میرا ارادہ زبانی یاد کرنے کا ہوتا تھا۔ قریش کے کچھ بزرگوں نے مجھے منع فرمایا۔ کہنے لگے تم جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو ہر چیز لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، آپ ناراضگی اور رضا کی حالت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ میں لکھنے سے باز آ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے دھن مبارک کی طرف اشارہ

Islam The World Religion

کیا اور فرمایا: لکھا کر، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس میں سے حق کے سواء کچھ نہیں نکلتا۔

(3)۔ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ اِنَّكُم تَزعُمُونَ اَنَّ اَبَا هُرَيرَةَ يُكَثِّرُ الْحَدِيثَ عَن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَاللهِ الْمَوعِدِ ، كُنْتُ رَجُلًا مِسكِينًا اَخدِمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلىٰ مِلءِ بَطنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسوَاقِ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلىٰ اَموَالِهِم ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَن يَّبْسُطْ ثَوبَهٗ فَلَن يَّنْسىَ شَيئًا سَمِعَهٗ مِنِّي فَبَسَطْتُ ثَوبِي ، حَتّٰى قَضٰى حَدِيثَهٗ ، ثُمَّ ضَمَمْتُهٗ اِلَيَّ فَمَا نَسِيتُ شَيئًا سَمِعتُهٗ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِم وَفِي الْبُخَارِي اَنَّ اَبَا هُرَيرَةَ كَانَ يَلزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطنِهٖ وَيَحْضُرُ مَالَا يَحْضُرُونَ وَيَحْفَظُ مَالَا يَحْفَظُونَ (مسلم:6397، بخاری:118، 119، 2047، 2350، 3648، 7354، ابن ماجہ:262)۔

ترجمہ: حضرت اعرج فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے کثرت سے احادیث بیان کرتا ہے۔ اللہ کی قسم جس کا وعدہ سچا ہے میں ایک مسکین آدمی تھا۔ اپنا پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ مہاجرین بازاروں میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے اور انصار مال کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون اپنا کپڑا پھیلائے گا پھر مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بات مکمل ہوگئی۔ پھر میں نے اس چادر کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور اس کے بعد آپ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی بات نہیں بھولا۔ بخاری کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ ابو ہریرہ اپنا پیٹ بھر کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جاتا تھا۔ اور جب لوگ حاضر نہیں ہوتے تھے تو یہ حاضر رہتا تھا اور جو باتیں لوگ یاد نہیں رکھتے تھے یہ یاد کر لیتا تھا۔

عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ النَّاسُ

Islam The World Religion

أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا أَدْرِي فَقُلْتُ لَمْ تَشْهَدْهَا قَالَ بَلَى قُلْتُ لَكِنْ أَنَا أَدْرِي قَرَأَ سُورَةَ كَذَا وَ كَذَا (بخاری:1223)۔

ترجمہ: حضرت سعید المقبری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت احادیث بیان کرتے ہیں، میں ایک شخص سے ملا، میں نے اس سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ رات عشاء کی نماز میں کون سی سورت پڑھی تھی؟ اس نے کہا: مجھے پتا نہیں، میں نے کہا: تم عشاء کی نماز میں حاضر نہیں تھے؟ اس نے کہا کیوں نہیں! میں نے کہا: لیکن مجھے علم ہے، آپ نے فلاں فلاں سورت پڑھی تھی۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفٰت:182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: صحیح بخاری کی فوقیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَبَشِّرۡ عِبَادِ ، اَلَّذِینَ یَسۡتَمِعُونَ الۡقَوۡلَ فَیَتَّبِعُونَ أَحۡسَنَهٗ أُولَئِكَ الَّذِینَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ وَأُولٰئِكَ هُمۡ أُولُو الۡأَلۡبَابِ (النحل:17،18)۔

ترجمہ: بس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو، جو قول کو غور سے سنتے ہیں اور اس میں سے حسین ترین کی پیروی کرتے ہیں۔

حدیث کی ساری کتابیں اپنے اپنے درجے میں اہم ہیں، لیکن صحیح بخاری کو دیگر تمام کتبِ حدیث پر فوقیت حاصل ہے، بخاری شریف کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

(1)۔ زمانے کے لحاظ سے بھی اسے صحاح ستہ میں اولیت حاصل ہے۔ بلکہ صحاح ستہ کو بھی دوسرے مسالک کی کتب کافی وغیرہ پر مکمل اولیت حاصل ہے۔

(2)۔ صحاح ستہ میں سب سے زیادہ احادیث بخاری میں ہیں جن کی تعداد 7563 ہے۔

(3)۔ صحیح بخاری میں قرآن مجید کی تفسیر پر سب سے زیادہ احادیث موجود ہیں۔

(4)۔ بخاری شریف میں قرآنی لغات سب سے زیادہ بیان ہوئی ہیں۔ اور یہ بخاری شریف کے مشکل ترین مقامات ہیں۔

(5)۔ بخاری شریف کے ابواب کے شروع میں ترجمۃ الباب میں سب سے زیادہ قرآنی آیات بیان ہوئی ہیں۔

(6)۔ بخاری شریف میں کتاب التوحید میں اللہ تعالیٰ کی شان اور توحید پر دیگر کتب کی نسبت زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

(7)۔ بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کی شان میں سب سے زیادہ احادیث وارد ہیں۔

(8)۔ بخاری شریف میں کتاب المغازی میں اور کتاب الجہاد والسیر میں سب سے زیادہ احادیث موجود ہیں۔ اگلے وقتوں میں یہی سیرت کا موضوع ہوا کرتا تھا۔

(9)۔ بخاری شریف میں میراث کی کتاب میں دوسری تمام کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث

Islam The World Religion

ہیں۔جبکہ میراث کے علم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف العلم قرار دیا ہے۔

(10)۔ جمہور اہل اسلام کے نزدیک بخاری شریف اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ ہے۔

(11)۔ دنیا میں قرآن کی تفاسیر کے بعد سب سے زیادہ شروح صحیح بخاری پر لکھی گئی ہیں، مثلاً: اعلاء السنن، شرح ابن بطال، فتح الباری ابن رجب، فتح الباری ابن حجر، عمدۃ القاری، الارشاد الساری، الخیر الجاری، تیسیر القاری وغیرہ۔

منکرینِ ختمِ نبوت، مستشرقین اور دوسرے دشمنانِ اسلام آپ کو صحیح بخاری کی مخالفت کرتے نظر آئیں گے۔ جب آپ کسی کو امام بخاری یا صحیح بخاری کی مخالفت کرتا دیکھیں تو سمجھ جائیں کی یہ کون ہوسکتا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: مقدمہِ صحیح مسلم کا خلاصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَیَّنُوا (الحجرات:6)۔

ترجمہ: اگر تمہارے پاس کوئی کچا آدمی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلو۔

ان شاء اللہ مقدمہ صحیح مسلم کا خلاصہ پانچ عنوانات کے تحت بیان کیا جائے گا۔ (1)۔مقدمہ صحیح مسلم کا تعارف ۔(2)۔راویوں کی اقسام اور ان کے مراتب ۔(3)۔سند کا ثبوت اور اس کی ضرورت ۔(4)۔ حدیث معنعن کی فنی حیثیت۔ (5)۔من گھڑت احادیث پھیلانے والے لوگوں کی اقسام۔

(1)۔مقدمہِ صحیح مسلم کا تعارف

امام مسلم رحمہ اللہ کے ایک شاگرد ابواسحاق نے امام مسلم سے درخواست کی کہ کوئی ایسی کتاب لکھ دیں جس میں عقائد واحکام، حلال وحرام، ترغیب وترہیب وغیرہ کے موضوع پر صحیح احادیث تکرار کے بغیر جمع کردی گئی ہوں تاکہ کتاب مضبوط اور مختصر رہے۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے طالبِ علم کی اس درخواست کو قبول فرماتے ہوئے صحیح مسلم مرتب فرمائی۔

طلباء کی درخواست معقول ہو تو قبول کرنا علماء کا طریقہ رہا ہے، جیسے امام غزالی رحمہ اللہ نے کتاب :اَیُّهَا الْوَلَدُ لکھی ، حضرت داتا سید علی ہجویری رحمہ اللہ نے کتاب کشف المحجوب لکھی۔مصنف کو بھی کتاب لکھنے کا فائدہ ہوتا ہے،اسی لیے امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: اَوَّلُ مَنْ یُّصِیْبُهٗ نَفْعُ ذٰلِكَ اِیَّایَ خَاصَّةً قَبْلَ غَیْرِیْ مِنَ النَّاسِ۔

کتبِ حدیث کے مصنفین میں امام مسلم رحمہ اللہ کی خصوصیت ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کا نہایت علمی اور امتِ مسلمہ کے لیے رہنما مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔یہ مقدمہ عام طور پر مشکل سمجھا جاتا ہے اور بعض اوقات طلباء کو پڑھائے بغیر مسلم شریف شروع کرادی جاتی ہے۔لیکن اگر تھوڑی سی توجہ سے پڑھیں تو یہ ہرگز مشکل نہیں بلکہ اس موضوع پر دلچسپی رکھنے والوں کے لیے نہایت دل خوش کن اور بصیرت افروز معلومات پر مبنی علمی ذخیرہ ہے۔

Islam The World Religion

اس مقدمہ کو آسان بنا کر مختصر شرح کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور انشاء اللہ اس میں شامل کسی بحث کو تشنۂ بیان نہیں چھوڑا جائے گا۔

(2)۔سند کا ثبوت اور اس کی ضرورت

سند کا لفظی معنی ہے ٹیک یا سہارا یا اوپر چڑھنا۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا (الحجرات:6)۔

ترجمہ: اور فرمایا: اگر تمہارے پاس کوئی کچا آدمی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلو۔

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ (البقرۃ:282)۔

ترجمہ: اور اپنوں میں سے دو مرد گواہ بنالو، لیکن اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اپنی پسند والوں میں سے گواہ بنالو۔

وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ (الطلاق:2)۔

ترجمہ: اور اپنے میں سے دو ایسے آدمیوں کو گواہ بنالو جو عدل والے ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ: اس حدیث کو تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل صحابہ کرام نے روایت کیا ہے: عُمر بنُ خطّاب، علیّ بنُ أبِی طَالِب، عبدُ الله ابنُ مَسعودٍ، زُبَیر بنُ عوام، عبدُ الله بنُ عَمرو بنُ عاصٍ، سلمةُ، أنَسُ بنُ مالكٍ، ابوهُریرةَ، إبْنُ عبَّاسٍ، حَفْصُ بنُ عاصِمٍ، مُغِیرةُ بنُ شُعْبَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ۔

وَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ، لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُهُ۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ۔ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: جب لوگ کچی پکی باتیں کرنے لگے تو ہم نے

Islam The World Religion

صرف جانے پہچانے لوگوں سے حدیث قبول کرنا شروع کر دیا۔ حضرت محمد بن سیرین نے فرمایا: یہ علم دین ہے، خوب غور کر لو کہ تم دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: سند دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جس کی مرضی ہوتی اور جو مرضی ہوتی کہہ دیتا۔

امام مسلم نے مقدمے میں سب سے طویل بحث اسی موضوع پر کی ہے۔ اسی لیے ہم بھی اس کی وضاحت کے لیے چند تصریحات پیش کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَىٰ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مقدمہ صحیح مسلم:7)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات آگے کرتا رہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ، وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَصَدَقَ اَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِن رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنباً ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ اِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ ثُمَّ قَرَءَ وَالَّذِينَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَو ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ (ترمذی:406، ابوداؤد:1521)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر نے حدیث بیان فرمائی اور حضرت ابو بکر نے سچ فرمایا۔ فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب بھی کسی آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے پھر وہ اٹھتا ہے اور وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے پھر اللہ سے استغفار کرتا ہے تو اللہ اسے ضرور بخش دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وہ لوگ جب کوئی فحش عمل کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔

عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ لِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: يَا ثَابِتُ خُذْ عَنِّيْ فَإِنَّكَ لَنْ

Islam The World Religion

تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي ، إِنِّي أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِيلَ ، وَأَخَذَهُ جِبْرِيلُ عَنِ اللهِ تَعَالَى (ترمذی:3831)۔

ترجمہ: حضرت ثابت بن اسلم فرماتے ہیں کہ: حضرت انس بن مالک نے مجھ سے فرمایا: اے ثابت! مجھ سے علم حاصل کر، پس بے شک تو کسی ایسے بندے سے حاصل نہیں کر سکے گا جو مجھ سے زیادہ مضبوط ہو، میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اسے جبریل سے حاصل کیا ہے اور جبریل نے اسے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے بھائی ابراہیم فرماتے ہیں کہ: میں نے محمد بن ادریس شافعی سے اچھی نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا، امام شافعی نے مسلم بن خالد زنجی سے نماز کا طریقہ حاصل کیا، مسلم نے ابن جریج سے حاصل کیا، ابنِ جریج نے عطاء سے، عطاء نے عبداللہ بن زبیر سے، ابن زبیر نے ابوبکر صدیق سے، ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ سے اور نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے حاصل کیا (حلیۃ الاولیاء ۷ / ۲۷۴)۔

(3)۔راویوں کی اقسام اوران کے مراتب

لوگوں کے علمی مراتب میں فرق ہوتا ہے، اس پر امام مسلم نے دو دلیلیں بیان فرمائی ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ یعنی ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے (یوسف:76)۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَمَرَنَا رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (مقدمہ صحیح مسلم بیروتی صفحہ 14، ابوداؤد:4842)۔

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگوں کو ان کے اپنے اپنے مرتبے میں رکھا کریں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے راویوں کی چھ اقسام بیان فرمائی ہیں:

Islam The World Religion

(ا)۔ثقات درجہ اول

مَنْصُورٌ بنُ مُعْتَمِر ، سُلَيْمانُ الْاَعْمَشُ ، اِسْمَاعِيلُ بنُ اَبِي خَالِد۔

(ب)۔ثقات درجہ دوم

عَطَاءُ بنُ سَائِبٍ ، يَزِيْدُ بنُ اَبِي زِيَادٍ ، لَيْثٌ ابنُ اَبِي سُلَيْمٍ ۔

(ج)۔ضعیف راوی

امام مسلم رحمہ اللہ نے مقدمہ کے صفحہ نمبر 13 سے لیکر 20 تک پچاس سے زائد راویوں کا ذکر کیا ہے جو سب کے سب ضعیف ہیں۔

(د)۔واضعین

عَبْدُ اللهِ بْنُ مِسْوَرٍ الْمَدَائِنِيُّ، عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، عَبْدُ الْقُدُّوسِ الشَّامِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَصْلُوبُ ، غِيَاثُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو دَاوُدَ النَّخَعِيُّ ، وَأَشْبَاهُهُمْ (مقدمہ صحیح مسلم بیروتی صفحہ 14)۔

(ھ)۔منکر احادیث کے راوی

منکر وہ ضعیف حدیث ہوتی ہے جو صحیح احادیث کے خلاف ہو: عَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ ، إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مَنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا ، خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ ، أَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ 14، 15)۔

ترجمہ: منکر کی پہچان یہ ہے کہ: جب اس کی روایت مضبوط اور مقبول راویوں کی روایت کے سامنے پیش کی جائے تو اس کی روایت ان کی روایت کے خلاف ہو یا اگر تطبیق دی جائے تو بہت تکلف سے کام لینا پڑے۔

یہاں امام مسلم نے کئی سطور لکھ کر غیر محتاط لوگوں کو سخت تنبیہ فرمائی ہے:

وَاعْلَمْ وَفَّقَكَ اللهُ تَعَالَى أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيزَ

Islam the World Religion

بَيْنَ صَحِيحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيمِهَا، وَثِقَاتِ النَّاقِلِينَ لَهَا مِنَ الْمُتَّهَمِينَ، أَنْ لَّا يَرْوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهِ، وَالسِّتَارَةَ فِي نَاقِلِيهِ، وَأَنْ يَتَّقِيَ مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِينَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ 15)۔

ترجمہ: جان لے، اللہ تجھے توفیق بخشے کہ: ہر وہ شخص جو صحیح اور سقیم روایت میں فرق، اور ثقہ راوی اور بدنام راوی میں فرق کو جانتا ہے، اس پر واجب ہے کہ صرف ایسی حدیث روایت کرے جس کی سند کی صحت کو اچھی طرح جانتا ہو، اور نقل کرنے والے کے مستور الحال ہونے سے آگاہ ہو، اور اہل تہمت اور عناد رکھنے والے اہل بدعت سے بچ کے رہے۔

فَلَوْلَا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوءِ صَنِيعِ كَثِيرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ مُحَدِّثًا، فِيمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ، وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ، وَتَرْكِهِمُ الِاقْتِصَارَ عَلَى الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوفُونَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ، بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا يَقْذِفُونَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ، وَمَنْقُولٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّينَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ 15)۔

ترجمہ: بہت سے ایسے لوگ جو اپنے خیال میں محدث بنے ہوئے ہیں، کاش ہم ان کا برا طریقہ نہ دیکھتے۔ ایسے لوگوں پر لازم تھا کہ وہ ضعیف اور منکر احادیث کو نقل نہ کرتے اور صرف انہی احادیث کو نقل کرتے جو صحیح اور مشہور تھیں، جن کو ثقہ لوگوں نے نقل کیا جو سچائی اور امانت میں معروف ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ان کی بیان کردہ اکثر روایات منکر ہیں اور ایسے جاہل افراد کی طرف منسوب ہیں جن کی مذمت ائمہ حدیث میں سے مالک بن انس، شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہم نے کی ہے۔

منکر احادیث کے مشہور راوی یہ ہیں

عبد اللہ بن محرّر ، یحییٰ بن ابی اُنیسہ ، جراح بن منہال ، عباد بن

Islam The World Religion

کثیر، حسین بن عبد اللہ بن ضُمیرۃ ، عُمر بن صُہبان۔
ہم صحیح مسلم میں ان سے کوئی حدیث نہ لیں گے (مقدمہ صحیح مسلم بیروتی صفحہ 15)۔

(و)۔قصہ گو خطیب اور خوارج

قَالَ عبدُ الرَّحمٰنِ السُّلَمِیُّ : لَا تُجَالِسُوا القُصَّاصَ غَیْرَ اَبِی الْاَحْوَصِ وَاِیَّاکُمْ وَشَقِیْقًا وَکَانَ شَقِیْقٌ ھٰذَا یَرٰی رَاْیَ الْخَوَارِجِ (مقدمہ صحیح مسلم:51)۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن سلمی نے فرمایا: قصے بیان کرنے والے خطیبوں کے پاس مت بیٹھو سوائے ابواحفص کے۔اور شقیق سے بھی بچو۔شقیق خارجی عقیدے والا تھا۔

خوارج کی پہچان یہ ہے کہ ان کی اکثریت حدیث کی سرے سے ہی منکر ہوتی ہے۔ شروع میں انہیں حروری کہا جاتا تھا اور یہ لوگ حدیثوں کو قرآن کا مدِ مقابل سمجھ کر انکا انکار کرتے تھے (بخاری:321)۔

ان کی دوسری نشانی یہ ہے کہ خوارج حضرت سیدنا عثمان غنی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم دونوں سے بغض رکھتے تھے (بخاری: 3704)۔ان کے اسی عقیدے کا رد کرتے ہوئے اہل سنت کہتے ہیں کہ: ختنین سے محبت ضروری ہے۔

ان کی تیسری نشانی یہ ہے کہ یہ لوگ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو (معاذ اللہ) خلیفہ برحق تسلیم نہیں کرتے تھے (ابوداؤد:4646)۔ان کے اسی عقیدے کا رد کرتے ہوئے اہل سنت حق چار یار کا نعرہ لگانا پسند کرتے ہیں۔

ان کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ یہ لوگ صحابہ کرام کے درمیان صلح کرانے والوں کو کافر کہتے تھے اور ان پر آیت: اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ فٹ کرتے تھے۔اسی لیے یہ ظالم لوگ سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو بھی (معاذ اللہ) کافر کہتے تھے۔

ان کی پانچویں نشانی یہ ہے کہ یہ لوگ کفار کے خلاف جہاد والی آیات کو مسلمانوں پر فٹ کرتے تھے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مشہور قول کا یہی مطلب ہے (الفوز الکبیر صفحہ 23)۔

یہ ہے خارجیوں کی حقیقت۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ: اہلِ سنت کو خارجی یا ناصبی کہنا بذاتِ خود رافضیت کی علامت ہے (شرح اصولِ اعتقادِ اہل السنۃ والجماعۃ 1/139، غنیۃ

Islam The World Religion

الطالبین صفحہ 164، فتاویٰ رضویہ جلد 15 صفحہ 73)۔ خلفاء اربعہ کی خلافت کو تسلیم کرنا اور سیدنا عثمانِ غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ کے لیے رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ کے الفاظ استعمال کرنا سنیت کا بہترین ثبوت ہے۔

اس دور میں فتویٰ بازی کے متعلق ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو خارجی قرار دیا جارہا ہے وہ فی الواقع خارجی نہیں ہیں اور نہ ہی ان جیسا عقیدہ رکھنے والوں کو اگلے علماء نے خارجی کہا ہے۔ یہ لوگ علامہ ابن حجر عسقلانی، ذہبی، ابن جوزی، شاہ ولی اللہ، حضرت مجدد الف ثانی، اعلیٰ حضرت بریلوی، یہاں تک کہ امام بخاری اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو خارجی کہہ رہے ہیں، اب کسی بھی اہل علم پر ان فتویٰ بازوں کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہ سکتی، بلاشبہ یہ لوگ اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ سے باغی ہو چکے ہیں۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو رافضی کہا جارہا ہے وہ فی الواقع رافضی ہیں اور ان جیسا عقیدہ رکھنے والوں کو اگلے علماء نے رافضی کہا ہے۔ آج کل کا یہ تقابل ہی سرے سے غلط ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ذمہ دار حضرات پر سب سے پہلے نہایت ضروری ہے کہ علماء اہلِ سنت و جماعت شکر اللہ سعیہم کی تحقیقات کے مطابق اپنے عقائد درست رکھیں۔ کیونکہ عاقبت کی نجات انہی بزرگوں کی بے خطاء تحقیقات کی تابعداری پر موقوف ہے اور فرقہ ناجیہ بھی یہی لوگ اور ان کے تابعدار لوگ ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحابِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق پر ہیں۔ ان علوم سے جو کتاب وسنت سے حاصل ہوئے ہیں وہی معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے کتاب وسنت سے اخذ کیے ہیں اور سمجھے ہیں، کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ بھی اپنے فاسد عقائد کو کتاب وسنت سے ہی اخذ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ پس ان کے اخذ کردہ معانی سے کسی معنی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے (مکتوبات نمبر 193)۔

(4)۔ حدیث مُعَنْعَنْ

حدیث مُعَنْعَنْ مقبول ہے یعنی جسے عَنْ کے ساتھ روایت کیا گیا ہو، امام بخاری اور مسلم سمیت تمام محدثین نے احادیث کو عَنْ کے لفظ کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔ امام مسلم رحمہ

Islam The World Religion

اللہ نے ثابت کیا ہے کہ ایک راوی اپنے ہم عصر راوی سے حدیث لیتے وقت اگر اس کے بھی اوپر والے راوی کا نام لے کر روایت کرے اور بیچ والے کو چھوڑ دے بشرطیکہ اس اوپر والے سے بھی اس کی ملاقات ثابت ہو، تو ایسا کرنا بالکل جائز ہے۔ امام مسلم نے اس کی چار مثالیں پیش کی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں حضرت عمرو بن دینار حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں، دوسری جگہ اسی حدیث کو روایت کرتے وقت حضرت عمرو بن دینار اپنے اور حضرت جابر کے درمیان حضرت محمد بن علی (امام باقر) کا اسم گرامی لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرو بن دینار نے حضرت جابر کا زمانہ پایا ہے اور ان کی آپس میں ملاقات ممکن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے، لیکن انہوں نے نبی کریم ﷺ سے صرف چند حدیثیں براہِ راست روایت کی ہیں، باقی ہزاروں احادیث انہوں نے دوسرے صحابہ سے لے کر روایت کی ہیں، لیکن بہت دفعہ وہ اپنے سے اوپر والے صحابی کا نام نہیں لیتے، جیسے صحیح بخاری حدیث نمبر 5۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے مقدمہ صفحہ 23، 24 پر اس کی سولہ (16) مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ اور کبھی صحابی کا نام لیتے بھی ہیں جیسے بخاری حدیث نمبر 581 میں سیدنا فاروقِ اعظم کا نام لیتے ہیں۔ اور کبھی ایسے صحابی سے بھی روایت لیتے ہیں جو اپنے کفر کے زمانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں جیسے بخاری حدیث نمبر 7 میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہیں۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہوا کہ اگر کوئی بھی صحابی اپنے کفر کے زمانے کی کوئی بات مسلمان ہونے کے بعد روایت کریں تو وہ یقیناً معتبر ہوگی جیسے حضرت مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت ابوطالب کے بارے میں (بخاری:1360، مسلم:133، نسائی:2034)۔

اسی طرح اگر کسی راوی نے خود نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا ہو لیکن روایت کرتے وقت درمیان میں کسی صحابی کا حوالہ دیتا ہو تو اب اس کی ملاقات اس صحابی کے ساتھ ثابت نہ بھی ہو تو اس کی حدیث کو مسند تسلیم کیا جائے گا، مثلاً قیس بن ابی حازم نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا لیکن روایت کرتے وقت بیچ میں حضرت ابومسعود انصاری کا نام لیتے ہیں، اب ایسی حدیث بالکل درست مانی گئی ہے۔

البتہ اگر کوئی مدلس (مُدَلِّس) راوی عَنْ کہہ کر حدیث روایت کرے تو اس پر

Islam The World Religion

اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ مدلس وہ ہوتا ہے جو ارسال کرے اور ارسال کرتے وقت ایسا لفظ استعمال کرے جس سے ارسال پوشیدہ ہو جاتا ہو اور اس حدیث کے سماع کا احتمال ظاہر ہوتا ہو۔ یا اپنے کمزور استاد کا نام چھپا کر استاذ الاستاذ کے نام سے روایت کرتا ہو، گویا عیب چھپانے کے سارے حربے تدلیس کہلاتے ہیں، جیسے: عَنْ فُلَانٍ یا قَالَ فُلَانٌ کہنا۔ تدلیس کا معنی ہے عیب چھپانا۔ کہا جاتا ہے: دَلَّسَ الْبَائِعُ یعنی بیچنے والے نے اپنی چیز کا عیب چھپایا۔

(5)۔ من گھڑت احادیث پھیلانے والوں کی مختلف اقسام

امام مسلم رحمہ اللہ نے مقدمہ کے صفحہ نمبر 14، 15 اور 30 پر محدثین کے لیے اہل الحدیث کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اہل حدیث کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ علم حدیث کے ماہرین کو اہل حدیث کہا جاتا ہے۔ جبکہ امام مسلم مقدمہ کے صفحہ 19 پر اہل حق کو اہل سنت قرار دیتے ہوئے صاف لکھتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ سِیرِینَ قَالَ: لَمْ یَکُونُوا یَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ، قَالُوا: سَمُّوا لَنَا رِجَالَکُمْ، فَیُنْظَرُ إِلَی أَهْلِ السُّنَّةِ فَیُؤْخَذُ حَدِیثُهُمْ، وَیُنْظَرُ إِلَی أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا یُؤْخَذُ حَدِیثُهُمْ (مقدمہ صحیح مسلم بیروتی صفحہ 19)۔

ترجمہ: محمد بن سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ شروع میں علماء حدیث کی سند نہیں پوچھتے تھے، جب فتنہ برپا ہوا تو پوچھنے لگے کہ ہمیں اپنے راویوں کے نام بتاؤ۔ پس اہل سنت کو پہچان کر اُن سے حدیث قبول کی جائے گی اور اہل بدعت کو جدا کر دیا جائے گا اور ان سے حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔

یہاں امام مسلم نے اپنے لیے اہل سنت کا لفظ استعمال کیا ہے، وہ بھی اہل بدعت کے مقابلے پر استعمال کیا ہے۔

(ا)۔ حدیثیں گھڑنے والے روافض

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَیَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُحَدِّثُوْنَکُمْ بِمَا لَا تَسْمَعُوْا بِهٖ

From The World Religion

أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ (مقدمہ صحیح مسلم:15،16)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں میری امت میں سے کچھ لوگ ہونگے جو تمہیں ایسی باتیں بتائیں گے جو نہ تم نے سنی ہونگی اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہونگی، تم پر لازم ہے کہ ان سے بچ کے رہو۔

امام مسلم نے مقدمہ صفحہ 22 پر بیان فرمایا ہے کہ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ الْحَارِثَ، قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ، وَالْوَحْيَ فِي سَنَتَيْنِ أَوْ قَالَ الْوَحْيَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ، وَالْقُرْآنَ فِي سَنَتَيْنِ (مقدمہ صحیح مسلم:47)۔

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ حارث نے فرمایا: میں نے قرآن تین سال میں سیکھا اور حدیث دو سال میں سیکھی، یا شاید فرمایا کہ قرآن دو سال میں سیکھا اور حدیث تین سال میں سیکھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور فتوے تحریری طور پر پیش کیے، تو آپ نے فرمایا: وَاللهِ مَا قَضَى بِهٰذَا عَلِيٌّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلَّ (مقدمہ صحیح مسلم:22)۔

ترجمہ: اللہ کی قسم یہ علی کے فیصلے نہیں ہیں بلکہ کسی گمراہ کے فیصلے ہیں۔

قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ: قَاتَلَهُمُ اللهُ، أَيَّ عِلْمٍ أَفْسَدُوا (مقدمہ صحیح مسلم:24)۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کسی نے کہا: ان لوگوں کو اللہ تباہ کرے، کتنے عظیم علم کو خراب کر دیا ہے۔

قَالَ الْمُغِيرَةُ: لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ (مقدمہ صحیح مسلم:25)۔

ترجمہ: حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں کے سوا کسی کی بات کو سچ نہیں مانا جاتا تھا۔

كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ الْإِيمَانَ بِالرَّجْعَةِ

Islam The World Religion

(مقدمہ صحیح مسلم:54)۔

ترجمہ: لوگ جابر جعفی سے حدیث قبول کرتے رہے جب تک اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رجعت کا عقیدہ ظاہر نہیں کیا۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَلٰى رُءُوسِ النَّاسِ: دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ (مقدمہ صحیح مسلم:32 صفحہ 20)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک نے سرعام کہا کہ: عمرو بن ثابت کی روایت کردہ احادیث چھوڑ دو، یہ شخص اگلے بزرگوں کو گالیاں دیتا تھا۔

اس شخص کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام صحابہ معاذ اللہ مرتد ہو گئے سوائے پانچ کے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین پر ترجیح دیتا تھا (تہذیب التہذیب جلد 5 صفحہ 9)۔

(ب)۔ نیک لوگوں کی سادگی

قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: لَمْ تَرَ أَهْلَ الْخَيْرِ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ، قَالَ مُسْلِمٌ: يَقُولُ: يَجْرِي الْكَذِبُ عَلٰى لِسَانِهِمْ، وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكَذِبَ (مقدمہ صحیح مسلم:40)۔

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا: تم نیک لوگوں کو سب سے زیادہ جھوٹی احادیث پھیلاتا ہوا دیکھو گے۔ امام مسلم اس جملے کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: یہ لوگ جھوٹ پھیلانے کی نیت نہیں رکھتے تھے، بلکہ سادگی کی وجہ سے جھوٹ قبول کر کے آگے بیان کر دیتے تھے۔

امام مسلم نے ایک جلیل القدر صوفی بزرگ فرقد سنجی رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے اور حضرت ایوب تابعی کا قول فرقد کے بارے میں نقل کیا ہے کہ: إِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيثٍ یعنی فرقد حدیث کے ماہر نہیں تھے (مقدمہ صحیح مسلم:90)۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: قَالَ يَحْيٰى بْنُ الْقَطَّانِ: مَا رَأَيْتُ الْكَذِبَ فِي أَحَدٍ أَكْثَرَ مِنْهُ فِيمَنْ يُنْسَبُ إِلَى الْخَيْرِ (تدریب الراوی صفحہ 282)۔

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن قطان فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے زیادہ جھوٹی روایات پھیلانا

Islam The World Religion

ان لوگوں میں دیکھا جو نیک سمجھے جاتے تھے۔

صوفیاء پر حسنِ ظن کا غلبہ ہوتا ہے، فضائل اعمال پر احادیث بیان کرنے میں احتیاط نہیں کرتے، فنِ حدیث کے ماہر کم ہوتے ہیں اور ان کے بہت سے مریدین اپنے شیخ کے بارے میں غالی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان سے نکلی ہوئی کچی باتیں اور موضوع احادیث پھیل جاتی ہیں اور بعض اوقات لوگوں سے زبردستی منوائی جاتی ہیں۔

كَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ أَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ أَنْ أَلْقَى عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَرَّرٍ لَاخْتَرْتُ أَنْ أَلْقَاهُ ثُمَّ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ. فَلَمَّا رَأَيْتُهُ كَانَتْ بَعْرَةٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ (مقدمہ صحیح مسلم:87)۔

ترجمہ: ابن مبارک کہتے ہیں کہ: اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ جنت میں پہلے جانا ہے یا عبداللہ بن محرر سے پہلے ملنا ہے؟ تو میں ان سے ملاقات کو جنت میں جانے سے پہلے ترجیح دیتا، لیکن جب میں نے اسے دیکھا تو میرے نزدیک بکری کی مینگنی اس سے زیادہ قیمتی تھی۔

قَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ، عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ. فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ: وَعَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: لِأَنَّكَ ابْنُ إِمَامَيْ هُدًى. ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. قَالَ: يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ: أَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ، أَوْ آخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ (مقدمہ صحیح مسلم:33)۔

ترجمہ: یحیٰ بن سعید نے حضرت قاسم بن عبیداللہ سے کہا کہ: آپ جیسے آدمی کے لیے یہ بڑا عیب ہے کہ اس سے دین کے بارے میں کوئی سوال کیا جائے تو اس کے پاس جواب نہ ہو، جب کہ آپ ہدایت کے دو اماموں ابو بکر اور عمر کی اولاد میں سے ہو! انہوں نے جواب دیا: عقل والوں کے نزدیک اس سے زیادہ عیب والی بات یہ ہے کہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہہ دوں یا غیر معتبر آدمی سے روایت لوں۔

حضرت قاسم رحمہ اللہ کا نسب اس طرح ہے: قاسم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر۔ انہی قاسم کی والدہ، قاسم بن محمد بن ابی بکر کی بیٹی ہیں، گویا فاروقِ اعظم ان کے رشتے میں دادا اور

Islam The World Religion

صدیق اکبران کے رشتے میں نانا بنتے ہیں (المفہم جلد 1 صفحہ 127)۔

حضرت صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم دونوں کا امام الہدیٰ ہونا ہمیشہ سے امت میں تسلیم کیا گیا ہے خصوصاً امام کا لفظ قابل غور ہے۔

(ج)۔شاباش کے بھوکے پیشہ ور خطیب

قَالَ اَيُّوبُ لِرَجُلٍ : بَلَغَنِي أَنَّكَ لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ ، قَالَ: نَعَمْ إِنَّهُ يَجِيئُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ ، قَالَ لَهُ أَيُّوبُ:إِنَّمَا نَفِرُّ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ (مقدمہ صحیح مسلم:68)۔

ترجمہ: حضرت ایوب (تابعی) نے ایک آدمی سے کہا: میں نے سنا ہے کہ تم فلاں آدمی کی صحبت میں رہتے ہو! اس نے کہا جی ہاں وہ ہمیں بڑی عجیب باتیں سناتا ہے۔ ایوب نے اس سے کہا ہم ایسی عجیب باتوں سے ہی بھاگتے ہیں۔

قَالَ اَبُو دَاوُدَ الطِّيَالَسِيُّ: فَأَنَا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، فَسَأَلْنَاهُ ، فَقُلْنَا لَهُ: هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسٍ؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ ، أَلَيْسَ يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا، إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقَ أَنَسًا؟ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَبَلَغَنَا بَعْدُ أَنَّهُ يَرْوِي، فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ: أَتُوبُ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ (مقدمہ صحیح مسلم:76)۔

ترجمہ: حضرت ابو داود طیالسی فرماتے ہیں کہ میں اور عبدالرحمٰن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے۔ ہم نے اس سے پوچھا: تم حضرت انس بن مالک سے احادیث کیسے روایت کرتے ہو؟ اس نے کہا آپ دونوں کا کیا خیال ہے کہ ایک آدمی گناہ کرے اور پھر توبہ کرے تو کیا اللہ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا: میں نے حضرت انس سے کچھ نہیں سنا، نہ کم نہ زیادہ۔ اگر لوگ نہیں جانتے تو کیا آپ دونوں بھی نہیں جانتے کہ میں حضرت انس سے ملا تک نہیں؟ ابو داود فرماتے ہیں کہ ہمیں اطلاع ملی کہ وہ شخص دوبارہ اسی طرح روایت کر رہا

Islam The World Religion

ہے، میں اور عبدالرحمٰن اس کے پاس دوبارہ گئے، تو اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں، پھر اس کے بعد بھی وہ ان سے حدیثیں روایت کرتا رہا، تو ہم نے اسے ترک کر دیا۔

ہمارے زمانے کے بعض خطیب اپنی غلطی پر توبہ کرنے، پھر توبہ کو توڑنے، پھر توبہ کرنے اور پھر توڑنے میں معروف ہیں۔

اسی طرح کے خطیب بالکل گھڑی ہوئی حدیث بیان کرتے ہیں جیسے سیدنا فاروقِ اعظم کے اپنی قبر میں اہلِ بیت کا رقعہ رکھنے کی وصیت والا واقعہ، یا حدیث صحیح ہو تو اس کے الفاظ میں تحریف کر دیتے ہیں جیسے یہ لوگ لواء الحمد کا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہونا بیان کرتے ہیں حالانکہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کا صاف فرمان موجود ہے کہ: لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي یعنی لواء الحمد قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا (ترمذی: 3118، 3610، 3615، 3616، ابن ماجہ: 4308، الترہیب والترغیب: 3543)۔

جنگِ احد کے بعد کافروں نے آواز لگائی تھی کہ: لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ اس کا جواب دلانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا تھا کہ کہو: اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ (بخاری: 3039)۔ اس حدیث میں تحریف کرتے ہوئے یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ حکم حضرت علی کو دیا تھا اور اس سے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ والی بات ثابت ہو رہی ہے۔

اسنی المطالب میں ایک حدیث کو سیدنا علی المرتضیٰ کی صاحبزادی سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہما نے روایت فرمایا ہے جو سیدنا فاروقِ اعظم کی زوجہ ہیں۔ مگر اس کا ترجمہ اور شرح لکھنے والے ہمارے دور کے ایک معروف رافضی نے عربی متن کا ترجمہ کرتے وقت سیدہ ام کلثوم کی جگہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما کا اسمِ گرامی لکھ دیا۔

حضرت ابوالعالیہ تابعی فرماتے ہیں کہ: أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مراد رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ ابوالعالیہ نے سچ فرمایا اور بھلائی کی بات کہی صَدَقَ اَبُو الْعَالِيَةَ وَنَصَحَ (تفسیر ابن جریر طبری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)۔

اب اس حدیث میں الفاظ کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ

Islam The World Religion

ﷺ کا اسم گرامی ہے، پھر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے اسماء گرامی ہیں۔مگر ایک خطیب صاحب نے انہی الفاظ کا ترجمہ کرتے وقت کہا کہ: صراطِ مستقیم سے مراد رسول اللہ ﷺ، تمام اہلِ بیت اور صحابہ کرام ہیں۔خطیب صاحب کا یہ کلپ نیٹ پر موجود ہے، جس کا جی چاہے دیانت داری کا جنازہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صراطِ مستقیم میں نبی کریم ﷺ، ابوبکر وعمر عثمان علی، تمام صحابہ، تمام اہل بیت اور ہر دور میں پوری امت کی اکثریت سب شامل ہیں، اس پر الگ دلائل موجود ہیں۔لیکن ہم یہ عرض کر رہے ہیں کہ خطیب صاحب نے حدیث کے اصل الفاظ میں تحریف کیسے کی ہے، ترتیب کیسے بدلی ہے، اور اپنے عقیدۂ تفضیل کے لیے کیسے راستہ بنایا ہے۔

یا حدیث کی شرح کرتے وقت طرح طرح کے گل کھلاتے ہیں، یہ لوگ عام طور پر متہم بالرفض ہوتے ہیں۔

بہت سارے خطیب سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی شفایابی کے لیے منت ماننے والی حدیث (تحت الانسان :7)، اور اَلْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبىٰ (الشوریٰ: 23) کے تحت موضوع احادیث بیان کرتے رہتے ہیں، اور اَلْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبىٰ کی غلط تفسیر بیان کرتے رہتے ہیں۔ان دونوں باتوں پر ان خطیبوں کی سخت تردید تفسیر ضیاء القرآن میں ان آیتوں کے تحت موجود ہے۔

(د)۔زیادہ کتابیں اور زیادہ احادیث لکھنے کے شائقین

امام مسلم فرماتے ہیں: وَلَا اَحْسِبُ كَثِيراً مِمَّن يُّعَرِّجُ مِنَ النَّاسِ عَلىٰ مَا وَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الضِّعَافِ وَالْاَسَانِيْدِ الْمَجْهُوْلَةِ وَيَعْتَدُّ بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهٖ بِمَا فِيْهَا مِنَ التَّوَهُّنِ وَالضَّعْفِ اِلَّا اَنَّ الَّذِي يَحْمِلُهٗ عَلىٰ رِوَايَتِهَا وَالْاِعْتِدَادِ بِهَا: اِرَادَةُ التَّكْثِيْرِ بِذٰلِكَ عِنْدَ الْعَوَامِ ، وَلِاَن يُّقَالَ: مَا اَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ مِنَ الْحَدِيْثِ وَاَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ ۔ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هٰذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هٰذَا الطَّرِيْقَ فَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ بِاَن يُّسمّٰى جَاهِلاً : اَوْلىٰ مِنْ اَن يُّنْسَبَ اِلَى الْعِلْمِ (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ 27)۔

Islamic Tele World Religion

ترجمہ: اس تحقیق کے بعد میں یہ گمان نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنی کتاب میں ضعیف احادیث، اور مجہول راویوں کی روایات نقل کرے گا خصوصا جب کہ وہ ان کی سند میں پائے جانے والی کمزوریوں سے اور ضعف سے مطلع بھی ہو۔ سوائے اس شخص کے جس کا مقصد عوام کو کثرت سے روایات دکھانا ہو کہ لوگ کہیں کہ اس نے احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تیار کیا ہے اور تا کہ لوگ کہیں کہ: اس نے کتنی زیادہ احادیث جمع کر دی ہیں اور اس نے کتنی زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن جو شخص ایسے باطل طریقہ کو اختیار کرے گا اس کا علم میں کوئی نصیب نہیں ہوگا اور ایسے شخص کو عالم کہنے کی بجائے جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے۔

ضعیف، منکر اور موضوع روایات کو یکجا کر کے بڑی بڑی کتابوں کا مصنف کہلانے اور زیادہ سے زیادہ کتابیں لکھ کر کثیر التصانیف کہلانے والوں کو امام مسلم نے علم سے بے نصیب اور عالم کی بجائے جاہل کہلانے کا حقدار قرار دیا ہے۔ یہ اگر حق کا معیار ہوتا تو لاکھوں احادیث گھڑنے والے رافضی سب علماء بن جاتے اور جن مجددین نے بہت تھوڑی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں کبھی مجدد تو کیا عالم بھی نہ کہلا سکتے۔ حضرت داتا صاحب، امام غزالی، حضور غوثِ اعظم اور حضرت مجدد الفِ ثانی کوئی ہزاروں کتابوں کے مصنف نہیں بلکہ ان کے علم کی مضبوطی اور اجماع اور جمہور کی پابندی ان کی شان تجدید ہے۔

شاطر لوگ احادیث پر حملہ آور اس لیے ہوتے ہیں کہ: قرآن مجید میں تحریف ان کے لیے ممکن نہیں، فقہ پر انہیں دسترس حاصل نہیں، جبکہ احادیث کو وضع کرنا یا موضوع احادیث کو اختیار کرنا نسبتاً آسان ہے۔ اسی لیے مستشرقین نے بھی تنقید کا یہی راستہ اختیار کیا ہے۔

رطب و یابس لکھ کر زیادہ تصانیف والا کہلانے والوں کو امام مسلم نے مقدمہ کے صفحہ 27 پر مُنْتَحِلِی الْحَدِیْثِ قرار دیا ہے، یعنی حدیث دانی کا دعویٰ کرنے والے۔ اور فرمایا ہے کی ان کا نام لے کر بیان کرنا جائز تو ہے، لیکن میرے نزدیک ایسے لوگوں کا نام نہ لینا انہیں زندہ دفن کرنے اور ان کا نام مٹانے کے لیے مناسب ہے۔

ان لوگوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ ایسے لوگ شوخ (Over smart) طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور ان پر رافضیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ انہی لوگوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Islam The World Religion

نے فرمایا: سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ قَوْمٌ يَنْتَحِلُوْنَ حُبَّ اَهْلِ الْبَيْتِ، لَهُمْ نَبَزٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ (المعجم الکبیر للطبرانی:12822، مجمع الزوائد:16434)۔

ترجمہ: جلد ہی میری امت میں ایک قوم ہوگی جو اہل بیت کی محبت کا ڈھونگ رچائے گی، انکا ایک خاص لقب ہوگا، انہیں رافضی کا نام دیا جائے گا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: تمام احادیث کا خلاصہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى یعنی (میرا نبی) اپنی خواہش سے نہیں بولتا یہ جو کچھ بولتا ہے وہ اس پر بھیجی گئی وحی ہوتی ہے (النجم:3،4)۔

نبی کریم ﷺ کی احادیث پر علماء نے کثرت سے کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ ایک محتاط قول کے مطابق احادیث کی کتب کی تعداد (360) ہے۔ جبکہ ایک ایک کتاب میں ہزاروں احادیث موجود ہیں۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے چار حدیثوں کو تمام احادیث کا خلاصہ اور نچوڑ قرار دیا ہے۔ ان چار احادیث پر ہم مختصراً گفتگو کریں گے۔

پہلی حدیث

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (بخاری: 1، مسلم: 4927)۔

یہ حدیث اسلامی تعلیمات میں ایسی بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ اسی ایک حدیث سے کھرے اور کھوٹے میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ نیت ایسی بنیادی چیز ہے کہ اچھی نیت سے غلطی کر جانے پر بھی معافی ہو جاتی ہے مگر غلط نیت کے ساتھ نیکی بھی برباد ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَومَ القِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَّفَهَا ، قَالَ فَمَا عَمِلتَ فِيهَا ؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ ، قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُقَالَ جَرِيٌّ فَقَد قِيلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَ رَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَءَ الْقُرْآنَ ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَّفَهَا ، قَالَ فَمَا عَمِلتَ فِيهَا ؟ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرآنَ ، قَالَ كَذَبتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ

وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّىٰ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَّفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ (مسلم:4923)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تمام لوگوں سے پہلے جس شخص کے بارے میں فیصلہ دیا جائے گا وہ ایک شہید ہونے والا آدمی ہوگا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ اعتراف کرے گا۔ فرمائے گا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ میں شہید کر دیا گیا۔ فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تم اس لیے لڑے تھے کہ تمہیں بہادر کہا جائے اور وہ کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ حتیٰ کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک آدمی جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اسے لایا جائے گا اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ اعتراف کرے گا۔ فرمائے گا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا۔ فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تم نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تمہیں عالم کہا جائے اور تم نے قرآن پڑھا تا کہ تمہیں قاری کہا جائے اور وہ کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتیٰ کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک آدمی جسے اللہ نے وسعت دی تھی اور اسے ہر طرح کی دولت سے نوازا تھا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ اعتراف کرے گا۔ فرمائے گا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور میں نے اس میں تیری خاطر خرچ نہ کیا ہو۔ فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے اس لیے خرچ کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا پھر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

دیکھ لیجیے! یہ تینوں کام بہت اچھے ہیں مگر نیت کی خرابی کی وجہ سے تینوں کام عذاب بن

Islam The World Religion

گئے۔اس کے برعکس ایک حدیث میں ہے کہ:

قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشْتُ فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا ثُمَّ انْظُرُوا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِي الْيَمِّ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللهُ فَقَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَاكَ وَكَانَ نَبَّاشًا (بخاری:3452)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ایک آدمی کی جب موت قریب آئی، جب زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے اہل وعیال کو وصیت کر دی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لیے بہت سا ایندھن لے کر اس میں آگ لگا دینا۔ جب وہ میرے گوشت کے ساتھ ہڈیوں کو بھی جلا دے تو انہیں لے کر پیس لینا۔ جس روز تیز ہوا چلے اس روز وہ راکھ کسی دریا میں ڈال دینا۔ خویش واقارب نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اجزاء اکٹھے کر کے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ جواب دیا: تیرے ڈر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ حضرت عقبہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ آدمی کفن چور تھا۔

اس آدمی نے بظاہر بالکل غلط حرکت کی تھی مگر اس بے چارے کی نیت غلط نہیں تھی۔ اللہ کریم نے اسے معاف فرما دیا۔

اگر آج ہم تہجد پڑھیں اور بہانے سے بتا دیتے ہیں کہ الحمد للہ آپ کی دعا سے میں اتنے سالوں سے تہجد پڑھ رہا ہوں۔ خیرات کریں تو مسجدوں میں اعلان کرا کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ حج کر لیں تو اپنے نام کے ساتھ حاجی اور الحاج لکھنے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت بھی اس لیے کرتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ دین کا کام کرنے والوں کے لیے نیت کا اخلاص سب سے زیادہ ضروری ہے۔ خطاب یا نعت کے لیے مک مکا کرنا اخلاص کے منافی ہے۔ صحیح روش یہ ہے کہ جو کچھ اللہ دلائے اسے قبول کر لو اور خود مطالبہ مت کرو۔ انشاء اللہ آپ کے

Islam The World Religion

تھوڑے رزق میں بھی برکت ہوگی۔

آج مسلمان عوام اپنے لیڈروں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سر بکفن ہو جاتے ہیں لیکن لیڈر کا کوئی پتہ نہیں کہ انہیں کس مقام پر پہنچا کر کھڑے کھڑے بیچ ڈالے اور مک مکا کر کے سارا مشن فلاپ کر دے۔ ایسی عوام کی عظمت کو سلام ہے اور ایسے لیڈروں کو اللہ ہدایت عطا فرمائے۔ دولت کمانے کے لیے مدرسہ کھول لینا یا دولت کمانے کے لیے ہوٹل کھول لینا دونوں برابر ہیں بلکہ شاید ہوٹل کھولنے میں بہتری ہو، اس لیے کہ ایسا شخص کم از کم دین کو دھوکہ نہیں دیتا۔

مذہبی حوالے سے ایک اور خطرناک چیز مشاہدے میں آئی ہے۔ بہت سے لوگ مذہب کا بہانہ بنا کر اپنے ذاتی دشمنی کا بدلہ لیتے ہیں۔ ہم نے بعض مظلوموں پر دفعہ 295C لگتی ہوئی دیکھی مگر اس کے پیچھے عشق رسول ﷺ کی صداقت نہیں تھی بلکہ شخصی عناد اور اپنے تحریکی قائد کا دفاع مقصود تھا۔

ایک اور لحاظ سے دیکھیے! اکثر لوگ صحت، رزق اور اولاد وغیرہ کے لیے وظائف پوچھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ مگر داتا صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: جو کسی غرض کے لیے وظیفہ پڑھتا ہے وہ اپنی غرض کی عبادت کرتا ہے۔ غرض کے لیے وظیفہ پڑھنے والا عامل ہوتا ہے اور اللہ کی رضا کے لیے وظیفہ پڑھنے والا کامل ہوتا ہے۔

الغرض یہ ایک طویل موضوع ہے۔ انتہاء یہ ہے کہ مومن اور منافق کا کلمہ اور عمل بظاہر ایک ہی جیسا ہوتا ہے مگر فرق صرف نیت کا ہوتا ہے۔

دوسری حدیث

دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ یعنی شک سے بالا تر کو مشکوک پر ترجیح دو (ترمذی:2518، نسائی:5711)۔

ہم نے اختصار اور عوامی سہولت کے لیے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ علماء نے دراصل یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ:

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالحَرَامُ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى المُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ:

Islam The World Religion

كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا إِنَّ حِمَى اللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ القَلْب (بخاری:52)۔

ترجمہ: حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین کی اور اپنی عزت کی حفاظت کر لی اور جو شخص شبہات میں ملوث ہو گیا، وہ اس چرواہے کی طرح ہے، جو شاہی چراگاہ کے گرد اپنے مویشی چرائے، قریب ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں گے، سنو! ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے، سنو! اس زمین میں اللہ کی مخصوص چراگاہ اس کے حرام کیے ہوئے کام ہیں۔ بے شک جسم میں ایک لوتھڑا ہوتا ہے۔ جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو سارا جسم خراب ہوتا ہے۔ خبردار وہ لوتھڑا دل ہے۔

اسی حدیث کی بنیاد پر علماء نے فرمایا ہے کہ جس چیز کے بارے میں حلال اور حرام ہونے کا اختلاف ہو جائے احتیاط اسی میں ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔ ایک عام فہم مثال سے سمجھا دیتے ہیں کہ مثلاً ہم نے یہاں سے پشاور جانا ہے اور پشاور تک دو راستے جاتے ہوں۔ ایک راستہ بالکل محفوظ ہے اور دوسرے راستے کے بارے میں کوئی کہتا ہے کہ خطرناک ہے اور کوئی کہتا ہے کہ خطرناک نہیں ہے یعنی ایک راستہ بالکل محفوظ ہے اور دوسرا مشکوک ہے تو آپ کونسا اختیار کریں گے؟ بلاشبہ آپ محفوظ راستے کو ہی ترجیح دیں گے اور رسک والا راستہ چھوڑ دیں گے۔ گویا اس حدیث پاک کے ذریعے حبیب کریم ﷺ نے ہمیں دین اور دنیا کے ہر معاملے میں احتیاط کا ایک اصول سمجھا دیا ہے اور اپنی امت کو احتیاط کی راہ پر ڈال دیا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مباح کے ستر دروازے ترک کر دیتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں گناہ میں نہ پڑ جائیں (فتوح الغیب مقالہ:35)۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ (بخاری:2052)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی، اس نے کہا: میں نے تمہیں اور تمہاری بیوی دونوں کو دودھ پلایا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا، نبی کریم ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا اور مسکرائے بھی۔ اور فرمایا: اب کیسے یہ نکاح قائم رکھ سکو گے؟ حالانکہ اس کے متعلق یہ شک ڈال دیا گیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنْ صَدَقَةٍ لَأَكَلْتُهُ (بخاری:2055)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ ایک گرے ہوئے پھل کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ پھل صدقہ کا ہو سکتا ہے تو میں اس کو کھا لیتا۔

اللہ کریم جل شانہ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو ایک پودے سے منع فرمایا تھا تو فرمایا: وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اس درخت کے قریب بھی مت جانا (البقرۃ:35)۔

قریب جانے سے منع اس لیے فرمایا کہ قریب جائیں گے تو کھا لینے کا امکان پیدا ہوگا۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ جس کام کو نہیں کرنا اس کے قریب جانے کا رِسک ہی نہ لیا جائے۔

اے عزیز! سمجھ جایئے! کہ اپنی اولاد کو مخلوط نظامِ تعلیم والے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مت بھیجو تا کہ برائی کی جڑ ہی کٹ جائے۔ اپنی اولاد پر بے جا اعتماد مت کرو، تم اور تمہاری اولاد سیدنا آدم علیہ السلام سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ بدمذہبوں کی محافل میں مت جاؤ۔ یہ تکبر مت کرو کہ ہم مضبوط ایمان والے لوگ ہیں ہمیں کچھ نہیں ہوتا۔ صحبت کا اثر ضرور ظاہر ہوتا ہے اور دوستیاں ضرور رنگ لاتی ہیں۔ اپنی لڑکی کو رکشہ اور ٹیکسی والے کے ساتھ اکیلے مت بھیجو! ایسا نہ ہو کہ تمہاری لاڈلی بیٹی اور تمہاری قابلِ اعتماد بیٹی تمہاری غیرت کا جنازہ نکال دے۔

نفس تو پہلے ہی ڈھیل مانگتا ہے اسے کھینچ کر رکھنے کا حکم ہے۔ تم اگر اجنبی عورتوں کے ساتھ اختلاط کا رسک لو گے تو نبی کریم ﷺ کا فرمان سن لو کہ جب دو اجنبی مرد اور عورت اکھٹے بیٹھتے ہیں تو ان کے پاس تیسرا شیطان ہوتا ہے (ترمذی:1171)۔

تم اگر دف والی محفل میں یا رقص یا دھمال والی محفل میں جانے کا رسک لو گے تو نتیجہ یہی

Islam The World Religion

نکلے گا کہ ایک دن تمہاری عورتیں بھی عشق ومحبت کے بہانے سے دف بجائیں گی اور دھمال ماریں گی۔ پھر تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔

تیسری حدیث

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ یعنی کسی آدمی کے اچھا مسلمان ہونے کی نشانی یہ ہے کہ جس چیز سے غرض نہ ہو اسے ترک کر دیتا ہے (ترمذی:2317)۔

مطلب یہ ہے کہ: اپنے کام سے کام رکھ۔ غیر ضروری کام اور غیر ضروری بات میں مت الجھ۔ مثلاً کسی بچے کو والدہ بازار میں کوئی چیز خریدنے کے لیے بھیجے اور وہ راستے میں سڑک پر تماشا دیکھنے لگ جائے تو ظاہر ہے واپسی پر اپنی والدہ سے جوتے ہی کھائے گا۔ اے عزیز! اللہ کریم نے ہمیں اس دنیا میں کسی مقصد کے لیے بھیجا ہے اور اگر ہم نے خدانخواستہ اپنا مقصد بھلا دیا تو واپسی پر سزا مل سکتی ہے۔

دوسروں کی عیب جوئی کی بجائے اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ طُوْبٰى لِمَنْ شَغَلَهٗ عُيُوْبُهٗ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ (بلوغ المرام:1539)۔

ترجمہ: اس شخص کو مبارک ہو جو اپنے عیب دیکھنے سے فارغ ہی نہیں ہوا کہ وہ دوسروں کے عیب دیکھتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالسَّدَادَ (مسلم:6912)۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور سیدھے پن کا سوال کرتا ہوں۔

اے عزیز! اپنے رب کی طرف متوجہ رہ، اپنے محبوب پر نظر رکھ۔ دو آنکھوں کے درمیان دیکھتا جا۔ تجھے بھونکنے کے لیے کتے بھی آئیں گے اور تجھ پر قربان ہونے کے لیے بکرے بھی آئیں گے کسی سے ڈر کر کام مت چھوڑ اور کسی سے چڑ کر کام مت کر۔ بہت سے مبلغ ایسی ہی فضول چیزوں پر اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

حضرت عمیرہ فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی نے اپنے بیٹے سے کہا: جاؤ علم حاصل کرو۔ وہ لڑکا چلا گیا اور کچھ عرصہ غائب رہا۔ جب واپس آیا تو اس نے اپنے والد کے سامنے کچھ احادیث

Islam The World Religion

بیان کیں۔اس کے والد نے کہا: جاؤ علم حاصل کرو۔وہ لڑکا دوبارہ کچھ عرصہ غائب رہا۔پھر وہ کچھ کاغذات لیکر واپس آیا جس میں تحریریں تھیں۔اس کے والد نے اسے کہا: یہ محض سفید کاغذوں پر کالی سیاہی ہے۔جاؤ علم حاصل کرو۔وہ لڑکا پھر چلا گیا۔پھر تیسری بار جب واپس آیا تو اپنے والد سے کہنے لگا: آپ جو چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔والد نے کہا بتاؤ اگر تم کسی ایسے آدمی کے پاس سے گزرو جو تمہاری تعریف کرے اور دوسرے آدمی کے پاس سے گزرو جو تمہارے عیب بیان کرے تو تم کیا کرو گے؟ لڑکے نے کہا: اس صورتِ حال میں عیب بیان کرنیوالے کا برا نہیں مناؤں گا اور تعریف کرنیوالے پر خوش نہیں ہوں گا۔پھر والد نے کہا: اگر تم سونے یا چاندی کا ٹکڑا زمین پر گرا ہوا پاؤ تو پھر کیا کرو گے؟ لڑکے نے کہا: میں اسے نہیں اٹھاؤں گا بلکہ اس کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔والد نے کہا جاؤ! اب تم علم سیکھ چکے ہو (سنن الدارمی:392)۔

چوتھی حدیث

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے (بخاری:13، مسلم:170)۔

یہ حدیث معاشرتی اور اخلاقی نظام کی جان ہے۔کیا آپ چاہتے ہیں کہ کوئی آپ کو گالی دے؟ تو پھر دوسرے کو گالی کیوں دیتے ہو؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ کوئی آپ کو تھپڑ مارے تو پھر دوسرے کو تھپڑ کیوں مارتے ہو؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ کوئی آپ کو قتل کرے تو پھر دوسرے کو قتل کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ کوئی آپ کا گلہ کرے؟ چوری کرے؟ بے عزتی کرے؟ عزت کو ہاتھ ڈالے؟ تو پھر یہ سب کام خود کیوں کرتے ہو؟

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ قَالُوا مَهْ مَهْ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا قَالَ فَجَلَسَ قَالَ أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ قَالَ لَا وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ قَالَ

لَا وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ قَالَ لَا وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ قَالَ لَا وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذٰلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ (مسند احمد:22112)۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے زنا کی اجازت دیں۔صحابہ کرام اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور سب نے اسے منع کیا کہ ایسی بات مت کرو۔آپ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، وہ قریب ہو کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم اپنی ماں کے لیے ایسی حرکت پسند کرتے ہو؟اس نے کہا نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔فرمایا: کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا۔پھر پوچھا کیا تم اپنی بیٹی کے لیے ایسی حرکت پسند کرتے ہو؟اس نے کہا نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔فرمایا: کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا۔پھر پوچھا: کیا تم اپنی بہن کے لیے ایسی حرکت پسند کرتے ہو؟اس نے کہا نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔فرمایا: کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا۔پھر پوچھا: کیا تم اپنی پھوپھی کے لیے یہ حرکت پسند کرتے ہو؟اس نے کہا نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔فرمایا: کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا۔پھر پوچھا: کیا تم اپنی خالہ کے لیے یہ حرکت پسند کرتے ہو؟اس نے کہا نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں اللہ کی قسم ہر گز نہیں۔فرمایا: کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا۔پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس نوجوان پر رکھا اور دعا فرمائی: اے اللہ اس کے گناہ معاف کردے اور اس کا دل پاک کردے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔اس کے بعد وہ نوجوان برائی کے قریب بھی نہیں جاتا تھا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

ساتواں باب:

شانِ رسالت

Islam The World Religion

پہلا خطاب: عالمگیر نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف:158)۔

ترجمہ: اے محبوب فرمادو! اے تمام جہان کے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اعلان موجود ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی عالمگیریت کا اعلان بھی موجود ہے۔

آپ ﷺ کی رسالت کا ثبوت

آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کے تین اہم ثبوت ہیں: (1)۔اعلانِ نبوت (2)۔ معجزات (3)۔امتیازی کارنامے۔ان میں سے ہر ایک پر ان شاءاللہ تفصیل سے عرض کروں گا۔

اعلانِ نبوت

اعلانِ نبوت سے پہلے کے کردار کو بطورِ صداقت پیش کیا گیا، فرمایا: فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:16)۔

ترجمہ: تو میں تمہارے درمیان اس سے پہلے عمر کے ایک بڑے حصہ تک رہ چکا ہوں کیا تم اتنی بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

نبی کریم ﷺ کو مکہ کے لوگ اعلانِ نبوت سے پہلے صادق اور امین کہتے تھے۔

کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یُسَمّٰی فِی الۡجَاھِلِیَّۃِ الۡاَمِیۡنَ قَبۡلَ اَنۡ یُّوۡحٰی اِلَیۡہِ (سیرۃ ابنِ اسحاق صفحہ 155، دلائل النبوۃ للبیہقی:399)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو وحی نازل ہونے سے پہلے کے زمانے میں امین کہا جاتا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابوسفیان سے ہرقل بادشاہ نے پوچھا کہ کیا اس نبی نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ کبھی نہیں۔ ہرقل نے کہا: جو انسان لوگوں

Islam The World Religion

سے جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ کیسے بول سکتا ہے؟ (بخاری:7)۔

آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کو دیکھ کر ہی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں خود نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

بارہ سال کی عمر مبارک میں شام کی طرف تجارتی سفر کے دوران بحیراء راہب نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو اس کی کتابوں میں دی گئی بشارات کے مطابق اس نے نبی کریم ﷺ کو پہچان کر کہا کہ یہی وہ ہستی ہے جن کے بارے میں ہماری کتابوں میں بشارت دی گئی ہے (الروض الانف جلد 1 صفحہ 349)۔

آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ کے بچپن کے دوست سیدنا صدیق اکبر ہیں، آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ہیں، آپ ﷺ کے چچا کے بیٹے سیدنا علی المرتضیٰ ہیں اور آپ ﷺ کے گھر کے خادم حضرت زید بن حارثہ ہیں رضی اللہ عنہم۔ ان چار ہستیوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کا کوئی ہمراز نہیں ہوسکتا تھا۔ ان ہستیوں کا آپ پر سب سے پہلے ایمان لانا آپ کی صداقت کا واضح ثبوت ہے۔

آپ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ (بخاری:3)۔

ترجمہ: اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ (ﷺ) کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ (ﷺ) تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔

تعجب ہے کہ مرزا قادیانی خود کو نبی ثابت کرنے کے لیے یہی آیت پڑھتا ہے۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کو اعلان نبوت سے پہلے صادق اور امین کہا جاتا تھا۔ جبکہ مرزا خود لکھتا ہے کہ اسے دعوائے نبوت کے زمانے اور مذکورہ بالا الہام ہوجانے تک کوئی نہیں جانتا تھا۔ مرزا کے اپنے الفاظ یہ ہیں: اس بات کو عرصہ قریباً بیس برس کا گزر چکا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ مجھ کو بجز قادیان کے چند آدمیوں کے اور کوئی نہیں جانتا تھا (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۴)۔

Islam The World Religion

مرزا ایک اور مقام پر لکھتا ہے کہ: میرے والد صاحب اپنے بعض آباء واجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز میرا ان بے ہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۲)۔

معجزات

انگلیوں سے چشمے جاری ہونا۔ بیماروں کو شفاء دینا۔ ٹوٹی ہڈیاں جوڑنا۔ تھوڑا سا طعام زیادہ کر کے دکھانا۔ ردِ شمس۔ شقِ قمر۔ غیب کی باتیں بتانا۔ سچی پیش گوئیاں کرنا۔ آپ ﷺ کے معجزات پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور حدیث کی ہر کتاب میں معجزات اور علامات النبوۃ کے نام سے مستقل ابواب موجود ہیں۔ ایک دلچسپ اور علمی معجزہ سنیے!

عن أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ، بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ فَأَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟، وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ؟، وَمَا بَالُ الوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟، قَالَ: أَخْبَرَنِي بِهِ جِبْرِيلُ آنِفًا قَالَ ابْنُ سَلاَمٍ: ذَاكَ عَدُوُّ اليَهُودِ مِنَ المَلاَئِكَةِ، قَالَ: أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ المَشْرِقِ إِلَى المَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الحُوتِ، وَأَمَّا الوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ المَرْأَةِ نَزَعَ الوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ المَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الوَلَدَ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: إِنَّ اليَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي، قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي، فَجَاءَتِ اليَهُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ فِيكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

Islam the world religion

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ قَالُوا: أَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: مِثْلَ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَتَنَقَّصُوهُ، قَالَ: هٰذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللهِ (بخاری:3938)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ جا کر مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو عبداللہ بن سلام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ کچھ پوچھیں۔انہوں نے عرض کی کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا دوسرا نہیں جانتا۔(1)۔قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟۔(2)۔اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟۔(3)۔بچہ کبھی باپ کی شکل اور کبھی ماں کی صورت پر کیوں ہوتا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ: مجھے جبریل نے ابھی بتایا ہے۔عبداللہ بن سلام کہنے لگے کہ وہ تو فرشتوں میں سے یہود کے دشمن ہیں۔بہرحال آپ نے فرمایا کہ قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے گھیر کر مغرب کو لے جائے گی۔اور وہ کھانا جس کو جنتی لوگ سب سے پہلے کھائیں گے مچھلی کی کلیجی کا زائد حصہ ہوگا۔رہی بچے والی بات تو جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ مرد کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب رہے تو بچہ عورت کی شکل پر ہوتا ہے۔انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔پھر وہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! یہود بڑی فتنہ انگیز قوم ہے، پس آپ ان سے میرے متعلق دریافت فرمایئے اس سے پہلے کہ انہیں میرے مسلمان ہونے کا علم ہو۔پس یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے اندر عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ کہنے لگے: وہ ہم میں بہترین اور بہترین آدمی کا بیٹا ہے نیز ہم میں سے سب سے افضل اور سب سے افضل آدمی کا بیٹا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائے تو پھر؟ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اسے اس سے محفوظ رکھے۔آپ نے پھر دریافت فرمایا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔تو حضرت عبداللہ باہر نکل آئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی

Islam The World Religion

دیتا ہوں کہ محمد واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ کہنے لگے، یہ ہم میں بدترین آدمی اور بدترین آدمی کا بیٹا ہے اور نقص نکالنے لگے وہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! مجھے ان سے اسی بات کا خدشہ تھا۔

ان معجزات کے علاوہ قرآن مجید ایک دائمی معجزہ ہے جس کا مقابلہ آج تک دنیا نہیں کر سکی۔ قرآن آج بھی چیلنج دے رہا ہے کہ: وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (البقرۃ: ۲۳، ۲۴)۔

ترجمہ: اگر تم لوگوں کو اس میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے، تو اس جیسی صرف ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ، اور اللہ کے مقابلے پر اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو، تو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور کر بھی نہیں سکو گے، تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، وہ کافروں کے لیے تیار کر دی گئی ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (بنی اسرائیل: 88)۔

ترجمہ: اے محبوب فرما دیں کہ اگر تمام انسان اور جن اس قرآن کی مثل بنا کر لانے پر متفق ہو جائیں تو پھر بھی اس کی مثل نہیں لا سکیں گے خواہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری: 4981، مسلم: 385)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جسے ایسے معجزات نہ دیے گئے، جن کی قوت کے مطابق لوگ ان پر ایمان لائے، اور وہ جو مجھے دیا گیا ہے، وحی ہے جسے اللہ نے میری طرف وحی فرمایا، تو میں امید رکھتا ہوں کہ میری تابعداری کرنے والے ان سب نبیوں کے تابعداروں سے زیادہ ہوں گے۔

Islam The World Religion

قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے مسیلمہ کذاب نے کہا: اَلْفِیْلُ، وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْفِیْلُ، لَهٗ ذَنَبٌ وَثِیْلٌ وَخُرْطُومٌ طَوِیْلٌ یعنی ہاتھی، اور تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے ہاتھی؟ اس کی ایک کمزور دم ہے اور لمبی سونڈ ہے (الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ 123)۔

ہر بندہ سمجھ سکتا ہے کہ قرآن مجید کی سورۃ القارعہ میں کتنا حسن ہے اور مسیلمہ کذاب کی بات میں کس قدر مذاق ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا:

اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ، فِیْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمُ مَا بَیْنَكُمْ، هُوَ الْفَصْلُ لَیْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ، وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِیْ غَیْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ، وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِیْنُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِیْمُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ، هُوَ الَّذِیْ لَا تَزِیْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ، وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ، وَلَا یَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ، وَلَا یُخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ، وَلَا یَنْقَضِیْ عَجَائِبُهٗ، هُوَ الَّذِیْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَهْدِیْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ، مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ، وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ، وَمَنْ دَعَا اِلَیْهِ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (ترمذی:۲۹۰۶)۔

ترجمہ: خبردار! جلد ہی فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کی کتاب۔ اس میں تم سے پہلے کا بیان ہے اور تمہارے بعد کی خبریں ہیں اور تمہارے آپس کے معاملات کے فیصلے ہیں اور وہ فیصلہ کن کتاب ہے کوئی مذاق نہیں ہے۔ جس متکبر نے اسے چھوڑ دیا اللہ اسے ہلاک کر دے گا۔ اور جس نے اس کے علاوہ کسی میں ہدایت تلاش کی اللہ اسکو گمراہ کر دے گا۔ وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور وہ ذکرِ حکیم اور سیدھا راستہ ہے۔ وہ ایسی کتاب ہے جس کی وجہ سے خواہشات غلط سمت میں نہیں جاتیں اور اس سے زبانیں مشکل محسوس نہیں کرتیں۔ اس سے علماء سیر نہیں ہوں گے۔ بار بار پڑھنے سے دل نہیں اُکتائے گا اور اس

Islam The World Religion

کے عجائبات سامنے آتے ہی رہیں گے۔ وہ ایسی کتاب ہے کہ جب جنات نے اسے سُنا تو اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ حتیٰ کہ وہ بھی کہہ اُٹھے کہ ہم نے عجب قرآن سُنا ہے۔ جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ جس نے اس کے مطابق بات کی اس نے صحیح کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اسے اجر ملے گا۔ اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت پا گیا۔

نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم معجزہ شخصیات کو تیار کرنا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ جیسی عظیم شخصیات تیار کرنا، اپنی زندگی میں تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ صحابی تیار کرنا اور ہر صحابی کا ہدایت کا ستارہ ہونا آپ ﷺ کی عظمت کا ثبوت ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت کی عالمگیریت

سابقہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کسی علاقے، خاندان یا قوم تک محدود ہوتی تھی۔

اللہ کریم فرماتا ہے: اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا یعنی عاد کی طرف ان کے بھائی ھود کو بھیجا۔ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا یعنی ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا یعنی مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں: یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ (الصّف:6)۔

انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے، آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا (متی باب 10:5،6)۔

مگر ہمارے نبی کریم ﷺ پوری دنیا کے نبی ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا یعنی فرما دو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (الاعراف: 158)۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا یعنی برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق اور باطل میں تمیز کرنے والی کتاب نازل کی تاکہ وہ سارے جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا بنے (الفرقان: 1)۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے

Islam The World Religion

لیے خالص رحمت بنا کر بھیجا ہے(الانبیاء:107)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (مسلم:1167، ترمذی: 1553، ابن ماجہ:567)۔

ترجمہ: مجھے انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلام عطا ہوا ہے اور مجھے رُعب کے ذریعے مدد دی گئی ہے اور میرے لیے غنیمت کے مال حلال کر دیے گئے ہیں اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنا دی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ذریعے سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ: بُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَ أَسْوَدَ یعنی میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں (مسلم:1163)۔

آپ ﷺ کی ہر موضوع پر تعلیمات، پوری انسانی زندگی کو محیط تعلیمات، آپ ﷺ کا حکومتِ اسلامی کی بنیاد قائم کر کے دکھانا، معاشرے کے بگڑے ہوئے لوگوں کے لیے حتمی کارروائی کے طور پر جہاد کرنا، مرتد کی سزا، جدید مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کا راستہ کھولنا، اخلاق کو اس کی بلندیوں تک پہنچانا اور بالآخر دین کے مکمل ہو جانے اور ختمِ نبوت کا اعلان کر دینا، پوری دنیا کو سوچوں میں مبتلاء کر دینے کے لیے کافی ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: بشارتِ سیدنا مسیح علیہ السلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَإِذۡ قَالَ عِيسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يَا بَنِي إِسۡرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيۡكُمۡ مُصَدِّقًا لِمَا بَيۡنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوۡرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأۡتِي مِنۡ بَعۡدِي اسۡمُهُ أَحۡمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمۡ بِالۡبَيِّنَاتِ قَالُوا هٰذَا سِحۡرٌ مُبِينٌ (الصّف:6)۔

ترجمہ: اور یاد فرمایئے جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا: اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا، اور ایک عظمت والے رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے، پھر جب وہ رسول ان کے پاس روشن معجزات لے کر تشریف لے آئے وہ کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے۔

اس آیت کے تین اجزاء ہیں:

پہلا حصہ

وَإِذۡ قَالَ عِيسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يَا بَنِي إِسۡرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيۡكُمۡ یعنی اور یاد فرمایئے جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا: اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں (الصّف:6)۔

تمام انبیاء علیہم السلام کسی نہ کسی قوم، قبیلے یا علاقے میں بھیجے گئے کوئی عاد کی طرف کوئی ثمود کی طرف کوئی مدین کی طرف کوئی بنی اسرائیل کی طرف۔

كَانَتۡ بَنُوۡ إِسۡرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الۡأَنۡبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعۡدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكۡثُرُونَ قَالُوا فَمَا ذَا تَأۡمُرُنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فُوا بَيۡعَةَ الۡأَوَّلِ فَالۡأَوَّلِ أَعۡطُوا حَقَّهُمۡ فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمۡ عَمَّا اسۡتَرۡعَاهُمۡ (بخاری:3455، مسلم:4773، ابن ماجہ:2871)۔

ترجمہ: بنی اسرائیل میں سیاست کا کام انبیاء کرتے تھے۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا تھا، مگر اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے اور

Islam The World Religion

کثرت سے ہوں گے۔صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت کونبھانا اور پھراس کے بعد آنے والے پہلے کی پہلے کی بیعت نبھانا۔تم ان کا حق ادا کرتے رہنا،اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:158)۔

ترجمہ: فرمادو:اے لوگو!میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ:اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً (مسلم:1167)۔

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

انجیل برنباس میں لکھا ہے کہ: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کنعان کی ایک عورت اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ حاضر ہوئی،عرض کرنے لگی میری بیٹی آسیب زدہ ہے،اس کی شفاء یابی کے لیے رحم کی درخواست لے کر آئی ہوں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں صرف اسرائیل کے لوگوں کیطرف بھیجا گیا ہوں۔

I AM NOT SENT BUT ONTO THE PEOPLE OF ISRAEL.

وہ عورت اصرار کرنے لگی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے بچوں کی روٹی کتوں کو ڈال دینا کوئی اچھی بات نہیں۔اس عورت نے کہا: حضور! بادشاہوں کے بچوں کی میز سے نیچے گرنے والے ٹکڑے کتے کھایا کرتے ہیں۔اس قدر عاجزی اور آہ وزاری کو سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: جا تیری بیٹی ٹھیک ہو چکی ہے۔وہ عورت گھر پہنچی تو واقعی اس کی بیٹی ٹھیک ہو چکی تھی (برنباس صفحہ 24)۔

دوسرا حصہ

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ (الصّف:6)۔

ترجمہ: اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا۔

Islam The World Religion

تورات کی مجموعی تعلیم کی تصدیق مراد ہے اور خصوصا نبی کریم ﷺ کی نشانیوں کی تصدیق مراد ہے۔

تورات کتاب استثناء میں بشارت موجود ہے کہ:

GOD CAME FROM SINAE , APPEARED FROM SAIER AND SHONE FORTH OUT OF MOUNT PARAN IN THE MIDST OF TEN THOUSANDS OF SAINTS WITH A FLAMING LIGHT IN HIS RIGHT HAND.

ترجمہ: خداوند سینا سے آیا، سعیر سے ظاہر ہوا اور فاران سے جلوہ گر ہوا، وہ دس ہزار قدسیوں میں آیا، اس کے دائیں ہاتھ میں آتشی (روشن) شریعت تھی (استثناء33:1، 2)۔

انگریزی نعت

HIS HIGHNESS THE GREATEST PROPHET

SEE IN SUN AND SEE IN LIGHT.
WHO IS WRONG AND WHO IS RIGHT.

GREAT IS ALLAH THEN MY PROPHET
NONE IS GREATER IN MY SIGHT.

HE IS NEVER SON OF ALLAH
EVEN THEN YOU SEE HIS HEIGHT.

ALWAYS ALLAH HELPS MUHAMMAD
FIGHT WITH HIM IF YOU CAN FIGHT.

MIDST OF TEN THOUSANDS OF SAINTS
IN HIS RIGHT HAND FLAMING LIGHT.

LIVE IN LOVE AND DIE IN LOVE
YOU WILL SEE THAT END IS BRIGHT.

Islam The World Religion

FOR HIS UMMA AFTER HIM
HAS BEEN WEEPING DAY AND NIGHT.

NO BODY CAN BEAT MUHAMMAD
TAKE IT GRANTED BLACK AND WHITE.

ONLY ALLAH CAN ASSESS HIM
O,QASMI YOU SHOULD BE QUIET.

اس نعت کا اردو ترجمہ فقیر نے شعروں میں ہی کر دیا ہے: سنیے!

کون ہے حق پر کس کی خطا
دیپ جلا کر دیکھ ذرا

میرا پیمبر سب سے بڑا ہے
ایک خدا ہے اُس سے بڑا

وہ اِبن اللہ نہیں پھر بھی
دیکھ بلندی دیکھ عُلیٰ

رب ہے جانب دارِ محمد
ہمت ہے تو لڑ کے دِکھا

لاکھوں قدسیوں میں وہ آیا
سیدھے ہاتھ میں نورِ ھُدیٰ

عشق میں جینے مرنے والا
آخر بازی جیت گیا

غاروں میں وہ روتے روتے
اُمت اُمت کرتا رہا

کون ہے اُس کا مدِّ مقابل
خود رَب نے للکار دیا

Islam The World Religion

اللہ ہی جانے شان نبی کی
بس کر قاسمی چُپ کر جا

بائیبل کی ان آیات کی تصدیق قرآن میں موجود ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ، وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ، وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ یعنی قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سینا کی اور اس امین شہر (مکہ) کی (التین: 1 تا 3)۔

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کی نبوت مکہ میں ظاہر ہوئی تو میں شام کے ملک میں گیا۔ راستے میں جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس عیسائیوں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم اہلِ حرم سے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جس نے تم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے عبادت خانے میں لے گئے جس میں تراشی ہوئی صورتیں اور تصاویر تھیں۔ انہوں نے کہا کیا تم ان تصویروں میں اس نبی کی تصویر کو پہچان سکتے ہو جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے آپ ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی۔ میں نے کہا ان میں وہ تصویر موجود نہیں ہے۔ وہ مجھے اس سے بڑے عبادت خانے میں لے گئے۔ اس میں پہلے سے بھی زیادہ صورتیں اور تصویریں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا یہاں دیکھو کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ کی تصویر مجھے نظر آ گئی۔ ساتھ ہی حضرت ابوبکر کی تصویر بھی اس طرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ان کی تصویر ملی؟ میں نے کہا ہاں۔ میں نے سوچا میں انہیں نہیں بتاؤں گا جب تک میں ان کا خیال معلوم نہ کر لوں۔ انہوں نے انگلی رکھ کے کہا کیا یہی وہ نبی ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی ہے۔ انہوں نے کہا جس نے ان کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں اسے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی تمہارا نبی ہے اور یہ دوسرا اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے (طبرانی اوسط :8231، طبرانی کبیر :1518، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 2 صفحہ 258، 259، الوفا صفحہ 56، 57، تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 348)۔

Islam The World Religion

تیسرا حصہ

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ یعنی اور خوشخبری دینے والا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے بشارت دی جارہی ہے تو آجانے کے بعد مبارک کیوں نہ جائز ہو؟ صدیوں پہلے بشارت جائز ہے تو صدیوں بعد مبارک کیوں جائز نہیں؟

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا یعنی یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ ان میں عظمت والا رسول بھیجا (آل عمران:164)۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ ؟ قَالَ: اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً لَّكُمْ وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثاً مِنِّيْ، وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلَقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ. قَالَ: آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ. قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ: اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً لَكُمْ وَاِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ (نسائی:5426، مسند احمد:16841، المعجم الکبیر للطبرانی:16057)۔ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِلَفْظٍ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا (مسلم:6857، ترمذی:3379، صحیح ابن حبان:813)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے، فرمایا: کس لیے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، فرمایا: کیا اللہ کی قسم تم لوگ صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ

Islam The World Religion

کی قسم ہم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں، فرمایا: میں نے آپ لوگوں پر شک کرتے ہوئے آپ سے قسم نہیں لی، آپ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں مجھ سے کم روایت کرنے والا کوئی نہ تھا، اور بے شک ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے میں تشریف لائے، اور فرمایا: تم لوگ کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کے لیے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی، اور آپ کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا، فرمایا: کیا اللہ کی قسم تم لوگ صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں، فرمایا: میں نے آپ لوگوں پر شک کرتے ہوئے آپ سے قسم نہیں لی، بلکہ میرے پاس جبریل آئے اور مجھے خبر دی کہ بے شک اللہ عزوجل تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں میں فخر کر رہا ہے۔

حضرت امیر معاویہ فرما رہے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں مجھ سے کم روایت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ علماء نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ روایات بیان کرنے میں سخت احتیاط فرماتے تھے، جس طرح امام اعظمؒ کے متعلق علماء نے یہی نکتہ بیان فرمایا ہے۔ بہت سارے دیگر صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم نے بھی بہت کم احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ میرے جیسا محتاط صحابی اگر حدیث کو بیان کر رہا ہے تو اس حدیث میں کچھ تو خاص بات ہوگی جس نے ایسی محتاط شخصیت کو یہ حدیث بیان کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور وہ خاص بات اس حدیث میں موجود یہ الفاظ ہیں کہ: محبوب ﷺ کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبۃ:128)۔

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس ایک شان والا رسول آ گیا جو تم ہی میں سے ہے۔تمہاری مشقت اس پر گراں گزرتی ہے۔تمہاری بہتری کا بہت ہی خواہشمند ہے اور مومنوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

اس آیت مبارکہ میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جس گہرے انداز سے بیان ہوئی ہے شاید کسی دوسری آیت میں نہیں ہوئی۔

فرمایا: لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ یقیناً تمہارے پاس رسول آ گیا۔مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ یعنی تم ہی میں سے۔اس کے چار مختلف مفاہیم ہیں۔ پہلا یہ کہ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ کا خطاب تمام انسانیت سے ہو اور مراد یہ ہو کہ ہمارا رسول بنی نوع انسان میں سے ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انسانوں میں ہونا کمال درجہ کی شفقت اور رحمت ہے۔اگر آپ انسانوں میں سے نہ ہوتے ،فرشتوں میں سے ہوتے تو انسانیت کے دکھ درد اور ضروریات کو سمجھنا آپ کے لیے مشکل ہوتا۔

اَنۡفُسِکُمۡ کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عربوں میں سے بھیجا گیا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن شریف کی آیت ''اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی (الشوریٰ:23) کے بارے میں پوچھا گیا کہ قربیٰ سے کیا مراد ہے؟ پاس سے حضرت سعید بن جبیر تابعی نے فرمایا: قربیٰ سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔سیدنا ابنِ عباس نے فرمایا: آپ نے جلدی کی ہے۔قریش کا کوئی ایسا گھر نہیں جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت داری نہ ہو۔لہٰذا اس سے مراد یہ ہے کہ ''اے قریش کے لوگو! میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت داری ہے اس کا لحاظ کرو'' فَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ: عَجِلۡتَ، اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَمۡ یَکُنۡ بَطۡنٌ مِنۡ قُرَیۡشٍ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیۡہِمۡ قَرَابَۃٌ، فَقَالَ: اِلَّا اَنۡ تَصِلُوۡا مَا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ مِنَ الۡقَرَابَۃِ (بخاری:4818)۔

Islam the World Religion

مِنۡ اَنۡفُسِكُمۡ کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ اَنۡفُسِكُمۡ کو ’’ف‘‘ پر زبر کے ساتھ اَنۡفَسِكُمۡ پڑھا جائے۔ اس طرح اس کا معنی یہ ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے نفیس ترین لوگوں میں سے رسول آ گیا۔ اس میں حبیبِ کریم ﷺ کی خاندانی عظمت اور نسبی شرافت کا بیان ہے۔ جس کی تفصیل ہم نے آیت وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيۡنَ کی تفسیر میں بیان کر دی ہے۔

مِنۡ اَنۡفُسِكُمۡ کا چوتھا مفہوم صوفیانہ ہے۔ مِنۡ اَنۡفُسِكُمۡ میں حقیقتِ محمدیہ کا بیان ہے جو کائنات کے ذرے ذرے میں تعینِ اول کے طور پر جلوہ افروز ہے۔ اسی تعلق کی وجہ سے حضور ﷺ پر ہر کسی کا دکھ گراں گزرتا ہے عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ۔ اور یہیں پر اگر وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ کو یاد کر لیں تو بات مزید واضح ہو جائے گی۔ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ میرا محبوب تم لوگوں کا جہنم میں جانا پسند نہیں فرماتا۔

حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ یعنی تم پر حریص ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے ایمان لانے اور جنت میں جانے پر حریص ہے۔ جب ماں اپنے بچے کو آگ میں گرتا ہوا دیکھ کر اس کی طرف یکسو ہو کر لپکتی ہے، فرطِ ارادہ کی اس کیفیت کو حرص کہتے ہیں۔

بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ یعنی مومنوں پر رؤف و رحیم ہیں، رحمت سے بڑھ کر رأفۃ ہوتی ہے شدت میں بھی اور کثرت میں بھی۔ اَلرَّأْفَةُ اَشَدُّ مِنَ الرَّحْمَةِ ... اَلرَّأْفَةُ اَكْثَرُ مِنَ الرَّحْمَةِ (قرطبی جلد 2 صفحہ 154)۔

یہ دو نام اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بھی استعمال فرمائے ہیں۔

ارشادِ گرامی ہے: اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے (البقرۃ:143)۔

حدیث پاک میں ہے کہ:

قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَاِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي، اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ، اَخَذَتْهُ، فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَ اَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: اَتُرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ قُلْنَا: لَا، وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَا تَطْرَحَهُ، فَقَالَ: لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ

بِوَلَدِهَا (بخاری:5999، مسلم:6978)۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کے پاس قیدی آئے، ان میں ایک عورت تھی جو اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے بے قرار تھی، جب اس نے قیدیوں میں اپنے بچے کو دیکھا تو جھٹ سے اسے پکڑ لیا اور اپنی چھاتی سے لگا کر اسے دودھ پلانے لگی، نبی کریم ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈالنا چاہے گی؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا بس چلے گا تو ایسا ہرگز نہیں کرے گی، فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔

شیخ اکبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر رؤف ہونا دو طریقوں سے ظاہر فرماتا ہے۔ اولاً جب بندہ فنا کے بعد بقاء کی طرف لوٹتا ہے تو اسے شرحِ صدر اور رفعِ حجاب کی دولت سے نوازتا ہے۔ ثانیاً فنائیت کے عرصہ میں کیے گئے تمام اعمال کو قبول فرمالیتا ہے خواہ بندے کو معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کیا کرتا رہا ہے وَاِنْ لَّمْ یَعْلَمُوْا مَا یَفْعَلُوْنَ (تفسیر ابن عربی جلد 1 صفحہ 78)۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ وتم برہانہ نے اپنے یہی دو نام مذکورہ آیت میں اپنے محبوب ﷺ کو بھی عطا فرمائے ہیں۔ اور دنیا میں کسی دوسرے پیغمبر کو یہ دو نام اکٹھے عطا نہیں ہوئے (قرطبی جلد 8 صفحہ 274)۔

یہاں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ انسانی سمجھ سے بالاتر ہو جاتے ہیں۔ یہ بات بالکل حق ہے کہ حضور کریم رؤف رحیم ﷺ کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اتنا یاد ہے کہ فقیر کو وقت کے اغیاث واقطاب نے ان دو آیتوں کا ورد رکھنے کا حکم دیا تھا۔

ہمارے مرشد کریم قطب الاقطاب حضرت پیر سائیں محمد قاسم مشوری قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کو صبح، شام صرف تین بار پڑھ لینے والے کو موت بھی نہیں آئے گی۔ آپ نے ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ ایک خاتون یہی دو آیتیں صبح شام پڑھتے پڑھتے 120 سال

Islam The World Religion

کی ہوگئی۔خواب میں اسے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔فرمایا: مائی تم ہمارے پاس نہیں آنا چاہتی؟ اس نے عرض کیا حضور آنا تو چاہتی ہوں مگر موت میرے بس میں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان دو آیتوں کا صبح شام وِرد چھوڑ دو۔جیسے ہی اس خاتون نے یہ وظیفہ چھوڑا اگلے ہی دن وصال فرما گئیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: اول وآخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِیۡمَ وَمُوۡسٰی وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ۪ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا (الاحزاب:7)۔

ترجمہ: اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی ان سے پکا لیا۔

ہم نے اپنی اس گفتگو کو آسان بنانے کے لیے تین حصوں پر تقسیم کیا ہے:

(1)۔اولیتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (2)۔خاتمیتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (3)۔تعلیماتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(1)۔اولیتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِیۡمَ وَمُوۡسٰی وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ۪ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ۙ لِّیَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِیۡنَ عَنۡ صِدۡقِهِمۡ ۚ وَاَعَدَّ لِلۡكٰفِرِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا (الاحزاب:7)۔

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ بن مریم سے اور عہد بھی ان سے پکا لیا۔ تاکہ اللہ سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں سوال فرمائے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

اس آیت میں سب سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی آتا ہے۔اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

كُنۡتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیۡنَ فِی الۡخَلۡقِ وَ آخِرَهُمۡ فِی الۡبَعۡثِ (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۳۸، ابن جریر:۲۱۶۰۹، بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۳۴، دیلمی ۴۸۵۰۱، ابونعیم جلد ۱ صفحہ ۶، ابن عدی جلد ۳ صفحہ ۳۷۳، قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۶، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۳۵)۔

ترجمہ: میں خلق کیے جانے کے لحاظ سے تمام نبیوں سے پہلے ہوں اور بھیجے جانے کے لحاظ سے

Islam The World Religion

سب سے آخری ہوں۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ: وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (ترمذی:3609)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟ فرمایا: جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ یعنی سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا (ترمذی:2155)۔ حضرت قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تین حدیثیں نقل فرماتے ہیں: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ ۔ یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا۔ سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا۔

یہ تین حدیثیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ مِنْهُمْ شَیْءٌ وَاحِدٌ وَهُوَ الْحَقِیْقَةُ الْمُحَمَّدِیَّةُ یعنی ان تینوں سے ایک ہی چیز مراد ہے اور وہ حقیقتِ محمدیہ ہے (سرالاسرار صفحہ 8)۔

حضور ﷺ کے اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ خدانخواستہ اللہ کے وجود کا ٹکڑا ہوں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو اپنے نور کے فیض سے براہِ راست پیدا فرمایا، درمیان میں کسی مادے کو استعمال نہیں کیا۔ مثال کے طور پر مسجد کی تعمیر سے پہلے اینٹیں، سیمنٹ، سریا موجود تھا بعد میں مسجد بنی۔ بلاتشبیہ اگر درمیان میں کوئی مادہ یا واسطہ موجود ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ مادہ یا واسطہ نبی کریم ﷺ سے پہلے موجود تھا۔ جبکہ حدیث میں فرمایا جارہا ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا نور پیدا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جب انسان کو خطاب کرتا ہے تو اس کا مخاطب انسان کی عقل ہوتی ہے۔ پوری دنیا کے لوگ جمع ہوجائیں تو اپنے اندر سے سب سے بڑا عقل مند آدمی نہیں ڈھونڈ سکتے۔ یہ کام وہی کرسکتا ہے جو تمام انسانوں کا خالق ہو۔ اللہ کریم نے جسے سب سے زیادہ سمجھدار قرار دیا اس کو نبوت عطا فرمائی حتیٰ کہ جب عقل اپنی انتہا کو پہنچی تو عقلِ کل کو خاتم النبیین بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔

Islam The World Religion

(2)۔خاتمیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ (کتاب الاوائل للطبرانی:۳۹)۔

ترجمہ: سب سے پہلے نبی آدمؑ ہیں اور سب سے آخری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترمذی:۲۲۱۹)۔

ترجمہ: میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (ابن ماجہ:۳۸۹۶)۔

ترجمہ: نبوت چلی گئی اور سچے خواب باقی رہ گئے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ نبوت کے سارے دروازے بند ہو چکے ہیں مگر صدیقی کھڑکی کھلی ہے، ابوبکر صدیق کے طریقے سے فنافی الرسول ہو کر نبی بنا جا سکتا ہے۔

مرزا کی اس چالاکی کا جواب دینے کے لیے ہم صدیقی کھڑکی والی مکمل حدیث پیش کر رہے ہیں: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هٰذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَا تَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ (بخاری:466، مسلم:6170)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا، پس آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے، اس کے درمیان اختیار دیا، پس اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے، تو حضرت ابوبکر رضی

Islam The World Religion

اللہ عنہ رونے لگے، تو میں نے اپنے دل میں کہا: اس بزرگ کو کیا چیز رلا رہی ہے، اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ بندے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم مت رو، بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال میں مجھ پر احسان (یعنی خدمت) کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور محبت اپنی جگہ ہے، مسجد میں کوئی کھڑکی باقی نہیں رہے گی مگر اس کو بند کر دیا جائے گا، سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔

یہ ہے صدیقی کھڑکی کی اصل حقیقت۔ مرزا کا یہاں سے اپنی نبوت کشید کرنا اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی کا مصداق ہے۔ اور بالکل آسانی سے سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ خود کھڑکی کے مالک صدیق اکبر نبی نہیں بن سکے تو کھڑکی سے گزر کر کوئی دوسرا کیسے نبی بن سکتا ہے؟

ایک اور نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ صدیق اکبر کے علاوہ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے بارے میں تمام خوبیوں کے باوجود نبوت کی نفی کی گئی ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (ترمذی:3686، مستدرکِ حاکم:4551)۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَلَّفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تُخَلِّفُنِيْ فِي النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (بخاری:4416، مسلم:6218، ابن ماجہ:115، 121)۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہِ

تبوک کے موقع پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گھر پر چھوڑا۔ انہوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ فرمایا: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ جس طرح ہارون، موسیٰ کی جگہ پر پیچھے رہے اسی طرح آپ میری جگہ پر پیچھے رہیں، ہاں مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ سب لوگ فنافی الرسول تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سر کی آنکھوں سے کی مگر اس کے باوجود مقام نبوت تک نہ پہنچ سکے۔ ایک اور طریقے سے غور کیجیے!

اس امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق ہیں اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہما، پھر سیدنا عثمان غنی اور پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَىٰ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَقَالَ: يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ ، تَمْشِيْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ ؟

(فضائل الصحابۃ:137، المعجم الاوسط للطبرانی:7306، مجمع الزوائد:14313)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابودرداء کو ابوبکر صدیق کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے ابودرداء تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے افضل شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ، وَبَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ (مسند احمد: 836، 837، 838، 839، 840، 874، 881، 882، 883، 911، 925، 935، 936، 937، 1034، 1035، 1036، 1044، 1055، 1056، 1058، ابن ماجہ:106، المصنف لابن ابی شیبۃ 8/574، المعجم الکبیر للطبرانی:175، 176)۔

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس امت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، ابوبکر کے بعد عمر ہیں۔

جب اس امت کا سب سے افضل انسان نبی نہیں بن سکا تو پھر دو باتوں میں سے ایک

Islam The World Religion

بات ضرور ماننا پڑے گی: یا تو مرزا نبی نہیں، یا پھر مرزا اس امت میں سے نہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور کریم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک عورت تھال میں کچھ کھجوریں لے کر آئی اور وہ کھجوریں نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا اور کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور مجھے اسی طرح فرمایا: میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ یہاں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شوق مجھے تڑپا رہا تھا (اور آپ ﷺ وفات پا چکے تھے) اور کھجور کی مٹھاس میرے منہ میں تھی۔ میں نے وضو کیا اور مسجد کو چلا گیا۔ میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ انہیں اپنا خواب سناؤں۔ مگر میرے بولنے سے پہلے ایک عورت آ گئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا تھال تھا۔ وہ تھال عمر کے سامنے رکھ دیا گیا۔ عمر نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور اسی طرح فرمایا: میں نے عرض کیا جی ہاں۔ لیکن آپ نے وہ باقی کھجوریں اصحابِ رسول ﷺ میں تقسیم کر دی گئیں۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے مزید کھجور ملے۔ عمر نے فرمایا: اے میرے بھائی اگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو میں بھی آپکو زیادہ دے دیتا۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا جو کچھ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے اللہ نے آپکو اس کی اطلاع دے دی۔ عمر نے فرمایا: اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپ کے ہاتھ سے وہی ذائقہ اور لذت پائی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس سے ذائقہ اور لذت محسوس کی تھی (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۱، ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)۔

Islam The World Religion

اسے کہتے ہیں فنافی الرسول، مگر کیا مجال کہ کوئی دعویٰ ان کی زبان پر آیا ہو؟

(3)۔تعلیماتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن ،حدیث ،سیرت ،فقہ ،تصوف اور دیگر تمام موضوعات پر دینی کتب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تعلیمات کے ذخائر ہیں۔انسانی زندگی کے ہر گوشے پر خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات موجود ہیں۔ایک سورۃ فاتحہ کا ہی جواب نہیں۔ایک حدیثِ جبریل کا ہی جواب نہیں۔سورۃ فاتحہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے اور حدیثِ جبریل تمام احادیث کا خلاصہ ہے۔صرف ایک حدیث سن لیجیے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ الْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری:۸،مسلم:۱۴)۔

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا۔نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا،حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: روم کے بادشاہ ہرقل کا اعتراف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَھُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ (الاعراف:157)۔

ترجمہ: متقی لوگ وہ ہیں جو اس رسول، نبی، امی کی اتباع کرتے ہیں جسے یہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام تبلیغی خط لکھا۔ اسی دوران مکہ سے حضرت ابوسفیان بھی تجارت کے لیے روم گئے ہوئے تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ہرقل نے حضرت ابوسفیان کو بلا بھیجا۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ: مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا۔ ہرقل نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا پھر اس نے مترجم کو بلایا اور اس نے کہا ان سے کہو کہ میں اس پر کچھ سوال کروں گا، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم لوگ پیچھے سے بتا دینا کہ یہ جھوٹا ہے۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ: بخدا اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا، پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا اس سے پوچھو کہ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(1)۔ کَیۡفَ نَسَبُہٗ فِیکُمۡ؟ قُلۡتُ: ھُوَ فِینَا ذُو نَسَبٍ۔

(2)۔ قَالَ: فَھَلۡ قَالَ ھٰذَا القَوۡلَ مِنۡکُمۡ أَحَدٌ قَطُّ قَبۡلَہٗ؟ قُلۡتُ: لَا۔

(3)۔ قَالَ: فَھَلۡ کَانَ مِنۡ آبَائِہٖ مِنۡ مَلِکٍ؟ قُلۡتُ: لَا۔

(4)۔ قَالَ: فَأَشۡرَافُ النَّاسِ یَتَّبِعُونَہٗ أَمۡ ضُعَفَاؤُھُمۡ؟ فَقُلۡتُ بَلۡ ضُعَفَاؤُھُمۡ۔

(5)۔ قَالَ: أَیَزِیۡدُونَ أَمۡ یَنۡقُصُونَ؟ قُلۡتُ: بَلۡ یَزِیدُونَ۔

(6)۔ قَالَ: فَھَلۡ یَرۡتَدُّ أَحَدٌ مِنۡھُمۡ سَخۡطَۃً لِدِینِہٖ بَعۡدَ أَنۡ یَّدۡخُلَ فِیہِ؟ قُلۡتُ:

Islam The World Religion

لَا۔

(7)۔ قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لَا۔

(8)۔ قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا، قَالَ: وَلَمْ تُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ۔

(9)۔ قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ۔

(10)۔ قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُولُ: اعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ۔

ترجمہ: (1)۔تم میں اس نبی کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں اچھے نسب والے ہیں۔(2)۔اس نے پوچھا کیا تم میں سے پہلے کسی اور نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ (3)۔اس نے پوچھا کیا ان کے آباء میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔(4)۔اس نے پوچھا ان کی پیروی امیر لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا غریب لوگ۔(5)۔اس نے پوچھا ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا وہ دن بدن زیادہ ہو رہے ہیں۔(6)۔اس نے پوچھا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کیا کوئی ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے پلٹ جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔(7)۔اس نے پوچھا کیا اس دعوے سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔(8)۔اس نے پوچھا کبھی انہوں نے عہد شکنی کی؟ میں نے کہا نہیں، لیکن جس دوران ہم یہاں ہیں ہمیں ان کا حال معلوم نہیں۔حضرت ابو سفیان کہتے ہیں بخدا! اس ایک جملہ کے سواء مجھے اور کسی بات کو اپنی گفتگو میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں ملی۔(9)۔اس نے پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا ہاں! (10)۔اس نے پوچھا ان کا تمہارے ساتھ جنگ میں کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کبھی وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم۔

Islam The World Religion

پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا اس کو بتاؤ: میں نے تم سے ان کے خاندان کے متعلق پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم میں اچھے حسب والے ہیں، اور قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء اپنی قوم کے سب سے اچھے حسب سے مبعوث ہوتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے کہا نہیں، میں نے سوچا کہ اگر ان کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ انہوں نے اپنے آباء کی حکومت حاصل کرنے کے لیے یہ دعویٰ کیا ہو۔ پھر میں نے پوچھا کہ ان کے پیروکار غریب لوگ ہیں یا حیثیت والے؟ تم نے کہا بلکہ وہ غریب لوگ ہیں۔ اور رسولوں کے پیروکاروں میں غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا اس دعویٰ سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے کہا نہیں! سو میں نے جان لیا کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ اللہ پر کب جھوٹ باندھے گا! میں نے تم سے کہا کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے مرتد ہو جاتا ہے؟ تم نے کہا نہیں اور دل میں ایمان کے رَچ جانے کے بعد یہی ہوتا ہے۔ میں نے تم سے سوال کیا ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے کہا وہ زیادہ ہو رہے ہیں اور ایمان لانے کا یہی قاعدہ ہے حتیٰ کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا کبھی تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ تم نے کہا ہاں جنگ کی ہے اور کبھی اسکو وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم اور یہی قاعدہ ہے، پہلے رسولوں کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہا ہے، پھر آخر فتح انہی کی ہوتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا انہوں نے کبھی عہد شکنی کی ہے؟ تم نے کہا وہ عہد شکنی نہیں کرتے اور یہی قاعدہ ہے رسول عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان سے پہلے بھی کسی نے یہ دعویٰ کیا تھا؟ تم نے کہا نہیں، میں نے سوچا کہ ان سے پہلے کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا تو میں یہ کہتا کہ اس شخص نے اس پہلے والے کی اتباع کی ہے۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تم کو کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا وہ ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، صلہ رحمی کرنے اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ اس نے کہا اگر تم نے سچ بیان کیا ہے تو وہ واقعی نبی ہیں اور مجھے علم تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ اس کا ظہور تم میں ہو گا! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملاقات کو پسند کرتا، اور اگر میں وہاں موجود ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ، اگر تم نے

Islam The World Religion

سچ سچ بتایا ہے تو پھر ان کی حکومت یہاں تک ضرور پہنچے گی جہاں میں کھڑا ہوں، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ: سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّيْنَ " وَ {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ}۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ مکتوب محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام ہے سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ، سلامتی سے رہو گے، اسلام قبول کرلو، اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمہارے پیروکاروں کے منہ پھیرنے کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): اے اہل کتاب آؤ اس بات کو قبول کرلو جو ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاقی ہے، یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ کے سواء کسی کو معبود نہیں جانے گا اور اگر وہ اس سے اعراض کریں تو کہہ دو گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

جب ہرقل اس مکتوب کو پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے سامنے شور مچ گیا اور بکثرت آوازیں آنے لگیں، اس نے ہمیں باہر نکالنے کا حکم دیا اور ہم کو نکال دیا گیا، باہر آنے کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے، روم کا بادشاہ بھی ان سے بہت ڈرتا ہے اس کے بعد مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ رسول اللہ ﷺ کو عنقریب غلبہ حاصل ہوگا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی اسلام داخل کر دیا (بخاری: ۷، مسلم: ۴۶۰۷)۔

نبی کریم ﷺ کے اونچے خاندان سے ہونے میں ردِ قادیانیت ہے۔ اسلام کے

Islam The World Religion

غریبوں میں ہونے میں بھی ردِ قادیانیت ہے۔مسلمانوں کی تعداد بڑھنے میں ردِ قادیانیت ہے۔بے شمار قادیانیوں کے واپس اسلام میں پلٹنے میں ردِقادیانیت ہے۔

اس واقعہ میں چند اہم باتیں یہ بھی ہیں کہ:(1)۔یہ حدیث ہمارے نبی کریم ﷺ کی عظمتوں کو بیان کرنے میں بلند ترین مقام رکھتی ہے۔(2)۔اس حدیث کو بیان کرنے والے صحابی کا نام سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہے۔(3)۔حضرت ابوسفیان سے سن کر آگے روایت کرنے والے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو اہلِ بیت میں سے ہیں۔(4)۔حضرت ابوسفیان نے اپنے کفر کے دور کا واقعہ مسلمان ہونے کے بعد بیان کیا۔شرعی اصول یہی ہے کہ صحابہ کے کفر کے دور کی بات مسلمان ہونے بعد معتبر ہے،اسی طرح حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب کے اسلام لانے سے پہلے کی بات اگر ان کے مسلمان ہونے کے بعد کی بات کے خلاف ہے تو اس صورت میں بعد والی بات معتبر ہوگی۔(5)۔سنی علماء نے حضرت ابوسفیان سے احادیث روایت کی ہیں،حضرت امیر معاویہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں،لیکن یزید سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔

آخر بتا ، کیا فرق ہے
اس فرق سے دشمن غرق ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: معراج شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (الاسراء:1)۔

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے لے کر مسجدِ اقصیٰ تک راتوں رات سیر کرائی، جس کے آس پاس کو ہم نے برکت والا بنایا، تاکہ اسے اپنی نشانیاں دکھائے، بے شک وہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے۔

واقعۂ معراج سے بارہ علمی نکات معلوم ہوتے ہیں:

(1)۔ معراج شریف کا پس منظر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی کی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کریم سے پوچھا: آپ کہاں ملتے ہیں؟ فرمایا: اَنَا عِنۡدَ الۡمُنۡکَسِرَۃِ لِقُلُوۡبِہِمۡ یعنی میں دل ٹوٹنے کے پاس ہوتا ہوں (الزہد لاحمد بن حنبل:391)۔

(2)۔ معراج شریف رات کے وقت کیوں ہوئی۔ اس لیے کہ رات کی عبادت زیادہ پسندیدہ ہے، شبِ برات بھی رات ہے، لیلۃ القدر بھی رات ہے، شبِ اسریٰ بھی رات ہے، اس دنیا کی ابتداء بھی اندھرا ہے۔

(3)۔ براق کی رفتار اس قدر تھی کہ حدِ نگاہ پر اس کا ایک قدم جاتا تھا۔ آج سائنس بتاتی ہے کہ برق کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔

(4)۔ براق کی ایسی تیز رفتاری اور اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف مناظر دیکھ کے انہیں حفظ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواس کی فوقیت کا ثبوت ہے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر انور میں پہچان بھی لیا اور یہ بھی جان لیا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(5)۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، اس سے معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی زمین پر دوبارہ آمد ختمِ نبوت کے منافی نہیں۔

Islam The World Religion

(6)۔ مسجد اقصیٰ سے آسمان تک پہنچے، جن نبیوں کو زمین پر چھوڑا تھا وہ استقبال کے لیے پہلے پہنچ چکے تھے، یہ ہے روح کی رفتار۔ ہر آسمان پر استقبال ہوا اور مختلف انبیاء علیہم السلام کی زیارت ہوئی۔

(7)۔ آسمانی مناظر دیکھے، جنت دوزخ کا منظر دیکھا۔ اس میں مستشرقین کا رد موجود ہے۔

(8)۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی اللہ کا دیدار کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ نہیں جھپکی اور نہ ہی آنکھ ادب کی حد سے بڑھی۔ اس میں ادبِ باری تعالیٰ کی انتہاء ہے۔ معتزلہ رؤیت کے مطلق قائل نہیں، جاہل متصوفہ دنیا میں ہی رؤیت کے قائل ہیں، اہل سنت ان کے درمیان اعتدال اور تحقیق پر ہیں۔

(9)۔ تحفۂ معراج نماز ہے، یہ نہایت اہم عبادت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت نماز تھی۔ یہ بھی واضح رہے کہ: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ کسی بزرگ کا قول ہے، یہ حدیث نہیں ہے۔

(10)۔ معراج شریف کی سب سے پہلے تصدیق صدیق اکبر نے کی۔ ہر آسمان پر صدیق کا نام لکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ فِیْهَا اِسْمِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقُ خَلْفِیْ (مسند ابی یعلی:6600)۔

ترجمہ: مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا، ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا۔

(11)۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی، اس آیت میں حجیتِ حدیث کا واضح ثبوت ہے۔ کچھ لوگ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف خطوں کا کاتب کہہ کر ان کے کاتبِ وحی ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ حالانکہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی بتا رہی ہے کہ حضور کی ہر بات وحی ہے۔ حضرت امیر معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب تھے، اب حضور کی مرضی ہے ان سے جو بھی لکھوائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَبَصُرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَبَأْتُ فِیْ دِهْلِیْزِ بَابِ دَارِ قَوْمٍ، فَجَاءَ فَدَخَلَ فَحَطَأَنِیْ حَطْأَةً، قَالَ: اِذْهَبْ اُدْعُ لِیْ مُعَاوِیَةَ، وَكَانَ كَاتِبَهٗ، قَالَ: فَسَعَیْتُ، فَقُلْتُ:

Islam the World Religion

اَجِبْ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّہٗ عَلٰی حَاجَۃٍ (صحیح ابن خزیمۃ :3158)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو میں کسی کے گھر کی دہلیز میں چھپ گیا، آپ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے تو میرا کان مروڑ کر فرمایا: جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ معاویہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب تھے، فرمایا: میں دوڑ گیا اور (معاویہ سے) کہا: اللہ کے نبی کے پاس حاضری دیں، انہیں آپ کی ضرورت ہے۔

(12)۔ معراج اور سائنس: جسمانی معراج میں ردِ استشراق ہے، ردِ فلسفہ و ردِ قادیانیت بھی موجود ہے جو عقلی طور پر انسان کا آسمان پر جانا ناممکن سمجھتے ہیں۔ آج خود سائنس نے ان عقل پرستوں کو جھٹلا دیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج ان لوگوں کو صدیوں پہلے جھٹلا چکی ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت :180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

آٹھواں باب:

ختمِ نبوت

Islam The World Religion

پہلا خطاب: آیتِ ختمِ نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمًا (الاحزاب:40)۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہاں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

اس آیتِ مقدسہ میں اللہ کریم جل شانہ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خاتم النبیین کا معنی ہمیں کون بتائے گا؟ کیا عربی لغت اور گرامر اس کا معنی بتائے گی یا مرزا قادیانی اس کا معنی بتائے گا یا خود نبی کریم ﷺ اس کا معنی سمجھائیں گے۔ اللہ کریم نے فیصلہ کر دیا۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ (النحل:44)۔

ترجمہ: اے محبوب ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں پر واضح فرمائیں جو کچھ ہم نے ان پر نازل کیا ہے۔

اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ قرآن کو سمجھنا ہے تو زبانِ مصطفی سے سمجھنا ہوگا بلکہ اس آیت میں قرآن کو نبی کریم ﷺ پر نازل کرنے کا مقصد ہی یہ بتایا گیا ہے۔ لہٰذا حدیث شریف کو چھوڑ کر قرآن کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرنا بنیادی غلطی اور محض پاگل پن ہے۔ آیئے! خاتم النبیین کے قرآنی الفاظ کا معنی حدیث شریف سے معلوم کرتے ہیں:

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیۡ وَمَثَلَ الۡاَنۡبِيَآءِ مِنۡ قَبۡلِیۡ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيۡتًا فَاَحۡسَنَهٗ وَاَجۡمَلَهٗ اِلَّا مَوۡضِعُ لَبِنَةٍ مِنۡ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوۡفُوۡنَ بِهٖ وَيَتَعَجَّبُوۡنَ لَهٗ وَيَقُوۡلُوۡنَ هَلَّا وُضِعَتۡ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ (بخاری:3535، مسلم:5961)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی نے حسین وجمیل گھر بنایا، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ اب لوگ گھوم پھر کر مکان دیکھنے لگے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہونے لگے۔ مگر یہ بھی کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث میں محل کی مثال دینے کے بعد حضور کریم ﷺ نے وہی قرآن مجید کے الفاظ خاتم النبیین استعمال کر کے واضح فرما دیا کہ قرآن میں خاتم النبیین کا مطلب سمجھنا ہے تو نبیوں کے محل کی مثال سے سمجھو۔ گویا قرآن نے حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کا معنی سمجھا دیا کہ اس سے مراد آخری نبی ہے۔

اس طرح دوسری حدیث بھی سنیے!

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (ترمذی:2219)۔

ترجمہ: میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں آقا کریم ﷺ نے خاتم النبیین کا قرآنی لفظ استعمال فرمایا اور بلا تاخیر اس کی وضاحت لا نبی بعدی کے الفاظ کے ساتھ فرما دی۔ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہمارا مقصد حدیث بیان کرنا بھی ہے اور خصوصاً خاتم النبیین کا معنی احادیث میں دکھانا مقصود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس واضح تشریح کے بعد ہم کسی دوسرے سے خاتم کا معنی سمجھنے کو تیار نہیں اور نہ ہی کوئی شخص اہل اسلام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرے۔ مزید احادیث سنیے!

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فُوا بَيْعَةَ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوا حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (مسلم:4773، بخاری:3455، ابن ماجہ:2871)۔

ترجمہ: بنی اسرائیل میں سیاست کا کام انبیاء کرتے تھے۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو

Islam The World Religion

اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا تھا، مگر اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت کو نبھانا، بس پہلے کی بیعت کو نبھانا۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہنا، اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

اس حدیث میں ختمِ نبوت کی وضاحت کئی طرح سے کر دی گئی ہے۔

سب سے پہلے فرمایا: بنی اسرائیل کے پے در پے آنے والے انبیاء علیہم السلام کی بجائے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے الفاظ فرمائے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب کوئی نبی کتاب کے بغیر بھی نہیں آ سکتا اس لیے کہ بنی اسرائیل میں پے در پے آنے والے نبی کتاب کے بغیر ہی ہوتے تھے۔

اس کے بعد فرمایا: لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے انہی الفاظ میں لانفی جنس کا ہے جس سے جنسِ نبوت کی نفی ہو رہی ہے۔ لَا جب مفرد پر داخل ہو تو جنس کی نفی کرتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ میں لانفی جنس کا ہے۔ جس طرح لَا اِلٰہَ کے ذریعے کسی تفریق اور تقسیم کے بغیر الوہیت کی نفی ہوتی ہے بالکل اسی طرح لا نبی کے ہوتے ہوئے کسی تفریق اور تقسیم کے بغیر ہر قسم کی نبوت کی نفی سمجھنا لازم ہے۔

اس کے بعد فرمایا: کثرت سے خلفاء کا ہونا بھی اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ خلفاء سے مراد انبیاء نہیں ہیں۔ ورنہ چودہ سو سال میں کثرت سے انبیاء آ چکے ہوتے۔

اس کے بعد فرمایا: ''پہلے خلیفہ کی بیعت نبھانے'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ایک ہی شخص کئی خلفاء کا زمانہ پائے گا۔ خلفاء کا یہ تسلسل بھی ختمِ نبوت میں کسی ظلی اور بروزی رخنہ اندازی کی اجازت نہیں دیتا۔

اس کے بعد فرمایا: ''تم اُن کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ اُن سے اُن کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا''۔ اِن الفاظ سے معلوم ہوا کہ ان خلفاء سے خطا کے سرزد ہونے کا امکان ہوگا اور وہ معصوم نہیں ہوں گے اور جو معصوم نہ ہو وہ نبی نہیں ہوتا۔

ایک اور حدیث سنیے! اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَ لَا نَبِیَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لٰكِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ فَقَالُوْا یَا

Imam The World Religion

رَسُولَ اللهِ مَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَآءِ النُّبُوَّةِ (ترمذی :2272، مسند احمد :13831)۔

ترجمہ: رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ یہ بات صحابہ کرام پر گراں گزری۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مبشرات جاری رہیں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: مسلمان کے خواب، یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہیں۔

مزید حدیث سنیے! عَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : اَوَّلُ الْاَنْبِيَآءِ اٰدَمُ وَ آخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ (کتاب الاوائل للطبرانی :13)۔ اسنادہ صحیح

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے نبی آدم اور سب سے آخری نبی محمد ہیں۔

اس حدیث میں سب سے اول نبی سیدنا آدم علیہ السلام کو قرار دیا گیا ہے۔ اور سب سے آخری نبی ہمارے آقا ﷺ کو قرار دیا گیا ہے۔ اول سے پہلے کوئی نہیں ہوتا، نہ ظلی ہوتا ہے نہ بروزی۔ تو پھر اسی طرح آخر کے بعد بھی کوئی نہیں ہوسکتا، نہ ظلی نہ بروزی۔ جس معنی میں آدم اول ہیں اسی معنی میں محمد آخر ہیں ﷺ۔

آگے چلیے! عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يُمْحٰى بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِي وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِم وَرَوَى الْبُخَارِي اِلٰى وَاَنَا الْعَاقِبُ (مسلم :6105، بخاری 3532:، 4896، ترمذی :2840)۔

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں مٹانے والا ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں اٹھانے والا ہوں، لوگ میرے پیچھے پیچھے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک

Islam The World Religion

بھی نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ:عَنْ سَعدِ بنِ اَبِی وَقَّاصٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ خَلَّفَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیَّ بنَ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللہ عَنْہُ فِی غَزْوَۃِ تَبُوكَ ، فَقَالَ یَا رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُخَلِّفُنِی فِی النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ؟ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ هَارُونَ مِن مُوسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی (مسلم:6218، بخاری:4416، ابن ماجہ:115، 121)۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہِ تبوک کے موقع پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گھر پر چھوڑا۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ فرمایا: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ جس طرح ہارون، موسیٰ کی جگہ پر پیچھے رہے اسی طرح آپ میری جگہ پر پیچھے رہیں، ہاں مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سیدنا ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے۔اور حضرت ہارون علیہ السلام صاحبِ کتاب نہیں تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں انہی کی کتاب تورات کے مبلغ تھے اور انہی کے ماتحت تھے۔گویا اس حدیث کے ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ظلی اور بروزی نبوت کا فریب نہیں دیا جاسکتا۔

حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک وضاحت فرمادی کہ: لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (ترمذی:3686، مستدرکِ حاکم:4551)۔

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

بعد میں کھڑے ہونے والے سب مدعیوں کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے فرمایا:لَا تَقُومُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُونَ کَذَّابُونَ قَرِیْباً مِّنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَسُولُ اللہِ (بخاری:3609، مسلم:7342، ترمذی:2218)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب فریبی جھوٹے پیدا نہ ہوں گے، ان میں سے ہر

Islam The World Religion

ایک رسالت کا دعویٰ کرے گا۔

ان احادیث میں انبیاء کے محل کی آخری اینٹ والی مثال دے کر ختم نبوت کا عقیدہ واضح کر دیا گیا مگر قادنیوں کو یقین نہیں آیا۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی وضاحت کر دی گئی مگر مرزا قادیانی کو تسلی نہیں ہوئی۔ بنی اسرائیل کے پے در پے آنے والے انبیاء علیہم السلام کے مقابلے پر لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرما دیا گیا مگر قادیانی مطمئن نہیں۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت ختم ہو گئی کی جگہ نبوت منقطع ہو گئی جیسے واضح ترین الفاظ بول دیے مگر یہ لوگ اب بھی بضد ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدم کو اول اور اس کے مقابلے پر خود کو آخر قرار دے کر بات سمجھائی مگر ان لوگوں کو پھر بھی سمجھ نہیں آئی۔ سرکار نے خود کو العاقب جیسے بالکل مختلف اور نئے لفظ کے ساتھ واضح کیا مگر یہ لوگ اب بھی ڈٹے رہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مفروضہ بھی بیان کر دیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا، مگر ان لوگوں نے بھی حق کو تسلیم نہ کرنے کی قسم کھالی ہے۔

حضرات گرامی غور کیجیے! حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نئے سے نئے الفاظ استعمال فرما کر ختم نبوت پر اپنی امت کی راہنمائی کی حد کر دی ہے کہ نہیں؟ یارو! یہاں تک فرما دیا کہ اب اگر کوئی یہ دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا کذاب دجال ہوگا۔ مرزا قادیانی کو ہمارے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضد ہے۔

وہ تو مامور تھے اس پر لِتُبَیِّنَ لِلنَّاس
کوئی تو لفظ سرکار کا بھایا ہوتا

مگر الحمدللہ ہماری گردنیں اپنے آقا کے سامنے جھک چکی ہیں۔ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِالْقُرْآنِ اِمَامًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَّبِیًّا۔

یہاں مرزا قادیانی ایک سوال اٹھاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں فنا فی الرسول ہو کر نبی بنا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: تمام کھڑکیاں بند کر دو سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے۔ گویا نبی بننے کے لیے صرف صدیقی کھڑکی کھلی ہے اور صدیقی کھڑکی سے مراد فنا فی الرسول ہوتا ہے (مرزا کی کتاب ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 1)۔

اس کا جواب بڑا آسان اور بالکل واضح ہے کہ: جس کی کھڑکی میں سے گزر کر تم نبی بننا چاہتے ہو، صدیق اکبر خود تو نبی نہ بن سکیں مگر مرزا قادیانی ان کی کھڑکی میں سے گزر کر نبی بن

Imam The World Religion

جائے؟ دین کا مذاق اڑانے کی انتہاء ہے کہ نہیں؟

اب ذرا صدیقی کھڑکی کی حقیقت بھی سن لیجیے! دراصل حدیث شریف میں ہے کہ:

إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ خُلَّةُ الإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هَذَا المَسْجِدِ، غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ (بخاری:467)۔

ترجمہ: بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی جان اور مال میں مجھ پر احسان (یعنی خدمت) کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے اعتبار سے دوستی کا رشتہ افضل ہے، مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیاں بند کر دو سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد صدیق اکبر کے خلیفہ بننے کا ذکر فرمایا ہے کہ میرے بعد تمام لوگ گلی کے راستے سے مسجد میں آئیں لیکن ابوبکر امامت کے مصلے پر کھڑا ہونے کے لیے براہِ راست اپنے گھر کی کھڑکی سے مسجد میں آیا کرے گا۔

اب دیکھیے! اس کھڑکی کا اجرائے نبوت اور مرزا قادیانی کی نبوت سے کیا تعلق ہے؟ کسی نے خوب کہا ہے:

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

یہاں ایک بات مزید قابلِ توجہ ہے کہ صدیق اکبر جو خود کھڑکی کے مالک ہیں، وہ نبی نہ بن سکے مگر مرزا اس کھڑکی سے گزر کر نبی بننے کا دعویٰ کرتا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور کریم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک عورت تھال میں کچھ کھجوریں لے کر آئی اور وہ کھجوریں نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک

Islam The World Religion

بڑھایا اور کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور مجھے اسی طرح فرمایا: میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ یہاں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق مجھے تڑپا رہا تھا اور کھجور کی مٹھاس میرے منہ میں تھی۔ میں نے وضو کیا اور مسجد کو چلا گیا۔ میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ انہیں اپنا خواب سناؤں۔ مگر میرے بولنے سے پہلے ایک عورت آ گئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا تھال تھا۔ وہ تھال عمر کے سامنے رکھ دیا گیا۔ عمر نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا: اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور اسی طرح فرمایا: میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر باقی کھجوریں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تقسیم کر دی گئیں۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے مزید کھجور ملے۔ عمر نے فرمایا: اے میرے بھائی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو میں بھی آپکو زیادہ دے دیتا۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا جو کچھ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے اللہ نے آپکو اس کی اطلاع دے دی۔ عمر نے فرمایا: اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپکے ہاتھ سے وہی ذائقہ اور لذت پائی ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے ذائقہ اور لذت محسوس کی تھی (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۱، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کامل طور پر فنافی الرسول تھے۔ لیکن خود فاروقِ اعظم کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اس شان کے مالک بھی نبی نہ بن سکے۔

کیا چودہ سو سال کی امت میں آج تک کوئی دوسرا فنافی الرسول نہیں ہوا؟ یا تو تمام فنافی الرسول ہونے والوں کو بھی نبی ماننا پڑے گا یا پھر مرزا کی نبوت کو بھی غلط کہنا پڑے گا۔ یہ ساری بات تو مرزا کے فنافی الرسول ہونے کے مفروضے کی بنا پر ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ایسا نالائق اور احمق انسان فنافی الرسول ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم ایسے بے ہودہ دلائل دینے والے شخص اور ایسی گندی

Iran The World Religion

گالیاں دینے والے انسان کو فنافی الرسول مان ہی نہیں سکتے ۔ اور اہلِ علم و دانش کی خدمت میں ایک خاص نکتہ عرض ہے کہ جو فناء ہو جاتے ہیں وہ دعویٰ نہیں کرتے ۔ دعویٰ بذاتِ خود ''دوئی'' کا ثبوت ہے۔

اس امت میں بے شمار لوگ فنافی الرسول ہوئے حتیٰ کہ بعض کا سایہ بھی گم ہو گیا مگر کیا مجال ہے کہ زبان سے کسی قسم کی لاف زنی کی ہو۔ مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حرف درویشان بدزدد مردِ دوں
تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں

ترجمہ: گھٹیا آدمی درویشوں کے الفاظ چوری کر لیتا ہے تا کہ سادہ لوگوں پر اپنا منتر چلا سکے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: ختمِ نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمًا (الاحزاب:40)۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے(الاحزاب:40)۔

قرآن کا معنی حدیث بتائے گی

بزرگانِ محترم و برادرانِ عزیز! اللہ کریم نے قرآن مجید براہِ راست ہمارے حوالے نہیں کیا، بلکہ اسے اپنے محبوب ﷺ پر نازل کیا۔اس کی ایک اہم وجہ قرآن خود بتاتا ہے،فرمایا:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ (النحل:44)۔

ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن اس لیے اتارا ہے کہ آپ لوگوں پر واضح کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ قرآن کے الفاظ کے معانی بتانا نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری ہے۔اب فقیر آپ کے سامنے ختمِ نبوت کے موضوع پر قرآن مجید کی پانچ آیتیں پیش کرے گا،اور ہر آیت کی وضاحت حدیث سے پیش کی جائے گی۔

(1)۔آیت خاتم النبیین

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمًا یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہاں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے(الاحزاب:40)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے۔تو خاتم النبیین کا معنی بھی نبی کریم ﷺ سے معلوم کرنا ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

Islam The World Religion

اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتاً فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوضِعُ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِهٖ وَیَتَعَجَّبُونَ لَهٗ وَ یَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (مسلم :5961، بخاری:3535)۔

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی نے حسین وجمیل گھر بنایا، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ اب لوگ گھوم پھر کر مکان دیکھنے لگے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہونے لگے۔ مگر یہ بھی کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس آیت میں نبیوں کے محل والی مثال دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خاتم النبیین ہونا بیان فرمایا ہے۔ جس سے صاف واضح ہو گیا کہ خاتم سے مراد سب سے بعد اور سب سے آخر میں آنے والی ہستی ہے۔ ایک اور حدیث سنیے! فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُونَ کَذَّابُونَ قَرِیبًا مِنْ ثَلَاثِینَ، کُلُّهُمْ یَزْعُمُ أَنَّهٗ رَسُولُ اللهِ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترمذی:2219، بخاری:3609)۔

ترجمہ: جلد ہی میری امت میں تیس کے قریب فریبی جھوٹے پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک رسالت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں بھی با قاعدہ خاتم النبیین والے قرآنی لفظوں کو بیان کر کے ان کی وضاحت کی گئی ہے، کہ أَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ میں آخری نبی ہوں، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(2)۔ دین مکمل ہو چکا

اب ختم نبوت پر دوسری آیت سنیے! اللہ کریم فرماتا ہے: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (المائدۃ:3)۔

ترجمہ: آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور

Islam The World Religion

تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کرلیا۔

اس آیت کی وضاحت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوا فَمَا ذَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُوا بَيْعَةَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوا حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (بخاری:3455، مسلم:4773)۔

ترجمہ: بنی اسرائیل میں سیاست کا کام انبیاء کرتے تھے۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا تھا، مگر اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت کو نبھانا، بس پہلے کی بیعت کو نبھانا۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہنا، اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

(3)۔ بعثت میں سب سے آخر

اب تیسری آیت سنیے، اللہ کریم فرماتا ہے: وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (الاحزاب:7)۔

ترجمہ: اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی ان سے پکا لیا۔

اس آیت کی وضاحت بھی نبی کریم ﷺ کے فرمان سے سنیے: بُدِءَ بِيْ بِالْخَيْرِ وَ كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَ آخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (ابن ابی شیبۃ 7/438، ابن جریر:21609)۔

ترجمہ: میرے افضل ہونے کی وجہ سے مجھ سے ابتداء کی گئی، اور میں خلق کیے جانے میں تمام انبیاء میں اول ہوں اور بھیجے جانے میں سب سے آخر ہوں۔

Islam The World Religion

(4)۔اس امت میں سب سے افضل کون؟

اب ختم نبوت پر چوتھی آیت سنیے! كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران:110)۔

ترجمہ: تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئیں، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

یہ امت سب امتوں سے افضل ہے اور اس امت میں سب سے افضل سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ، وَبَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ عُمَرُ (مسند احمد:836، ابن ماجہ:106)

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس امت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں، ابو بکر کے بعد عمر ہیں۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَنُخَیِّرُ اَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ (بخاری:3655)۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لوگوں کے درمیان افضلیت بیان کرتے تھے، ہم سب سے افضل ابو بکر کو کہتے تھے، پھر عمر ابن خطاب کو، پھر عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (ترمذی:3686، مستدرک حاکم:4551)۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَلَّفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلِیًّ

Islam The World Religion

بنَ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی غَزْوَۃِ تَبُوکَ، فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُخَلِّفُنِی فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ؟ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُونَ مِن مُوسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی (بخاری:4416، مسلم:6218)۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہِ تبوک کے موقع پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گھر پر چھوڑا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ فرمایا: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ جس طرح ہارون، موسیٰ کی جگہ پر پیچھے رہے اسی طرح آپ میری جگہ پر پیچھے رہیں، ہاں مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان احادیث سے اور اس طرح کی بہت ساری احادیث سے ثابت ہے کہ یہی چار ہستیاں اس امت میں سب سے افضل ہیں، اور اس امت کے یہ افضل ترین افراد نبی نہیں بن سکے۔

ایک اور نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ اگر مرزا نبی ہوتا تو امت میں افضل اسے ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس امت میں سب سے افضل مرزا نہیں بلکہ یہی چار یار ٹھہرے۔ اب قادیانیوں کو ماننا پڑے گا کہ یا تو مرزا نبی نہیں یا پھر مرزا اس امت میں سے نہیں۔

(5)۔ نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت نہیں، قیامت ہے

اب پانچویں آیت سنیے! فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (البقرۃ:4)۔

ترجمہ: متقی وہ ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہونے والے اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا بھی ذکر ہے، اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی وحی کا بھی ذکر ہے، لیکن آپ ﷺ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں، بلکہ آپ ﷺ کے بعد قیامت کا ذکر ہے۔ اس بات کو نبی کریم ﷺ نے واضح کرتے

Islam The World Religion

ہوئے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (بخاری:6504، مسلم:7404)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں جوڑ کر فرمایا: میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصافات:180،181،182)۔

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: ختمِ نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمًا (الاحزاب:۴۰)۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ بھی نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

(1)۔ختمِ نبوت پر قرآن کی واضح آیت

حضراتِ گرامی فقیر نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی سورت احزاب میں سے آیت نمبر 40 تلاوت کی ہے۔ختمِ نبوت قرآن کی اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہے:

اس آیت کے چار حصّے ہیں۔(۱)۔محمد تمہارے مَردوں میں سے کسی ایک کے باپ بھی نہیں ہیں۔(۲)۔لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں۔(۳)۔وہ آخری نبی ہیں۔(۴)۔اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

(1)۔ پہلے حصّے میں حضرت زید والے مسئلے کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بیٹے نہیں۔سابقہ انبیاء علیہم السلام میں اکثر ایسا ہوتا رہا ہے کہ باپ کے بعد اسکا بیٹا نبی ہُوا کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے کسی بیٹے کو جوانی تک نہیں پہنچایا تا کہ آپ ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے وہم کی بھی نفی ہو جائے اور مُنہ بولے بیٹے سے بھی اجرائے نبوت کی غلط فہمی جنم نہ لے سکے۔حدیث شریف میں یہاں تک وضاحت موجود ہے کہ حضرت ابنِ ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَوۡ قُضِيَ اَنۡ يَّكُوۡنَ بَعۡدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ اِبۡنُهٗ وَلٰكِنۡ لَّا نَبِيَّ بَعۡدَهٗ یعنی اگر محمدِ کریم ﷺ کے بعد نبی آنا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری: ۶۱۹۴)۔

(2)۔ لٰكِنۡ کا لفظ سابقہ کلام سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لیے استعمال

Islam the World Religion

ہوتا ہے۔کسی مرد کا باپ نہ ہونے سے یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی تھی کہ شاید آپ کسی کے روحانی باپ بھی نہیں ہیں۔دوسرے حصّے میں لٰکِنْ کے ذریعے اس وہم کا ازالہ کر دیا گیا ہے اور رسول اللہ کہہ کر روحانی باپ ہونے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

(3)۔ آپ ﷺ کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا جو آ کر ان مسائل کی وضاحت کرے گا یا عملی نمونہ پیش کرے گا۔لہٰذا تیسرے حصّے میں خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے الفاظ فرما کر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تصریح کر دی گئی ہے۔گویا آخری نبی ہونے کے ناطے آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ اُمت کی راہنمائی کے لیے زندگی کا کوئی گوشہ تشنۂ تعمیل نہ چھوڑا جائے اور ہر خدائی حکم پر عمل کر کے دکھا دیا جائے۔

(4)۔ چوتھے حصّے میں نکاح کے مذکورہ بالا مسئلے کی حکمت اور مصلحت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اللہ تعالیٰ باخبر ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے عملی نمونہ پیش کرنا ضروری تھا۔نیز اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آخری نبی بنائے جانے کے لائق کون سی ہستی ہے۔تقریباً یہ ساری بحث تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۱۷۱ پر موجود ہے اور دوسرے بہت سے مفسرین نے بھی مختصراً یہی بات بیان فرمائی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی رسالت پوری کائنات کے لیے ہے۔کوئی علاقہ اور کوئی قوم رحمۃ للعٰلمین ﷺ کی پہنچ سے باہر نہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا یعنی فرما دیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں (الاعراف:۱۵۸)۔

آپ ﷺ کے تشریف لانے کے ساتھ ہی کاغذ کی ایجاد، ڈاک سسٹم کی ترویج اور آہستہ آہستہ مواصلاتی نظام کی بے پناہ ترقی سے پوری دُنیا مربوط ہو چکی ہے۔جس سے ایک ہی پیغام کو عالمی سطح پر مشتہر کرنا بالکل آسان ہو چکا ہے۔عالمگیر نبوت کا پیغام عالمی سطح تک پھیلانے کا یہ خُدائی بندوبست ہے۔سائنس کی یہ ترقی ختمِ نبوت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتی ہے۔پھر بھی جدید پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے قرآن وسُنّت کی روشنی میں اجتہاد واستنباط کا مکمل سسٹم جاری کر دیا گیا ہے۔اس منصوبے کی قیامت تک کے لیے حتمی حیثیت کے پیشِ نظر اللہ

Khatm-e-Nabuwat.org

کریم نے اعلان فرمادیا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (المائدۃ:۳) یعنی آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔

گویا اجتہاد کا قیامت تک کے لیے جاری ہو جانا بھی ختمِ نبوت کی بڑی واضح دلیل ہے۔ اس کے علاوہ کفار کے خلاف حتمی کارروائی کے طور پر جہاد کا حکم بھی ختمِ نبوت سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔

(2)۔ متواتر احادیث

نبیوں کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں (بخاری:3535، مسلم:5961)۔

بنی اسرائیل میں مسلسل آنے والے نبیوں کی بجائے اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے (بخاری:3455، مسلم:4773، ابن ماجہ:2871)۔

میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے (مسلم:3376)۔

میں حاشر ہوں، میں عاقب ہوں (مسلم:6105، بخاری)۔

سب سے پہلے نبی آدم اور آخری نبی محمد ہیں (کتاب الاوائل للطبرانی:31)۔

نبوت اور رسالت منقطع ہوگئی (ترمذی:2272، مسندِ احمد:13831)۔ صحیح

نبوت ختم ہوگئی، صرف سچے خواب باقی رہ گئے (بخاری:6990، ابوداؤد:5017)۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا (ترمذی:3686، مستدرکِ حاکم:4551)۔

میرے بعد رسالت کے تیس جھوٹے دعویدار ہوں گے (بخاری:3609، مسلم:7342، ترمذی:2218)۔

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (ترمذی:2219)۔

شفاعت کے لیے لوگ سب سے آخر میں ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ (بخاری:4712، مسلم:480)۔

Islam The World Religion

حضرت علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وسنت سے کثیر تعداد میں دلائل نقل کرنے کے بعد ایک زبردست خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

قَدْ اَخْبَرَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ ، وَ رَسُوْلُهٗ فِي السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ: اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ كُلَّ مَنِ ادَّعٰى هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَهٗ فَهُوَ كَذَّابٌ اَفَّاكٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ وَ لَو تَخَرَّقَ وَ شَعْبَدَ ، وَ اَتٰى بِاَنْوَاعِ السِّحْرِ وَالطَّلَاسِمِ وَالنَّيْرَجِيَّاتِ ، فَكُلُّهَا مُحَالٌ وَ ضَلَالٌ عِنْدَ اُولِي الْاَلْبَابِ ، كَمَا اَجْرَى اللّٰهُ ، عَلٰى يَدِ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ بِالْيَمَنِ ، وَ مُسَيْلَمَةِ الْكَذَّابِ بِالْيَمَامَةِ ، مِنَ الْاَحْوَالِ الْفَاسِدَةِ وَالْاَقْوَالِ الْبَارِدَةِ ، مَا عَلِمَ كُلُّ ذِيْ لُبٍّ وَ فَهْمٍ وَ حِجًى اَنَّهُمَا كَاذِبَانِ ضَالَّانِ ، لَعَنَهُمَا اللّٰهُ ، وَ كَذَالِكَ كُلُّ مُدَّعٍ لِذَالِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخْتَمُوا بِالْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۶۷)۔

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اعلان فرمایا، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی متواتر احادیث میں ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، تاکہ دنیا جان لے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے، بہتان تراش ہے، دجال ہے، گمراہ ہے، گمراہ کن ہے، خواہ خوارق اور شعبدے دکھاتا رہے، اور مختلف قسم کے جادو، طلسم اور تماشے دکھاتا رہے، یہ سب کچھ اہل عقل کے نزدیک محال اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یمن میں اسود عنسی کے ہاتھ پر اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ہاتھ پر فاسد احوال اور میٹھے اقوال جاری کر دیے، اس سارے کچھ کے باوجود اہل علم وفہم اور سوجھ بوجھ والوں نے ان دونوں کو جھوٹا اور گمراہ سمجھا، اللہ کی ان دونوں پر لعنت ہو۔ بالکل اسی طرح قیامت کے دن تک جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کے بارے میں یہی حکم ہے، حتیٰ کہ جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ دجال پر جا کر ختم ہوگا۔

(3)۔ صحابہ کرام کا اجماع بالسیف

سید المرسلین رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہی نبوت کے مدعی اسود عنسی کو سیدنا

Islam The World Religion

فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے یمن میں قتل کر دیا تھا۔ مسیلمہ کذاب نے بھی حضور ﷺ کے دور میں نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ کے وصال شریف کے فوراً بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف فوجی کارروائی فرمائی۔ مسیلمہ کو قتل کر دیا گیا اور طلیحہ نامی ایک اور مدعی نے توبہ کر لی (البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۳۰۴ تا ۳۱۹)۔

مسیلمہ کذاب کے خلاف تمام صحابہ علیہم الرضوان نے تلوار اٹھا کر اجماع سکوتی اور اجماع قولی سے بڑھ کر اجماع بالسیف کے ذریعے اس عقیدے کی قطعیت کو واضح فرمایا۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی 505ھ) لکھتے ہیں:

اِنَّ الْاُمَّةَ فَهِمَتْ بِالْاِجْمَاعِ مِنْ هٰذَا اللَّفْظِ وَ مِنْ قَرَائِنِ اَحْوَالِهٖ اَنَّهٗ فُهِمَ عَدَمُ نَبِيٍّ بَعْدَهٗ اَبَداً وَّ عَدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَداً وَّ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ تَاوِيْلٌ وَّلَا تَخْصِيْصٌ یعنی بے شک امت نے اجماعی طور پر ان الفاظ سے اور آپ ﷺ کے احوال کے قرائن سے یہی سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ابد تک کوئی نبی نہیں اور ابد تک کوئی رسول نہیں اور اس میں کوئی تاویل نہیں ہے اور کوئی تخصیص نہیں ہے (الاقتصاد فی العقائد صفحہ ۱۲۵)۔

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ (متوفی 544ھ) فرماتے ہیں:

اَخْبَرَ ﷺ اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَاَخْبَرَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّهٗ اُرْسِلَ كَافَّةً لِّلنَّاسِ وَ اجْتَمِعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ وَاَنَّ مَفْهُوْمَهُ الْمُرَادُ بِهٖ دُوْنَ تَاوِيْلٍ وَلَا تَخْصِيْصٍ وَلَا شَكَّ فِيْ كُفْرِ هٰؤُلَآءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعاً وَّاِجْمَاعاً وَّ سَمْعًا (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)۔

ترجمہ: حضور کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر ہم تک پہنچائی ہے آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور تمام انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں، اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کا مرادی مفہوم یہی ہے، اس میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں اور منکرین کے کفر میں قطعاً اور اجماعاً کوئی شک نہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی 668ھ) آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

Islam The World Religion

هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ عِنْدَ جَمَاعَةِ عُلَمَآءِ الْاُمَّةِ خَلْفاً وَ سَلْفاً مُتَلَقَّاةً عَلَى الْعُمُوْمِ مُقْتَضِيْهِ نَصّاً اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ ﷺ (قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۳)۔

ترجمہ: آیت کے یہ الفاظ اگلے پچھلے تمام تر علماء کے نزدیک اور ہر دور کے علماء کے نزدیک اپنے مکمل عموم پر محمول ہیں جسکا تقاضا یہ ہے کہ یہ آیت آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر نص ہے۔

امام شعرانی رحمہ اللہ (متوفی 973ھ) لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ الْاِجْمَاعَ قَدِ انْعَقَدَ عَلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ كَمَا اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۷۱)۔

ترجمہ: جان لو کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح خاتم المرسلین بھی ہیں۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی 1014ھ) لکھتے ہیں:

دَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۴)۔

ترجمہ: ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: اسلام میں عقیدہ ختمِ نبوت کی اہمیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدۃ:3)

ترجمہ: آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔

(1)۔ ختمِ نبوت پر دلائل کثیر التعداد ہیں۔قرآن میں آیت ختمِ نبوت، آیتِ تکمیلِ دین، آیتِ اِرسال الی الخلق سمیت درجنوں آیات ختمِ نبوت پر موجود ہیں۔

(2)۔ انکارِ ختمِ نبوت سے: (ا)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی اور توہین لازم آتی ہے۔اس لیے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا جاری ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تکمیل کے منافی ہے ،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا یعنی آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا (المائدۃ:3)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا جاری ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی وسعت کے منافی ہے۔اللہ کریم فرماتا ہے: قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا کہ فرما دیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں (الاعراف:۱۵۸)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا جاری ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاہد اور سراجِ منیر ہونے کے بھی منافی ہے۔اللہ کریم فرماتا ہے: یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرۡسَلۡنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیرًا وَدَاعِیًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا (الاحزاب:44،45)۔

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری سنانے والا اور اللہ سے ڈرانے والا اور اللہ کی اجازت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

Islam The World Religion

فَإِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیائے کمال وفضل کے روشن سورج ہیں، جبکہ باقی انبیاء علیہم السلام اس سورج کے ستارے ہیں۔ یہ چمکتا سورج اور دمکتے ستارے اپنے انوار لوگوں کے لیے تاریک اندھیروں میں اجاگر کرتے ہیں۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ القِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي (ترمذی:3615)۔

ترجمہ: میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا اور میں فخر نہیں کرتا، میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور میں فخر نہیں کرتا، آدم سمیت تمام نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(ب)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مان لیا جائے تو اس سے تمام صحابہ کرام اور خصوصاً خلفاءِ راشدین کی توہین لازم آتی ہے۔مرزا کہتا ہے کہ وہ صدیقی کھڑکی سے داخل ہوکر فنافی الرسول ہوا اور اس ذریعہ سے وہ نبی بنا ہے۔خلفائے راشدین اور خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق سے بڑھ کر کون فنافی الرسول ہوگا؟ جن کی کھڑکی سے داخل ہوکر مرزا نبی بنا ہے۔جب وہ نبی نہ بن سکے تو ان کے بعد کسی کا فنافی الرسول ہوکر نبوت کا دعویٰ کرنا یقیناً صدیق اکبر کی توہین ہے۔

ایک اور اہم حدیث سنیے: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (بخاری:2652، مسلم:6472)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگوں میں سے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر جو اُن سے ملیں گے اور پھر جو اُن

Islam the World Religion

سے ملیں گے۔

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اس امت کے بہترین لوگ ہیں، مگر ان میں سے کوئی بھی نبی نہ بن سکا۔ بہترین لوگ نبی نہ بن سکیں اور ان کے بعد والا بلکہ کوئی بدترین آدمی نبی بن جائے تو یہ ان نفوس قدسیہ کی واضح توہین ہے۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث: حدیثِ خلت، حدیث لَو کَانَ بَعْدِی نَبِیٌّ اور حدیثِ منزلت بیان فرما کر لکھا ہے کہ جن ہستیوں کی یہ شان ہو وہ نبی نہ بن سکیں تو پھر مرزا قادیانی کس شمار میں ہے کہ اسے نبی تسلیم کر لیا جائے؟

فاروق اعظم کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَكُنْ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ (بخاری:3469، 3689، مسلم:6204، ترمذی:3693)۔

ترجمہ: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر بن خطاب ان میں سے ہے۔ (محدث اسے کہتے ہیں جسے الہام ہوتا ہو)۔

اس امت کے حتمی محدث پر وحی نہ آئے بلکہ اعلان کر دیا جائے کہ: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا (ترمذی: 3686، مستدرکِ حاکم:4551)۔

اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: إِنَّ أُنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَإِنَّ الوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ یعنی لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وحی سے راہنمائی پاتے تھے اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے (بخاری:2641)۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ

لِرَسُولِهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ، وَلٰكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا (مسلم:2454)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد عمر فاروق سے فرمایا: ہمارے ساتھ چلو، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ انہوں نے پوچھا رونے کی کیا ضرورت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے ہاں جو انعامات میسر ہیں وہ دنیا سے بہتر ہیں، انہوں نے فرمایا: میں اس بات سے بے خبر نہیں ہوں، بلکہ میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی۔ اس بات نے ان دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ دونوں ان کے ساتھ رونے لگے۔

وحی کا منقطع ہونا اور نبوت کا منقطع ہونا ایک ہی چیز ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فقَالَ لٰكِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ (ترمذی:۲۲۷۲، مسند احمد:۱۳۸۳۱)۔

ترجمہ: رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہو چکی ہیں۔ اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ یہ بات صحابہ کرام پر گراں گزری۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مبشرات جاری رہیں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: مسلمان کے خواب، یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہیں۔

انہی دلائل کے پیش نظر حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نچوڑ نکالتے ہیں کہ:

وَمَنِ اعْتَقَدَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَدْ كَفَرَ یعنی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وحی کے نازل ہونے کا عقیدہ رکھا اس نے کفر کیا (فتاویٰ ابن حجر العسقلانی)۔

(ج)۔ اس سے تمام مجددین اور اقطاب و اغیاث کی توہین لازم آتی ہے۔ جن علماء کی

Islam The World Religion

یہ شان ہے کہ: عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فِیمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا (ابوداؤد:4291، مستدرکِ حاکم:8770، 8771)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کر دیں گے۔

عَنْ کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَآءِ فِی مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ، فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَآءِ اِنِّی جِئْتُكَ مِنْ مَدِیْنَةِ الرَّسُوْلِ ﷺ لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِی اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ، قَالَ فَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْهِ عِلْمًا اَسْلَكَ اللهُ بِهٖ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ ، وَاِنَّ الْعَالِمَ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِی جَوْفِ الْمَآءِ، وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (ترمذی:2682، ابوداؤد:3641، ابنِ ماجہ:223، مسندِ احمد:21773، سنن الدارمی:347)۔

ترجمہ: حضرت کثیر بن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ کہنے لگا اے ابودرداء میں آپکے پاس مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں۔ میں نے سنا ہے آپ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ میں کسی اور کام سے نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس نے علم حاصل کرنے کے لیے سفر کیا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلائے گا۔ اور بے شک فرشتے طالب علم کے لیے خوشی سے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور بے شک آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اور پانی کے اندر مچھلیاں

Islam The World Religion

عالم کے لیے اِستغفار کرتی ہیں۔اور بے شک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔اور بے شک علماء، انبیاء کے وارث ہیں وہ دینار اور درہم کے وارث نہیں ہوتے بلکہ علم کے وارث ہوتے ہیں۔جس نے اسے حاصل کرلیا اسے وافر حصہ نصیب ہوا۔

جن کی راہ میں فرشتے اپنے پر پھیلاتے ہوں، جن کے لیے زمین وآسمان کی ہر چیز دعائیں کرتی ہو، سمندر کی مچھلیاں بھی ان کے لیے دعا گو ہوں، جو لوگ ہر صدی میں دین کی تجدید کریں، حتیٰ کہ جو علماء نبیوں کے وارث ہوں، چودہ سو سال تک ان سب میں سے کسی کو نبوت نہ ملے اور چودہ سو سال کے بعد ایک بداخلاق، بدصورت اور بدزبان اٹھ کر نبوت کا دعویٰ کردے تو یہ جھوٹ کے ساتھ ساتھ ہماری ان بیان کردہ عظیم ہستیوں کی شان میں بھی بے ادبی ہے۔

(د)۔مرزا کے دعوائے نبوت سے اجتہاد اور جہاد جیسے قطعی احکام کی توہین لازم آتی ہے۔اس لیے کہ نبوت کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے ہی اجتہاد کو قیامت تک کے لیے جاری کیا گیا ہے۔اب وحی کے ذریعے علمی مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ اجتہاد کے ذریعے حل ہوں گے۔اسی اجتہاد سے اگلی نوبت جہاد ہے، جو صدیق اکبر کے زمانے سے لے کر آج تک جاری ہے۔مرزا قادیانی اسی لیے جہاد کا منکر ہے، مرزا لکھتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(دُرِّثمین صفحہ ۵۹ازمرزا قادیانی)۔

اب اس موضوع پر نبی کریم ﷺ کا ایک فرمان بھی سن لیجیے، فرمایا:

لَا یَزَالُ الْجِهَادُ حُلْوًا خَضِرًا مَّا اَمْطَرَتِ السَّمَآءُ وَ اَنْبَتَتِ الْاَرْضُ، سَیُنْشَأُ نِشْوٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ یَقُوْلُوْنَ لَا جِهَادَ وَ لَا رِبَاطَ، وَ رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنْ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَةٍ اَوْ صَدَقَةِ اَهْلِ الْاَرْضِ جَمِیْعاً یعنی جہاد

قیامت تک جاری رہے گا، جلد ہی ایک گروہ مشرق سے نکلے گا جو کہے گا کہ جہاد ختم ہو چکا ہے، وہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے، حالانکہ ایک دن کا جہاد ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام روئے زمین کا صدقہ کرنے سے بہتر ہے (کنزالعمال: ۱۰۷۴۲)۔

نبوت کا اجراء مان لینا قرآن وسنت کے ان تمام واضح اور قطعی دلائل واحکام کی توہین ہے جن سے ثابت ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ ثابت ہو گیا کہ مرزا کا دعوائے نبوت واقعی توہین رسالت، توہین صحابہ توہین مجددین اور توہین اسلام ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: حیاتِ مسیح علیہ السلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماًوَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (النساء:157 تا 159)۔

ترجمہ: اسے یہودیوں نے یقیناً قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔تمام اہلِ کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

حیاتِ مسیح علیہ السلام کے حوالے سے چند نکات یاد رکھنے چاہییں:

(1)۔ دلائل ختمِ نبوت اتنے مضبوط اور قطعی ہیں کہ ان دلائل کے سامنے قادیانی بے بس ہو چکے ہیں۔اسی لیے حیات اور وفاتِ مسیح کا سہارا لیتے ہیں۔

(2)۔ ہم پوچھتے ہیں کہ: اگر حیاتِ مسیح علیہ السلام ہی اصل اختلاف تھا تو پھر فنافی الرسول کا سہارا کیوں لیا؟ پھر ختمِ نبوت کے خلاف دلائل کیوں گھڑے؟

(3)۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے: اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزء یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشینگوئیوں میں سے یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔جس زمانہ تک یہ پیشین گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 171)۔

دوسری جگہ لکھتا ہے: ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظاتِ احمد جلد 2 صفحہ 214 قدیم صفحہ 72)۔

(4)۔ نزولِ مسیح کا عقیدہ ختمِ نبوت کے منافی نہیں، اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

Islam The World Religion

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہے اور سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کا دنیا میں آ جانا ختم نبوت کے خلاف نہیں بلکہ کسی نئے آدمی کو نبوت ملنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔ آیت ختم نبوت کے تحت بے شمار مفسرین نے یہی لکھا ہے۔

مثلاً تفسیر خازن میں ہے: خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ خَتَمَ اللهُ بِهِ النُّبُوَّةَ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدَهٗ اَیْ وَلَا مَعَهٗ اِنَّ عِيْسٰى مِمَّنْ نُبِّئَ قَبْلَهٗ یعنی خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے نبوت کو ختم کر دیا ہے لہٰذا آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور نہ ہی آپ کے ساتھ کوئی نبی تھا اور عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنا دیے گئے ہیں (خازن جلد ۳ صفحہ ۵۰۲)۔

(5)۔ اب ہم براہِ راست مسئلہ حیاتِ مسیح علیہ السلام پر مختصراً گفتگو کرتے ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْناً بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللهُ عَزِيْزاً حَكِيْماًوَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً یعنی اسے یہودیوں نے یقیناً قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ تمام اہلِ کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا (النساء: 157 تا 159)۔

حیاتِ مسیح علیہ السلام پر قرآن کے علاوہ بے شمار احادیث موجود ہیں: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا ، فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ ، حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (بخاری: 3448، مسلم: 389، ترمذی: 2233)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوگا، فیصلے کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کر دے گا۔ جنگ بند کر دے گا اور

Islam The World Religion

مال کو بہادے گا حتیٰ کہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ کوئی ایسا اہل کتاب نہیں جو اس پر اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ عِیْسَى بْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَآءِ فِیْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی 2/166)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَآءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ بَیْنَ مَهْرُوْذَتَیْنِ ، وَاضِعًا كَفَّیْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَیْنِ ، اِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهٗ قَطَرَ ، وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُوءِ ، فَلَا یَحِلُّ لِكَافِرٍ یَجِدُ رِیْحَ نَفْسِهٖ اِلَّا مَاتَ ، وَنَفْسُهٗ یَنْتَهِی حَیْثُ یَنْتَهِی طَرْفُهٗ ، فَیَطْلُبُهٗ حَتّٰى یُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ (مسلم حدیث: 7373، ترمذی حدیث: 2240، ابوداؤد: 4321)۔

ترجمہ: وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے حلے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو اس میں سے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس میں سے لعلوں جیسے موتی جھڑیں گے، جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی اس کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا، اور ان کی خوشبو منتہائے نظر تک پہنچے گی، وہ دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ بابِ لُدّ پر اس کو موجود پا کر قتل کر دیں گے۔

اس واضح حدیث سے جان چھڑانے کے لیے مرزا قادیانی نے یوں فریب دیا کہ دمشق سے مراد قادیان ہے (روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 138، 139)۔ اور لد سے مراد لدھیانہ ہے (روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 341)۔

Islam The World Religion

ایک صحیح حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خاص نشانی اس طرح بیان ہوئی ہے:

وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا اَوْمُعْتَمِراً ، وَلَيَاتِيَنَّ قَبْرِيْ حَتّٰى يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَلَاَرُدَّنَّ عَلَيْهِ (مستدرکِ حاکم:4214)۔

ترجمہ: حضرت عیسیٰ حج یا عمرہ کرنے کے لیے سفر کریں گے، میری قبر پر آئیں گے مجھے سلام کہیں گے، میں جواب دوں گا۔

مرزا قادیانی نے ساری زندگی حج بھی نہیں کیا، عمرہ بھی نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ کے روضے پر حاضری بھی نہیں دے سکا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: حیاتِ مسیح پر آسان خطاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء:157،158)۔

ترجمہ: یہود نے یقیناً اسے قتل نہ کیا بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حیاتِ مسیح علیہ السلام کا موضوع عوام کے لیے نسبتاً مشکل ہوتا ہے۔لیکن ہم انشاء اللہ اس موضوع کو آسان بنا کر پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہماری گفتگو تین حصوں پر مشتمل ہوگی: (1)۔حیاتِ مسیح علیہ السلام کا پس منظر کیا ہے؟ (2)۔اس پر شرعی دلائل کیا ہیں؟ (3)۔کیا مرزا مسیحیت کے معیار پر پورا اترتا ہے؟

پہلی چیز ہے حیاتِ مسیح کا پسِ منظر

اللہ کریم نے انبیاء علیہم السلام کو الگ الگ شان عطا فرمائی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا کیا۔حضرت نوح علیہ السلام کو سفینۂ نوح عطا کیا اور کفار کی طرف بھیجے جانے والا پہلا رسول بنایا۔حضرت ابراہیم کو ابوالانبیاء بنایا اور نارِ نمرود سے آزمایا۔حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالے جانے سے اور والدین سے بچھڑنے سے آزمایا۔حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے آزمایا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی پانی کی نہر میں ڈالا گیا اور انہوں نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی، اسی فرعون سے جنگ ہوئی آپ کے لیے دریا کا پانی جم گیا مگر وہی پانی فرعون کے غرق ہونے کا سبب بنا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش باپ کے بغیر ہوئی۔اسی وجہ سے حضرت مریم پر بہتان لگا اور یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت سے ہی ان کے دشمن بنے۔آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہت حاصل ہے، اللہ کریم فرماتا ہے: اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ (آل عمران:59)۔آپ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے

Islam The World Religion

اور آپ کا آسمان پر جانا اور قیامت کے قریب زمین پر اترنا بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔

انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب فرما۔ انجیل برنباس کے الفاظ یہ ہیں:

UNWORTHY THOUGH I AM TO UNTIE HIS HOSEN I HAVE RECEIVED GRACE AND MERCY FROM GOD TO SEE HIM (BARNABAS:97-1)

ترجمہ: اگرچہ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی نہیں ہوں، میں نے اللہ سے اس بات کی عاجزانہ دُعا کی جو اس نے قبول کر لی کہ میں اس سے مل سکوں۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: برنباس کی انجیل میں جو غالباً لندن کے کتب خانہ میں بھی ہو گی یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا اور نہ صلیب پر جان دی اب ہم اس جگہ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ گو یہ کتاب انجیلوں میں داخل نہیں کی گئی اور بغیر کسی فیصلے کے رد کر دی گئی ہے مگر اس میں کیا شک ہے کہ یہ ایک پرانی کتاب ہے اور اسی زمانہ کی ہے جب کہ دوسری انجیلیں لکھی گئیں۔ کیا ہمیں اختیار نہیں ہے کہ اس پرانی اور دیرینہ کتاب کو عہدِ قدیم کی ایک تاریخی کتاب سمجھ لیں اور تاریخی کتابوں کے مرتبہ پر رکھ کر اس سے فائدہ اٹھاویں؟ (مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱)۔

مرزا قادیانی نے جس انجیل کا ذکر کیا ہے اُن دنوں میں یہ کتاب سنی جا رہی تھی مگر منظر عام پر نہیں آئی تھی۔ مرزا قادیانی مذکورہ بالا بیان دے کر پھنس چکے ہیں، اب وہ انجیل منظرِ عام پر آ چکی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہِ انور پر حاضری دیں گے۔ چنانچہ احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے، فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَهْبِطَنَّ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا وَاِمَامًا مُقْسِطًا وَلَیَسْلُکَنَّ فَجًّا حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَو بِنِیَّتِهِمَا وَلَیَأْتِیَنَّ قَبْرِی حَتّٰی یُسَلِّمَ عَلَیَّ وَلَاَرُدَّنَّ عَلَیْهِ . یَقُوْلُ

اَبُوهُرَيْرَةَ اَيْ بَنِي اَخِي اِنْ رَأَيْتُمُوهُ فَقُولُوا اَبُوهُرَيْرَةَ يُقْرِءُكَ السَّلَام (مستدرک حاکم:4214)۔صَحِيحُ الْاِسْنَاد وَافَقَهُ الذَّهْبِيُّ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم ضرور برضرور اتریں گے۔ حاکم، عادل، امام اور منصف بن کر اور حج یا عمرہ کے لیے یا دونوں کی نیت کر کے راستہ چلیں گے اور میری قبر پر ضرور آئیں گے حتیٰ کہ مجھے سلام کہیں گے اور میں ضرور برضرور انہیں جواب دوں گا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! اگر تم انہیں دیکھو تو کہنا ابو ہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

لیکن الحمدللہ مرزا قادیانی نے حج بھی نہیں کیا۔ عمرہ بھی نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس پر ساری زندگی حاضر بھی نہ ہو سکا۔

یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (آل عمران:55)۔

ترجمہ: جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے عیسیٰ میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا، اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ان کو غالب رکھوں گا قیامت کے دن تک ان لوگوں پر جنہوں نے کفر اختیار کیا، پھر میری طرف تم سب کو لوٹنا ہوگا، پھر فیصلے کروں گا تمہارے درمیان اس چیز کے بارے میں جس میں تم اختلاف رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حسبِ وعدہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تو وہ مکمل واقعہ صحیح سند کے ساتھ اس طرح کتابوں میں موجود ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپکے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ باہر بارہ حواری موجود تھے۔ آپ نے فرمایا

Islam The World Religion

کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور خود کو اس کام کے لیے پیش کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو ہی وہ شخص ہے۔ اس کے فوراً بعد اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ اس معاملے میں عیسائیوں کے تین فرقے بن گئے۔ ایک فرقے نے کہا کہ اللہ عزوجل نے جتنا عرصہ چاہا ہم میں رہا، پھر آسمان پر چڑھ گیا، اس فرقے کا نام یعقوبی فرقہ ہے۔ دوسرے فرقے نے کہا اللہ کا بیٹا ہم میں رہا جتنا عرصہ اللہ نے چاہا اور پھر اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا، یہ نسطوری فرقہ ہے۔ ایک فرقے نے کہا اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہم میں رہا جب تک اللہ نے چاہا، پھر اسے اللہ نے اٹھا لیا، یہ صحیح العقیدہ لوگ ہیں۔ دونوں گمراہ فرقے صحیح العقیدہ فرقے پر زیادتیاں کرتے رہے اور اسے قتل کرتے رہے، اہلِ حق مغلوب رہے حتیٰ کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی کہ: فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ یعنی ایک گروہ جس نے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کفر کیا اور دوسرا گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایمان لایا فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر ہونے کے ذریعے اہلِ حق کے دین کی کفار کے دین کے خلاف مدد کی اور یہ کامیاب ہوئے فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ (مصنف ابنِ ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۶۱، السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۶ صفحہ ۴۸۹، تفسیر ابنِ کثیر جلد ۱ صفحہ ۷۸۹، ابنِ جریر جلد ۴ جزء ۶ صفحہ ۱۸، ۱۹)۔

دوسری چیز ہے حیاتِ مسیح علیہ السلام پر شرعی دلائل

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا (النساء:157، 158)۔

ترجمہ: یہود نے یقیناً اسے قتل نہ کیا بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

Islam The World Religion

اس آیت کو سبق کی طرح پڑھیے! یہود کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ قرآن اس کی تردید کرتا ہے کہ : یقیناً انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا۔ معلوم ہوا کہ جس نے قتل ہونا تھا اسی کو اٹھا لیا گیا۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو قتل نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ جسم کو قتل کرنا چاہتے تھے، لہٰذا واضح طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو ہی قتل ہونے سے بچایا گیا اور جسم کو ہی آسمان پر اٹھایا گیا۔

اگر رفع سے مراد موت لی جائے تو یہ رفع قتل ہونے کی صورت میں بھی میسر تھا۔ اگر رفع سے مراد درجات کی بلندی ہو تو یہ بلندی بھی قتل کی صورت میں بدرجہ اولیٰ میسر تھی اس لیے کہ ان کا قتل شہادت ہوتا۔

ایک اور آیت پر غور کیجیے ! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنا احسان جتلائے گا کہ :اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکے رکھا (المائدۃ:۱۱۰)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ نہ سکے، پھانسی پر چڑھانا تو دور کی بات ہے۔

تیسری آیت سنیے! فرمایا: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنی یہودیوں نے اسے قتل نہیں کیا اور صلیب پر نہیں چڑھایا بلکہ کوئی شخص ان کے لیے تشبیہ دے دیا گیا (النساء:۱۵۷)۔ اس آیت سے واضح ہے کہ قتل تو دور کی بات ہے پھانسی پر چڑھا تک نہ سکے۔

چوتھی آیت سنیے! فرمایا: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا یعنی تمام اہل کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے، اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا (النساء:۱۵۹)۔

اس آیت کی تفسیر میں بخاری اور مسلم میں یہ حدیث موجود ہے کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوگا، فیصلے کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیز کو قتل کر دے گا۔ جنگ بند کر دے گا اور مال کو بہا دے گا حتیٰ کہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہو جائے گا۔ پھر

Islam The World Religion

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (بخاری:۳۴۴۸،مسلم:۳۸۹)۔کوئی ایسا اہل کتاب نہیں جو اس پر اس کی موت سے پہلے پہلے ایمان نہ لائے،اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔

پانچویں آیت سنیے!فرمایا:تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا یعنی (اے عیسیٰ یاد کرو میرا وہ احسان) جب تم لوگوں سے پنگھوڑے میں بات کرتے تھے اور بڑھاپے میں بھی بات کرتے تھے(المائدۃ:۱۱۰)۔

اس آیت میں بڑھاپے میں بات کرنے کی توفیق کا احسان جتلایا گیا ہے۔بڑھاپے میں ہر کوئی بات کرسکتا ہے، پھر حضرت عیسیٰ پر یہ خصوصی احسان کیسا؟ یہ احسان اسی صورت میں جتلایا جارہا ہے کہ وہ قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونے کے بعد وہی زمینی اور علاقائی گفتگو فرمائیں گے جو ان کی مادری زبان نہیں ہوگی۔

چھٹی آیت سنیے! فرمایا: وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ یعنی عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے (الزخرف:۶۱)۔

حدیث شریف میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ اس آیت میں قیامت کی نشانی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت عیسیٰ ابنِ مریم کی قیامت سے پہلے تشریف آوری ہے هُوَ خُرُوْجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسندِ احمد:۲۹۲۴)۔

تیسری چیز ہے مرزا قادیانی اور سچے مسیح میں فرق

کیا مرزا قادیانی اپنے مسیح ہونے کے دعویٰ میں سچا ہے؟ اور کیا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی صفات پائی جاتی ہیں؟ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور مرزا صاحب ابن مریم کیسے بنے؟ مرزا لکھتا ہے:''استعارے کے رنگ میں مجھے مریم بنایا گیا، پھر مجھے حمل ہوا، پھر مجھ سے عیسیٰ پیدا ہوا، وہ

Islam The World Religion

پیدا ہونے والا عیسیٰ بھی میں خود ہی تھا، اس طرح میں عیسیٰ ابنِ مریم ٹھہرا'' (دیکھیے! کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۰)۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات قرآن میں موجود ہیں۔ مردے زندہ کرنا۔ بیماروں کو صحت دینا۔ مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارنا اور ان کا اصلی پرندہ بن کر اڑ جانا۔ مرزا ان میں سے کوئی بھی صفت اپنے اندر ثابت نہ کر سکا۔ بلکہ جب مرزا پر یہی سوال ہوا کہ اپنے اندر مسیح علیہ السلام والی صفات دکھاؤ تو مرزا نے اس مشکل سے جان چھڑانے کے لیے یہ الفاظ لکھے: یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابنِ مریم سے کم نہ رہتا (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۸)۔

مرزا کو جب مسلم شریف کی حدیث دکھائی گئی کہ مسیح کا نزول دمشق میں ہوگا (مسلم: 7373)۔ تو مرزا نے کہا: دمشق سے مراد قادیان ہے، یہاں کے لوگ اکثر یزیدی الطبع ہیں (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)۔

جب مرزا سے پوچھا گیا کہ مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے تو اس نے کہا: دجال سے مراد پادریوں کا گروہ ہے (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۶)۔

جب پوچھا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لُد کے مقام پر دجال کو قتل کریں گے (مسلم: 7373)۔ تو مرزا نے کہا: لُد سے مراد لدھیانہ ہے (الہدیٰ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۴۱)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

ساتواں خطاب: تمام غیر مسلموں کا ایک جیسا طرزِ استدلال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ یعنی یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں (ابراہیم:1)۔

فقیر نے جس آیت کی تلاوت خطبے میں کی ہے۔اس میں ظلمات جمع ہے ظلمت کی، یعنی کئی قسم کے اندھیرے، ان سے مراد کفر کی مختلف شکلیں ہیں۔اور نور کا لفظ واحد ہے، اس سے مراد صرف ایک اسلام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے کفر کے ظلمات سے نکالتے ہیں اور اسلام کے نورِ واحد میں لے آتے ہیں۔اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ سارا کفر ایک ہی ملت ہے۔دنیا بھر کے غیر مسلم ایک صفحے پر ہیں اور اسلام الگ صفحے پر۔

جس طرح کفر کے ظلمات کے مقابلے پر اسلام نورِ واحد ہے، اسی طرح اسلام کے تمام بدعتی فرقوں کے مقابلے پر اہل سنت و جماعت نورِ واحد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(1)۔ ہندو، مجوسی، عیسائی، یہودی، قادیانی، ملحدین سب کے دلائل ایک جیسے ہیں اور یہ لوگ متشابہات کا سہارا لیتے ہیں، اس لحاظ سے یہ سب ایک پیج پر موجود ہیں۔جبکہ اسلام کے پاس واضح اور قطعی دلائل موجود ہیں اور اسلام ان کے بالمقابل الگ پیج پر موجود ہے۔

منکرینِ ختمِ نبوت کے کئی فرقے ہیں: بہائی، بابی، ذِکری، قادیانی، لاہوری گروپ، قادیانی گروپ، قادیانیوں کے اندر کئی مدعیانِ نبوت و مسیحیت۔ان سب کے پاس ایک جیسے کمزور دلائل ہیں، یہ سب لوگ ایک صفحے پر موجود ہیں۔جبکہ ان کے مقابل اسلام کے پاس ختمِ نبوت پر واضح دلائل موجود ہیں اور اسلام الگ پیج پر موجود ہے۔

(2)۔ بالکل اسی طرح روافض، خوارج، معتزلہ، قدریہ، مستشرقین وغیرہ بھی متشابہات، خلافِ اجماع، خلافِ جمہور اقوال کا سہارا لیتے ہیں، مسلمانوں کی جمعیت کے خلاف چلتے ہیں۔جبکہ اہل سنت کے پاس محکمات، واضحات، تصریحات اور مختارات موجود ہوتے ہیں۔اہل سنت والجماعت

Islam The World Religion

کا نام ہی بتا رہا ہے کہ اہل سنت ہمیشہ جماعت کا مذہب ہوتا ہے۔تمام اہل بدعت کے پاس متشابہات ہیں جبکہ اہل سنت کے پاس محکمات۔تمام اہل بدعت کے پاس تشکیک ہے جبکہ اہل سنت کے پاس یقین۔تمام اہل بدعت کے پاس انتشار ہے جبکہ اہل سنت کے پاس جمعیت۔تمام اہل بدعت کے پاس مرجوح اقوال ہیں جبکہ اہل سنت کے پاس اجماع اور جمہور۔تمام اہل بدعت کے پاس مردود اقوال ہیں جبکہ اہل سنت کے پاس مختارات۔ایک سادہ سی مثال لیجیے!

سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر فاروق کی افضلیت قرآن کے ساتھ صحاح ستہ میں سے ہر کتاب میں بیان کی گئی ہے،حضور ﷺ کے ایک چچا کا عدم ایمان قرآن کے ساتھ صحاح ستہ میں سے ہر کتاب میں مذکور ہے،سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب صحاح ستہ میں سے ہر کتاب میں موجود ہیں۔

یہاں تک کہ ختم نبوت کا مسئلہ قرآن کے ساتھ صحاح ستہ میں سے ہر کتاب میں موجود ہے،حیاتِ مسیح علیہ السلام کا ثبوت قرآن کے ساتھ صحاح ستہ میں سے ہر کتاب میں موجود ہے۔اس کے برعکس تمام اہل بدعت اور قادیانی کفار کے پاس محض چونکہ،چنانچہ اور ہیرا پھیریاں موجود ہیں۔اللہ کریم ہمیں یہ نکتہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان ظلمات سے نکلنے اور بچنے کا طریقہ کیا ہے؟اس مسئلے کا حل اس آیت میں دیا گیا ہے جو آیت فقیر نے خطبے میں پڑھی تھی کہ: یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اس لیے نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔

گویا مسئلے کا حل قرآن ہے۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جلد ہی فتنے آئیں گے، میں نے پوچھا یا رسول اللہ ان سے بچنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ فرمایا: اللہ کی کتاب۔حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: أَلَا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ، فَقُلْتُ: مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: كِتَابُ اللهِ (ترمذی:2906)۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: آپ کی امت میں اختلافات ہوں گے، آپ ﷺ نے پوچھا: ان سے بچنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ سیدنا جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی کتاب، اسی کتاب کے ذریعے اللہ ہر ظالم کو تباہ کرے گا، جس نے اس

Islam The World Religion

کتاب کو پکڑا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے ترک کیا وہ ہلاک ہوا، حضرت جبریل نے یہ بات دو مرتبہ فرمائی۔ حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ أُمَّتَكَ مُخْتَلِفَةٌ بَعْدَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَيْنَ الْمَخْرَجُ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: فَقَالَ: كِتَابُ اللهِ تَعَالَى، بِهِ يَقْصِمُ اللهُ كُلَّ جَبَّارٍ، مَنِ اعْتَصَمَ بِهِ نَجَا، وَمَنْ تَرَكَهُ هَلَكَ۔ مَرَّتَيْنِ (مسند احمد:704)۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (مسلم:1897، ابن ماجہ:218)۔

ترجمہ: حضرت عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت سے قوموں کو ترقی دیتا ہے اور دوسرے (جو اسے چھوڑ دیتے ہیں) انہیں گرا دیتا ہے۔

اللہ کریم قرآن میں فرماتا ہے: وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً (الفرقان30)۔

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ کہیں گے: اے میرے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: شرائطِ نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(1)۔ نبی عالی نسب ہوتے ہیں: ہرقل بادشاہ نے حضرت ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ: اس نبی کا خاندان کیسا ہے؟ تو ابوسفیان نے جواب دیا تھا کہ: **هُوَ فِيْنَا ذُو نَسَبٍ** ان کا خاندان بہت اونچا ہے۔ ہرقل نے کہا واقعی نبی ہمیشہ اونچے خاندان والے ہوتے ہیں (بخاری:7)۔

جبکہ مرزا قادیانی قوم کا مرزا (مغل) ہے۔ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: میرا نام غلام احمد، والد کا نام غلام مرتضیٰ، دادا کا نام عطاء محمد اور پڑدادا کا نام گل محمد، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۲)۔

(2)۔ اللہ کریم فرماتا ہے: **وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ** (العنکبوت:48)۔

ترجمہ: آپ اس سے پہلے کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، ورنہ یہ متعصب لوگ مزید شک میں مبتلاء ہوجاتے۔

مرزا قادیانی خود کو نبی کہتا ہے اور خود کو ہمارے نبی کریم ﷺ کا مظہر بھی کہتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کتابت نہیں کرتے تھے کہ متعصب لوگ مزید شک میں مبتلاء نہ ہوجائیں، تو یہ زعمی مظہر کیوں کاتب بنا؟ اور کیوں شک کا موقع دیا؟

اور مرزا قادیانی باقاعدہ استادوں سے پڑھتا رہا اور لکھنا پڑھنا سیکھتا رہا تھا۔ مرزا لکھتا ہے: بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ بعد اس کے جب میں سترہ اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے

Islam The World Religion

مقرر کیا تھا۔بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۰،۱۸۱)۔

(3)۔ نبی شاعر نہیں ہوتے، اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ (یٰس:69)۔

ترجمہ: ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھائے، اور نہ ہی یہ اس کی شان کے لائق ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی نے بے تحاشا شعر لکھے ہیں۔مرزا کے شعروں کی پوری کتاب موجود ہے جس کا نام ہے: درِثمین۔

(4)۔ نبی ہمیشہ خوبصورت ہوتے ہیں: عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ ، حَسَنَ الصَّوْتِ ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ لَا يُرَجِّعُ (شمائل ترمذی:321)۔

ترجمہ: حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ: اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جو خوبصورت نہ ہو اور اس کی آواز خوبصورت نہ ہو۔اور تمہارے نبی خوبصورت تھے اور خوبصورت آواز والے تھے۔

جبکہ مرزا قادیانی ایک آنکھ سے معذور تھا، اس کا چہرہ خوبصورت نہیں تھا۔یہ اللہ کا کام ہے جس نے مرزا کو نبیوں کے معیار سے گرا کر رکھا۔اس میں ہمارا قصور نہیں۔

(5)۔ نبی بااخلاق ہوتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ (مؤطا امام مالک:8 من کتاب حسن الخلق)۔یعنی میں اخلاق کو اس کی بلندیوں تک پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

جبکہ مرزا قادیانی بداخلاق تھا، گالیاں دیتا تھا اور ادب سے عاری تھا۔چنانچہ مرزا کہتا ہے:

لئیم، شیطان، لعنتی، پاگلوں کا نطفہ، خبیث، مفسد، منحوس، کنجری کا بیٹا (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴، ۱۵، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۴۶۔۴۴۵)۔

ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ صفحہ ۵۳، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۳)۔

Islam The World Religion

جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں (انوار اسلام، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۱)۔

(6)۔ نبی معصوم ہوتے ہیں، اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللهِ (النساء:65)۔

ترجمہ: ہم نے تمام نبی اس لیے بھیجے تھے تا کہ اللہ کے اذن سے ان کی اطاعت کی جائے۔

نبیوں کی اطاعت اسی لیے واجب ہوتی ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کو قابلِ اطاعت مانا جائے تو پھر گالیوں، بدزبانیوں، تضاد بیانیوں اور جھوٹ میں بھی اس کی اطاعت کرنا ہوگی۔

(7)۔ نبیوں کا ماضی بے غبار ہوتا ہے، اللہ کریم اپنے نبی کریم ﷺ سے اعلان کراتا ہے کہ: فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس:16)۔

ترجمہ: میں اس سے پہلے تم لوگوں میں ایک عمر گزار چکا ہوں، کیا تمہیں عقل نہیں؟

جبکہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں: میرے والد صاحب اپنے بعض آباء واجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کیلیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز میرا ان بے ہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اسکے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۲)۔

(8)۔ نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں: مَا قَبَضَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ (ترمذی:1018)۔

ترجمہ: اللہ جب بھی نبی کو وفات دیتا ہے تو اسی جگہ پر دیتا ہے جہاں اسے اس کا دفن ہونا پسند ہوتا ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی کی موت کہیں اور واقع ہوئی اور تدفین کسی دوسری جگہ کی گئی۔

(9)۔ نبی کی اہانت نہیں ہوتی، اہانت سے ہماری مراد اصطلاحی اہانت ہے۔ مرزا قادیانی

Islam The World Religion

مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام کے دور میں امن قائم ہونا ہے،مگر مرزا کے دور میں الٹا فسادات بڑھ گئے۔پہلی جنگِ عظیم،دوسری جنگِ عظیم،65 کی جنگ،ایران عراق جنگ، افغانستان میں کارپٹ بمبنگ وغیرہ۔اسے کہتے ہیں اہانت۔

(10)۔ نبی کافروں کا سہارا نہیں لیتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ یعنی ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے (ابوداود:2732)اور نبی ظالم اور برے حکمرانوں کے مداح نہیں ہوتے، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ اللهُ وَاهْتَزَّ لِذَلِكَ الْعَرْشُ(ذم الغيبة والنميمة لابن ابي الدنيا:91،الجامع الصغير:856)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ غضب فرماتا ہے اور اس وجہ سے عرش کانپ جاتا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

نواں خطاب: ہیرا پھیری مت کرو

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ نہ کرو اور حق کو جان بوجھ کر مت چھپاؤ (البقرۃ:42)۔

ایک قادیانی انٹرنیٹ پر کہتا ہے کہ: ختم نبوت پر ہمیں اختلاف ہی نہیں۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ امام مہدی ہونے اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ لوگوں کے پاس اپنے مولویوں کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔ اس موضوع پر پرائمری سورس ہم ہیں۔ ہم سے پوچھو ہم کیا کہتے ہیں۔ مولوی ایک سیکنڈری سورس (SECONDRY SOURCE) ہے۔ قادیانی کے اس سوال کو ہم نے پوری ایمانداری کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اب اس کا جواب غور سے سنیے!

جواب

مرزا کے ماننے والے خود بھی پرائمری سورس (PRIMARY SOURCE) نہیں ہیں، بلکہ مرزا قادیانی خود ان کا پرائمری سورس ہے۔ وہ خود لکھتا ہے کہ: میرے ماننے والے غلط بیانی کرتے ہیں۔ میں باقاعدہ نبی بلکہ محمد بن کر آیا ہوں (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، روحانی خزائن 18/206)۔

نیز اگر ایسا ہی ہے تو پھر تمہیں: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے اجراء نبوت ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حدیث: لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيمُ سے استدلال کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ درودِ ابراہیمی سے اجراءِ نبوت پر استدلال کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جہاں تک مسیحیت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں مرزا خود لکھتا ہے کہ:

اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزء یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشینگوئیوں میں سے یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشین گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام

Islam The World Religion

کچھ کامل نہیں ہو گیا (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)۔

ایک اور جگہ لکھتا ہے: ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات وحیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظاتِ احمد جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ قدیم صفحہ ۷۲)۔

قادیانی شخص کی بات کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ: مرزا صاحب ہی امام مہدی ہیں اور مرزا صاحب ہی مسیح ہیں۔ اب اس کا جواب بھی سنیے!

جواب

فقیر ان شاء اللہ دوپہر کے سورج کی طرح واضح کرے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام الگ شخصیت ہیں اور امام مہدی رضی اللہ عنہ الگ شخصیت ہیں۔ دونوں میں فرق نمبر وار گنتے جایئے!

(1)۔ حضرت عیسیٰ اور امام مہدی علیہما السلام دونوں کے نام جدا جدا ہیں

قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح ابنِ مریم اور عیسیٰ ابنِ مریم واضح لفظوں کے ساتھ موجود ہے۔ قیامت کے نزدیک نازل ہونے والے مسیح کو بھی احادیث میں وہی عیسیٰ ابنِ مریم یعنی ''مریم کا بیٹا عیسیٰ'' کے صاف الفاظ سے متعارف کرایا گیا ہے۔

مگر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ (ابوداؤد: ۴۲۸۲، ترمذی: ۲۲۳۱)۔

ترجمہ: مہدی کا نام میرے نام پر اور ان کے والد کا نام میرے والدِ گرامی کے نام پر ہوگا (یعنی محمد بن عبداللہ)۔

(2)۔ دونوں کا نسب جدا جدا ہے

عیسیٰ مریم کے بیٹے ہیں۔ مگر امام مہدی سیدہ زہراء کے بیٹے ہوں گے۔ حدیث میں صاف موجود ہے کہ: اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ (ابوداؤد: ۴۲۸۴، ابن ماجہ: ۴۰۸۶، شرح السنۃ: ۴۲۸۰)۔

ترجمہ: مہدی میری عترت میں سے ہوگا، سیدہ فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

Islam the World Religion

مرزا قادیانی نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مریم کا بیٹا تھا اور نہ ہی امام مہدی کی طرح سادات کے خاندان میں سے تھا، بلکہ اس کا تعلق مغل خاندان سے تھا۔

(3)۔ دونوں کا حلیہ جدا جدا ہے

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ حدیث میں مذکور ہے: رَجُلٌ آدَمُ یعنی گندمی رنگ کا مرد (بخاری: ۳۴۴۰)۔ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ ایسے لگتا ہوگا جیسے ابھی غسل کر کے نکلے ہیں (بخاری: ۳۴۳۷)۔ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَآءً اُن کے سر سے پانی ٹپکتا ہوگا (بخاری: ۳۴۴۰)۔ دوسری طرف سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول صحیح سند کے ساتھ معتبر کتابوں میں موجود ہے کہ جب سیدنا مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا جا رہا تھا تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے (المصنف لابن ابی شیبہ ۷/ ۴۶۱، السنن الکبری للنسائی ۶/ ۴۸۹، ابن جریر ۶/ ۱۸، ۱۹)۔ ایک حدیث میں ہے: رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعرِ یعنی گندمی رنگ کا آدمی جس کے بال سیدھے تھے (بخاری: ۳۴۴۱)۔

دوسری طرف امام مہدی رضی اللہ عنہ کا حلیہ اس طرح ہے:

اَلْمَهْدِيُّ مِنِّي اَجْلَى الْجَبْهَةِ، اَقْنَى الْاَنْفِ، يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا، يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ (ابوداؤد: ۴۲۸۵، شرح السنۃ: ۴۲۸۰، مستدرک حاکم: ۸۸۴۸)۔

ترجمہ: مہدی مجھ سے ہوگا۔ کھلی پیشانی والا، بلند بینی والا، زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ سات سال حکومت کرے گا۔

مرزا قادیانی کا حلیہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی نہیں ملتا بلکہ مرزا کا حلیہ دجال جیسا ہے۔ حدیث میں ہے کہ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا: اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى دائیں آنکھ سے کانا (بخاری: ۳۴۴۰، ۳۴۴۱)۔

(4)۔ دونوں کا علاقہ جدا جدا ہے

فَيَنْزِلُ عِندَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمِشْقَ بَيْنَ مَهْرُوذَتَيْنِ ،

Islam The World Religion

وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، اِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهٗ قَطَرَ، وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُوءِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهٗ، فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهٗ (مسلم: ۷۳۷۳، ترمذی: ۲۲۴۰، ابوداؤد: ۴۳۲۱، ابن ماجہ: ۴۰۷۵)۔

ترجمہ: حضرت عیسیٰ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے حلے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اس میں سے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس میں سے لعلوں جیسے موتی جھڑیں گے، جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی اس کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا، اور ان کی خوشبو انتہائے نظر تک پہنچے گی، وہ دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ بابِ لُدّ پر اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔

مگر امام مہدی رضی اللہ عنہ کا علاقہ یوں بیان ہوا ہے: عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَكُوْنُ اِخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ، فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا اِلٰى مَكَّةَ فَيَاْتِيْهِ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُوْنَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ اِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَاِذَا رَاَى النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهٗ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِمْ بَعْثًا، فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ، وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْاِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِي الْاَرْضِ، فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِيْنَ، ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ (ابوداؤد: ۴۲۸۶)۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک خلیفہ کی موت پر اختلاف ہوگا۔ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی بھاگ کر مکہ چلا جائے گا۔ اہل مکہ میں سے لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ اسے باہر نکالیں گے حالانکہ وہ نہیں چاہے گا۔ وہ اس کے ہاتھ پر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ شام سے ایک دستہ اس کے مقابلے کے لیے بھیجا جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب

Islam The World Religion

لوگ یہ منظر دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے سرکردہ لوگ اس کے پاس آ کر اس کی بیعت کریں گے، پھر قریش میں سے ایک آدمی کھڑا ہوگا۔ اس کے ننہال بنوکلب ہوں گے وہ ان کی طرف فوج بھیجے گا وہ اس فوج پر غالب آ جائیں گے۔ یہ بنی کلب کا لشکر ہوگا۔ وہ لوگوں میں ان کے نبی کی سنت کے مطابق احکام نافذ کرے گا۔ اسلام زمین پر چھا جائے گا۔ وہ سات سال تک رہے گا۔ پھر وفات پائے گا اور مسلمان اس پر جنازہ پڑھیں گے۔

(5)۔ دونوں کا زمانہ جدا جدا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: كَيْفَ تَهْلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ وَ اَنَا اَوَّلُهَا وَمَهْدِيُّ وَ سْطُهَا وَ عِيْسٰى آخِرُهَا (رواہ رزین کما فی المشکوٰۃ صفحہ ۵۸۳، ابن عساکر: ۴۷/۵۲۱، ۵۲۲، المصنف لابن ابی شیبہ: ۸/۵۴۸)۔

ترجمہ: یہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے، جس میں پہلے میں ہوں، اور درمیان میں مہدی ہے اور آخر میں عیسیٰ ہے۔

(6)۔ دونوں کے کارنامے جدا جدا ہیں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (بخاری: 3449، مسلم: 392)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْمَهْدِيُّ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ الَّذِيْ يَؤُمُّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۶۷۹)۔

ترجمہ: مہدی اس امت میں سے ہوں گے اور وہی ہیں جو عیسیٰ بن مریم کی امامت کریں گے۔

دجال امام مہدی سے کنٹرول نہیں ہو رہا ہوگا، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ بابِ لُدّ پر اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ يُدْرِكُهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ (مسلم: ۳۷۳۷، ترمذی: ۲۲۴۰، ابوداؤد: ۴۳۲۱، ابن ماجہ: ۴۰۷۵)۔

Islam The World Religion

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا ، فَیُکَسِّرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَایَقْبَلَهٗ اَحَدٌ ، حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ وَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا (بخاری:۳۴۴۸،مسلم:۳۸۹،ترمذی:۲۲۳۳)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوگا، فیصلے کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کر دے گا۔ جنگ بند کر دے گا اور مال کو بہادے گا حتیٰ کہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کریگا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: کوئی ایسا اہل کتاب نہیں جو اس پر اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

(7)۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ شریف جائیں گے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ لَیُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْیَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَآءِ حَاجًّا اَوْمُعْتَمِرًا اَوْلَیَثْنِیَنَّهُمَا (مسلم:۳۰۳۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ابن مریم روحا کے راستے پر ضرور بہ ضرور حج یا عمرہ کے لیے یا دونوں کے لیے آئے ہوئے کلمہ توحید بلند کریں گے۔

لَیَهْبِطَنَّ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا وَاِمَامًا مُقْسِطًا وَلَیَسْلُکَنَّ فَجًّا حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَو بِنِیَّتِهِمَا وَلَیَأْتِیَنَّ قَبْرِی حَتّٰی یُسَلِّمَ عَلَیَّ وَلَاَرُدَّنَّ عَلَیْهِ ، یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ اَیْ بَنِی اَخِی اِنْ رَأَیْتُمُوْهُ فَقُوْلُوا اَبُوْهُرَیْرَةَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ (مستدرک حاکم:۴۲۱۴)۔

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے، حاکم، عادل، امام اور منصف ہوں گے اور حج یا

Islam The World Religion

عمرہ کے لیے یا دونوں کی نیت کر کے سفر کریں گے اور میری قبر پر ضرور آئیں گے حتیٰ کہ مجھے سلام کہیں گے اور میں ضرور بر ضرور انہیں جواب دوں گا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! اگر تم انہیں دیکھو تو کہنا ابو ہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

مرزا قادیانی نے حج بھی نہیں کیا، عمرہ بھی نہیں کیا اور مدینہ منورہ بھی نہ جا سکا۔ بلکہ یہ نشانی دجال کی ہے کہ وہ مکہ مدینہ نہیں جا سکے گا غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا (مسلم: ۷۳۸۶، ابوداؤد: ۴۳۲۶، ترمذی: ۲۲۵۳، ابن ماجہ: ۴۰۷۴)۔

(8)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرٰةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ، وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ، قَالَ اَبُو مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ (ترمذی: 3617، مجمع الزوائد: 13792 وزاد عن ابن سلام: فیکون قبرہ رابعاً)۔ وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ حسنٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کی صفت تورات میں لکھی ہوئی ہے اور یہ کہ عیسیٰ بن مریم ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابو مودود کہتے ہیں کہ روضہ انور میں ایک قبر کی جگہ ابھی باقی ہے۔

يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِيْ، فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ مِنْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ (الوفا ۲/ ۸۱۴)۔

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے، پھر نکاح کریں گے، ان کی اولاد ہوگی، پنتالیس سال دنیا میں رہیں گے، پھر فوت ہوں گے، میرے ساتھ میرے روضے میں دفن ہوں گے، میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی مقبرے میں سے ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 182،181،180)

Islam The World Religion

نواں باب:

عظمتِ صحابہ واہلِ بیت

Islam The World Religion

پہلا خطاب: صراطِ مستقیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾ (الفاتحہ:5 تا7)۔

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ پر چلا، ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا، ان کی راہ نہ ہو جن پر غضب ہوا اور نہ ان کی راہ ہو جو گمراہ تھے۔

اس آیت کی روشنی میں ہماری گفتگو چار حصوں پر مشتمل ہوگی:

(1)۔صراطِ مستقیم کیا ہے؟

عَنۡ عَاصِمٍ عَنۡ أَبِي الۡعَالِيَةَ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُمَا، فِي قَوۡلِهٖ تَعَالٰى {اَلصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيمَ} قَالَ: هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَاحِبَاهُ قَالَ: فَذَكَرۡنَا ذٰلِكَ لِلۡحَسَنِ فَقَالَ: صَدَقَ وَاللهِ وَنَصَحَ وَاللهِ هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكۡرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُمَا (مستدرک حاکم:3075)۔صَحِيۡح وَافَقَهُ الذَّهۡبِيُّ

ترجمہ: حضرت عاصم نے حضرت ابو العالیہ سے اور انہوں نے سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اَلصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ" کی تفسیر میں فرمایا کہ: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دونوں یار (ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں، حضرت عاصم تابعی فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ بات حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم انہوں نے سچ فرمایا اور بڑی بھلائی کی بات فرمائی، اللہ کی قسم صراطِ مستقیم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر و عمر ہیں۔

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ مَن كَانَ مُسۡتَنًّا فَلۡيَسۡتَنَّ بِمَنۡ قَدۡ مَاتَ فَإِنَّ الۡحَيَّ لَا تُؤۡمَنُ عَلَيۡهِ الۡفِتۡنَةُ أُولٰئِكَ أَصۡحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا أَفۡضَلَ هٰذِهِ الۡأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوۡبًا، وَأَعۡمَقَهَا عِلۡمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، اِخۡتَارَهُمُ اللهُ لِصُحۡبَةِ

Islam The World Religion

نَبِيِّهٖ ، وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ ، فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ ، وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى آثَرِهِمْ ،وَ تَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ ، وَسِيَرِهِمْ ، فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ (شرح السنۃ للبغوی:104،مشکوٰۃ المصابیح:193وعزاہ الی رزین)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: جو پیروی کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے ان کے طریقے پر چلے جو فوت ہو چکے ہیں۔ بے شک زندہ آدمی فتنوں سے محفوظ نہیں ہوتا۔ وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں جو اس امت میں سب سے افضل تھے، ان کے دل سب سے نیک تھے، علمی طور پر سب سے گہرے تھے، تکلف میں سب سے کم تھے، اللہ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ ان کے فضائل کو پہچانو، قدم بہ قدم ان کی پیروی کرو۔ جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق اور طریقے سے سبق حاصل کرو۔ وہی لوگ سیدھی ہدایت پر تھے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطّاً ، ثُمَّ قَالَ : هٰذَا سَبِيْلُ اللهِ ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ وَقَرَأَ : اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الآية (مسند احمد : 4142، 4437 ،سنن الدارمی:208، وَرَوٰى مِثْلَهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ برقم:11)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے زمین پر خط کھینچا۔ پھر فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں بہت سے خط کھینچے اور فرمایا یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اس راستے کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو''۔

(2)۔انعام یافتہ لوگ کون کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ، وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء:69)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: اور جولوگ خدااوراس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدانے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

ان سب کا سردار اور قطب کون کون؟

حضرت شیخ خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کے قطبِ مدار ہیں، صدیقین کے قطبِ مدار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، شہداء کے قطبِ مدار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، ولایت کے قطبِ مدار سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہادت اور ولایت دونوں سے حصہ ملا ہے، اور عارفین کے نزدیک آپ کے ذوالنورین ہونے کا یہی مطلب ہے (روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۶۹)۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ، صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے الفاظ سے اجماعِ امت کی حجیت بھی ظاہر ہے۔لیکن ہر عالم ہدایت کا ستارہ نہیں بلکہ جمہور اور اجماع کا اعتبار ہوگا۔اسی لیے طبقہِ علماء کی مجموعی طور پر مخالفت کرنے والا پورے دین کا دشمن ہوتا ہے؟

اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:115)۔

ترجمہ: اور جو شخص اپنے لیے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے، اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی دوسرے راستے کی پیروی کرے، اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کردیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے، اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

(3)۔مغضوب علیہم اور ضالین کون ہیں؟

مغضوب علیہم سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں (ترمذی:2954)۔ یہ دونوں غالی ہیں اور ان کے درمیان میں اسلام ہے۔اسی طرح روافض اور خوارج کے درمیان صراطِ مستقیم پر اہلِ سنت گامزن ہیں۔

Islam The World Religion

اہل سنت کی پہچان اور علامت اس طرح بیان فرمائی ہے کہ: مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ تُفَضِّلَ الشَّيْخَيْنِ وَ تُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ یعنی اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ تم ابوبکر و عمر کو افضل مانو اور عثمان و علی سے محبت کرو (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔

سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو شیخین کہا جاتا ہے اور سیدنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو ختنین کہا جاتا ہے۔ افضلیتِ شیخین کا منکر رافضی ہے اور اہلِ سنت سے خارج ہے، اسی طرح محبتِ ختنین کا منکر خارجی ہے اور یہ بھی اہلِ سنت سے خارج ہے۔ دو شیخین اور دو ختنین مل کر اہلِ سنت کی پہچان چار یار بنتے ہیں، اور اہلِ سنت چار یار کا نعرہ اسی لیے لگاتے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: ثانی اثنین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذۡ اَخۡرَجَہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡہَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا السُّفۡلٰی ؕ وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ہِیَ الۡعُلۡیَا ؕ وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۴۰﴾ (التوبۃ:40)۔

ترجمہ: اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے وطن کیا اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے فرمارہے تھے غمگین نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے ان پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد فرمائی جنہیں تم نے نہ دیکھا اور کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور اللہ کا کلمہ ہی اونچا ہے اور اللہ بڑے غلبے والا، بڑی حکمت والا ہے۔

اس آیت کے سات اجزاء ہیں۔ ہر حصے کی تفصیل سنیے!

(1)۔اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہُ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اِنَّ اللّٰہَ ذَمَّ النَّاسَ کُلَّھُمۡ وَمَدَحَ اَبَا بَکۡرٍ فَقَالَ اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ یعنی اللہ تعالیٰ نے اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ کے الفاظ میں تمام لوگوں کی مذمت کی ہے اور ابوبکر کی مدح کی ہے (ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۲۹۱، درِمنثور ۳/۴۵۵، روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)۔ یہی بات حضرت سیدنا حسن بصری قدس سرہ العزیز بھی فرماتے ہیں: عَاتَبَ اللّٰہُ جَمِیۡعَ اَھۡلِ الۡاَرۡضِ غَیۡرَ اَبِیۡ بَکۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ (نوادر الاصول:۱۰۷۶، درِمنثور ۳/۴۵۶، روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)۔ یہی بات امام شعبی تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے: عَاتَبَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَھۡلَ الۡاَرۡضِ جَمِیۡعاً فِیۡ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃِ غَیۡرَ اَبِیۡ بَکۡرٍ الصِّدِّیۡقِ یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام اہلِ زمین کو ڈانٹا ہے سوائے ابوبکر صدیق کے

Islam The World Religion

(بغوی جلد2 صفحہ 282)۔

(2)۔إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اِسْنَادُ الْاِخْرَاجِ اِلَيْهِمْ اِسْنَادٌ اِلَى السَّبَبِ الْبَعِيْدِ الخ (روح المعانی جلد10 صفحہ 325)۔

ترجمہ: نکالنے کو کافروں کی طرف منسوب کرنا، سببِ بعید کی طرف منسوب کرنا ہے، کافروں کے پیدا کردہ حالات کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی تھی۔

یہی بات امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھی ہے کہ: وَهُوَ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ فَارًّا، لٰكِنْ بِالْجَاءِهِمْ اِلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى فَعَلَهٗ فَنَسَبَ الْفِعْلَ اِلَيْهِمْ وَ رَتَّبَ الْحُكْمَ فِيْهِ عَلَيْهِمْ (قرطبی 8/131)۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اللہ کے حکم سے نکلے تھے، لیکن چونکہ کافر اس کا سبب بنے تھے اس لیے اس نکالنے کو ان کی طرف منسوب کیا اور اس بارے میں ان پر حکم مرتب فرمایا۔

(3)۔ثَانِيَ اثْنَيْنِ

هُوَ مَنْصُوْبٌ عَلَى الْحَالِ یعنی ثانی کے لفظ پر زبر اس لیے ہے کہ یہ إِذْ أَخْرَجَهُ میں استعمال ہونے والی ہٗ کی ضمیر کا حال ہے (قرطبی جلد 8 صفحہ 131)۔ دیگر مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِهٖ ﷺ (روح المعانی جلد10 صفحہ 325)۔

ان دو میں سے پہلا کسے کہا گیا ہے اور دوسرا کسے؟ دونوں صورتوں میں صدیق اکبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی کہا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فوراً نیچے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثانی کہا جائے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فوراً اوپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس حقیقت کو مفسرین نے اپنے اپنے انداز میں بیان فرمایا ہے۔

هُوَ اَحَدُ الْاِثْنَيْنِ، وَ الْاِثْنَانِ اَحَدُهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (البغوی 2/282)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: صدیق اکبر دو میں سے ایک ضرور ہیں، وہ دو ہستیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

تَحْقِيْقُ الْقَوْلِ اَنَّهٗ اِذَا حَضَرَ اِثْنَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَكُوْنُ ثَانِياً فِيْ ذَيْنِكَ الْاِثْنَيْنِ لِلْآخَرِ (تفسیر کبیر 6/49)۔

ترجمہ: تحقیقی بات یہ ہے کہ جب دو ہستیاں اکٹھی ہوں تو ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا ثانی ہوتا ہے۔ اَیُّ اَحَدُ اِثْنَيْنِ (قرطبی جلد 8 صفحہ 131)۔

اَیُّ اَحَدُ اِثْنَيْنِ مِنْ غَيْرِ اِعْتِبَارِ كَوْنِهٖ ﷺ ثَانِيًا ... فَلَا حَاجَةَ اِلٰى تَكَلُّفِ تَوْجِيْهِ كَوْنِهٖ ﷺ ثَانِيَهُمَا كَمَا فَعَلَ بَعْضُهُمْ (روح المعانی 10/325، 326)۔

ترجمہ: ان دو میں سے کوئی ایک مراد ہیں، لہٰذا اس تکلف کی ضرورت ہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی ثانی ثابت کیا جائے، جیسا کہ بعض مفسرین نے اس پر اپنا زور لگایا ہے۔

وَلَمْ يُخَالِفْ فِيْ ذٰلِكَ اَحَدٌ حَتَّى الشِّيْعَةَ فِيْمَا اَعْلَمُ (روح المعانی جلد 10 صفحہ 328)۔

ترجمہ: اس موقع پر ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور دوسرے ابو بکر صدیق، اس بارے میں کسی ایک عالم نے بھی اختلاف نہیں کیا، حتیٰ کہ میرے علم کے مطابق کسی شیعہ نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

چنانچہ تفسیر قمی میں لکھا ہے کہ: رسول اللہ جب غار میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں سے فرمایا: گویا میں جعفر کی کشتی دیکھ رہا ہوں، وہ اس کے ساتھیوں سمیت سمندر میں کھڑی ہے۔ اور انصار کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے گھروں کے صحن میں بیٹھے ہیں۔ تو فلاں نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ فلاں نے کہا: مجھے بھی دکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، تو اس نے بھی سب کچھ دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم صدیق ہو (تفسیر قمی صفحہ 267)۔

(4)۔ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

اِذْ هُمَا کا لفظ اِذْ اَخْرَجَهٗ کا بدل ہے۔ اب ہمیں یہ طے کرنے کی کوئی ضرورت ہی

Islam The World Religion

نہیں رہتی کہ پہلا کون ہے اور ثانی کون ہے، اور هُمَا کی ضمیر میں صدیق کے اپنے حبیب میں فنا ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

(5)۔إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ

فَمَنْ اَنْكَرَ صُحْبَةَ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فَهُوَ كَذَّابٌ مُبْتَدِعٌ وَ مَنْ اَنْكَرَ اَنَّ يَّكُوْنَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ كَافِرٌ لِاَنَّهٗ رَدَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ (تفسیر قرطبی جلد 8 صفحہ 133، تفسیر بغوی جلد 2 صفحہ 283، تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 288، تفسیر روح المعانی 10/334)۔

ترجمہ: جس نے کسی بھی صحابی کی صحابیت کا انکار کیا وہ بدعتی ہے اور جھوٹا، کذاب ہے، لیکن جس نے ابوبکر صدیق کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہے، اس لیے کہ اس نے قرآن کی اس آیت إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ کا انکار کیا۔

وَ فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يُفَارِقِ النَّبِيَّ ﷺ قَطُّ وَاِنَّ كُلَّ مَنْ سِوَا اَبِيْ بَكْرٍ فَارَقُوْا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 5)۔

ترجمہ: اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہیں ہوئے تھے، آپ کے علاوہ ہر صحابی کسی نہ کسی موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوا ہے۔

وَلِذَا قَالَ الْحَبِيْبُ ﷺ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِيْ صَاحِبِيْ یعنی اسی لیے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: کیا تم میرے یار کو میری خاطر رہنے دو گے؟ (بخاری: 3661)۔

(6)۔ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا

اس قسم کے الفاظ قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بھی آئے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ڈر اور حزن اللہ کے پیاروں پر آیا کرتا ہے، یہ صرف صدیق اکبر پر نہیں آیا تھا۔ قرآنی آیات سنیے!

حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا

امۡرَأَتَكَ كَانَتۡ مِنَ الۡغَابِرِينَ (العنکبوت:33)۔

ترجمہ: اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو لوط کو ان کا آنا ناگوار ہوا اور ان کے باعث ان کا دل تنگ ہوا اور فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کریں اور نہ غمگین ہوں، ہم آپ کو اور آپکے گھر والوں کو بچالیں گے، سوائے آپ کی زوجہ کے جو باقی رہ جانے والوں میں سے ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یوں حوصلہ دیا کہ: وَلَا يَحۡزُنۡكَ قَوۡلُهُمۡ إِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الۡعَلِيمُ (یونس:65)۔

ترجمہ: اور ان کی باتیں آپ کو غم میں نہ ڈالیں۔ بے شک ساری عزت اللہ کے لیے ہے، وہی بہت سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: لَا يَحۡزُنۡكَ قَوۡلُهُمۡ، اور حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر سے فرمایا: لَا تَحۡزَنۡ، یہاں سے مفسرین نے یہ نکتہ سمجھا ہے کہ: اَلصِّدِّيۡقُ عِنۡدَهٗ عَلَيۡهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِمَنۡزِلَتِهٖ عِنۡدَ رَبِّهٖ جَلَّ شَانُهٗ، فَهُوَ حَبِيۡبُ حَبِيۡبِ اللّٰهِ تَعَالٰى (روح المعانی جلد10 صفحہ 337)۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاصل ہے۔

حزن کا لفظ ماضی کے غم اور مستقبل کے رنج دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا کہ: إِنِّي لَيَحۡزُنُنِي أَنۡ تَذۡهَبُوا بِهٖ وَأَخَافُ أَنۡ يَأۡكُلَهُ الذِّئۡبُ وَأَنۡتُمۡ عَنۡهُ غَافِلُونَ یعنی مجھے یہ بات رنجیدہ کرتی ہے کہ تم یوسف کو لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اس سے غافل رہ جاؤ (یوسف:13)۔ اس آیت میں حزن کا لفظ صریحاً آئندہ ہونے والے رنج کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

لَا تَحۡزَنۡ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے: دیکھیے! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا: اللہ کی قسم اپنے لیے نہیں آپ کی خاطر رو رہا ہوں وَاللّٰهِ مَا عَلٰى نَفۡسِي أَبۡكِي، وَلٰكِنۡ أَبۡكِي عَلَيۡكَ (مسند احمد:3)۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعِي نہیں فرمایا، إِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ بھی نہیں فرمایا، بلکہ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فرمایا،

Iran The World Religion

اللہ ہمارے ساتھ ہے۔واضح ہوگیا کہ صدیق کوصرف اپنی ذات کے لیے ڈرنہیں تھااور نبی کریم ﷺ اپنی ذات یا صرف صدیق کی ذات کی بات نہیں کررہے تھے بلکہ مَعَنَا کے لفظ سے معترضین کی تمام شرانگیزیوں کا سدباب کردیا۔

(7)۔فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سکینہ اسی پر نازل ہوا تھا جس نے حزن محسوس کیا تھااوروہ ابوبکرصدیق تھے، نبی کریم ﷺ تو پہلے ہی سکون میں تھے(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ52)۔

وَهُوَ الْاَقْوٰى لِاَنَّهٗ خَافَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (قرطبی/1358)۔

ترجمہ: اور یہ بات مضبوط ترین ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کی وجہ سے وہی حزن میں آئے تھے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ ،فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ مِنْ قَبْلُ (دلائل النبوۃ للبیہقی:778،البغوی2/286)۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ سکینہ ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ پر نازل ہوا تھا، نبی کریم ﷺ پر تو پہلے ہی سکینہ موجود تھا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: قرآن اور صحابہ کرام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ (التوبۃ:100)۔

ترجمہ: اور سبقت لے جانے والے پہلے لوگ جو مہاجرین اور انصار ہیں اور جن لوگوں نے اچھے طریقے سے اِن کی تابعداری کی، اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

صحابہ کرام وہ ہستیاں ہیں جو قرآن کے نزول کے عینی شاہد ہیں اور قرآن کے نزول کے پس منظر میں بہت سے صحابہ کے مجموعی اور ذاتی واقعات کارفرما ہیں۔ انہی صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ نے براہِ راست حکم دیا تھا کہ: بَلِّغُوۡا عَنِّيۡ وَلَوۡ آيَةً یعنی مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو آگے پہنچادو (بخاری:3461)۔

صحابہ کرام نے قرآن کی خدمت کیسے انجام دی۔ آج ہم اس کی مختصر سی جھلک دیکھیں گے۔

(1)۔ سیدنا صدیقِ اکبر اور قرآن

نبی کریم ﷺ کے بعد جب جنگِ یمامہ میں بہت سے قاری شہید ہو گئے تو سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق نے قرآن مجید کو ایک نسخے میں جمع فرمایا (بخاری:4986)۔

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اِنَّ اَعۡظَمَ النَّاسِ اَجۡرًا فِي الۡمَصَاحِفِ اَبُوۡ بَكۡرِ الصِّدِّيۡقُ كَانَ اَوَّلَ مَنۡ جَمَعَ الۡقُرۡآنَ بَيۡنَ الۡلَوۡحَيۡنِ (فضائل الصحابہ:۵۱۳، ۵۱۴)۔

ترجمہ: بے شک تمام لوگوں میں مصاحف کے معاملے میں سب سے زیادہ اجر پانے والے ابوبکر صدیق ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو لوحوں کے درمیان جمع کیا۔

جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو بعض صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کے وصال کا یقین نہیں آرہا تھا، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال لی اور کہا: جس نے کہا کہ نبی

Iman The World Religion

کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ ایسے حالات میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (آلِ عمران:144)۔

ترجمہ: محمد (دوسرے رسولوں کی طرح) رسول ہی ہیں، آپ سے پہلے بھی تو رسول گزر چکے ہیں، کیا اگر یہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا اور اللہ جلد ہی شکر کرنے والوں کو جزائے خیر دے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت کے عینی شاہد ہیں، وہ پورا منظر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ، لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهَا حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ اِلَّا يَتْلُوْهَا (بخاری: 1241، 1242)۔

ترجمہ: اللہ کی قسم ایسے لگتا تھا کہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس آیت کو اللہ نے (کس مقصد کے لیے) اتارا تھا حتیٰ کہ ابوبکر نے اسے (اس موقع پر) پڑھا۔ لوگوں نے اسے ابوبکر سے سمجھا۔ پھر ہر شخص یہی آیت تلاوت کرتا ہوا سنا گیا۔

اس واقعہ کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق اس امت میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ جب مرتدین نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو صدیق اکبر نے ان کے خلاف قرآن کی آیت: اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ سے استدلال کرتے ہوئے جہاد فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَ اللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ (بخاری: 1399، مسلم: 124)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: اللہ کی قسم میں اس سے ضرور جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا، بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم انہوں نے اگر ایک بکری کا بچہ بھی ادا نہ کیا جسے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے تو اس عدم ادائیگی پر میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم یہ محض اس لیے تھا کہ ابوبکر کا سینہ اللہ نے کھول دیا تھا، پھر مجھے بھی سمجھ آ گئی کہ یہ حق تھا۔

دنیائے اسلام کی سب سے پہلی مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مکہ شریف میں اپنے گھر کے اندر بنائی تھی، جس کا ذکر بخاری شریف میں موجود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مسجد میں بیٹھ کر اونچی آواز سے قرآن شریف پڑھتے تھے۔ جب آپ قرآن شریف پڑھتے تھے تو کافروں کی عورتیں اور بچے ایسی کشش محسوس کرتے تھے کہ سیدنا صدیق اکبر کے اوپر آ کر گرتے تھے، بخاری شریف کے اصل الفاظ اس طرح ہیں: فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ (بخاری:2297، 3905)۔

اب بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ: صدیق سا کوئی قاری قرآن نہ ملے گا۔

(2)۔ سیدنا عمر فاروق اور قرآن

جنگِ یمامہ میں قاریوں کی شہادت کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہی صدیق اکبر کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا تھا (بخاری:4986)۔

سیدنا عمر فاروق نے صرف سورۃ بقرۃ پر اتنا غور کیا کہ آٹھ سال کے عرصہ میں اس کا مطالعہ اور تفسیر مکمل فرمائی۔ سورۃ بقرۃ مکمل کرنے کے بعد اونٹ ذبح کر کے خیرات کی۔

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم کے سامنے جب کوئی قرآن کی آیت پڑھتا تو آپ کتنے ہی جلال میں ہوتے، پھر بھی ادھر ہی رک جاتے اور قرآن کے سامنے خاموش ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے کسی دیہاتی پر جلال فرمایا۔ پاس سے کسی آدمی نے قرآن کی آیت پڑھ دی: {خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ} [الأعراف: 199]، وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، وَاللهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ (بخاری:7286)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: معافی دینا عادت بنایئے، نیکی کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے منہ موڑ لیجیے۔اے امیر المومنین یہ ناسمجھ آدمی ہے۔اللہ کی قسم جب عمر فاروق نے اس آیت کی تلاوت سنی تو ادھر ہی تھم گئے،اور آپ کی عادت تھی کہ اللہ کی کتاب کے سامنے سرخم کر دیتے تھے۔

(3)۔سیدنا عثمان غنی اور قرآن

سیدنا صدیق اکبر کے بعد قرآن شریف کو ایک ہی قرات پر جمع کرنے کی ضرورت پڑی تو سیدنا عثمانِ غنی نے ایک ہی قرات پر قرآن شریف کے کئی نسخے تیار کرائے اور مختلف شہروں میں بھیجے۔اسی لحاظ سے سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو جامع قرآن کہا جاتا ہے،صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں: فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ یعنی بہت سے نسخے مرتب کیے (بخاری:4987)۔

آپ رضی اللہ عنہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے،فَقُتِلَ وَ هُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ(اسدالغابہ 3/451)۔

اکثر راوی فرماتے ہیں: جب سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو اس وقت بھی آپ قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے،قرآن شریف کی جس آیت پر آپ کے خون کے چھینٹے گرے تھے وہ آیت یہ ہے:فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ یعنی دشمنوں کے مقابلے پر تیرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے(الاستیعاب صفحہ 508)۔

(4)۔سیدنا علی المرتضیٰ اور قرآن

قرآن شریف کی آیات کی تفسیر میں آپ کے اقوال کثرت سے ملتے ہیں۔تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں بہت سے صحابہ اور تابعین کے تفسیری اقوال موجود ہیں۔ان میں آپ رضی اللہ عنہ کے اقوال مبارکہ بھی بڑی تعداد میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں مجھ سے پوچھ لو،اللہ کی قسم جس چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کرو گے میں جواب دوں گا۔مجھ سے اللہ کی کتاب کے بارے میں سوال کرلو،اللہ کی قسم کوئی آیت ایسی نہیں جسکے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ رات کو نازل ہوئی تھی یا دن میں،یا میدان میں نازل ہوئی

Islam The World Religion

تھی یا پہاڑ میں: فَوَاللّٰہِ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ، إِلَّا أَخْبَرْتُکُمْ (الاستیعاب صفحہ 534)۔

(5)۔سیدنا عبداللہ بن مسعود اور قرآن

حضرت عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن مسعود سے فرمایا کہ قرآن پڑھ۔ انہوں نے عرض کیا میں (آپکے سامنے) پڑھوں؟ جب کہ نازل آپ پر ہوا ہے۔فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی دوسرے سے سنوں۔انہوں نے سورۃ النسآء پڑھنا شروع کردی۔حتیٰ کہ پڑھتے پڑھتے اس آیت تک پہنچ گئے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفسیر کرنے کو فرمایا۔ عبداللہ چپ ہوگئے۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا بولو۔انہوں نے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود پڑھا اور حق کی گواہی دی اور کہا کہ ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ میں تمہارے حق میں ہر اس بات پر راضی ہوں جس پر اللہ اور اس کا رسول راضی ہوں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو میں تمہارے حق میں ہر اس بات پر راضی ہوں جس پر عبداللہ بن مسعود راضی ہے (مستدرکِ حاکم:5474، بخاری:4582، مسلم:1867)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ مَا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ سُوْرَۃٌ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ حَیْثُ نَزَلَتْ وَمَا مِنْ اٰیَۃٍ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِیْمَا اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا ھُوَ اَعْلَمُ بِکِتَابِ اللّٰہِ مِنِّیْ تَبْلُغُہُ الْاِبِلُ لَرَکِبْتُ اِلَیْہِ (بخاری: 5002، مسلم:6333)۔صحیح

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے سواء کوئی معبود نہیں۔اللہ کی کتاب میں کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ کہاں نازل ہوئی اور کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔اور اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ وہ فلاں آدمی کتابُ اللہ کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور میرا اونٹ اس تک پہنچ سکتا ہے تو میں اس کی طرف اپنا اونٹ ضرور دوڑا دوں گا۔

Islam The World Religion

آپ کے بھی تفسیری اقوال تفسیر کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔

(6)۔سیدنا اُبی بن کعب اور قرآن

حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے اَقْرَءُهُمْ اُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ (ترمذی:3790)۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ یعنی اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں (بخاری :4960)۔حضرت اُبی نے عرض کیا یارسول اللہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: ہاں اللہ نے تیرا نام لیا ہے۔حضرت اُبی بن کعب خوشی سے رونے لگے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت سورت البینہ کی آیات تلاوت فرمائی تھیں: لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اِسْتَقْرِؤُا الْقُرْاٰنَ مِن اَرْبَعَةٍ چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم رضی اللہ عنہم (بخاری: ۳۷۵۸،مسلم:۶۳۳۴)۔

(7)۔حضرت مُصعَب بن عمیر اور قرآن

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا: تو اپنے ہجرت فرمانے سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف کے لوگوں کی تعلیم کے لیے روانہ فرمایا۔حضرت مصعب پورے مدینہ کے استاد ہیں، انہیں وہاں پر استاد صاحب کہا جاتا تھا كَانَ مُصْعَبٌ يُسَمّٰى بِالْمَدِيْنَةِ الْمُقْرِءَ (دلائل النبوۃ للبیہقی :739)۔

(8)۔سیدنا عبداللہ بن عباس اور قرآن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دی تھی کہ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ یعنی اے اللہ اسے قرآن کا علم سکھا (بخاری:75)۔

Islam The World Religion

انہی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نِعْمَ تَرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنی ابن عباس قرآن کا بہترین ترجمان ہے (مستدرکِ حاکم: 6401)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر مجھے غزوہِ بدر کے بزرگوں کے ساتھ علمی مذاکرات میں شامل کرتے تھے تو ان میں سے بعض نے کہا: آپ اس لڑکے کو ہمارے ساتھ کیوں شامل کرتے ہیں؟ حالانکہ اس جیسے تو ہمارے بیٹے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا یہ انہی میں سے ہے جن کو آپ لوگ جانتے ہیں۔ پھر ایک دن حضرت عمر نے ان کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: میں اس وقت یہی خیال کر رہا تھا کہ آپ نے مجھے میری علمیت کے اظہار کے لیے بلایا ہے۔ پھر حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ آپ اس آیت کی تفسیر میں کیا کہتے ہیں؟ جب اللہ کی مدد اور اس کی فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو دیکھ لیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہوں (النصر: ۱، ۲) حتیٰ کہ حضرت عمر نے سورۃ مکمل پڑھی۔ ان بزرگوں میں سے کسی نے کہا ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب ہماری مدد کی جائے اور ہم کو فتح عطاء کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے استغفار کریں۔ اور کسی نے کہا ہم نہیں جانتے۔ اور کسی نے کچھ بھی نہیں کہا۔ پھر حضرت عمر نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات بیان کی گئی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے کہ: جب آپ کے پاس اللہ کی مدد اور اس کی فتح آ جائے (النصر: ۱) اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے تو یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھیں اور اس سے استغفار کریں، بے شک وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے (النصر: ۳)، حضرت عمر نے کہا: میں اس آیت کی تفسیر میں یہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَم (بخاری: 3627)۔

(9)۔ کاتبینِ وحی اور قرآن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کی کتابت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تیس سے زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جو وحی کے کاتب تھے ان جیسا ماہر قرآن کون ہو سکتا ہے، ان صحابہ

Islam The World Religion

کرام کی فہرست اس طرح ہے: چار خلفائے راشدین، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت امیر معاویہ اور دیگر رضی اللہ عنہم (سیرتِ حلبیہ 3/567، تحقیق الحق صفحہ 159)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۸۲ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: سب کچھ قربان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلنَّبِیُّ أَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ أَنۡفُسِهِمۡ وَأَزۡوَاجُهٗ أُمَّهَاتُهُمۡ یعنی نبی ایمان والوں کی جانوں سے زیادہ انکے حقدار ہیں اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں (الاحزاب:6)۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر مومن کی جان سے بھی اولیٰ کہا گیا ہے۔ مولیٰ کا معنی ہے دوست اور محبوب، مگر مولیٰ سے بھی بڑھ کر اولیٰ ہوتا ہے، اولیٰ کا معنی ہے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ حقدار۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سب کچھ اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیا، ان قربانیوں کی تفصیل سنیے!

(1)۔نماز قربان

(1)۔عَنۡ أَبِی سَعِیۡدِ بۡنِ الۡمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ، قَالَ: کُنۡتُ أُصَلِّی فَمَرَّ بِیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیۡ، فَلَمۡ آتِهٖ حَتّٰی صَلَّیۡتُ ثُمَّ أَتَیۡتُهٗ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنۡ تَأۡتِیَ؟ أَلَمۡ یَقُلِ اللّٰہُ:(یَا أَیُّهَا الَّذِیۡنَ آمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ إِذَا دَعَاکُمۡ) (الانفال:24) (بخاری:4647)۔

ترجمہ: حضرت ابی سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نماز پڑھ رہا تھا، پس میرے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے تو آپ نے مجھے بلایا، پس میں نے آپ کے پاس نہ آیا حتیٰ کہ میں نے نماز پڑھ لی، پھر میں آپ کے پاس آیا، پس آپ نے فرمایا: تمہیں میرے پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو، جب تمہیں رسول بلائیں (الانفال:24)۔

(2)۔عَنۡ أَسۡمَآءَ بِنۡتِ عُمَیۡسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُمَا مِنۡ طَرِیۡقَیۡنِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُوۡحٰی إِلَیۡهِ وَرَأۡسُهٗ فِیۡ حِجۡرِ عَلِیٍّ فَلَمۡ یُصَلِّ الۡعَصۡرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمۡسُ، فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ أَصَلَّیۡتَ یَا عَلِیُّ؟ قَالَ لَا، فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّهٗ کَانَ فِیۡ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوۡلِكَ فَارۡدُدۡ عَلَیۡهِ الشَّمۡسَ، قَالَتۡ أَسۡمَآءُ فَرَأَیۡتُهَا غَرَبَتۡ

Islam The World Religion

ثُمَّ رَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعدَ مَا غَرَبَتْ وَوَقَفَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَالْاَرضِ وَذٰلِكَ بِالصَّهْبَآءِ فِي خَيبَرَ (مشکل الآثار:1207، 1208، مجمع الزوائد:14097)۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے دو طرح سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: اے اللہ یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کے لیے سورج واپس کر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ڈوبا ہوا دیکھا تھا پھر دیکھا کہ غروب کے بعد طلوع ہو گیا ہے اور پہاڑوں اور زمین پر ٹھہر گیا ہے۔ یہ خیبر کے علاقے میں موضع صہباء کا واقعہ ہے۔

(2)۔روزہ قربان

(1)۔لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، إِلَّا بِإِذْنِهِ (ترمذی:782)۔

ترجمہ: کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر میں موجود ہوتے ہوئے رمضان کے علاوہ روزے نہ رکھے سوائے شوہر کی اجازت کے۔

(2)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كُنْتُ أَقْضِي مَا يَكُونُ عَلَيَّ مِنْ رَمَضَانَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ، حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ (ترمذی:783)۔

ترجمہ: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں رمضان کے روزے نسوانی مجبوری کی وجہ سے جب قضا کرتی تو شعبان کے مہینے میں کرتی تھی، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

(3)۔مال قربان

(1)۔عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اَن نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِندِي مَالًا، فَقُلْتُ الْيَومَ اَسْبُقُ اَبَابَكرٍ اِن سَبَقْتُهُ يَومًا، فَقَالَ

From The World Religion

فَجِئْتُ بِنِصفِ مَالِی، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا اَبْقَیْتَ لِاَهلِكَ ؟ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰی اَبُو بَكرٍ بِكُلِّ مَالٍ عِنْدَهٗ ، فَقَالَ یَا اَبَا بَكرٍ، مَا اَبقَیتَ لِاَهْلِكَ؟ فَقَالَ اَبقَیتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهٗ، قُلْتُ لَا اَسْبُقُهٗ اِلٰی شَیءٍ اَبَدًا (ابوداؤد:1678)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ان دنوں میرے پاس مال کافی تھا۔میں نے سوچا اگر میں ابوبکر سے آگے نکل سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا دن ہے۔فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لیکر حاضر ہوگیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا اسی کے برابر۔اور ابوبکر اپنا سارا مال لیکر آ گئے۔فرمایا: ابوبکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا میں ان کے لیے اللہ اور اسکا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں نے کہا میں کسی معاملے میں بھی ابوبکر سے آگے نہیں نکل سکتا۔

(2)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ : شَهِدْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ یَحُثُّ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ، ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَیْشِ ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ عَلَیَّ مِائَتَا بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَیْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللهِ! لِلهِ عَلَیَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ، فَاَنَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ یَقُوْلُ: مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ، مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ (ترمذی:3700،مستدرکِ حاکم:4610)۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا،اور آپ جیشِ عسرت کے لیے ترغیب دے رہے تھے،توعثمان بن عفان کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ سواونٹ اللہ کی راہ میں جھولوں اور ٹاٹوں سمیت میرے ذمے ہوئے ، پھر آپ نے لشکر کے متعلق ترغیب دی،توعثمان بن عفان کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ، دوسو اونٹ اللہ کی راہ میں جھولوں اور ٹاٹوں سمیت میرے ذمے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے متعلق

From The World Revision

ترغیب دی، تو عثمان کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ کی خاطر تین سو اونٹ جھولوں اور ٹاٹوں سمیت میرے ذمے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر سے اترتے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے: آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اسے گرفت نہیں، آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اسے گرفت نہیں۔

(4)۔طوافِ کعبہ قربان

لَمَّا اَذِنَتْ قُرَيْشٌ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ حِيْنَ وَجَّهَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ فِي الْقَضِيَّةِ ، اَبٰى وَ قَالَ مَا كُنْتُ لِاَ فْعَلَ حَتّٰى يَطُوفَ بِهٖ رَسُولُ اللهِ ﷺ (الشفاء جلد2 صفحہ 31)۔

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن قریش کی طرف بھیجا تو انہوں نے آپ کو طوافِ کعبہ کی اجازت دی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ کریں۔

(5)۔جان بھی قربان

(1)۔عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ، كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ: وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى القَوْمِ ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لاَ تُشْرِفْ، يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ القَوْمِ ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ القَوْمِ ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلاَثًا (بخاری:4064)۔

Islamic World Religion

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن جب مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر پسپا ہو گئے اور حضرت ابوطلحہ اپنی ڈھال کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ زبردست تیرانداز تھے، وہ بہت طاقت کے ساتھ کمان کو کھینچتے تھے، اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں اور جو شخص بھی ان کے پاس سے تیر کے ترکش لے کر گزرتا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سے فرماتے: یہ تیر ابوطلحہ کو دے دو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گردن اٹھا کر مشرکین کی طرف دیکھتے تو حضرت ابوطلحہ کہتے: آپ پر میرا باپ اور میری ماں قربان ہوں! آپ گردن نہ اٹھائیں، آپ کو مشرکین کے تیروں میں سے کوئی تیر نہ لگ جائے، میری گردن آپ کی گردن پر قربان اور میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم اپنے پائنچے اوپر اٹھائے ہوئے جا رہی تھیں اور ان کی پنڈلیوں کا زیور دکھائی دے رہا تھا، انہوں نے اپنی پیٹھوں کے اوپر مشکیں اٹھائی ہوئی تھیں، وہ (زخمی) صحابہ کے مونہوں میں پانی ڈال رہی تھیں، پھر واپس جاتیں، پس مشکوں کو بھرتیں، پھر آ کر (زخمی) صحابہ کے مونہوں میں پانی ڈالتیں اور حضرت ابوطلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گری تھی۔

(2)۔عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ ، قَالَ:خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالأُوْلٰى، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَرْعٰى بِذِي قَرَدَ ، قَالَ: فَلَقِيَنِي غُلاَمٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، فَقَالَ:أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، قُلْتُ:مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ، قَالَ:فَصَرَخْتُ ثَلاَثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهُ ، قَالَ فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لاَبَتَيِ الْمَدِينَةِ ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلٰى وَجْهِي حَتّٰى أَدْرَكْتُهُمْ ، وَقَدْ أَخَذُوا يَسْتَقُونَ مِنَ الْمَاءِ، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ بِنَبْلِي، وَكُنْتُ رَامِيًا ،وَأَقُولُ:

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعْ
وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعْ

وَأَرْتَجِزُ، حَتّٰى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ ، وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلاَثِينَ بُرْدَةً، قَالَ: وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ، فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ ، فَقَالَ: يَا ابْنَ

الأَكْوَعِ، مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ (بخاری:4194)۔

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اَکوَع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں پہلی اذان دی جانے سے پہلے نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں مقام ذی قرد میں چر رہی تھیں، پھر مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام ملا، سو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو لوٹ لیا گیا ہے، میں نے پوچھا: کس نے لوٹا ہے؟ تو اس نے کہا: غطفان نے، انہوں نے کہا: حضرت سلمہ نے کہا: پھر میں نے تین مرتبہ زور سے پکارا: یا صباحاہ! پس میں نے مدینہ کی وہ سیاہ پتھریلی زمینوں کی درمیان والوں تک اپنی آواز پہنچا دی، پھر میں اپنے منہ کی سیدھ میں دوڑا حتیٰ کہ ان تک پہنچ گیا، اس وقت وہ اونٹنیوں کو پانی پلا رہے تھے، پھر میں نے ان پر تیر مارنے شروع کر دیے، اور میں مشہور تیر مارنے والا تھا اور میں یہ شعر پڑھ رہا تھا:

میں ابن الاکوع ہوں، آج کا دن کمینوں کی بربادی کا دن ہے۔

میں اسی طرح رجز پڑھتا رہا حتیٰ کہ ان سے اونٹنیاں چھڑا لیں، اور ان کی تیس چادروں پر بھی قبضہ کر لیا، حضرت سلمہ نے بتایا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ بھی صحابہ کے ساتھ پہنچ گئے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے ان لوگوں کو پانی سے دور رکھا ہے اور یہ پیاسے ہیں، ابن الاکوع! جب تم نے ان پر قابو پا لیا ہے تو پھر نرمی اختیار کرو، حضرت سلمہ نے بتایا کہ پھر ہم واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا لیا حتیٰ کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔

(3)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ، وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ، قَالَ: بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ (بخاری:4092)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب ان کے ماموں حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو بیر معونہ کے دن نیزہ مارا گیا، تو انہوں نے اپنے خون کو اپنے چہرے اور سر پر انڈیل کر کہا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

(4)۔حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو جب اہل مکہ نے قتل کرنے کے لیے حرم

Islam The World Religion

شریف سے باہر نکالا تو ابوسفیان بن حرب نے ان سے کہا، اے زید میں تجھے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں، کیا تم اس وقت یہی نہیں چاہتے کہ تمہاری جگہ پر محمد ہوں اور تمہاری جگہ انہیں قتل کیا جائے اور تو اپنے گھر والوں میں خیریت سے موجود ہو؟ حضرت زید نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں چاہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر میں بیٹھے بٹھائے بھی کوئی کانٹا تک چبھے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ ابوسفیان نے کہا میں نے آج تک کسی انسان کو کسی دوسرے انسان سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی محمد کے اصحاب محمد سے محبت کرتے ہیں (الشفاء جلد 2 صفحہ 19)۔

(6)۔غیرت بھی قربان

بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ ، فَقُلْت: لِمَنْ هٰذَا ؟ قَالُوْا :هَذَا لِعُمَرَ ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا ، فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ قَالَ: أَوَعَلَيْكَ يَارَسُولَ اللهِ أَغَارُ ؟ (بخاری:5227)۔

ترجمہ: میں سویا ہوا تھا تو خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، وہاں محل کی ایک جانب ایک عورت وضو کر رہی تھی، میں نے اس سے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ (فرشتہ نے) کہا، یہ عمر کا محل ہے، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، تو میں پیچھے مڑ پڑا۔ تو حضرت عمر روئے اور وہ اس وقت اس مجلس میں تھے، پھر انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: شانِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ أَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (المجادلہ:12،13)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم رسول سے بات کرو تو اس کے دوران صدقہ پیش کر دیا کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور باطنی طہارت کا ذریعہ ہے، ہاں اگر تمہارے پاس نہ ہو تو اللہ معاف فرمانے والا مہربان ہے۔ کیا تم ڈر گئے ہو کہ اس کے دوران صدقے پیش کر دیا کرو؟ جب تم نہیں کر سکتے تو اللہ نے تم سے درگزر کیا، پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اللہ جانتا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔

اللہ کریم نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ اے ایمان والو جب رسولِ کریم ﷺ سے بات کرنا ہو تو پہلے کچھ نذرانہ پیش کر کے پھر بات کیا کرو۔ اس حکم پر صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہی عمل کیا تھا کہ اللہ کریم نے یہ حکم منسوخ فرما دیا۔ یہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ اس حکم پر صرف آپ ہی عمل کر سکے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً}(المجادلة: 12) قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ مَا تَرَى؟ دِينَارٌ؟ قُلْتُ: لَا يُطِيقُونَهُ، قَالَ: فَنِصْفُ دِينَارٍ؟، قُلْتُ: لَا يُطِيقُونَهُ ، قَالَ: فَكَمْ؟ قُلْتُ: شَعِيرَةٌ ، قَالَ: إِنَّكَ لَزَهِيدٌ ، قَالَ: فَنَزَلَتْ {أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ}الآيَةَ ، قَالَ: فَبِي خَفَّفَ اللهُ عَنْ هَذِهِ الأُمَّةِ (ترمذی:3300، مستدرک حاکم:3844)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً} نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آپ کا کیا مشورہ ہے، ایک دینار؟ میں نے عرض کیا: لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے، فرمایا: آدھا دینار؟ میں نے عرض کیا: لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے، فرمایا: پھر کتنا؟ میں نے عرض کیا ایک شعیرہ۔ فرمایا: آپ بہت تنگ دستی ظاہر کرتے ہو۔ اس وقت یہ اگلی آیت نازل ہوئی {أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ}۔ تو میری اس بات کی وجہ سے اللہ نے اس امت پر نرمی فرمائی۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ تُرْسِلُنِيْ وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّهٗ أَحْرٰى أَنْ يَّتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِياً، أَوْ: مَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَعْدُ (ابو داؤد: 3582، ترمذی: 1331، مسند احمد: 638، مستدرکِ حاکم: 4716)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں، میرے پاس فیصلے کا علم نہیں، تو فرمایا: اللہ تیرے قلب کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا، جب بھی دو فریقین تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ ہرگز نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو جیسا کہ پہلے کی بات سنی تھی، اس لیے کہ اسے اپنی بات بیان کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں مسلسل فیصلے دیتا رہا اور مجھے کبھی فیصلے میں شک نہیں ہوا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (مستدرکِ حاکم: 4714)۔ وَقَالَ صَحِيْحٌ، وسكت عنه الذهبي، لعله حسن

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَومَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهٗ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهٗ، فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَرجُونَ اَن يُّعْطَاهَا، فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ؟ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ، فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرِءَ، حَتّٰى كَاَن لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيْهِ، فَوَاللهِ لَاَن يَّهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيرٌ لَّكَ مِنْ اَن يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ (بخاری:2942، مسلم:6223)۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ: میں کل جھنڈا ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھوں سے اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ جب صبح کو اٹھے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس امید پر پہنچے کہ ہمیں جھنڈا عطا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ فرمایا انہیں بلاؤ۔ انہیں بلایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا، وہ ٹھیک ہو گئے جیسے انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرمادیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہمارے جیسے نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی معتدل رفتار سے چل پڑو حتیٰ کہ ان کی رہائش گاہوں کے وسط میں پہنچ جاؤ پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ جو کچھ اللہ کے حقوق میں سے ان پر واجب ہے۔ اللہ کی قسم اگر آپ کی وجہ سے اللہ نے ایک بندے کو بھی ہدایت دے دی تو وہ آپ کے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔

Islam The World Religion

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ : لَقَدْ اُعْطِیَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ لَاَنْ تَکُوْنَ لِیْ خَصْلَةٌ مِّنْهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْطِیَ حُمْرَ النَّعَمِ ، قِیْلَ : وَمَا هُنَّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؟ قَالَ : تَزَوُّجُهٗ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ، وَسُکْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ یَحِلُّ لَهٗ فِیْهِ مَا یَحِلُّ لَهٗ ، وَالرَّأْیَةُ یَوْمَ خَیْبَرَ (مستدرکِ حاکم:4690)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب کو تین شانیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے عطا ہوتی تو سرخ سونے سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہوتی، آپ سے پوچھا گیا اے امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا: فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی مسجد میں رہائش جس کی وجہ سے ان کے لیے اس میں حلال تھا جو کچھ بھی حلال تھا، اور خیبر کے دن کا جھنڈا۔

عثمان وعلی کی محبت

ختن کا معنی ہے داماد، ختنین کا معنی ہے دو داماد، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو ختنین کہا جاتا ہے۔ ان دونوں اللہ کے پیاروں کی اکٹھی شان یہ ہے کہ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کے داماد ہیں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ:

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَکَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاکَ یَسُوءُکَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِکَ، ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَکَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قَالَ: هُوَ ذَاکَ بَیْتُهُ، أَوْسَطُ بُیُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاکَ یَسُوءُکَ؟ قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِکَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَکَ (بخاری:3704)۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے شانِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ان کے نیک

Islam The World Religion

اعمال بیان کر کے فرمایا: یہ باتیں تجھے بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ پھر اس نے شانِ علی کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے ان کی بھی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا: وہ ایسے ہیں کہ ان کا گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے درمیان ہے اور فرمایا کہ یہ باتیں بھی تجھے بری لگی ہوں گی؟ جواب دیا ہاں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ جا دفع ہو اور میرا جو کرنا ہے کر لو۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ عَلِيٍّ اِلَى الْيَمَنِ فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً فَلَمَّا قُدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَنَقَصْتُهُ، فَجَعَلَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ: اَلَسْتُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (المصنف لابن ابی شیبہ 7/506)۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا، مجھے ان سے کسی معاملے میں شکایت ہوئی، جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا، تو فرمایا: کیا میں مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیارا نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ، فرمایا: جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے۔

حق چار یار

ایک حدیث میں ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دیہاتی سے اونٹ ادھار اخریدا۔ جب وہ دیہاتی واپس پلٹا تو اسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ملے، آپ نے اس آدمی سے پوچھا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو تمہیں تمہارا قرض کون دے گا؟ وہ واپس گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: میرے بعد ابو بکر صدیق سے لے لینا۔ وہ دیہاتی واپس پلٹا تو اسے دوبارہ حضرت علی المرتضیٰ ملے اور فرمایا جا کر پوچھو کہ اگر ابو بکر صدیق فوت ہو جائیں تو پھر قرض کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمر بن خطاب سے لے لینا۔ تیسری بار

Islam The World Religion

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جا کر پوچھو اگر عمر بن خطاب وفات پا جائیں تو پھر قرض کون ادا کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عثمان سے لے لینا۔ چوتھی بار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جا کر پوچھو یا رسول اللہ اگر عثمان فوت ہو جائیں تو پھر قرض کون ادا کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اس سے لے لینا جس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے (کتاب الفتن صفحہ 257 مصنفہ حافظ نعیم بن حماد بن معاویہ متوفی 229ھ)۔

ایک حدیث میں ہے کہ: حوضِ کوثر کے چاروں کونوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں یار ہوں گے۔ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ پہلے شیخین کی جوڑی کا ذکر فرمایا کہ: جس شخص کو ابوبکر سے بغض ہوگا اسے عمر پانی نہیں پلائیں گے اور جسے عمر سے بغض ہوگا اسے ابوبکر نہیں پلائیں گے۔ اب دوسری یعنی ختنین کی جوڑی کا ذکر فرمایا: جسے عثمان سے بغض ہوگا اسے علی نہیں پلائیں گے اور جسے علی سے بغض ہوگا اسے عثمان نہیں پلائیں گے (اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب صفحہ 88)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں

خوارج نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ برحق تسلیم نہیں کیا۔ اس کی وضاحت حدیث میں موجود ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَفِيْنَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا ، ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً ، وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً ، قَالَ سَعِيْدٌ قُلْتُ لِسَفِيْنَةَ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيْفَةٍ ، قَالَ: كَذَبَتْ اَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِيْ بَنِيْ مَرْوَانَ (ابو داؤد: 4646، ترمذی: 2226، مستدرک حاکم: 4755)۔

ترجمہ: حضرت سعید بن جمہان نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافت تیس سال ہوگی۔ پھر ملوکیت ہو جائے گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ

Islam The World Religion

فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی خلافت دو سال شمار کر۔ اور عمر کی خلافت دس سال اور عثمان کی خلافت بارہ سال اور علی کی خلافت چھ سال۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: کچھ لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا یہ بنی مروان کی بکواس ہے۔

اسی لیے بعض محدثین نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی خلافت کے برحق ہونے کا عنوان باندھا ہے۔ امام ابوبکر خلال علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب السنہ میں یہ عنوان قائم کیا ہے: خِلَافَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمِيْرِ الْمُومِنِيْنَ حَقٌّ حَقٌّ یعنی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خلافت حق ہے حق ہے (السنہ جلد 1 صفحہ 319)۔

اہل سنت و جماعت جب حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں تو ان کا مقصد خوارج کی تردید کرنا ہوتا ہے جو پہلے تین خلفاء کو برحق مانتے ہیں مگر چوتھے خلیفہ راشد کو برحق نہیں مانتے۔

اسی نکتے کے پیش نظر روافض کی کتاب مناقب آل ابی طالب میں لکھا ہے کہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَن لَّمْ يَقُلْ اِنِّي رَابِعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ یعنی جس نے مجھے چوتھا خلیفہ نہیں مانا اس پر اللہ کی لعنت ہے (مناقب آل ابی طالب صفحہ 643)۔

آخر میں ایک نہایت اہم بات عرض کرنا ضروری ہے تا کہ جھوٹ اور بہتان کے دروازے بند کیے جا سکیں۔ حضرت امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوىٰ عَنْ عَلِيٍّ الْكِذْبُ (بخاری: 3707)۔

ترجمہ: عام طور پر جو باتیں حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ جھوٹی ہوتی ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: شیر وشکر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (آل عمران:103)۔

ترجمہ: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں مت پڑو، اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈالی اور تم اللہ کے کرم سے ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔

صحابہ کرام کی باہمی محبت اور اتفاق کے بارے میں اللہ کریم ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں جو لوگ اُنکے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں (الفتح:29)۔

سیدنا ابوبکر صدیق اور باہمی محبت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُوبَكرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ (بخاری:3713، 3751)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، محمد ﷺ کی وجہ سے آپ کے اہل بیت کا احترام کرو۔

عَنْ عُقْبَةَ بنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَابَكرٍ حَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ: بِأَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ (بخاری:3750)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر کو دیکھا کہ انہوں نے

Islam The World Religion

حسن کو اٹھا رکھا تھا اور فرما رہے تھے: میرے ماں باپ قربان ہوں بالکل نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں اور علی ہنس رہے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: رَأَىٰ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَقَالَ: يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ، تَمْشِيْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ ؟ (فضائل الصحابۃ :137، المعجم الاوسط للطبرانی:7306، مجمع الزوائد:14313)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو درداء کو ابوبکر صدیق کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے ابو درداء تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے افضل شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

اس حدیث میں شیر وشکر والی بات یہ ہے کہ اس حدیث کو خود اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم نے بھی روایت فرمایا ہے۔ سیدنا امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بتایا اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد علی بن ابی طالب سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ یعنی ابوبکر سے بہتر شخص پر نہ کبھی سورج طلوع ہوا اور نہ کبھی غروب ہوگا (الریاض النضرہ ۱/ ۱۳۶)۔

عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ اِذَا ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ: اَلسَّبَّاقَ يَذْكُرُوْنَ السَّبَّاقَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اسْتَبَقْنَاهُ اِلٰى خَيْرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنَا اِلَيْهِ اَبُوْ بَكْرٍ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد:۱۴۳۳۲)۔

ترجمہ: حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ابو بکر کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے: یہ لوگ سبقت لے جانے کا ذکر کرتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں ابوبکر ہم سے سبقت لے گیا ہے۔

Islam The World Religion

سیدنا عمر فاروق اور باہمی محبت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ : لَقَدْ اُعْطِیَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ لَاَنْ تَکُوْنَ لِیْ خَصْلَةٌ مِّنْهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْطِیَ حُمْرَ النَّعَمِ ، قِیْلَ : وَمَا هُنَّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؟ قَالَ : تَزَوُّجُهٗ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ، وَسُکْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ یَحِلُّ لَهٗ فِیْهِ مَا یَحِلُّ لَهٗ ، وَالرَّأْیَةُ یَوْمَ خَیْبَرَ (مستدرکِ حاکم:4690)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب کو تین شانیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے عطا ہوتی تو سرخ سونے سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہوتی، آپ سے پوچھا گیا اے امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا: فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی مسجد میں رہائش جس کی وجہ سے ان کے لیے اس میں حلال تھا جو کچھ بھی حلال تھا، اور خیبر کے دن کا جھنڈا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ ، فَدَعَوُا اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ یَقُوْلُ : یَرْحَمُکَ اللهُ اِنْ کُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّجْعَلَکَ اللهُ مَعَ صَاحِبَیْکَ ، لِاَنِّیْ کَثِیْرًا مِمَّا کُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ : کُنْتُ وَ أَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ ، وَفَعَلْتُ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ ، وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ ، فَاِنْ کُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّجْعَلَکَ اللهُ مَعَهُمَا ، فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (بخاری:3677، 3685، مسلم:6187، ابن ماجہ:98، شرح السنۃ:3890)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن خطاب کے لیے اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے، انہیں ان کی چارپائی پر رکھا گیا تھا، ایک شخص میرے پیچھے سے آیا اور میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھ دی، اور کہنے لگا، اللہ تجھ پر رحمت

Islam The World Religion

کرے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تیرے یاروں کے ساتھ تجھے ملا دے گا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکثر سنا کرتا تھا کہ: میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں نے اور ابوبکر اور عمر نے فلاں کام کیا، میں، ابوبکر اور عمر گئے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تمہیں ان دونوں کے ساتھ ملا دے گا، میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب تھے۔

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ وَهُوَ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ، قَدْ قَضَى نَحْبَهُ، فَجَاءَ عَلِيٌّ فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا حَفْصٍ، فَوَاللهِ مَا بَقِيَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ تَعَالَى بِصَحِيفَتِهِ مِنْكَ (احمد: 867، فضائل الصحابۃ: 348)۔

ترجمہ: حضرت عون بن ابو جحیفہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ: میں عمر فاروق کے پاس تھا جب ان کو کفن میں لپیٹا جا چکا تھا اور تیاری مکمل تھی۔ اس وقت حضرت علی المرتضیٰ تشریف لائے، ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، پھر فرمایا: اے ابوحفص! آپ پر اللہ کی رحمت ہو، اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس جیسے اعمال لے کر میں اللہ کی بارگاہ میں جانا پسند کروں سوائے آپ کے۔

یہی بات حضرت امام جعفر صادق نے امام باقر سے روایت کیا ہے کہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت فرمائی ہے: عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ مُسَجًّى: مَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ تَعَالَى بِمِثْلِ صَحِيفَتِهِ مِنْ هٰذَا الْمُسَجَّى (کتاب الآثار لابی یوسف: 952، المصنف لابن ابی شیبۃ: 32018)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ ایک عورت تھال میں کچھ کھجوریں لے کر آئی اور وہ کھجوریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا اور کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر

Islam the World Religion

دوسری کھجور پکڑی اور مجھے اسی طرح فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ یہاں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق مجھے تڑپا رہا تھا (جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے تھے) اور کھجور کی مٹھاس میرے منہ میں تھی۔ میں نے وضو کیا اور مسجد کو چلا گیا۔ میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ انہیں اپنا خواب سناؤں۔ مگر میرے بولنے سے پہلے ایک عورت آ گئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا تھال تھا۔ وہ تھال عمر کے سامنے رکھ دیا گیا۔ عمر نے ایک کھجور پکڑی اور فرمایا اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور پکڑی اور اسی طرح فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر باقی کھجوریں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تقسیم کر دی گئیں۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے مزید کھجور ملے۔ عمر نے فرمایا اے میرے بھائی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اس سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو ہم بھی آپ کو زیادہ دے دیتے۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا جو کچھ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے اللہ نے آپ کو اس کی اطلاع دے دی۔ عمر نے فرمایا اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے اسی طرح خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپ کے ہاتھ سے وہی ذائقہ اور لذت پائی ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے ذائقہ اور لذت محسوس کی تھی (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۱، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۸۔۱۶۹)۔ یہی قطب الاقطاب کا منصب ہے جو رسالت کا مظہر ہوتا ہے۔

سیدنا ابوبکر و عمر اور باہمی محبت

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (مسند احمد: 1052)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لَا أَجِدُ أَحَداً فَضَّلَنِيْ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ إِلَّا جَلَّدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِيْ (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث: ۴۹، المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد ۳ صفحہ ۹۲)۔

ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے۔ اسے الزام تراشی کی سزا کے طور

پر اسی کوڑے ماروں گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: کیا تم نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: اگر تم کہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اور اگر تم کہتے کہ میں نے ابوبکر اور عمر کو دیکھا ہے تو میں تمہیں کوڑے مارتا لَوْ اَخْبَرْتَنِیْ اَنَّكَ رَأَیْتَ اَبَابَكْرٍ وَّ عُمَرَ لَاَوْجَعْتُكَ عُقُوْبَةً (کتاب الآثار لابی یوسف: ۹۲۴)۔

سیدنا عثمان غنی اور باہمی محبت

حضرت علی نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اپنی زرع بیچو اور اس کی رقم میرے پاس لاؤ تاکہ میں آپ کے اور اپنی بیٹی فاطمہ کے لیے مناسب سامان تیار کروں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے وہ زرع عثمان بن عفان کو چار سو درہم میں بیچی۔ جب میں دراہم پر قبضہ کر چکا اور عثمان نے مجھ سے زرع لے لی تو عثمان نے کہا: کیا میں اس وقت زرع کا حقدار اور آپ دراہم کے حقدار ہو چکے ہو؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا: یہ زرع میری طرف سے آپ کے لیے تحفہ ہے۔ میں نے وہ زرع اور رقم لے لی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زرع اور رقم دونوں حضور کے سامنے ڈال دیے اور عثمان کا سارا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ پھر وہ رقم ابوبکر کو دے کر شادی کا سامان خریدنے بھیجا اور ان کے ساتھ سلمان فارسی اور بلال کو مدد کے لیے بھیجا تاکہ وہ سامان اٹھا کر لے آئیں (کشف الغمہ جلد 1 صفحہ 248، 249)۔

صحابہ کرام نے اپنے نوجوان بیٹوں کو آپ کی حفاظت کے لیے بھیجا۔ ان میں سیدنا امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ عثمان کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی شخص کو عثمان تک مت پہنچنے دینا (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۷۱، صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۷)۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ: اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ

Islam the World Religion

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ ، وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری:3671، ابوداؤد:4629)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ اور سیدہ زہراء کی باہمی محبت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا وَكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ ، كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ، قَامَ اِلَيْهَا ، فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَت بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا (ابوداؤد:5217، ترمذی:3872)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو سیرت، عبادت، عادت اور کلام میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہو۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور انہیں بوسہ دیتے تھے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتے تھے۔ اور جب آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو وہ کھڑی ہو جاتی تھیں۔ آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تھیں اور آپ کو بوسہ دیتی تھیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھا دیتی تھیں۔

إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَرْسَلْنَ إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَقُوْلُ: إِنَّ نِسَاءَ كَ يَنْشُدْنَكَ اللهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ ، فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ؟ ، قَالَتْ: بَلَىٰ، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ ، فَأَخْبَرَتْهُنَّ ، فَقُلْنَ:

Islam The World Religion

اِرْجِعِيْ إِلَيْهِ، فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ (بخاری:2581، مسلم:6290)۔

ترجمہ: ازواجِ مطہرات نے حضرت سیدہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ آپ سے یہ عرض کریں کہ آپ کی ازواج آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہیں کہ آپ حضرت ابوبکر کی بیٹی جیسی محبت ہم سے بھی کریں، حضرت سیدہ فاطمہ نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں ؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! پھر وہ ازواج کی طرف لوٹ آئیں اور ان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے کہا: آپ پھر ان کے پاس جائیں، تو حضرت سیدہ نے دوبارہ جانے سے انکار کیا۔

اسلام کے بنیادی اصول

ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حسنِ ظن کا حکم دیا ہے نہ کہ بدگمانی کا۔ جبکہ روافض کے عقائد کا مکمل دارومدار بدگمانی پر ہے۔ صحابہ کے بارے میں بدگمانی، اہل سنت کے بارے میں بدگمانی۔

روافض کا اصول یہ ہے کہ ایک طرف صحابہ کرام کو منافق قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اہل بیت کو تقیہ والے قرار دیتے ہیں، یعنی دونوں طرف: دل میں کچھ، زبان پر کچھ۔

ادب روحِ اسلام ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ سب کا ادب کیا جائے۔ بزرگوں کے باہمی معاملات میں خاموش رہا جائے۔

عظمتِ رسول ﷺ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت کو آپس میں ایک دوسرے کا حبدار اور ایک دوسرے کا مخلص مانا جائے، نبی کریم ﷺ کی کامیاب تربیت کا یہی تقاضا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam the World Religion

ساتواں خطاب: اِس اُمت کی شان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ (آلِ عمران:110)۔

ترجمہ: تم بہترین اُمت ہو۔تمہیں لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(1)۔اس امت کی شان

خطبے میں فقیر نے جو آیت پڑھی ہے اس کی تائید ایک اور آیت سے بھی ہوتی ہے، اللہ کریم فرماتا ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا (البقرہ:143)۔

ترجمہ: ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے۔

ان آیتوں سے واضح ہو گیا کہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے۔

حدیث شریف میں اس کی مزید وضاحت موجود ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ أُمَّةً، اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَ اَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ تَعَالٰى یعنی تم ستر (70) امتوں کو مکمل کر رہے ہو اور تم ان سب سے افضل ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ باعزت ہو (ترمذی:3001)۔

اور فرمایا: طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِيْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مِرَارٍ لِمَنْ آمَنَ بِيْ وَلَمْ يَرَنِيْ (مسندِ احمد:22340)۔

ترجمہ: خوشخبری ہو اسے جس نے مجھے دیکھا اور سات بار خوشخبری ہو اُسے جو مجھ پر ایمان لایا حالانکہ مجھے نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا: ایمان کے لحاظ سے کون سی مخلوق تمہیں زیادہ پسند ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ فرشتے۔فرمایا: کہ انہیں ایمان لانے میں کیا

Islam The World Religion

رکاوٹ ہے جبکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں؟ عرض گزار ہوئے انبیائے کرام۔ فرمایا: انہیں ایمان لانے میں کیا رکاوٹ ہے جبکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ عرض گزار ہوئے کہ ہم۔ فرمایا: تمہیں ایمان لانے میں کیا رکاوٹ ہے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلحاظ ایمان میرے نزدیک وہ لوگ زیادہ پسندیدہ ہیں جو میرے بعد ہوں گے اور قرآن مجید میں لکھے ہوئے کے مطابق ایمان لائیں گے (مشکوٰۃ:6288)۔

(2)۔صحابہ کرام کی شان

اس امت میں سب سے افضل صحابہ ہیں۔ خیر امۃ کے اولین مخاطب صحابہ کرام ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ:100)۔

ترجمہ: اور فرماتا ہے: سبقت لے جانے والے پہلے لوگ جو مہاجرین اور انصار ہیں اور جن لوگوں نے اچھے طریقے سے اِن کی تابعداری کی اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي اَوْرَاٰى مَنْ رَآنِي یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کسی ایسے مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہو یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا ہو (ترمذی:3858)۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْئُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ (بخاری:2652، مسلم:6472)۔

ترجمہ: عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: لوگوں میں سے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر جو اُن سے ملیں گے اور پھر جو اُن سے ملیں

Islam the World Religion

گے۔ پھر ایسی قوم آ جائے گی کہ اُس کی گواہی قسم سے آگے نکل جائے گی اور قسم گواہی سے آگے نکل جائے گی (یعنی لوگ ان دو کاموں میں جلدی کریں گے)۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَاتَسُبُّوا اَصْحَابِی، فَلَو اَنَّ اَحَدَ کُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا ، مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِم وَلَا نَصِیفَہٗ (بخاری:3673، مسلم:6488)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان میں سے کسی ایک کے جزو یا نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

صحابہ کرام کی کل تعداد تقریباً سوا لاکھ ہے۔ ان میں سے ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔

(3)۔ اصحابِ رضوان کی شان

صحابہ میں سب سے افضل چودہ سو (1400) ہیں۔ یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے بیعتِ رضوان کی تھی۔

انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ یعنی جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے (الفتح:10)۔

اور فرماتا ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا یعنی بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ پہلے سے ہی جانتا تھا وہ اخلاص جو ان کے سینوں میں تھا، پس ان پر سکون نازل کیا اور جلد ہی فتح ان کا مقدر کر دی گئی ہے (الفتح:18)۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ: آپ لوگوں نے حدیبیہ کے دن

Islam The Word Religion

کس حد تک تیار رہنے کے لیے بیعت کی تھی؟ فرمایا: عَلَى الْمَوْتِ یعنی موت کے لیے (بخاری: 2960، مسلم: 4822)۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ (بخاری: 4154، مسلم: 4811)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو افراد تھے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا کہ: آج کے دن تم تمام اہل زمین سے افضل ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا (ابوداؤد: 4653، ترمذی: 3860)۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ، قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ ، فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ (ترمذی: 3702)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عثمان بن عفان مکہ والوں کی طرف نمائندہ بن کر گئے۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عثمان اللہ کے کام اور اس کے رسول کے کام کے لیے گیا ہے، آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کا عثمان کا ہاتھ بننا، ان کے لیے ان کے اپنے ہاتھوں سے افضل تھا۔

(4)۔اصحابِ بدر کی شان

ان چودہ سو میں سے تین سو تیرہ (313) افضل ہیں جنہیں بدری صحابہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنی بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جب کہ تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرو

Islam The World Religion

تا کہ تم شکر گزار بنو (آل عمران:123)۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (بخاری:3983، ابوداؤد:2650، ترمذی:3305)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کی طرف جلوہ گر ہوا اور فرمایا: جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہارے لیے جنت واجب کر دی ہے یا فرمایا: تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ (بخاری :3992)۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جو اہل بدر میں سے تھے کہ: نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبریل تشریف لائے اور پوچھا: آپ لوگ اپنے اندر اہل بدر کو کیا مقام دیتے ہیں؟ فرمایا: ہم انہیں تمام مسلمانوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ حضرت جبریل نے کہا: بدر میں شامل ہونے والے فرشتوں کا بھی یہی مقام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفِقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ (ترمذی:1561، ابن ماجہ:2808، مستدرک حاکم:4399)۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے بدر کی جنگ میں ذوالفقار نامی تلوار مال غنیمت میں حاصل کی۔

(5)۔ پہلے چالیس صحابہ کی شان

بدری صحابہ میں چالیس (40) افضل جن کا چالیس کا عدد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر پورا ہوا تھا۔ اور اس کے بعد سر عام نمازیں شروع ہو گئی تھیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: وَاللهِ مَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَر (مستدرک حاکم:4543)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم ہم کعبہ میں سرِ عام نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر مسلمان ہو گئے۔

(6)۔عشرہ مبشرہ کی شان

ان چالیس میں سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوفٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَبُو بَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوفٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِی وَقَاصٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعِیدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ وَاَبُو عُبَیْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّةِ (ترمذی:3747،ابن ماجہ:133، ترمذی:3747،3748)۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :ابوبکر جنتی ہے اور عمر جنتی ہے اور عثمان جنتی ہے اور علی جنتی ہے اور طلحہ جنتی ہے اور زبیر جنتی ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہے اور سعید ابن زید جنتی ہے اور ابوعبیدہ ابن جراح جنتی ہے۔

(7)۔چار خلفائے راشدین کی شان

عشرہ مبشرہ میں سے چار افضل ہیں۔جنہیں خلفاءِ راشدین کہا جاتا ہے یعنی سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم۔ان چاروں کی شان میں کثرت سے الگ احادیثیں۔پہلے دو کے بارے میں الگ حدیثیں موجود ہیں۔

سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللهَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاخْتَارَ لِیْ مِنْهُمْ اَرْبَعَةً اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیّاً فَجَعَلَهُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَفِیْ اَصْحَابِیْ کُلِّهِمْ خَیْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو نبیوں اور رسولوں کے سواء سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرما لیا ہے اور ان میں سے خصوصاً

Islam The World Religion

میرے لیے چار صحابہ کو پسند فرمایا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی۔ اور انہیں میرے صحابہ میں سے افضل بنایا ہے، ویسے میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہی بھلائی ہے (مجمع الزوائد: 16383، الشفا جلد 2 صفحہ 42، الریاض النضرۃ جلد 1 صفحہ 47)۔ الحدیث حَسَنٌ۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ: اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ ، وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری: 3671، ابوداؤد: 4629)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

از مذہبِ رفاض واز ملتِ خوارج بے زارم، من کہ سنی دوست دارِ چار یارم یعنی میں رافضیوں اور خارجیوں کے مذہب سے بے زار ہوں، میں سنی ہوں اور چار یاروں کا یار ہوں (عقل بیدار صفحہ 246 مصنفہ حضرت سلطان باہو)۔

(8)۔ پہلے تین خلفاء کی شان

عَنْ سَفِيْنَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيْزَاناً دُلِّيَ مِنَ السَّمَآءِ فَوُزِنْتُ بِاَبِيْ بَكْرٍ فَرَجَحْتُ بِاَبِيْ بَكْرٍ ، ثُمَّ وُزِنَ اَبُوْ بَكْرٍ بِعُمَرَ فَرَجَحَ اَبُوْ بَكْرٍ بِعُمَرَ ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ فَرَجَحَ عُمَرُ ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ، فَاسْتَهَلَّهَا رَسُوْلُ اللهِ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَآءُ (البزار: 1567، مجمع الزوائد: 7917)۔

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو لٹکایا گیا، آپ کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو آپ ابوبکر سے بھاری تھے۔ پھر ابوبکر اور عمر کو تولا گیا تو

Islam The World Religion

ابوبکر عمر سے بھاری تھے۔ پھر عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر بھاری تھے۔ پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعبیر خلافتِ نبوت سے فرمائی، پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے دے گا۔

(9)۔ابوبکر وعمر کی شان

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا، اوپر سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آ گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَا عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ شَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ یعنی اے علی یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں، نبیوں اور رسولوں کے بعد (مسندِ احمد:604)۔

(10)۔صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان

ایک مرتبہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوتا (فضائل الصحابہ:135، 137، 662)۔

اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ اس امت میں سب سے افضل صحابہ کرام ہیں، صحابہ کرام میں سب سے افضل اصحابِ حدیبیہ ہیں، اصحابِ حدیبیہ میں سب سے افضل اصحابِ بدر ہیں، اصحابِ بدر میں سب سے افضل وہ چالیس صحابہ ہیں جن کا عدد حضرت فاروق اعظم سے مکمل ہوا، ان میں سب سے افضل عشرہ مبشرہ ہیں، عشرہ مبشرہ میں سب سے افضل چار خلفائے راشدین ہیں، چار خلفائے راشدین میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں يَعْتَقِدَ اَهْلُ السُّنَّةِ (غنیۃ الطالبین جلد 1 صفحہ 157، نیز اس صفحہ 301)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: عظمتِ شہدائے اسلام

(جناح باغ لاڑکانہ زیر اہتمام درگاہِ عالیہ مشوری شریف)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرہ:154)۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں۔

عزیزانِ گرامی! یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔تمام انبیاء علیہم السلام آزمائے گئے۔حضرت آدم علیہ السلام نے امتحان دیکھا، حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کے سامنے ڈوبا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا اور اس وقت آپ کی زبان پر حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ جاری تھا (بخاری: 4564)، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چند ماہ کی عمر میں اپنی والدہ سمیت بیابان میں چھوڑا گیا۔پھر عرصہ کے بعد اپنے والدِ گرامی کو دوبارہ ملے تو ذبح کرنے کا حکم دے دیا گیا۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے سیدنا یوسف علیہ السلام کو کھویا۔حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں پھینکے گئے اور مصر کے بازار میں بکے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شیر خوری کی عمر میں دریا کے حوالے کیا گیا۔بڑے ہوئے تو ملک چھوڑنا پڑا اور فرعون کا مقابلہ کیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ یہودیوں کے دکھ سہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنی دانست میں انہیں پھانسی دے دی اگرچہ پھانسی چڑھنے والا کوئی اور تھا۔حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیرا گیا اور حضرت یحییٰ سمیت بے شمار انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا گیا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے انبیاء علیہم السلام سے زیادہ دکھ سہے۔والدین کریمین بچپن میں ہی بچھڑ گئے۔یتیمی کے حال میں پرورش پائی۔طائف میں پتھر مارے گئے، احد میں شدید زخمی کیے گئے، خیبر میں زہر دیا گیا، وطن چھوڑ کر ہجرت فرمائی۔

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے پہلے شہید ہونے والی ایک خاتون ہیں

Islam The World Religion

جنہوں نے شہادت میں اولیت کا ریکارڈ قائم کیا ان کا نام حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اس امت میں سب سے پہلے تیرانداز کا نام حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہے۔ سب سے پہلی بڑی جنگ کا نام جنگِ بدر ہے اس میں سات صحابہ کرام شہید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: میری امت میں سب سے اونچا مقام بدری صحابہ کا ہے۔ صرف بدر میں شامل ہونے والوں کا یہ مقام ہے تو پھر بدر میں شہید ہونے والوں کا شہیدوں میں کیا مقام ہوگا؟ جنگِ احد میں ستر صحابہ کرام شہید ہوئے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حَمْزَةُ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مستدرکِ حاکم:4963)۔

اس کے بعد جنگِ خندق، تبوک اور حنین سمیت 25 سے زائد غزوات ہوئے اور بہت ساری شہادتیں ہوئیں۔ جنگِ بیر معونہ میں سیدنا حرام بن ملحان زخمی تھے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ، وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ، قَالَ: بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: فُزْتُ وَرَبِّ الكَعْبَةِ (بخاری:4092)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیر معونہ کے روز جب حضرت حرام بن ملحان، جو کہ ان کے ماموں جان تھے، کو نیزا مارا گیا تو انہوں نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور اپنے سر پر مل لیا اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

خلفائے راشدین میں سب سے پہلی مظلوم شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے آپ کو مسجدِ نبوی میں امامت کے دوران شہید کیا گیا۔ آپ کی شہادت کا واقعہ اور آپ کا صبر و تحمل اس دنیا میں ایک عظیم مشعلِ راہ ہے۔ آپ کو قاتل فیروز لولوی نے دھمکی دی تھی مگر آپ نے مکمل اختیارات کے باوجود اس کا نوٹس نہیں لیا۔ دوسری مظلوم شہادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ ان کے گھر کے اردگرد چالیس دن تک محاصرہ کیا گیا۔ چالیس دن تک پانی بند رہا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اجازت دیں ہم ان محاصرہ کرنے والے بلوائیوں کو کچل بھی سکتے ہیں اور بھگا بھی سکتے ہیں۔ مگر آپ نے فرمایا میری وجہ سے حرمِ رسول میں خون ریزی نہیں ہونی چاہیے۔ مجھے مرجانا منظور ہے مگر اس مقدس شہر کی عظمت کو پامال کرنا منظور نہیں۔

Islam The World Religion

آپ اپنے مکان کی چھت سے لوگوں کے سامنے آئے اور پوچھا لوگو! تمہیں حدیث شریف معلوم ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ، ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور میں احد پہاڑ پر چڑھے تھے تو احد کانپنے لگا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: اے احد ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ سب لوگوں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ فرمایا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ شَهِدُوْا لِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّيْ شَهِيْدٌ، ثَلَاثًا (ترمذی:3703)۔

تین بار فرمایا: اللہ اکبر ربِ کعبہ کی قسم میں شہید ہوں، ربِ کعبہ کی قسم میں شہید ہوں، ربِ کعبہ کی قسم میں شہید ہوں۔

اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مسجد کی طرف تشریف لاتے ہوئے شہید کیا گیا۔ آپ کو نبی کریم ﷺ نے بتایا تھا کہ آپ کو ایسے ایسے حلیے والا آدمی قتل کرے گا۔ آپ اپنے قاتل کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ آپ اسے جب بھی ملتے تھے تو پوچھتے تھے تمہارا کیا پروگرام ہے؟ کب تم نے میرے سر میں مارنا ہے میرے سر سے خون کب گرنا ہے اور میری داڑھی (شریف) نے کب سرخ ہونا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور! جب آپ کو اتنا یقین ہے کہ یہی میرا قاتل ہے تو آپ اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے؟ تو فرمایا اِنْ قَتَلْتُهٗ فَمَنْ يُّقْتُلُنِيْ یعنی اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو پھر مجھے کون قتل کرے گا (صواعق محرقہ صفحہ 135)۔

آپ کی زبان پر بھی حضرت حرام بن ملحان والے الفاظ شہادت کے وقت جاری تھے۔ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ (الاستیعاب صفحہ 540، احیاء العلوم صفحہ 1961)۔

اسی طرح سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔ آپ سے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ فرمایا: مجھے یقین سے معلوم نہیں محض شک ہے۔ جس پر مجھے شک ہے اگر اسی نے مجھے زہر دیا ہے تو قیامت کے دن جوابدہ ہوگا۔ اگر اس نے مجھے زہر نہیں دیا تو میں کسی بے گناہ کا نام نہیں لینا چاہتا۔

اسی طرح سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ایک عظیم مظلوم شہادت ہے۔ آپ نے کوفہ روانہ ہونے سے پہلے دیگر اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ آپ کے چچا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو سعید

Islam The World Religion

خدری، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت مسور بن مخرمہ سب نے بڑی محبت اور ہمدردی کے ساتھ کوفہ نہ جانے کا مشورہ دیا (البدایہ والنہایہ جلد 8 صفحہ 169، 170)۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہ نے بھی منع کیا (البدایہ والنہایہ جلد 8 صفحہ 172)۔ روکنے والے روکنے میں مخلص تھے اور جانے والے جانے میں مخلص تھے۔ یہ ہے حسن ادب اور یہ ہے راہِ اعتدال۔ کوفہ جانے والوں میں سب سے زیادہ تعداد غیر اہل بیت صحابہ اور تابعین کی تھی البتہ قیادت و سیادت اہل بیت کے پاس تھی اور روکنے والوں میں سب سے آگے آگے اہل بیت تھے، اور وہ صحابہ تھے جنہیں روافض بھی اچھا شمار کرتے ہیں۔

میدان کربلا میں آپ کی شہادت ہوئی جس کا چشم دید گواہ اس کائنات میں موجود نہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تقریباً آدھے صفحے پر حقیقت بیان کردی ہے (الاصابہ جلد 1 صفحہ 379، 380)۔ اور فرمایا ہے کہ باقی سب جھوٹ ہے۔ یہی بات علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے بیان کردی ہے (نعمۃ الباری جلد 6 صفحہ 866)۔

امام غزالی اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ شہادتِ سیدنا حسین کی معروف جھوٹی روایات اور حکایات بیان کرنا اور صحابہ کرام کی آپس کی مشاجرات بیان کرنا واعظین کے لیے حرام ہے، اس سے لوگوں کے دل میں صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہے۔ واقعہ کربلا بیان کرو تو دوسرے شہداء کا ذکر ضرور کرو تا کہ صحابہ کی بے ادبی کا راستہ بند ہو (صواعقِ محرقہ صفحہ 223، 224، فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 740، 741)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

نواں خطاب: عظمتِ شہداء کربلا رضی اللہ عنہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ (البقرۃ:154)۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں۔

برادرانِ عزیز! شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کا ذکرِ خیر ہم حسنین کریمین کی ولادت باسعادت سے شروع کرتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ:

(1)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قَالَ: قُلْتُ حَرْبًا، قَالَ: بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: أَرُونِي ابْنِيَ، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ: بَلْ هُوَ مُحْسِنٌ ثُمَّ قَالَ: سَمَّيْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُوْنَ شَبَّرَ، وَشَبِيْرُ، وَمُشَبِّرٌ (مسند احمد: 769، 953، مستدرک حاکم: 4834)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: حرب۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: حرب۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ حسین ہے۔ پھر جب تیسرا پیدا ہوا تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: حرب۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Islam The World Religion

فرمایا: نہیں بلکہ یہ محسن ہے۔ پھر فرمایا: میں نے ان تینوں کے نام حضرت ہارون کے بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں پر رکھے ہیں۔

اس حدیث سے کئی مسائل حل ہو گئے۔ سنئے: تیسرے نواسے سیدنا محسن وہی ہیں جن کے بارے میں روافض کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ سیدہ کو دروازہ مارا تھا۔ حالانکہ یہ شہزادے صحیح سلامت پیدا ہوئے، چھوٹی عمر میں (تین چار ماہ کے ہو کر) وفات پائی مَاتَ صَغِيْراً (اسد الغابہ شخصیت نمبر:4696)۔

اسی حدیث سے ایک اور بات بھی سمجھیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو جو نام پسند نہیں ہوتا تھا آپ ﷺ اس نام کو بدل دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے کئی صحابہ اور صحابیات کے نام تبدیل فرمائے ہیں، نامناسب ناموں کو بدل دینا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اب اگر کسی صحابی کا نام حضور ﷺ نے تبدیل نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نام آپ کریم ﷺ نے پاس کر دیا۔ گویا ابوبکر کا نام پاس ہے، عثمان کا نام پاس ہے، معاویہ نام پاس ہے، جعفر نام پاس ہے موسیٰ نام پاس ہے، زینب نام پاس ہے۔ جس نام کو نبی کریم ﷺ پاس کر دیں، میں کون ہوتا ہوں اس پر سوال اٹھانے والا اور تو کون ہوتا ہے اس پر اعتراض کرنے والا؟ اب ان ناموں پر اعتراض نبی کریم ﷺ پر اعتراض ہوگا۔

حضور کریم ﷺ سے پہلے قبائلی اور جنگی ماحول تھا جس کی وجہ سے ایسے ہی نام رکھے جاتے تھے۔ مثلاً: صخر کا معنی چٹان، جبل کا معنی پہاڑ، سمرۃ کا معنی کیکر کا کانٹے دار درخت، اسی طرح: جابر، عباس، موسیٰ۔ جعفر۔ زینب۔ معاویہ۔ عثمان۔ شداد۔ سودۃ۔ ابوالاسود۔ جمرۃ۔ ان ناموں کے لغوی معنی کچھ عجیب ہیں مگر چونکہ اللہ والوں کے نام ہیں اور حبیب کریم کے پیاروں کے نام ہیں لہٰذا ہم لغت کو ایک طرف رکھ دیں گے اور محبوب کی محبت کو سامنے رکھیں گے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ کے اپنے آباء واجداد میں مرۃ اور کلاب نام موجود ہیں، سب کچھ چھوڑیے، آپ لغت میں قریش کا معنی پڑھ لیں آپ حیران ہو جائیں گے، لیکن ایمان اس چیز کا تقاضا کرتا ہے کہ ان ناموں کے لغوی معنی کچھ بھی سہی، ہم نے لغت کو نہیں دیکھنا اپنے نبی ﷺ کی نسبت کو دیکھنا ہے۔ بزرگوں کے ناموں کے لغوی معنی نہیں دیکھے جاتے بلکہ ان شخصیات کی عظمت کے پیش نظر اور نبی

Islam The World Religion

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ناموں کو پاس کرنے کی وجہ سے ان کا ادب کیا جاتا ہے۔

نام رکھنے والی اسی حدیث پر مزید غور کیجیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سیدنا علی المرتضیٰ کو نصحت فرمائی کہ میں نے ان شہزادوں کے نام ایک نبی کی اولاد کے ناموں پر رکھے ہیں تو سیدنا علی المرتضیٰ نے اسی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنے باقی شہزادوں کے نام: ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے، اور یہ تینوں شہزادے شہید کربلا ہیں۔ یہ نام رکھنا اپنی جگہ پر لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت کے مطابق یہ نام رکھنا اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔

کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم نے صحابہ کرام کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھے، لیکن کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اہل بیت کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھے ہیں؟ اس کا جواب سنیے:

صحابہ کی اولادوں کے نام

قاسم بن محمد بن ابی بکر (بخاری:1681)۔

فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن عوام (بخاری:86، 1959)۔

محمد بن جعفر بن زبیر بن عوام (بخاری:902)۔

فاطمہ بنتِ عمر فاروق (الریاض النضرہ 1/426)۔

حمزہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب (بخاری:82)۔

حسن بن اسامہ بن زید (تہذیب جلد 2 صفحہ 15)۔

حسن بن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف (تہذیب جلد 2 صفحہ 38)۔

علی بن ابی طلحہ (مسلم:3554، ابوداؤد:2899)۔

زینب نام بھی کثرت سے تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب زینبوں کو زَیَانِب کا نام دیا (بخاری:1642)۔ صدیق اکبر کی ایک بیٹی کا نام ام کلثوم ہے۔

(2)۔ دوسری حدیث سنیے:

حضرت شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس ظہر یا عصر کی نماز کے وقت تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دو بیٹوں میں سے ایک کو اٹھایا ہوا تھا حسن یا حسین

Islam The World Religion

۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہزادے کو اپنے دائیں قدم کے پاس اتار دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی، سجدہ فرمایا تو اسے لمبا کیا۔ میں نے اپنا سر لوگوں میں سے اوپر اٹھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدے میں دیکھا اور ایک بچہ آپ کی پشت پر سوار تھا۔ میں یہ دیکھنے کے بعد پھر سجدے میں چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ نے اس نماز میں اتنا لمبا سجدہ کیا ہے کہ آپ پہلے ایسا نہیں کرتے تھے۔ کیا کوئی نیا حکم ملا ہے یا آپ پر وحی آ رہی تھی؟ فرمایا: ایسا کچھ بھی نہیں تھا، بلکہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا، تو میں نے اسے جلدی سے اتارنا مناسب نہیں سمجھا جب تک وہ اپنا شوق پورا نہ کر لے۔ اَفَشَيْءٌ اُمِرْتَ بِهٖ اَوْ كَانَ يُوْحٰى اِلَيْكَ؟ قَالَ : كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ ، وَلٰكِنِ ابْنِيْ اِرْتَحَلَنِيْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهٗ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ (مستدرکِ حاکم:4836)۔صحیح

واضح ہو گیا کہ اول تو زیادہ امکان یہ ہے کہ وہ شہزادے امام حسن تھے، کیونکہ صحابی نے پہلے ان کا نام لیا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی حکم نہیں آیا تھا کہ ساٹھ بار پڑھیں یا ستر بار پڑھیں یا بہتر بار پڑھیں، فرمایا: كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ ہاں شفقت کا تقاضا تھا۔ اور حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شفقت بھی کوئی معمولی چیز نہیں ،لیکن یہاں نفی وجوب کی ہو رہی ہے اور اللہ کی طرف سے حکم نازل ہونے کی ہو رہی ہے۔

وجوب اور شفقت میں فرق کی ایک اور مثال سنیے: جب سیدہ فاطمۃ الزہراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہراء کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہا احتراماً کھڑی ہو جاتی تھیں۔ بتایئے، سَيِّدَةُ النِّسَآءِ کے کھڑے ہونے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟۔ فرق یہ ہے کہ حضور کریم تشریف لائیں تو حضرت زہراء پر واجب ہے کہ کھڑی ہو جائیں، لیکن جب سیدہ زہراء حاضر ہوں تو حضور پر کھڑا ہونا واجب نہیں بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت کا تقاضا ہے۔

ایک اور مثال دیکھیے۔ اللہ کریم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ اے محبوب جب آپ دعا کی قبولیت کے لیے آسمان کی طرف بار بار دیکھ رہے تھے تو

Islam The World Religion

ہم آپ کو دیکھ رہے تھے (البقرۃ:144)۔اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے اور اللہ کے دیکھنے میں فرق کیا ہے؟ دعا کرنا اور دعا کی قبولیت کی امید رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہے، جبکہ اللہ کا اپنے محبوب کی طرف دیکھنا اللہ پر واجب نہیں بلکہ اللہ کی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شفقت ہے۔اسی طرح سجدہ لمبا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب نہیں تھا بلکہ یہ آپ کی اپنے پیارے نواسے پر شفقت تھی۔

(3)۔ تیسری بات سنیے: کربلا سے زندہ بچ کر واپس آنے والے مرد کون کون ہیں؟ عام طور پر لوگ صرف سیدنا امام زین العابدین کا نام مبارک بتاتے ہیں، لیکن یہ سر عام دھوکہ ہے۔کربلا سے زندہ بچ کر واپس آنے والے حضرت حسن مثنیٰ متوفی 97ھ بھی ہیں جو حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بن ابی طالب کے بیٹے ہیں۔ان کا ذکر بخاری شریف میں موجود ہے۔علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں فرمایا ہے۔چودہ ستارے کا مصنف لکھتا ہے کہ یہ کربلا میں زخمی ہوئے تھے اور ان کی والدہ ماجدہ کے چچا زاد بھائی انہیں کربلا سے نکال کر لے گئے اور ان کا علاج کیا۔ان سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد چلی (چودہ ستارے صفحہ 133، جلاء العیون صفحہ 704، کشف الغمہ 1/541، تہذیب 2/23، 24)۔

ایک اور شہزادے کا نام بھی کتابوں میں ملتا ہے: عمر بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بن ابی طالب۔یہ بھی زندہ بچ کر کربلا سے واپس تشریف لائے اور عمر میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے دشمنوں نے انہیں شہید نہیں کیا تھا (تاریخ طبری جلد 3 صفحہ 489)۔

ان شہزادوں کے نام عوام سے کیوں چھپائے گئے جب کہ یہ غازی کربلا بھی ہیں؟ صرف سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی کیوں ظاہر کیا گیا؟

سیدنا امام حسن کی اولاد میں حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمہ اللہ ہوئے ہیں جن کا مزار مبارک کراچی کلفٹن سمندر کے کنارے پر موجود ہے۔یہ 150 ہجری میں فوت ہوئے تھے۔انہی کی اولاد میں سے حضور غوثِ اعظم ہیں۔انہی کی اولاد میں سے سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہم ہوں گے۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے حسن کی پشت سے مہدی پیدا ہوگا (ابوداؤد:4290)۔

سیدنا امام حسن کے بھی ایک بیٹے حضرت زید ہیں۔ان کی اولاد میں سے حضرت داتا

Islam The World Religion

علی ہجویری ہیں۔ یہ سوال نہایت دلچسپ ہے کہ یہ حضرت زید بن امام حسن واقعہ کربلا میں کہاں تھے؟ اس معمے کو حل کرنے کی سخت ضرورت ہے! دوسرا معمہ یہ ہے کہ سیدنا حسن مثنیٰ کو زخمی حالت میں بچا کر لے جانے والے ان کی والدہ ماجدہ کے چچا زاد بھائی کس کی فوج میں تھے؟ جن کا ذکر چودہ ستارے صفحہ 133 پر بھی ہے۔ اور وہ انہیں وہاں سے زندہ بچا کر لے جانے میں کامیاب کیسے ہوئے؟

روافض کو سیدنا امام حسن سے اندرونی طور پر سخت دشمنی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ کے ساتھ صلح کی تھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام حسن کی اولاد اور سیدنا حسین کی اولاد میں جھگڑے اور فسادات ہوئے (روضۃ الکافی: 14785)۔

بلکہ روافض کی کتابوں میں حضرت امام زید بن زین العابدین رحمہ اللہ کو ناصبی لکھا گیا ہے: اَلزَّیْدِیَّۃُ ھُمُ النُّصَّابُ (رجال کشی صفحہ 303)۔

اسی لیے ان کے نزدیک حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ حسنی تو کیا، سید ہی نہیں تھے (چودہ ستارے صفحہ 134)۔ اور ان کے نزدیک امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی حسنی نہیں بلکہ حسینی سید ہیں اور وہ تو ان کے نزدیک پیدا بھی ہو چکے اور غائب بھی ہو چکے ہیں۔

(4)۔ حضرت داتا صاحب نے ایک اہم سوال اٹھا کر اس کا جواب دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پہلے تلوار کیوں نہ اٹھائی اور یزید کے خلاف کیوں تلوار اٹھائی؟

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب کشف المحجوب میں یہ مسئلہ حل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: تا حق ظاہر بود مر حق را متابع بود و چوں حق مفقود شد شمشیر بر کشید یعنی جب تک حق ظاہر تھا امام حسین رضی اللہ عنہ حق کے تابع رہے۔ مگر یزید کے دور میں حق رخصت ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچ لی (کشف المحجوب صفحہ ۷۶)۔

داتا صاحب نے واضح کر دیا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ چاروں خلفائے راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک کے ساتھ متفق تھے۔ اسی لیے ان کے تابع رہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وظیفہ بھی قبول فرماتے رہے۔ مگر یزید سے متفق نہ تھے اسی لیے

Islam The World Religion

اس کے خلاف تلوار کھینچ لی۔ داتا صاحب کے چند لفظوں سے تین مسئلے حل ہو گئے۔ نمبر ایک: پہلے چھ خلفاء کو امام حسین نے پاس کر دیا: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ رضی اللہ عنہم۔ نمبر دو: یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فیل کر دیا۔ نمبر تین: سیدنا حسین اور یزید بے نصیب کے درمیان جنگ اقتدار کی جنگ نہیں تھی بلکہ حق اور باطل کی جنگ تھی۔ اگر اقتدار سے غرض ہوتی تو آپ پہلے بھی تلوار اٹھاتے۔ ایک اور بات پر بھی توجہ کیجیے! سیدنا امیر معاویہ پہلے چھ خلفاء کے ساتھ ہیں جنہیں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے پاس کر دیا مگر یزید دوسری طرف کھڑا ہے اور اسے آپ نے فیل کر دیا، معلوم ہوا کہ باپ کی وجہ سے بیٹا پاس نہیں ہوسکتا اور بیٹے کی وجہ سے باپ پر گرفت نہیں ہوسکتی، جیسا کہ سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا معاملہ ہے۔ یہاں صحیح معنی میں یہ آیت فٹ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى یعنی کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (الانعام:164، بنی اسرائیل:15، فاطر:18، الزمر:7، النجم:38)۔

ایک شخص نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے بیس کوڑے مروائے۔ ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین کہا تو آپ نے اسے بھی بیس کوڑے مروائے (نبراس صفحہ 330)۔

یہی فرق کرتے ہوئے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: يَزِيْدُ اَخْزَاهُ اللّٰهُ دُوْنَ اَبِيْهِ یعنی یزید کو اللہ ذلیل کرے مگر اس کے والد کو نہیں (کشف المحجوب صفحہ 78)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دسواں خطاب: سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۶۳﴾ (یونس:62،63)۔

ترجمہ: سُن لو کہ جو اللہ کے ولی ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

(1)۔اسمِ گرامی

جعفر، لقب صادق، نسب: ھُوَا بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم بْنِ اَبِی طَالِبٍ۔

(2)۔آپ کا نسب نامہ

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اُمِّ فروہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ یہ حضرت قاسم بن اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ اسی لیے آپ فرماتے تھے کہ مجھے ابوبکر صدیق نے دو بار جنم دیا ہے: وَلَدَنِی الصِّدِّیْقُ مَرَّتَیْنِ (نورالابصار صفحہ 199)۔

(3)۔سلسلۂ طریقت

میں آپ کی بیعت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے ہے۔ اور آپ روحانی فیض کے لحاظ سے صدیقی ہیں اور یہی سلسلہ بعد میں سلسلۂ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

(4)۔آپ کے عقائد

مرزا قادیانی کہتا ہے میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی مہدی ہوں۔ لیکن حدیث شریف میں ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں جدا جدا شخصیات ہیں۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی امام باقر سے، امام باقر اپنے والدِ گرامی امام زین العابدین سے، امام زین العابدین

Ahlul The World Religion

اپنے والدِ گرامی حضرت امام حسین سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَيْفَ تَهْلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ وَ اَنَا اَوَّلُهَا وَمَهْدِيُّ وَ سْطُهَا وَ عِيْسىٰ آخِرُهَا (رواہ رزین کما فی المشکوٰۃ صفحہ ۵۸۳، ابن عساکر: ۷/۴۲۱، ۵۲۲، المصنف لابن ابی شیبہ: ۸/۵۴۸)۔

ترجمہ: یہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جسکے شروع میں، میں ہوں، درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ ہے۔

حدیث کی کئی سندیں ایسی ہیں جنہیں سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے یعنی سونے کی سند۔ ان میں سے ایک سند یہ بھی ہے۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر پر عقیدہ

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم نے بتایا اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد علی بن ابی طالب سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ الحدیث یعنی نبیوں کے بعد ابوبکر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا، اور امام جعفر صادق نے فرمایا: اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو مجھے اپنے نانا (ابوبکر صدیق) کی شفاعت نصیب نہ ہو (الریاض النضرہ ۱/۱۳۶)۔ اس حدیث کے راوی بھی تمام اہل بیت اطہار ہیں۔

منکرین صحابہ کی اپنے کتاب میں لکھا ہے کہ: عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السُّيُوْفِ فَقَالَ: لَابَأْسَ بِهٖ، قَدْ حَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَيْفَهٗ. قُلْتُ: فَتَقُوْلُ: الصِّدِّيْقُ؟ قَالَ: فَوَثَبَ وَثْبَةً وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَالَ: نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ، نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ، نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ، فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَّهُ الصِّدِّيْقَ فَلَا صَدَّقَ اللهُ لَهٗ قَوْلًا فِي

Islam The World Religion

الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ (کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ 2/685)۔

ترجمہ: عروہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی (یعنی امام باقر) علیہ السلام سے تلوار کو زیور پہنانے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، بے شک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا تھا، میں نے کہا: آپ اسے صدیق کہہ رہے ہیں؟ تو آپ (غصہ کی وجہ سے) اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑے ہو گئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے، اور فرمایا: ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے، جس نے اسے صدیق نہ کہا اللہ اس کی کسی بات کو سچا نہیں مانے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

منکرین صحابہ کی ایک اور کتاب روضۃ الکافی میں سیدنا امام باقر کا ایک نہایت دلچسپ قول لکھا ہے۔ آپ کے پاس آپ کا ایک حبدار آ کر کہنے لگا کہ آپ کے چچا امام حسن کے بیٹوں کے ساتھ آپ کا جھگڑا رہتا ہے، ہم دونوں جانب سے مجبور ہیں، فرمایئے ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: تمہاری مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے ایک بیٹی کی شادی زمیندار سے کر دی اور دوسری کی شادی برتن بنانے والے سے کر دی۔ کچھ عرصے کے بعد وہ اپنی بیٹیوں کی خبر لینے گیا۔ پہلی نے کہا فصل تیار ہے، دعا کریں بارش ہو جائے۔ دوسری نے کہا برتنوں کی بھٹی تیار ہے، دعا کریں بارش نہ ہو۔ باپ بے چارہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ اگر بارش مانگتا ہوں تو یہ اجڑتی ہے اور اگر بارش نہیں مانگتا تو وہ اجڑتی ہے۔ سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ نے یہ مثال دے کر فرمایا: تم ہمارے معاملات میں خاموش رہا کرو (الروضۃ من الکافی حدیث نمبر: 14785)۔

(5)۔ آپ کی فقہ

آپ کی فقہ کے امین امام اعظم ابوحنیفہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دو سال تک امام جعفر صادق سے پڑھا۔ آپ فرماتے تھے: لَوْلَا سَنَتَانِ لَهَلَكَ نُعْمَانُ یعنی اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہ حنفی میں امام جعفر صادق کی تعلیمات و تحقیقات بھی شامل ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ روحانی طور پر بھی امام جعفر صادق سے فیض یافتہ ہیں۔

یہاں ایک سوال اٹھایا جاتا ہے کہ جب آپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے شاگرد

Islam The World Religion

ہیں تو پھر ان کی فقہ کا نام فقہ حنفی کیوں ہے، فقہ جعفری کیوں نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سے امام جعفر صادق کے ہی شاگرد نہیں بلکہ آپ امام مالک، امام حماد، امام ابراہیم نخعی، حضرت علقمہ اور بے شمار تابعین، علماء وصوفیاء کے شاگرد ہیں۔ مزید دیکھیے! آپ کئی صحابہ کرام کے شاگرد ہیں۔ حضرت انس بن مالک، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت عبداللہ بن حارث وغیرہم سے آپ نے براہِ راست احادیث لی ہیں۔ پھر اس طرح ان صحابہ کرام کو سب سے زیادہ حق حاصل ہے کہ فقہ کو ان کی طرف منسوب کیا جاتا۔

اب ہم بھی ایک سوال کرتے ہیں۔ فقہِ جعفری کو فقہ جعفری کیوں کہا جائے، اسے فقہ باقری، فقہ زین العابدین، فقہ حسینی، فقہ حسنی اور فقہ علوی کیوں نہ کہا جائے؟ اور اگر فقہ جعفری مکمل فقہ ہے تو پھر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تو آپ کے چھٹے امام ہیں بعد والے چھ اماموں کی فقہ کہاں گئی؟ کیا ان کی تعلیمات سے بے نیاز ہو جانا چاہیے؟ اگر ان کی فقہ اس میں بھی شامل ہے تو پھر اس فقہ کا نام فقہِ کاظمی یا فقہِ عسکری کیوں نہیں؟ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دسواں باب:

عظمتِ اہل سنت وجماعت

Islam The World Religion

پہلا خطاب: پیار ہی پیار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالَّذِیۡنَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ:165)۔

ترجمہ: ایمان والے اللہ سے اشد محبت کرتے ہیں۔

اللہ کریم جل شانہ نے مسلمانوں پر کچھ محبتیں درجہ بدرجہ لازم قرار دی ہیں:

(1)۔ سب سے اولین اور سب سے زیادہ محبت اللہ کریم جل شانہ کی اپنی محبت ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَالَّذِیۡنَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ یعنی ایمان والے اللہ سے اشد محبت کرتے ہیں (البقرۃ:165)۔

محبت سے اوپر شدید محبت ہوتی ہے اور شدید محبت سے اوپر اشد محبت ہوتی ہے۔ اللہ کریم جل شانہ سے اشد محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ محبت کا اس سے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ انسان کی تخلیق کا مقصد بھی معرفتِ توحید اور عبادتِ خداوندی ہے۔

اللہ کریم سے محبت کے کچھ تقاضے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ: مَنۡ اَحَبَّ شَیۡئًا اَکۡثَرَ ذِکۡرَہٗ یعنی جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے (کنز العمال جلد 1 صفحہ 425)۔ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ دَوَامُ ذِکۡرِہٖ لِأَنَّ مَنۡ أَحَبَّ شَیۡئًا أَکۡثَرَ ذِکۡرَہٗ یعنی اللہ کی محبت کی پہچان اللہ کا دائمی ذکر ہے، اس لیے کہ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی:499)۔ گویا اللہ سے محبت کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ بُسۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الۡاِسۡلَامِ قَدۡ کَثُرَتۡ عَلَیَّ فَاَخۡبِرۡنِیۡ بِشَیۡءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطۡبًا مِّنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ (ترمذی:3375، ابن ماجہ:3793)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ، اسلام کے احکام مجھے کثرت سے نظر آتے ہیں۔ مجھے کوئی ایسی بات فرمائیں جس پر عمل کروں۔

Islam the world Religion

فرمایا: تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو محبوب سے بات کرنے کو بھی جی چاہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى يُنَاجِي رَبَّهُ یعنی آدمی نماز میں اپنے رب سے باتیں کرتا ہے (بخاری: 531)۔

اے عزیز! اگر اپنے رب سے باتیں کرنا چاہتے ہو تو نماز پڑھو! اور اگر اپنے رب کی بات سننا چاہتے ہو تو قرآن پڑھو اور اگر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنا چاہتے ہو تو درود شریف پڑھو۔ تم جہاں سے بھی درود پڑھو گے جواب آئے گا۔

(2)۔ اللہ کریم کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ذکر آتا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنَ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللهُ بِأَمْرِهِ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (التوبۃ: 24)۔

ترجمہ: (اے محبوب) آپ فرمائیں اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے (سگے) بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور رہائشی مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو زیادہ محبوب ہوں تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُونَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری: 15، مسلم: 169)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

Islam The World Religion

نبی کریم ﷺ کی محبت کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔آپ ﷺ کی محبت کا اولین تقاضا آپ کی اطاعت اور فرماں برداری ہے۔حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب فرماتے ہیں:

تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ هٰذَا مُحَالٌ فِي الْقِيَاسِ بَدِيعٗ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقاً لَأَطَعْتَهٗ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٗ

(شعب الایمان:492)۔

ترجمہ: تو محبوب کی نافرمانی کرتا ہے، حالانکہ تو اس کی محبت کا اظہار بھی کرتا ہے؟ یہ ناممکن ہے اور عقلی طور پر عجیب ہے۔اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اس کی اطاعت کرتا، اس لیے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللهِ یعنی ہم نے ہر نبی اس لیے بھیجا ہے تاکہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے (النساء:64)۔

اللہ کریم کی اطاعت نبی کریم ﷺ کے توسط سے ہی ممکن ہے اور اس کی اطاعت کا طریقہ نبی کریم ﷺ سے ہی سیکھا جا سکتا ہے۔اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهٗ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا أَوِّلُوهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ (بخاری :2957)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس فرشتے آئے اور

آپ نیند فرما رہے تھے۔ان میں سے ایک نے کہا یہ سو رہے ہیں۔اور ایک نے کہا آنکھ سو رہی اور دل جاگ رہا ہے۔ کہنے لگے تمہارے اس پیارے کی ایک خاص مثال ہے اس کی وہ مثال بیان کرو۔ان میں سے ایک نے کہا یہ سو رہے ہیں۔اور ایک نے کہا آنکھ سو رہی اور دل جاگ رہا ہے۔ کہنے لگے اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے مکان بنایا اور اس میں لنگر پکایا اور دعوت دینے والے کو بھیجا۔جس نے دعوت دینے والے کو قبول کیا وہ گھر میں داخل ہو گیا اور لنگر میں سے کھایا اور جس نے دعوت دینے والے کو قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہوا اور لنگر میں سے نہ کھایا۔ کہنے لگے اس کی تعبیر بیان کرو تا کہ یہ سمجھ جائے۔ان میں سے ایک نے کہا یہ سو رہا ہے۔ایک نے کہا آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے۔ پھر کہنے لگے گھر سے مراد جنت ہے۔داعی سے مراد محمد ہیں، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نا فرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے درمیان حق و باطل کی پہچان ہے۔

اطاعت کے بغیر محبت کا دعویٰ محض فریب کاری ہے مثلاً اگر کوئی مرید اپنے مرشد کے پاس حاضر ہو اور اسکا مرشد اسے لنگر کے لیے پانی بھر کے لانے کا حکم دے اور وہ جواب دے کہ حضور میں تو آپ کا دیدار کرنے آیا ہوں میرا دل نہیں چاہتا کہ آپ کے چہرے سے نظریں ہٹاؤں۔یہ پانی بھرنے والا کام کسی اور سے کروالیں میری محبت مجھے یہاں سے ہلنے نہیں دیتی۔تو آپ سوچیے یہ عاشق ہے کہ احمق؟ مخلص ہے یا دھوکے باز؟ مُرید ہے یا مَرید؟ اے عزیز اس دور میں کثرت سے ایسے عاشق رسول آپ کو مل جائیں گے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی تو کجا صرف حدیث سننے کو بھی تیار نہیں محض شعر و شاعری پر فریفتہ ہیں۔اگر کوئی حدیث سنائے تو شاید یہ بدبخت اسے مولویوں والے مسئلے کہہ کر مذاق اڑا دے۔

(3)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بعد تیسرا نمبر سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی محبت کا ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ: عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ ؟ قَالَ: وَمَا اَعْدَدتَّ لِلسَّاعَۃِ قَالَ حُبَّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ: فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحاً أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَفِی رِوَایَۃٍ قَالَ اَنَسٌ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَنَا أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ وَإِنْ لَّمْ أَعْمَلْ بِأَعْمَالِهِم (بخاری:3688، مسلم:6713)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے لیے کوئی تیاری نہیں کی، سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: تو اسی کیساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسلام لانے کے بعد کسی بات پر اتنا خوش کبھی نہیں ہوئے تھے جتنا نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پر خوش ہوئے کہ: تم اسی کے ساتھ ہوگے جس کے ساتھ تمہاری محبت ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں اللہ اور اس کے رسول اور ابوبکر اور عمر سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔

(4)۔ اس محبت کے بعد تمام تر صحابہ کرام اور تمام تر اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کا نمبر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اَللهَ اَللهَ فِي أَصْحَابِي، اَللهَ اَللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ ، وَمَنْ آذَاهُم فَقَدْ آذَانِي ، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ (ترمذی:3862)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا، جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ محبت کی وجہ سے اِن سے محبت رکھی اور جس نے اِن کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے اِن سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ اُس پر ضرور گرفت کرے گا۔

Islam The World Religion

مفہوماً یہی بات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی موجود ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُو کُم وَاَحِبُّونِی بِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوا اَھْلَ بَیْتِی بِحُبِّیْ (ترمذی:3789)۔ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت کرو اس لیے کہ وہ تمہیں رزق دیتا ہے اور اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

(5)۔ اسکے بعد تمام ولیوں اور خصوصاً اپنے مرشد کامل کی محبت کا نمبر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عَن عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاساً مَا ھُمْ بِاَنبِیَآءَ وَلَا الشُّھَدَآءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنبِیَآءُ وَالشُّھَدَآءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ، قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ، قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرَوحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیرِ اَرحَامٍ بَینَھُمْ وَلَا اَموَالٍ یَتَعَاطَونَھَا فَوَ اللّٰہِ اِنَّ وُجُوھَھُمْ لَنُورٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُورٍ لَا یَخَافُونَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُونَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ، وَقَرَءَ ھٰذِہِ الآیَۃَ: اَلَا اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوفٌ عَلَیھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُونَ (ابوداؤد:3527)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ نہ تو وہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے انکا مرتبہ دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں بتانا پسند فرمائیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ایسی قوم ہے جو اللہ کی خاطر روحانی محبت رکھتے ہوں گے، نہ کوئی رشتہ داری ہوگی اور نہ مالی لین دین ہوگا۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور کے اوپر ہوں گے۔ وہ نہیں ڈریں گے جبکہ لوگ ڈر رہے ہوں گے اور غمگین نہیں ہوں گے جبکہ لوگ غمگین ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَا اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوفٌ عَلَیھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُونَ خبردار بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی

Islam The World Religion

خوف ہوگا نہ کوئی غم ہوگا۔

(6)۔ اس کے بعد اپنے ماں باپ کی محبت کا نمبر ہے بشرطیکہ صاحب ایمان ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً، قَالُوا: وَإِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَللهُ أَكْبَرُ وَأَطْيَبُ (شعب الایمان:7856)۔

ترجمہ: جب بھی کوئی نیک بیٹا اپنے والدین کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: خواہ وہ ہر روز سو مرتبہ دیکھے؟ فرمایا: ہاں، اللہ سب سے بڑا اور سب سے پاک ہے۔

آج لوگ ماں کی محبت پر کلام پڑھتے ہیں مگر یاد رکھیے کہ اگر آپ کی جنت ماں کے قدموں میں ہے تو آپ کی ماں کی جنت آپ کے باپ کے قدموں میں ہے۔ لہٰذا ماں اور باپ کی شان اکٹھی بیان کرنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الوَالِدِ یعنی رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے (ترمذی:1899)۔

ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا بھی جائز نہیں۔ بخاری شریف میں ایک باب موجود ہے کہ: لَا يُجَاهَدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْوَالِدَيْنِ۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ أُجَاهِدُ، قَالَ لَكَ أَبَوَانِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ (بخاری:5972)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا تیرے والدین موجود ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: بس ان میں جہاد کر۔ (یعنی ان دونوں کی خدمت کر)۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَقَدْ أَتَيْتُ وَإِنَّ وَالِدَيَّ يَبْكِيَانِ قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا

فَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا (ابن ماجہ:2782)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ کی رضا کے لیے اور آخرت سنوارنے کے لیے آپ کے ہمراہ جہاد کا ارادہ لے کر آیا ہوں۔ میں آ تو گیا ہوں مگر میں نے والدین کو روتا ہوا چھوڑا ہے۔ فرمایا: واپس چلا جا، انہیں جا کر ہنسا جس طرح انہیں رلایا ہے۔

(7)۔ اس کے بعد ہر مسلمان کی آپس میں محبت کا نمبر ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ یعنی مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (الحجرات:10)۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی ؟ قَالَ قَائِلٌ اَلصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ، وَ قَالَ قَائِلٌ اَلْجِهَادُ ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ (مسند احمد:21361، ابوداؤد:4599)۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکلے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا ہے۔ کسی نے کہا نماز اور زکوٰۃ، کسی نے کہا جہاد۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا عمل اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر دشمنی ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ (مؤطا مالك كتاب الشعر باب ما جاء فی المتحابین فی اللّٰه:16، مسند احمد:22192)۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری محبت واجب ہوگئی میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں پر، میری خاطر مل بیٹھنے والوں پر، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں پر اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر۔

Islam The World Religion

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا ، اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (مسلم:194،ابوداؤد:5193)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔

السلام علیکم کا معنی ہے اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو یہ دعا دے رہا ہو تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس دعا کے بعد وہ اس کا گلہ کرے؟ یا اس کی عزت خراب کرے؟ یا اس کا مال لوٹے؟ یا اس کی جان تلف کرے؟ منہ سے السلام علیکم کہنا اور پھر حرکتیں کرنا بغل میں چھری منہ میں رام رام والی مثال ہے۔

اب ان محبتوں کا خلاصہ دوبارہ سن لیجیے! (1)۔ سب سے پہلے اللہ کی محبت (2)۔ آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت (3)۔ سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی محبت (4)۔ تمام صحابہ کرام کی محبت اور تمام اہل بیت کی محبت (5)۔ تمام ولیوں اور اپنے مرشد کی محبت (6)۔ اپنے مومن ماں باپ کی محبت (7)۔ ہر مسلمان کی باہمی محبت۔ اللہ کریم ہمیں درجہ بدرجہ ان تمام تعلقاتِ محبت کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: ادب ہی ادب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَازَاغَ الۡبَصَرُ وَمَاطَغٰی (النجم:17)۔

ترجمہ: نظر کسی طرف مائل نہیں ہوئی اور نہ ادب کی حد سے بڑھی۔

اللہ کریم جل شانہ کا ادب

فقیر نے خطبے میں جو آیت تلاوت کی ہے اس کا تعلق معراج شریف سے ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اللہ کریم کا دیدار کیا تو ادب کا وہ منظر پیش فرمایا ہے کہ عقل حیران ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَاذَهَبَ يَمِيْناً وَلَا شِمَالًا ، وَمَاطَغٰى : مَا جَاوَزَ (ابن جریر: 25175)۔ یعنی نگاہِ اقدس دائیں بھی نہیں گئی اور بائیں بھی نہیں گئی اور حدّ ادب سے تجاوز بھی نہیں کیا۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مَا الۡتَفَتَ اِلَى الۡجَنَّةِ وَ مُزَخۡرَفَاتِهَا ،وَلَا اِلَى الۡجَحِيۡمِ وَ ذَفَرَاتِهَا ،بَلۡ كَانَ شَاخِصاً اِلَى الۡحَقِّ، وَمَاطَغٰى عَنِ الصِّرَاطِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ (روح المعانی 26/128)۔

ترجمہ: آپ ﷺ جنت اور اس کے نظاروں کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور دوزخ اور اس کے بھڑکنے کی طرف بھی دھیان نہیں دیا بلکہ حق تعالیٰ کی طرف نگاہ جمی تھی اور صراط مستقیم سے تجاوز نہیں کر رہی تھی۔

یہ ادبِ خداوندی کی انتہاء ہے: امام بغوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: هٰذَا وَصۡفُ اَدَبِهٖ فِي ذٰلِكَ اِذۡ لَمۡ يَلۡتَفِتۡ جَانِبًا یعنی یہ ہے زیارت کے وقت ادب کا منظر کہ آپ ﷺ کسی دوسری جانب متوجہ نہ ہوئے (تفسیر بغوی جلد 4 صفحہ 255)۔

وَهٰذَا وَصۡفُ اَدَبٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِيۡ ذٰلِكَ الۡمَقَامِ اِذۡ لَمۡ يَلۡتَفِتۡ يَمِيۡناً وَلَا شِمَالاً (تفسیر قرطبی 17/88)۔

ترجمہ: یہ ہے نبی کریم ﷺ کا اس مقام پر ادب کر کے دکھانا کہ آپ دائیں بائیں متوجہ ہی

Islam The World Religion

نہیں ہوئے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لَمْ یَرْجِعْ مُحَمَّدٌ اِلٰی شَاھِدِ نَفْسِہٖ وَلَا اِلٰی مُشَاھَدَتِھَا ، وَاِنَّمَا کَانَ مُشَاھِداً بِکُلِّیَّتِہٖ لِرَبِّہٖ تَعَالٰی (تفسیر عرائس البیان جلد 3 صفحہ 360)۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور اس مشاہدے کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوئے، آپ صرف اور صرف کلّی طور پر اپنے رب تعالیٰ کے مشاہدے میں رہے۔

اب یہ نفی کے چار مختلف مراتب ہوئے۔(1)۔دنیا کی ہر چیز کی نفی (2)۔عقبیٰ کی ہر چیز کی نفی یعنی جنت اور دوزخ کی نفی۔(3)۔اپنی ذات کی نفی (4)۔مشاہدے کی نفی۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اِذَا مَا تَجَلَّی الْحَبِیْبُ بِاَیِّ عَیْنٍ اَرَاہُ

بِعَیْنِہٖ اَرٰی ، لَا بِعَیْنِیْ اَرَاہُ

ترجمہ: جب محبوب جلوہ افروز ہوگا تو میں اس کو کونسی آنکھ سے دیکھوں گا۔میں اسے اسی کی آنکھ (توفیق) سے دیکھوں گا اپنی آنکھ سے نہیں دیکھوں گا۔

یہ ہے وہ انتہاء جس سے آگے ادب ناممکن ہے۔اور حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادب کی یہی انتہاء کر کے دِکھا دی۔ یہ ادب کس نے سکھایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَأْدِیْبِیْ یعنی مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور مجھے خوب ادب سکھایا (جامع صغیر: 310)۔

ایک حدیث میں ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھے، تو آسمان کی طرف دیکھا، اتنے میں ایک فرشتہ نازل ہوگیا، تو سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے آج تک زمین پر نہیں اترا، جب وہ فرشتہ اترا تو اس فرشتے نے کہا: یا محمد، آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ کیا آپ کو بادشاہ نبی بنایا جائے یا عبدیت والا رسول؟ جبریل نے پاس سے کہا: یا محمد اپنے رب کے لیے عاجزی کیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بَلْ عَبْدًا رَسُوْلًا عبدیت والا رسول (مسند احمد: 7160)۔

Islam The World Religion

ایک حدیث میں اس طرح بھی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ ساتھ چلیں، میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس نے مجھے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو عبدیت والا نبی بناؤں اور اگر آپ چاہیں تو بادشاہت والا نبی بناؤں؟ میں نے جبریل کی طرف دیکھا، تو انہوں نے اشارے سے جواب دیا کہ اپنے آپ کو جھکائیں۔ میں نے کہا عبدیت والا نبی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ: میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح ایک بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح ایک بندہ بیٹھتا ہے آکُلُ کَمَا یَأْکُلُ الْعَبْدُ، وَاَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ (مجمع الزوائد: 14210)۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ سے سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا: یَا مُحَمَّدُ اِجْلِسْ جَلْسَةَ الْعَبْدِ یارسول اللہ اس طرح بیٹھیے جیسے ایک بندہ اپنے آقا کے سامنے بیٹھتا ہے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے (کشف المحجوب صفحہ 371)۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آدمی کو چاہیے کہ اپنے معبود کے حضور میں رہنے کا حسنِ ادب زلیخا سے سیکھے۔ جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خلوت میں جا کر اپنے آرزو کی خواستگار ہوئی تو پہلے اپنے بت کو پردہ سے چھپایا۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ پردہ کیوں ڈال رہی ہو؟۔ زلیخا بولیں: اپنے معبود سے اپنے کو چھپا رہی ہوں تا کہ وہ مجھے آپ کے ساتھ ایسی حالت میں نہ دیکھے کیونکہ اس کے سامنے ایسا کام ادب کے خلاف ہے۔

جب یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام سے ملایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دولتِ وصل سے سرفراز فرمایا اور زلیخا کو پھر شباب بخشا اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آئی تو یوسف علیہ السلام نے ان کی طرف ارادہ فرمایا۔ تو زلیخا آپ سے دور بھاگتیں تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: زلیخا! میں تیرا وہی محبوب ہوں، مجھ سے دور کیوں بھاگتی ہے، شاید میری دوستی تیرے دل میں نہیں رہی۔ زلیخا بولی: نہیں! خدا کی قسم دوستی قائم ہے بلکہ پہلے سے زیادہ ہے۔ لیکن مجھے اپنے معبودِ حقیقی کا ادب لاحق ہے۔ جس دن میں نے

Islam The World Religion

آپ سے خلوت چاہی تھی وہاں ایک بت میرا معبود تھا، جو آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا، اس لیے کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی تھیں۔ میں نے اس پر پردہ ڈالا تا کہ بے ادبی نہ ہو۔ اب جب کہ میرا معبود بصیر ہے اور سب کچھ جانتا ہے، میں جس حال میں بھی ہوں وہ مجھے دیکھتا ہے۔ اس لیے میں تارکِ ادب ہونا نہیں چاہتی (کشف المحجوب صفحہ 371، 372)۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنی شرم گاہ کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا: اپنی اس چیز کو دیکھنے سے میں شرم کرتا ہوں جس کی جنس کا دیکھنا حرام ہو (کشف المحجوب صفحہ 372)۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا: بِمَ وَجَدْتَ مَا وَجَدْتَ یعنی آپ نے جو کچھ پایا کیسے پایا؟ فرمایا: بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ مَعَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ یعنی اپنے اللہ کیساتھ ادب والی صحبت کے ذریعے (کشف المحجوب صفحہ 371)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَبْسُطْ ذِرَاعَيْهِ كَالكَلْبِ، وَإِذَا بَزَقَ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ (بخاری:532)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: سجدوں میں اعتدال رکھو، اپنے بازو کتے کی طرح مت پھیلاؤ، اور جب تم میں سے کوئی تھوکے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اور دائیں طرف بھی نہ تھوکے، بے شک انسان اس وقت اپنے رب سے باتیں کر رہا ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ (ترمذی:2800)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے لباس ہونے سے بچو، تمہارے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو قضائے حاجت کے وقت سوا اور جب آدمی اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اس وقت کے سوا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں، ان سے حیاء کرو اور ان کا احترام کرو۔

Islam The World Religion

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ، فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَافْعَلْ، قُلْتُ: وَالرَّجُلُ يَكُونُ خَالِيًا، قَالَ: فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْه (ترمذی:2769)۔

ترجمہ: حضرت بہز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ: ہم کس کے سامنے بے لباس ہو سکتے ہیں اور کس کے سامنے نہیں؟ فرمایا: اپنے ستر کی حفاظت کر سوائے اپنی بیوی کے، یا لونڈی کے۔ پھر پوچھا یا رسول اللہ: کیا کوئی مرد دوسرے مرد کے سامنے بے لباس ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہر کسی سے اپنا ستر چھپاؤ۔ پھر پوچھا یا رسول اللہ: اگر آدمی تنہائی میں ہو تو پھر؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔

رسول کریم ﷺ کا ادب

اللہ کریم فرماتا ہے: تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ یعنی میرے نبی ﷺ کی تعظیم کرو اور توقیر کرو (الفتح:9)۔

ایک دفعہ ام المومنین حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ایک بچی کو بھیجا۔ اور ادب یوں سکھایا کہ:

قُومِي بِجَنْبِهِ فَقُولِي لَهُ: تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا؟ فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ. فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ (بخاری:1233)۔

ترجمہ: میں نے اس سے کہا کہ تم آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور آپ سے کہنا: یا

Islam The World Religion

رسول اللہ! ام سلمہ آپ سے یہ عرض کرتی ہیں کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ ان دو رکعت کے پڑھنے سے منع فرماتے ہیں اور میں نے آپ کو یہ دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اگر آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پیچھے ہٹ جانا، اس باندی نے ایسا کیا، آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ باندی پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اے ابو امیہ کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد کی دو رکعت کے متعلق سوال کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس عبدالقیس کا وفد آیا تھا انہوں نے مجھے ظہر کے بعد دو رکعت پڑھنے سے مشغول رکھا، سو یہ وہ دو رکعت ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُونَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِی یَدِ رَجُلٍ (مسلم:6043)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد موجود تھے۔ وہ چاہتے یہ تھے کہ ایک بھی بال گرے تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں جائے۔

دوسری جگہ فرماتا ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت بڑھو (الحجرات:1)۔

کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے عید پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر ابن جریر:24516)۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِی یَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَہٗ لِأَهْلِہٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُكِ فِی شَیْءٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ یُقَالُ لَہٗ أَبُو بُرْدَۃَ بْنُ نِیَارٍ یَا رَسُولَ اللّٰہِ ذَبَحْتُ وَعِنْدِی جَذَعَۃٌ خَیْرٌ مِنْ مُسِنَّۃٍ فَقَالَ اجْعَلْہُ مَکَانَہٗ وَلَنْ تُوفِیَ أَوْ تَجْزِیَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ (بخاری:965)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم آج کے اس دن جس کام کو سب سے پہلے کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، پھر ہم لوٹ جاتے ہیں، پھر ہم نحر (قربانی) کرتے ہیں، سو جس نے یہ کام کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ صرف گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے پیش کیا ہے، اس کا عبادت میں کوئی حصہ نہیں ہے، پھر انصار میں سے ایک شخص کھڑے ہوئے جن کا نام حضرت ابو بردہ بن نیار تھا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں ذبح کر چکا ہوں اور میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے، جو ایک سال کے بکرے سے زیادہ بہتر ہے، آپ نے فرمایا: اسے اس کی جگہ ذبح کر دو، اور تمہارے بعد کسی کے لیے اس کی اجازت نہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ: عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكَانَ عَلَى بَكْرٍ لِعُمَرَ صَعْبٍ فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَقُولُ أَبُوهُ يَا عَبْدَ اللهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ ﷺ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ (بخاری:2610)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھ جاتا تھا اور ان کے والد (حضرت عمر) ان سے کہتے تھے: اے عبداللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی آگے نہ بڑھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا: یہ اونٹ مجھے فروخت کر دو، حضرت عمر نے عرض کیا: یہ آپ کا ہی ہے، سو آپ نے اس کو خرید لیا، پھر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ تمہارا ہے، تم اس کا جو چاہو کرو۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَ حَانَتِ الصَّلٰوةُ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَقَالَ أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمُ ؟ قَالَ نَعَمْ، فَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ

النَّاسُ وَ كَانَ اَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهٖ، فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيْقِ اِلْتَفَتَ اَبُو بَكْرٍ فَرَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اُمْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ اَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَ تَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؟ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا لِي رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ، مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ اُلْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ (بخاری:684، مسلم:949)۔

ترجمہ: حضرت سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو ابن عوف کی آپس میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آ گیا۔ مؤذن ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ نماز پڑھائیں گے میں اقامت پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ابوبکر نے نماز پڑھائی۔ لوگ نماز میں تھے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ بڑھ کر صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا (یعنی امام کو متوجہ کرنے کے لیے الٹے ہاتھ پر سیدھا ہاتھ مارا)۔ مگر ابوبکر اپنی نماز میں مگن تھے۔ جب لوگوں نے کثرت سے ہاتھ مارے تو ابوبکر متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُنکی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اس حکم پر ابوبکر نے ہاتھ اُٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر آپ پیچھے ہٹے حتیٰ کہ صف کے برابر آ گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا اور فرمایا: اے ابوبکر میرے حکم کے باوجود آپ کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کس نے روکا؟ ابوبکر نے عرض کیا ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ جرأت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو کثرت سے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا ہے، ایسا کیوں ہوا؟ نماز میں اگر کسی کو کوئی معاملہ پیش آ جائے تو اُسے سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ جب کوئی سبحان اللہ کہے گا تو اُس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تالی بجانے کا طریقہ عورتوں کے لیے ہے۔

Islam The World Religion

تیسری آیت میں اللہ کریم فرماتا ہے : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (الحجرات:2)۔

ترجمہ: اے ایمان والو اس نبی کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور ان کے سامنے زیادہ بلند آواز سے بات نہ کرو، جیسے ایک دوسرے کے ساتھ بلند آواز سے باتیں کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ) الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ (بخاری:4845)۔

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ: قریب تھا کہ سب سے بہتر دو مرد ہلاک ہو جاتے یعنی ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما، ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں بلند کیں جب آپ کے پاس بنو تمیم کے سوار آئے تھے تو ان میں سے ایک نے اقرع بن حابس کو امیر بنانے کا اشارہ کیا جو بنی مجاشع کا بھائی تھا اور دوسرے نے دوسرے کو امیر بنانے کا اشارہ کیا، نافع نے کہا: مجھے اس کا نام یاد نہیں، پس حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے کہا: تم نے صرف میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے، حضرت عمر نے کہا: میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا، پس اس معاملہ میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ) الْآيَةَ (اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو) حضرت ابن الزبیر نے کہا: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر بہت پست آواز

Islam The World Religion

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بات سناتے تھے حتیٰ کہ آپ اس سے اس بات کو پوچھتے تھے اور حضرت ابن الزبیر نے اس کے متعلق اپنے باپ (یعنی اپنے نانا) یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ (إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ) (الحجرات:3)، قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ يَا رَسُولَ اللهِ، لَا أُكَلِّمُكَ إِلَّا كَأَخِي السِّرَارِ حَتَّى أَلْقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ (مستدرک حاکم:3772)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ نازل ہوئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی میں آپ سے صرف سرگوشی کے انداز میں بات کروں گا حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جاملوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (بخاری:4846)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو گم پایا تو ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کو ان کا پتا بتاتا ہوں، پس وہ حضرت ثابت بن قیس کے پاس گئے تو دیکھا وہ اپنے گھر میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے تو انہوں نے ان سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: بہت برا حال ہے، (انہوں نے بتایا) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تو (انہوں نے گمان کیا ہے) ان کا

Islam The World Religion

عمل ضائع ہو گیا اور وہ اہل دوزخ سے ہو گئے ہیں، پس وہ مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ کو اس بات کی خبر دی اور بتایا کہ اس نے اس طرح اور اس طرح کہا ہے، موسیٰ (بن انس) نے کہا: پھر وہ مرد دوسری بار حضرت ثابت بن قیس کے پاس عظیم بشارت لے کر گیا، آپ نے فرمایا: تم اسکے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تم اہل دوزخ سے نہیں ہو لیکن تم اہل جنت سے ہو۔

عن عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ ابْنَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَذَكَرْتُ قِصَّةَ أَبِيهَا، قَالَتْ: لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ (لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) (الحجرات: 2) الْآيَةَ، وَآيَةُ (وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ) (الحدید: 23) جَلَسَ أَبِي فِي بَيْتِهِ يَبْكِي، فَفَقَدَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ أَمْرِهِ، فَقَالَ: إِنِّي امْرُؤٌ جَهِيرُ الصَّوْتِ، وَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ حَبِطَ عَمَلِي، فَقَالَ: بَلْ تَعِيشُ حَمِيدًا، وَتَمُوتُ شَهِيدًا، وَيُدْخِلُكَ اللهُ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْيَمَامَةِ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ اسْتُشْهِدَ فَرَآهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي مَنَامِهِ، فَقَالَ: إِنِّي لَمَّا قُتِلْتُ انْتَزَعَ دِرْعِي رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَخَبَّأَهُ فِي أَقْصَى الْعَسْكَرِ وَهُوَ عِنْدَهُ، وَقَدْ أَكَبَّ عَلَى الدِّرْعِ بُرْمَةً، وَجَعَلَ عَلَى الْبُرْمَةِ رَحْلًا، فَائْتِ الْأَمِيرَ فَأَخْبِرْهُ، وَإِيَّاكَ أَنْ تَقُولَ لِهٰذَا حُلُمٌ فَتُضَيِّعَهُ، وَإِذَا أَتَيْتَ الْمَدِينَةَ فَائْتِ فُلَانَ لِخَلِيفَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ كَذَا وَكَذَا، وَغُلَامِي فُلَانٌ مِنْ رَقِيقِي عَتِيقٌ، وَإِيَّاكَ أَنْ تَقُولَ لِهٰذَا حُلُمٌ فَتُضَيِّعَهُ، قَالَ: فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَوَجَدَ الْأَمْرَ عَلَى مَا أَخْبَرَهُ، وَأَتَى أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْفَذَ وَصِيَّتَهُ فَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَعْدَمَا مَاتَ أَنْفَذَ وَصِيَّتَهُ غَيْرُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ (مستدرک حاکم: 5105)۔

ترجمہ: حضرت عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں پہنچا تو حضرت ثابت بن قیس کی صاحبزادی کے پاس گیا اور ان سے ان کے والد گرامی کا قصہ پوچھا، انہوں نے فرمایا: جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیتیں (لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) (الحجرات: 2) الْآيَةَ، وَآيَةُ (وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ) (الحدید: 23) نازل کیں تو

میرے والد اپنے گھر میں بیٹھ کر رونے لگے ۔رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں مسلسل غیر حاضر پایا تو ان کا معاملہ پوچھا۔انہوں نے عرض کیا: میں اونچی آواز والا آدمی ہوں اور ڈرتا ہوں کہ میرے اعمال برباد نہ ہو جائیں ،فرمایا: بلکہ تو عزت کی زندگی گزارے گا ،شہادت کی موت پائے گا اور اللہ تجھے جنت میں سلامتی کے ساتھ پہنچائے گا ۔جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے ۔حضرت ثابت اور حضرت سالم رضی اللہ عنہما نے آپس میں کہا کہ عہدِ رسالت میں تو ہم کفار سے اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے ۔ دونوں نے اپنے اپنے لیے گڑھا کھودا اور اس میں جم کر دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی حتیٰ کہ دونوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔اس روز حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے نفیس اور قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ۔ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی اور جا کر چھپا دی۔اس شب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں ۔خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض ایک خواب ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ۔سنو! میں کل جب مقتول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتار لی ۔اس کی رہائش گاہ فوجی پڑاؤ کے آخری کنارہ پر ہے ۔اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہے ۔اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا رکھ دیا ہے ۔ اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے ۔تم صبح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں ۔دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرضہ ہے، وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں ۔جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد بن ولید کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ

لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (بخاری:470)۔

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں مسجد میں کھڑا ہوا تھا تو مجھے ایک شخص نے کنکر مارا، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے فرمایا: جا! ان دو آدمیوں کو بلا کر لاؤ، میں ان دونوں کو لے آیا، حضرت عمر نے پوچھا: تم کون ہو یا کہاں سے آئے ہو؟ ان دونوں نے کہا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمر نے کہا: اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو دردناک سزا دیتا، تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز کو بلند کر رہے تھے۔

جب محبوب کریم ﷺ کا وصال شریف ہو گیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر رسول پر بیٹھے۔ مگر آپ ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر نہیں بیٹھے بلکہ اس سے نیچے والی سیڑھی پر بیٹھے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس نیچے بیٹھے۔ پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا۔ وہ اس سے بھی نیچے والی سیڑھی پر بیٹھے (صواعق محرقہ صفحہ 13)۔

عن أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ، فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ (بخاری:2691)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے جائیں (تو اچھا ہو)، پس نبی کریم ﷺ اس کی طرف روانہ ہوئے اور دراز گوش پر سوار ہوئے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے، وہ شور والی زمین تھی، جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا: میرے پاس سے ہٹو! اللہ کی قسم! تمہارے گدھے کی بدبو مجھے تکلیف دے رہی ہے، پھر ان ہی میں سے ایک انصاری نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے دراز گوش کی بو تم سے زیادہ خوش بودار ہے۔

عَنْ سَالِمٍ أَنَّ شَاعِرًا مَدَحَ بِلَالَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، فَقَالَ: بِلَالُ بْنُ عَبْدِ

Islam The World Religion

اللهِ خَيْرُ بِلَالٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَذَبْتَ، لَا بَلْ بِلَالُ رَسُولِ اللهِ خَيْرُ بِلَالٍ (ابن ماجہ:152)۔

ترجمہ: حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کسی شاعر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے بلال رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہہ دیا: عبداللہ کے بیٹے بلال ہر بلال سے اچھے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کے بلال (رضی اللہ عنہ) ہر بلال سے اچھے ہیں۔

تمام نبیوں کا ادب

ہمارے آقا ﷺ نے ہمیں دوسرے انبیاء علیہم السلام کا بھی ادب سکھایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَاءِ اللهِ وَ رُسُلِهِ فَإِنَّ اللهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ (مسند الفردوس:3710، جلاء الافہام صفحہ 19)۔ حسن لشواہدہ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور اس کے تمام رسولوں پر صلوٰۃ بھیجا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہے جیسا کہ مجھے بھیجا ہے۔ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ۔

یورپ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے خلاف کتنی ہرزہ سرائی کی ہے اور کتنے کارٹون بنائے ہیں لیکن آپ نے دیکھا کہ کبھی کسی مسلمان نے جوابی طور پر کسی نبی کی توہین نہیں کی اور کسی کے کارٹون نہیں بنائے۔ یہ ہے ہمارے آقا ﷺ کی تعلیم اور یہ ہے اسلامی ادب۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: {رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي} [البقرة: 260] وَيَرْحَمُ اللهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ، لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ (بخاری:3372، مسلم:238)۔

Islam the World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں، جب انہوں نے کہا تھا کہ اے میرے رب! مجھے دِکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں! لیکن یہ صرف اس لیے ہے تا کہ میرے دل کو مزید اطمینان ہو جائے۔ اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحمت کرے، کہ وہ زبردست رکن کا سہارا لیتے تھے۔ اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تھے تو میں بلانے والے کے بات ضرور مان لیتا۔

صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار کا ادب

یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر ہوتا ہے تو اس ذکر میں اہل بیت اطہار بھی شامل ہوتے ہیں۔ ویسے سب کے لیے الگ الگ حدیث بھی سن لیجیے! فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اَللهَ اَللهَ فِي اَصْحَابِي، اَللهَ اَللهَ فِي اَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُم فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ اَنْ يَاْخُذَهُ (ترمذی:3862)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا، جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ محبت کی وجہ سے اِن سے محبت رکھی اور جس نے اِن کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے اِن سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ اُس پر ضرور گرفت کرے گا۔

اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ (مسلم:6225)۔

ترجمہ: میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

Islam The World Religion

اورفرمایا:دَعُوْا لِیْ اَصْحَابِیْ وَاَصْهَارِیْ (الجامع الصغیر:4223)۔

ترجمہ: میری خاطر میرے صحابہ اور میرے سسرال کو کچھ نہ کہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (بخاری:3673، مسلم:6487)۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان میں سے کسی ایک کے جزو یا نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

عَنِ الشَّعْبِي : صَلّٰى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقُرِبَتْ اِلَيْهِ بَغْلَتُهٗ لِيَرْكَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَخَذَ بِرِكَابِهٖ، فَقَالَ زَيْدٌ : خَلِّ عَنْهُ يَابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : هٰكَذَا اُمِرْنَا اَن نَّفْعَلَ بِالْعُلَمَاءِ وَ الْكُبَرَاءِ، فَقَبَّلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَدَهٗ وَ قَالَ : هٰكَذَا اُمِرْنَا اَن نَّفْعَلَ بِاَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (طبرانی:4746، مستدرک حاکم:5881، 5885)۔

ترجمہ: امام شعبی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کسی کی نمازِ جنازہ پڑھی، اس کے بعد ان کا خچر ان کے قریب لایا گیا تا کہ اس پر سوار ہوں، اتنے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان کی رکاب پکڑ لی، حضرت زید نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے! رکاب چھوڑ دیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہمیں اسی طرح علماء اور بزرگوں کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حضرت زید بن ثابت نے ان کا ہاتھ چوما اور فرمایا: ہمیں اسی طرح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾

Islam The World Religion

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ الحشر:8،9،10)۔

ترجمہ: یہ مال فقراء مہاجرین کے لیے بھی ہیں جو اپنے گھروں اور اپنے مال وجائیداد سے نکال دیے گئے، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں وہی لوگ سچے ہیں، اور ان کے لیے بھی جنہوں نے مہاجرین کے آنے سے پہلے ہی دارالہجرت کو تیار رکھا۔ اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں کو دوست رکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی طلب نہیں پاتے اس چیز کی جو ان مہاجرین کو دی گئی اور وہ دوسروں کو اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید حاجت ہو اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب بے شک تو بہت رحمت والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

ان تین آیتوں میں مسلمانوں کے تین گروہوں کا ذکر ہے۔ مہاجرین، انصار اور بعد والی امت جو مہاجرین وانصار کے لیے استغفار کرے۔ گویا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ یا تو انسان مہاجر ہو، یا انصاری ہو، یا ان کے لیے دعا گو ہو۔ آج ہمیں بعض ایسے لوگوں سے واسطہ پڑ گیا ہے جو دعا کرنا یا استغفار کرنا تو دور کی بات ہے الٹا ان اللہ کے پیاروں کو گالیاں دیتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اُمِرُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِاَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَبُّوْهُمْ ان لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا تھا، انہوں نے گالیاں دینا شروع کر دیا (مسلم:7539)۔

سیدنا امام زین العابدین کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: آپ کا عثمان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے اس کے لہجے میں بے ادبی دیکھی تو فرمایا: کیا تم مہاجر ہو؟ اس نے کہا

Islam The World Religion

نہیں۔فرمایا: کیا تم انصار میں سے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر تم تیسری آیت میں بیان کیے گئے لوگوں میں بھی نہیں ہو تو تم اسلام سے نکل چکے (تفسیر قرطبی جلد 18 صفحہ 30، کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد 2 صفحہ 623)۔

امام شعبی بھی فرماتے ہیں کہ: یہودی اور عیسائی رافضیوں پر ایک لحاظ سے فضیلت لے گئے۔یہودیوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل لوگ کون ہیں تو انہوں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابی۔جب عیسائیوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل لوگ کون ہیں تو انہوں نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری۔لیکن جب رافضیوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں بدترین لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: حضرت محمد ﷺ کے صحابی۔ان لوگوں کو ان کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا تھا مگر انہوں نے گالیاں دینا شروع کر دیا فَالسَّيْفُ عَلَيْهِمْ مَسْلُولٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تَقُومُ لَهُمْ رَايَةٌ وَلَا يَثْبُتُ لَهُمْ قَدَمٌ. وَلَا تَجْتَمِعُ لَهُمْ كَلِمَةٌ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللهُ بِسَفْكِ دِمَائِهِمْ وَتَفْرِيقِ شَمْلِهِمْ وَإِدْحَاضِ حُجَّتِهِمْ. أَعَاذَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ مِنَ الْأَهْوَاءِ الْمُضِلَّةِ (تفسیر البغوی 4/362)۔

بے ادبی کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ علماء فرماتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شرم وحیاء کا پہلا پردہ ہیں۔جو شخص اس پردے کو پھاڑ دیتا ہے اس کی جھجک اتر جاتی ہے اور اس کے لیے باقی صحابہ کرام پر زبان درازی کرنا آسان ہو جاتا ہے (البدایہ والنہایہ جلد 8 صفحہ 147)۔جس کا جی چاہے اپنے رشتہ دار تفضیلیوں کی اندرونی میٹنگ میں بیٹھ کر دیکھ لے۔یہ لوگ اندر ہی اندر بہت دور جا چکے ہیں۔اور اگر یہ خود بھی ہماری اس بات پر دھیان دیں تو شاید توبہ کی توفیق مل جائے۔لیکن کیا کریں؟ ہمارے محترم بزرگ جناب امیر بخش جمالی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بار جو شخص بے ادبی کر دے۔اگر معافی مانگ لے اور اسے معافی مل بھی جائے تو اسے دوبارہ اپنی رسی کا سرا ہاتھ نہیں آتا۔اے عزیز! طریقت والوں کے لیے یہ الفاظ نہایت قیمتی ہیں۔یہ الفاظ ایک اوتاد کے ہیں نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ شِرَارَ أُمَّتِيْ أَجْرَؤُهُمْ عَلَى صَحَابَتِيْ یعنی بے

شک میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ کے خلاف جرأت کریں گے (جامع صغیر:2281)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ وَسُبَّ أَصْحَابِيْ فَعَلَى الْعَالِمِ أَنْ يُظْهِرَ عِلْمَهُ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفاً وَلَا عَدْلاً (السنۃ للخلال:787 وقال اسنادہ ضعیف)۔

ترجمہ: جب فتنے یا بدعات ظاہر ہو جائیں، اور میرے صحابہ کو گالیاں دی جائیں، تو عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے، جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ کی لعنت، تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت، اللہ اس کی طرف سے کوئی فرض اور نفل قبول نہیں کرے گا۔

عاجزی اور انکساری

اللہ کریم فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (الفرقان:63)۔ اس آیتِ شریفہ میں انتہاء درجے کا ادب سکھایا گیا ہے۔ جب زمین پر جھک کر چلیں گے تو ہر کوئی اپنے سے اونچا نظر آئے گا۔ اسی سے صوفیاء نے یہ مراقبہ اخذ فرمایا ہے کہ: ہوش دردم، نظر برقدم یعنی دھیان اپنے سانسوں کی طرف رکھو اور نظر اپنے قدم پر رکھو۔ ایسے لوگوں کو عباد الرحمٰن کہا گیا ہے۔ عبد میں ادب ہوتا ہے اور عباد کی اضافت رحمٰن کی طرف ہے گویا اللہ کریم جھک کر چلنے والوں پر حد درجہ رحم فرماتا ہے۔

جھک کر چلنے والا بڑے کا ادب ضرور کرے گا اور چھوٹے پر رحم ضرور کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ترمذی:1921)۔

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور بڑے کا احترام نہیں کیا اور نیکی کا حکم نہیں دیا اور برائی سے منع نہیں کیا۔

اس حدیث میں بھی بڑوں کی توقیر کا حکم دیا گیا ہے۔ جب عام بڑے کی توقیر لازم ہے تو پھر ماں باپ کی توقیر کا کیا حال ہوگا اور استاد کی توقیر کا کیا عالم ہوگا اور مرشد کی توقیر کا کیا منظر ہوگا۔

Islam The World Religion

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تواضع یہ ہے ہر ملنے والے کو اپنے سے افضل جانے۔ اگر وہ بڑا ہے تو یہ خیال کرے کہ اس نے مجھ سے پہلے عبادت الٰہی کا آغاز کیا تھا۔ اگر چھوٹا ہو تو یہ خیال کرے کہ اس نے مجھ سے تھوڑے گناہ کیے ہیں، اور اگر وہ بیوقوف ہے تو خیال کرے کہ اس کی بیوقوفی کی وجہ سے اسے معافی مل جائے گی جب کہ میں ارادی طور پر نافرمانی کرتا ہوں۔ اگر وہ کافر ہے تو خیال کرے کہ شاید یہ اسلام قبول کر لے اور شاید میں مسلمان نہ رہ سکوں (فتوح الغیب مقالہ نمبر 78)۔

حضرت ابو حفص حداد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَلتَّصَوُّفُ كُلُّهٗ آدَابٌ ، لِكُلِّ وَقْتٍ اَدَبٌ وَلِكُلِّ مَقَامٍ اَدَبٌ وَلِكُلِّ حَالٍ اَدَبٌ، فَمَنْ لَزِمَ آدَابَ الْاَوْقَاتِ بَلَغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ وَ مَنْ ضَيَّعَ الْآدَابَ فَهُوَ بَعِيْدٌ مِنْ حَيْثُ يُظَنُّ الْقُرْبُ وَ مَرْدُوْدٌ مِنْ حَيْثُ يُظَنُّ الْقُبُوْلُ (کشف المحجوب صفحہ 40)۔

ترجمہ: تصوف سارے کا سارا آداب ہے۔ ہر وقت کا ادب، ہر مقام کا ادب اور ہر حال کا ادب ہے، جس نے تمام اوقات کے آداب کو ملحوظ رکھنا سیکھ لیا وہ مردوں کے مقام تک پہنچ گیا اور جس نے آداب کو ضائع کر دیا وہ قرب کے گمان سے بھی دور رہا اور قبولیت کے گمان سے بھی مردود رہا۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

ترجمہ: ہم اللہ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔ بے ادب انسان رب کے لطف سے محروم رہ جاتا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: صحابہ اور اہل بیت کے درمیان محبت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے ساتھی کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں (الفتح:29)۔

صحابہ کی اہل بیت سے محبت

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الحَارِثِ، قَالَ: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ، وَقَالَ: بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ (بخاری:3542)۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوبکر صدیق نے عصر کی نماز پڑھی، پھر باہر نکل کر جارہے تھے تو انہوں نے سیدنا حسن کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا، انہوں نے حسن کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا: میرے ماں باپ قربان ہوں بالکل نبی کریم پر گئے ہیں، علی پر نہیں گئے اور علی ہنس رہے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا احترام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کرو (بخاری:3713)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: إِنَّمَا أَنْبَتَ مَا تَرَىٰ فِي رَأْسِ سِنَا اللهُ ثُمَّ أَنْتُمْ یعنی ہمارے سر پہ جو بال آپ کو نظر آرہے ہیں یہ اللہ نے اگائے ہیں اور پھر آپ لوگوں نے اگائے ہیں (الاصابہ جلد 1 صفحہ 379)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ دیں تا کہ میں آپ کی اور فاطمہ کی شادی کے لیے ضروری انتظامات کروں۔ میں نے جا کر اپنی زرہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چار سو درہم میں فروخت کر دی۔ جب درہم میں نے وصول کر لیے اور زرہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لے لی تو اس کے بعد عثمان رضی اللہ

Islam The World Religion

عنہ فرمانے لگے کہ اے ابن ابی طالب! زرہ میری ہو چکی اور درہم آپ کے ہو چکے؟ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ زرہ آپ کو میری طرف سے بطور ہدیہ وتحفہ پیش خدمت ہے۔ میں نے درہم اور زرہ دونوں چیزیں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لا کر حاضر کر دیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کا میرے ساتھ حسن سلوک بھی بیان کیا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی (کشف الغمہ جلد 1 صفحہ 348)۔

اہل بیت کی صحابہ سے محبت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ ، فَدَعَوا اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ: يَرْحَمُكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّيْ كَثِيْرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ : كُنْتُ وَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ ، وَفَعَلْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ (بخاری: 3677، 3685، مسلم: 6187، ابن ماجہ: 98، شرح السنۃ: 3890)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن خطاب کے لیے اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے، انہیں ان کی چارپائی پر رکھا گیا تھا، ایک شخص میرے پیچھے سے آیا اور میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھ دی، اور کہنے لگا، اللہ آپ پر رحمت کرے، مجھے یقین تھا کہ اللہ آپ کے یاروں کے ساتھ آپ کو ملا دے گا، میں رسول اللہ ﷺ سے اکثر سنا کرتا تھا کہ: میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں نے اور ابوبکر اور عمر نے فلاں کام کیا، میں ابوبکر اور عمر گئے، مجھے یقین تھا کہ اللہ آپ کو ان دونوں کے ساتھ ملا دے گا، میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب تھے۔

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ ، عَنْ أَبِيْهِ ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ، وَهُوَ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ ، قَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ ، فَجَاءَ عَلِيٌّ فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ ، ثُمَّ قَالَ: رَحْمَةُ اللهِ

عَلَيْكَ أَبَا حَفْصٍ، فَوَاللهِ مَا بَقِيَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ تَعَالَى بِصَحِيفَتِهِ مِنْكَ (مسند احمد:867)۔

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چار پائی کے پاس تھا اور وہ اپنے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے، فوت ہو چکے تھے، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، پھر فرمایا: اے ابو حفص اللہ آپ پر رحمت کرے، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے بعد مجھے آپ سے بڑھ کر ایسا کوئی شخص پیارا نہیں جس جیسا اعمال نامہ لے کر میں اللہ سے ملنا چاہوں۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَقَالَ: مَا كَانَ مَنْزِلَةُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْزِلَتُهُمَا السَّاعَةَ (مسند احمد:16714)۔

ترجمہ: حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص سیدنا علی بن حسین (امام زین العابدین) کے پاس حاضر ہوا اور کہا ابو بکر اور عمر کا قرب نبی کریم ﷺ کے ساتھ کتنا تھا؟ فرمایا: اتنا ہی قرب تھا جتنا آج ہے۔

سیدنا عثمان غنی کا پہرہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے دیا: وَسَارَ اِلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَبْنَاءِ الصَّحَابَةِ عَنْ اَمْرِ آبَائِهِمْ، مِنْهُمُ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ، وَ عَبْدُاللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ (البدایہ والنہایہ 7/171)۔

ترجمہ: صحابہ کرام کی اولادیں اپنے اپنے والد کے حکم سے پہرہ دینے کے لیے سیدنا عثمان غنی کے پاس گئے۔ ان میں سیدنا حسن، حسین اور عبداللہ بن زبیر شامل تھے رضی اللہ عنہم۔

ایک دوسرے سے اکٹھی محبت

عَنِ الشَّعْبِي: صَلّٰى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقُرِبَتْ اِلَيْهِ بَغْلَتُهُ لِيَرْكَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَخَذَ بِرِكَابِهِ، فَقَالَ زَيْدٌ: خَلِّ عَنْهُ يَابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰكَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَّفْعَلَ بِالْعُلَمَاءِ وَ الْكُبَرَاءِ، فَقَبَّلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَدَهٗ وَقَالَ: هٰكَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَّفْعَلَ بِاَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (طبرانی:4746، مستدرک حاکم:5881، 5885)۔

Islam the World Religion

ترجمہ: امام شعبی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کسی کی نمازِ جنازہ پڑھی، اس کے بعد ان کا خچر ان کے قریب لایا گیا تا کہ اس پر سوار ہوں، اتنے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان کی رکاب پکڑ لی، حضرت زید نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے! رکاب چھوڑ دیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہمیں اسی طرح علماء اور بزرگوں کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حضرت زید بن ثابت نے ان کا ہاتھ چوما اور فرمایا: ہمیں اسی طرح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

آپس میں رشتہ داریاں

صدیق وعمر شیخین ہیں، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر، عثمان وعلی ختنین ہیں یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد رضی اللہ عنہم۔ سیدنا امیر معاویہ کی ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عمر فاروق سے ہوا (بخاری: 4071، الفروع من الکافی: 10830، تہذیب: 10558، الاستبصار: 4339)۔

سیدہ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا پہلے حضرت جعفر طیار کی زوجہ تھیں، پھر صدیق اکبر کے نکاح میں آئیں اور پھر سیدنا مرتضیٰ کریم کے نکاح میں آئیں اور حضرت محمد بن ابی بکر نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: راہِ اعتدال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ (التوبہ:۱۰۰)۔

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے ایمان لانے والے اور جنہوں نے نیک کاموں میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

ہمارے مذہب ومسلک کا نام اہل سنت و جماعت ہے۔ اہل سنت اس لیے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور حدیث کو مانتے ہیں اور جماعت اس لیے کہ ہم صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں اتحاد اور جمعیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

یہ سبق ہمیں ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہے۔ اس موضوع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مختلف پہلو موجود ہیں۔

(1)۔ پیاروں کا ایک جیسا دفاع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کسی پیارے کی بھی مخالفت ہوتی دیکھتے تو فوراً ان کا دفاع فرماتے تھے، خواہ وہ صحابی ہوں یا اہل بیت۔ مثلاً:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خطاب، سیدنا عباس بن عبدالمطلب کے دفاع میں خطاب، سیدنا علی المرتضیٰ کے دفاع میں خطاب، سیدنا اسامہ بن زید کے دفاع میں خطاب، ام المومنین سیدہ عائشہ کے دفاع میں خطاب۔

حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خطاب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں، اوپر سے میں آجاؤں تو خاموش ہو جاتے ہیں جس سے میرا دل دکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال میں آ گئے حتیٰ کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو

Islam The World Religion

گیا۔ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ قَالُوا أَنْتَ قَالَ فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ فَلَا تَسُبُّوا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَنَا فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِكَ (مسند احمد:2734)۔

ترجمہ: اے لوگو! اہل زمین میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ اکرام والا کون ہے؟ سب نے کہا: آپ۔ فرمایا: تو پھر عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔ ہمارے فوت شدگان کو گالیاں دے کر زندوں کو اذیت مت پہنچاؤ۔ آپ ﷺ کے پاس وہ لوگ حاضر ہو گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خطاب

اسی طرح جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہوئی تو آپ ﷺ نے خطاب فرمایا: عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْيَمَنِ فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَنَقَصْتُهُ ، فَجَعَلَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ: أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ؟ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (مصنف ابن ابی شیبہ 7/506)۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا، مجھے ان سے کسی معاملے میں شکایت ہوئی، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ کیا، رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا، تو فرمایا: کیا میں مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیارا نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ، فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے دفاع میں خطاب

اسی طرح جب سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپاہ سالار بننے پر اعتراض ہوا تو آپ ﷺ نے خطاب فرمایا:

Islam The World Religion

فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ:إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ (بخاری:4469)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اگر تم لوگ اس کی قیادت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے یہی اعتراض تم لوگ اس کے والد (حضرت زید) پر بھی کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم وہ قیادت کا ضرور اہل تھا۔ وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اب اس کے بعد یہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ (بخاری:4468)۔

ترجمہ: بلاشبہ یہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دفاع میں خطاب

اسی طرح جب اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو اُم المومنین کے دفاع میں قرآن شریف کی 20 آیات نازل ہوئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خطاب کرتے ہوئے فرمایا: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبداللہ بن اُبی ابن سلول منافق کے مقابلے پر اپنے لیے حمایت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے گروہِ مسلمین! ایک ایسا شخص جس کی میرے گھر والوں کے متعلق شر انگیزی کی خبر مجھے پہنچی ہے اس کے مقابلہ پر کون میری حمایت کرے گا؟ اللہ کی قسم! مجھے اچھی طرح علم ہے کہ میرے گھر والی نیک ترین خاتون ہے (بخاری:2637، مسلم:7020)۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دفاع میں خطاب

اسی طرح جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تو

Islam The World Religion

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلٰكِنْ وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ أَبَدًا یعنی میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع نہیں ہوں گی (بخاری: 926، 3110، 3714، مسلم: 4738، 4739، ابوداؤد: 2069، 2070، ابن ماجہ: 1999)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دفاع میں خطاب

اسی طرح جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہو گئے، اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا:

اِنَّ اللهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ (بخاری: 3661، 4640)۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تو تم سب نے کہا تم جھوٹے ہو، اور ابوبکر کہتا رہا وہ سچا ہے، اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے میری مدد کی، کیا تم لوگ میری خاطر میرے یار سے باز رہو گے؟

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دیوان میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور اس سے آگے یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ذرا ہو جائے جو تم نے میرے بارے میں اور ابوبکر کے بارے میں کہا ہے، حضرت حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا:

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِيْ ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

وَالثَّانِيَ التَّالِيَ الْمَحْمُوْدَ مَشْهَدُهٗ ... وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ ... طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا ... مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَ اَعْدَلُهَا ... اِلَّا النَّبِيَّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

Islam The World Religion

ترجمہ

شعرنمبر 1:۔ جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو کچھ اس نے کر کے دکھایا۔

شعرنمبر 2۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

شعرنمبر 3:۔ آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اس کے اردگرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔

شعرنمبر 4:۔ ابوبکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔

شعرنمبر 5:۔ وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابلِ اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: فَقَالَ ا: صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ، دَعُوْا لِيْ صَاحِبِيْ قَالَهَا ثَلَاثاً (دیوانِ حسان بن ثابت الانصاری مع شرح برقوقی صفحہ 299)۔

ترجمہ: اے حسان تم نے سچ کہا۔ اے لوگو! میرے یار کو میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار ان کتابوں میں بھی موجود ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 8 صفحہ 448، مستدرکِ حاکم: 4468، 4469، 4518، اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 237، الاستیعاب صفحہ 430)۔

اہلِ علم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ان تمام خطابات کی روح ایک ہی ہے۔ جو روح فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ میں ہے وہی روح هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ میں ہے، مفہوماً یہی بات مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ میں ہے، یہی حقیقت فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ میں ہے، یہی محبت لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ میں ہے، یہی مقصود قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي کا ہے۔

Islam The World Religion

امید ہے کہ اس موضوع پر اب آپ کا ذہن کھل چکا ہوگا، تو اب غور فرمایئے! جس طرح نبی کریم ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے لیے أَيُّهَا النَّاسُ أَمَّا أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ کے الفاظ فرمائے تھے، اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، اسی طرح قرآن امہات المومنین کے لیے النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔

(2)۔فضائل پر کتب

بالکل اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے، علماءِ امت نے بھی یہی طرز اختیار فرمایا ہے کہ فضائل صحابہ پر لکھی گئی کتب میں فضائل اہل بیت کو بیان کیا گیا ہے، اور فضائل اہل بیت پر لکھی گئی کتابوں میں فضائل صحابہ کو بیان کیا گیا ہے تا کہ کسی بدعقیدہ کو ٹیڑھی چال چلنے کا موقع نہ مل سکے۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ تمام اہل بیتِ اطہار خود بھی صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔

اور بہت سے صحابہ بھی ایسے ہیں جنہیں اہل بیت میں شمار کیا جاتا تھا۔مثلاً حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید (ترمذی: 3819)، حضرت سلمان فارسی (مستدرکِ حاکم: 6657) اور بے شمار صحابہ کو نبی کریم ﷺ کے اہل کہا جاتا تھا (بخاری: 1821، مسلم: 2854)۔

جبکہ تمام ازواج مطہرات اور چاروں شہزادیاں تو پہلے نمبر پر اہل بیت میں شامل ہیں۔

لہٰذا ان میں صرف مِنْ وَجْهٍ یعنی ایک لحاظ سے ہی فرق ہے، ورنہ اشتراک بڑا واضح اور غالب ہے۔اسی فرق مِنْ وَجْهٍ کے اعتبار سے دونوں عنوانات پر الگ الگ کتب پر تبصرہ ملاحظہ کیجیے!

فضائلِ صحابہ پر کتب

فضائلِ صحابہ پر دنیا میں بے شمار کتب موجود ہیں: مثلاً امام احمد بن حنبل کی کتاب فضائلِ صحابہ، اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔اس کا نام صحابہ کے نام پر رکھا گیا ہے مگر اس میں تمام اہل بیت کی شان بھی مذکور ہے۔

Islam The World Religion

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے صحابہ کے حالات اور شان میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: اَلْاِسْتِیْعَابُ فِیْ مَعْرِفَةِ الْاَصْحَابِ۔اس کتاب کا نام صحابہ کے نام پر ہے مگر اس میں بھی ازواج مطہرات، چاروں شہزادیوں سمیت تمام اہل بیت کے حالات مذکور ہیں۔

علامہ ابن اثیر نے صحابہ کی معرفت اور شان میں چھ جلدوں میں وسیع کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے اُسْدُ الْغَابَةِ فِیْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ۔اس کتاب کا نام بھی صحابہ کے نام پر ہے مگر اس میں تمام صحابہ کے ساتھ ساتھ تمام اہل بیت کا ذکر ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے صحابہ کے احوال اور شان میں چار جلدوں میں کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: اَلْاِصَابَةُ فِیْ تَمْیِیْزِ الصَّحَابَةِ۔اس کتاب کا نام بھی صحابہ کے نام پر ہے مگر اس میں بھی تمام اہل بیت کا تذکرہ موجود ہے۔اب آیئے دوسری طرف!

فضائل اہل بیت پر کتب

امام جزری علیہ الرحمہ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: اَسْنَی الْمَطَالِبِ فِیْ مَنَاقِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔اس کتاب کا نام ہی بتا رہا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کے مناقب پر لکھی گئی ہے۔مگر اسی کتاب کے اندر امام جزری علیہ الرحمہ نے شان صحابہ، خصوصاً چاروں خلفائے راشدین کے مناقب اور خصوصاً سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا فاروق اعظم کی شان پر احادیث درج کر دی ہیں۔مثلاً:

(ا)۔مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (اسنی المطالب:39) (ب)۔اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا کُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا (اسنی المطالب:69)۔

(ج)۔میرے حوض کے چار کونے ہیں اور چاروں کونوں پر ابو بکر، عمر، عثمان اور علی ہوں گے (اسنی المطالب صفحہ 88)۔

اب سوچیے! سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے وقت امام جزری کو صحابہ یاد آئے کہ نہیں؟

دوسری کتاب جواہر العقدین ہے۔اس کتاب کے مصنف علامہ نور الدین سمہودی

Islam The World Religion

رحمہ اللہ ہیں۔اس کتاب کے شروع میں علماء کے مناقب اور صحابہ کے مناقب ہیں حتیٰ کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ابوبکر تمام صحابہ میں افضل بھی ہیں اور سب سے بڑے عالم بھی ہیں اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمُھُمْ وَ اَفْضَلُھُمْ۔آگے لکھتے ہیں: ابوبکر صدیق کا علم زیادہ مشہور اس لیے نہیں ہوا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جلدی وصال فرما گئے (جواہر العقدین صفحہ 57)۔

اس کے بعد دوسرے نمبر پر اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے مناقب بیان کرتے ہیں۔

تیسری کتاب نورالابصار فی مناقب آل النبی المختار ہے۔اس کتاب کے مصنف علامہ مومن بن حسن بن مومن شبلنجی رحمہ اللہ ہیں۔اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔عام طور پر خطیبوں کے پاس موجود ہوتی ہے۔اس کتاب کے شروع میں مختصراً سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے بعد چاروں خلفائے راشدین کے مناقب بیان ہوئے ہیں۔بارہ احادیث ایسی بیان فرمائی ہیں جن میں صرف چار یار کا ذکر ہے۔اس کے بعد ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے الگ الگ عنوانات قائم کرتے ہیں۔اور اس کے بعد اہل بیت اطہار کا ذکر کرتے ہیں۔

چوتھی کتاب سوانح کربلا ہے۔جس کے مصنف صدرالافاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔اس کتاب کا نام دیکھیے: سوانح کربلا۔مگر کتاب کے اندر کیا ہے؟ بالکل کتاب نورالابصار کی طرح پہلے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پھر چاروں خلفاءِ راشدین، پھر سیدنا امام حسن، پھر سیدنا امیر معاویہ کا تذکرہ اور پھر سوانح کربلا بیان کرتے ہیں۔اے عزیز! یہ کتاب تو لکھی ہی اردو میں گئی ہے کم از کم اسی سے سبق حاصل کریں۔

ان تمام کتابوں سے معلوم ہوا کہ اہل سنت صحابہ کا ذکر کرتے وقت اہل بیت یاد رکھتے ہیں اور اہل بیت کا ذکر کرتے وقت صحابہ کو یاد رکھتے ہیں۔تو پھر آج ایک جیسا رویہ کیوں نہ ہو؟

(3)۔ایک جیسے ایام منائے جائیں

آج یہ سوال اٹھ رہا ہے کہ اللہ کے پیاروں کی وفات یا شہادت کے دن رونا چاہیے یا نہیں؟ ان دنوں میں نکاح کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

Islam The World Religion

جواب بڑا سادہ ،آسان اور معتدل ہے کہ :اس امت میں سب سے پہلی مظلوم شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے، پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے جن کا پانی چالیس دن تک مدینہ منورہ میں بند رہا۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ہر دور میں بے شمار اللہ کے پیارے شہید ہوتے رہے اور ان سے پہلے بھی شہداءِ بدر، شہداءِ احد، شہداءِ تبوک، شہداءِ حنین وشہداءِ بیر معونہ بھی جامِ شہادت نوش کر چکے۔

یا تو ان سب کے دنوں پر رویا جائے یا پھر کسی کے دن پر بھی مت رویا جائے۔ یا ان سب کے دنوں پر نکاح منع کیا جائے یا سب کے دنوں پر نکاح کو جائز کہا جائے۔ بلکہ جس سال ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، اسے عام الحزن کا نام دیا گیا یعنی غم کا سال۔ اگر ہم غم کا یوم منائیں تو پھر ہمیں غم کا سال بھی منانا ہوگا اور پورا سال ہی ماتم اور پورا سال نکاح سے باز رہنا ہوگا۔

یہ ہے انصاف ـــــ یہ ہے اعتدال ـــــ یہ ہے ایک جیسی محبت ـــــ یہ ہے کامل ایمان ـــــ جسے ہر باضمیر اور منصف انسان ضرور قبول کرے گا۔

اب غم کا سال منا کر اپنی زندگی مفلوج کرنے کی بجائے اپنے آقا ﷺ کی حدیث یاد کیجیے۔ یہ حدیث آپ کو محفوظ راستہ دے رہی ہے۔ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (بخاری:1281، مسلم:3734، ابوداؤد:2299، ترمذی:1195، نسائی:3500، ابن ماجہ:2084)۔

ترجمہ: حضرت اُم حبیبہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ میّت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے، اُس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اہل سنت و جماعت واقعی جمعیت کو قائم رکھتے ہیں اور تمام صحابہ اور

Islam The World Religion

تمام اہلِ بیت کے درمیان یگانگت ، اوران کے ساتھ ایک جیسے رویے کو اختیار کر کے اتحاد اور اعتدال کی فضا قائم کرتے ہیں ۔ اسی لیے امامِ اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علامہ قہستانی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اگر کوئی واعظ شہادت حسین رضی اللہ عنہ بیان کرنا چاہے تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ پہلے باقی صحابہ کرام کی شہادت کے واقعات لوگوں کو سنائے تا کہ روافض سے مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ صرف شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر اکتفاء کرتے ہیں، جبکہ اہلِ سنت صحابہ اور اہلِ بیت دونوں کا تذکرہ کرتے ہیں (فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 740)۔

فقیر نے اپنی گفتگو میں تین نکات بیان کیے ہیں۔

(1)۔ پیاروں کے دفاع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جیسے خطابات۔

(2)۔ فضائل صحابہ پر کتابوں میں فضائل اہلِ بیت اور فضائل اہلِ بیت پر کتابوں میں فضائل صحابہ۔

(3)۔ شہید ہونے والے تمام صحابہ اور تمام اہلِ بیت کے دن ایک ہی طرح منانا اور غم اور نکاح کا ایک جیسا انداز۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

گیارہواں باب:

تصوف

Islam The World Religion

پہلا خطاب: اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ

(اللہ کی خاطر محبت)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْأَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِینَ (الزخرف:67)۔

ترجمہ: سب دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔

(1)۔ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اچھے دوست ایک دوسرے کے حق میں اچھی گواہی دیں گے اور قیامت کے دن انہیں اکٹھا کر دیا جائے گا۔ اسی طرح برے دوست ایک دوسرے کے خلاف بولیں گے (بغوی جلد 4 صفحہ 106)۔

حدیث شریف میں ہے کہ: عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ رَجُلَیْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ، أَحَدُهُمَا بِالْمُشْرِقِ وَالْآخَرُ بِالْمَغْرِبِ، لَجَمَعَ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُولُ: هٰذَا الَّذِی أَحْبَبْتَهُ فِیَّ (ابن کثیر تحت هذه الآیة)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو آدمی ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت کرتے ہوں گے اور ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن اکٹھا کر دے گا۔ فرمائے گا: یہ ہے وہ آدمی جس کے ساتھ تم میری خاطر محبت کرتے تھے۔

قَالَ ابْنُ عَطَاءٍ: كُلُّ وَصْلَةٍ وَأُخُوَّةٍ مُنْقَطِعَةٌ إِلَّا مَا كَانَ لِلّٰهِ وَفِی اللّٰهِ، فَإِنِّی كُلَّ وَقْتٍ فِی زِیَادَةٍ بِأَنَّ اللّٰهَ یَقُولُ: اَلْأَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِینَ (عرائس البیان 3/282)۔

ترجمہ: حضرت عطا تابعی فرماتے ہیں کہ: ہر تعلق اور ہر بھائی چارہ قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا، سوائے اس تعلق کے جو اللہ کی خاطر جوڑا گیا ہوگا، میں تو ہر وقت ایسے تعلقات کو بڑھانے کی کوشش میں رہتا ہوں، اس لیے کہ اللہ کریم فرماتا ہے: اَلْأَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

Islam The World Religion

عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ۔

امام قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کی خاطر محبت یہ ہے کہ: ایک دوسرے کو دنیاوی مقاصد کے لیے استعمال نہ کریں اَلَّا يَسْتَعْمِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً فِي أُمُورِ الدُّنْيَا۔

(2)۔ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَأُنَاساً مَا هُمْ بِأَنْبِيَآءَ وَلَا الشُّهَدَآءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللهِ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللهِ عَلٰى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَ اللهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلٰى نُورٍ لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ، وَقَرَءَ هٰذِهِ الآيَةَ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (ابوداؤد:3527)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ نہ تو وہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کیطرف سے انکا مرتبہ دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں بتانا پسند فرمائیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ایسی قوم ہے جو اللہ کی خاطر روحانی محبت رکھتے ہوں گے، نہ کوئی رشتہ داری ہوگی اور نہ مالی لین دین ہوگا۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور کے اوپر ہوں گے۔ وہ نہیں ڈریں گے جبکہ لوگ ڈر رہے ہوں گے اور غمگین نہیں ہوں گے جبکہ لوگ غمگین ہوں گے اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ خبر دار بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی غم ہوگا۔

(3)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ (مؤطا مالك كتاب الشعر باب ما جاء فی المتحابين فی الله:16، مسند احمد:22030)۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری محبت واجب ہوگئی میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں

Islam The World Religion

پر، میری خاطر مل بیٹھنے والوں پر، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں پر اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي (مسلم:2566)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کہاں ہیں میری خاطر آپس میں محبت کرنے والے؟ مجھے اپنے جلال کی قسم، آج میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا، جس دن میرے سایہ رحمت کے سواء کوئی سایہ نہیں۔

(4)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلاً زَارَ اَخاً لَّهٗ فِیْ قَرْيَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللهُ لَهٗ فِیْ مَدْرَجَتِهٖ مَلَكاً، قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ ؟ قَالَ اُرِيْدُ اَخاً لِیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ. قَالَ هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا ؟ قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللهِ. قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ (مسلم:6549)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی کی زیارت کے لیے دوسرے گاؤں میں گیا۔ اللہ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ اس نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ کہا اس گاؤں میں اپنے بھائی کی زیارت کرنے جارہا ہوں۔ پوچھا کیا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے جس کا عوض لینے جارہے ہو؟ کہا نہیں سواء اس کے کہ میں اس سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ اس نے کہا میں تیری طرف بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں کہ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تو نے اس سے اس کی خاطر محبت کی۔

(5)۔ وَعن اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَتَی السَّاعَةُ ؟ قَالَ : وَمَا اَعْدَدتَّ لِلسَّاعَةِ قَالَ حُبَّ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ : فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحاً أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ، وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَنَسٌ : فَاَنَا اُحِبُّ اللهَ

وَرَسُوْلَهٗ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ اِيَّاهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِهِمْ (بخاری:3688، مسلم:6713)۔

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا (میں نے اس کے لیے کوئی تیاری نہیں کی، مگر) اللہ اور اس کے رسول سے محبت۔ فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسلام لانے کے بعد کسی بات پر اتنا خوش نہیں ہوئے تھے جتنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر خوش ہوئے کہ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں اللہ اور اس کے رسول اور ابو بکر اور عمر سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ان سے محبت کرنے کی برکت سے ان کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَكَاَنَّ الرَّجُلَ اِسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ فَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (بخاری:7153، مسلم:6715)۔

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ آدمی خاموش سا ہو گیا۔ پھر کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے اس کے لیے نہ تو زیادہ (نفلی) نماز تیار کی ہے نہ روزے اور نہ ہی صدقہ، ہاں البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تیری محبت ہوگی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ (ابوداؤد:4833، ترمذی:2378)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، تم میں سے ہر ایک کو غور کر لینا چاہیے کہ اس کی دوستی کس کے ساتھ ہے۔

(6)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا

Islam The World Religion

فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (مسلم: ۱۹۴)۔

ترجمہ: تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ، تم اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تم میں محبت پیدا ہو جائے، سلام کو پھیلاؤ۔

(7)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ المَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلهِ، وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ، وَحَتَّى يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا (بخاری: 6041)۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص ایمان کی چاشنی اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک کسی آدمی سے صرف اللہ کی خاطر محبت نہ کرے، اور حتیٰ کہ مسلمان ہو جانے کے بعد کفر میں پلٹنا اس طرح برا سمجھے جس طرح آگ میں گرنے کو برا سمجھتا ہے، اور حتیٰ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے باقی ہر چیز سے زیادہ پیارے ہو جائیں۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ (ابوداود: 4599)۔ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ الْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ (مسند احمد: 21303)۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل عمل اور اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا عمل اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر دشمنی ہے۔

یہی بخشش کا مدار ہے۔ یہی ولایت کا مبدا ہے۔ محبت والے مبتدی لوگ ہی بلند مقامات کے لیے پنیری ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: اللہ کی خاطر تعلق کا طریقہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ:119)۔

ترجمہ: اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اللہ کی خاطر تعلق کو متعدد طریقوں سے قائم رکھا جا سکتا ہے: زیارت کرنا، صحبت میں رہنا اور ان کے دینی مشن میں شامل ہونا۔

(1)۔اللہ کے پیاروں کی زیارت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے مسلمان صحابی بن گئے۔ عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ سَمِعۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسۡلِمًا رَآنِی اَوۡرَاٰی مَنۡ رَآنِی (ترمذی:3858)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کسی ایسے مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہو یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا ہو۔

ولیوں کی زیارت سے اللہ یاد آتا ہے۔ عَنۡ اَسۡمَآءِ بِنۡتِ یَزِیۡدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهَا اَنَّهَا سَمِعَتۡ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ اَلَا اُنَبِّئُکُمۡ بِخِیَارِکُمۡ ؟ قَالُوۡا بَلٰی یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیۡنَ اِذَا رُؤُوۡا ذُکِرَ اللّٰهُ (ابن ماجہ:4119، مسند احمد:27471، 27473)۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں بتاؤں تم میں بہترین کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا تم میں بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَجُلاً زَارَ اَخاً لَّهٗ فِیۡ قَرۡیَةٍ اُخۡرٰی فَاَرۡصَدَ اللّٰهُ لَهٗ فِیۡ مَدۡرَجَتِهٖ مَلَکاً، قَالَ اَیۡنَ تُرِیۡدُ ؟ قَالَ اُرِیۡدُ اَخاً لِّیۡ

Islam The World Religion

فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا ؟ قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّي اَحْبَبْتُهٗ فِي اللّٰهِ، قَالَ فَاِنِّي رَسُوْلُ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ (مسلم:6549)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی کی زیارت کے لیے دوسرے گاؤں میں گیا۔ اللہ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ اس نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ کہا اس گاؤں میں اپنے بھائی کی زیارت کرنے جارہا ہوں۔ پوچھا کیا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے جس کا عوض لینے جارہے ہو؟ کہا نہیں سواء اس کے کہ میں اس سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ اس نے کہا میں تیری طرف بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں کہ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تو نے اِس سے اس کی خاطر محبت کی۔

(2)۔ اللہ والوں کی صحبت میں رہنا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (الکہف:۲۸)۔

ترجمہ: اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو اپنے رب کی صبح اور شام عبادت کرتے ہیں، اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور ان سے اپنی آنکھیں نہ پھیریں۔

یہ آیت اصحابِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو ان صحابہ کرام کے پاس بیٹھنے اور انہیں اپنی صحبت سے فیضیاب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح کی ایک اور آیت بھی اصحابِ صفہ ہی کے بارے میں موجود ہے: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الانعام:52)۔

ترجمہ: ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور مت کریں جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، وہ اس کی رضا چاہتے ہیں۔

مشہور اصحابِ صفہ میں چند مشہور صحابہ کے نام سنیے! سیدنا بلال بن رباح، حضرت زید بن خطاب (سیدنا عمر فاروق کے بھائی)، حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عتبہ بن مسعود (سیدنا عبداللہ بن مسعود بن مسعود کے بھائی)، حضرت مقداد بن اسود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت صہیب بن

Islam The World Religion

سنان رومی، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِی الذَّاکِرِینَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ (بخاری:6408، مسلم:6839)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاکرین کے بارے میں فرمایا: یہ ایسے جلیس ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔

مرشد کی صحبت سے آہستہ آہستہ ایک تل کے برابر قلب کی صفائی ہوتی ہے اور سیاہی دور ہوتی ہے۔ اگر مرشد سے ملاقات نہ ہو سکے تو کم از کم دو اڑھائی گھنٹے روزانہ مرشد کے ملفوظات اور کتب کا مطالعہ کریں، یا ان کے بیانات سنیں۔

یا ہج پریں ساں گڈ ، یا کر پریں جی پچار
انہیں بنن م دھار شل قادر کہیں کھے نکرے

ترجمہ: یا تو محبوب کے ساتھ رہو، یا محبوب کی باتیں کرو، قادر کسی کو ان دو چیزوں سے جدا نہ کرے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا فرمان: اگر مجھے جمعہ کی قبولیتِ دعا والی ساعت ملے تو اللہ سے اہل اللہ کی صحبت مانگوں گا۔

حضرت بقاء شاہ شہید رحمہ اللہ دیہہ مزار میں تشریف لے گئے۔ وہاں میاں عبدالرحمٰن اعتکاف میں تھے، انہوں نے اعتکاف توڑ دیا اور آپ کی زیارت کے لیے آ گئے۔ آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے: اعتکاف کی قضا کر لوں گا لیکن اگر آپ کی ملاقات رہ جاتی تو اس کی قضا ممکن نہ تھی۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عمر کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا مجھے ایک سال کی عبادت سے زیادہ پسند ہے (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پانچ چیزیں دل کے لیے دوا کا کام کرتی ہیں۔ تدبر کے ساتھ قرآن پڑھنا، پیٹ کا خالی ہونا، رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنا، سحر کے وقت اللہ کے سامنے گڑگڑانا اور صالحین کی صحبت میں بیٹھنا (رسالہ قشیریہ صفحہ ۱۷۳)۔

Islam The World Religion

(3)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے مشن سے محبت

فقیر نے خطبے میں یہ آیت پڑھی تھی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبۃ:119)۔

ترجمہ: اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہ آیت ان تین صحابہ کرام کو نصیحت کرتے ہوئے نازل کی گئی تھی جو غزوہ تبوک میں شامل نہیں ہوئے تھے: (1)۔حضرت کعب بن مالک۔(2)۔حضرت ہلال بن امیۃ۔(3)۔ حضرت مرارہ بن ربیع۔انہیں جہاد پر جانے اور سچوں کا ساتھ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کو علماء نے ایک نہایت جامع آیت قرار دیا ہے۔صادقین کا ساتھ دینے سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں:

(1)۔اس سے ثابت ہوا کہ غزوہِ تبوک پر جانے والے تمام صحابہ کرام سچے، مخلص اور صادق تھے۔اس جنگ میں جھنڈا صدیق اکبر کے ہاتھ میں تھا۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور صدیق کے ہاتھ میں جھنڈے کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

(2)۔سب سے بڑی چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ، حضرت ابوبکر و عمر کا ساتھ، تمام صحابہ اور تمام اہل بیت کا ساتھ دینا كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا پہلا درجہ ہے۔ابنِ عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هٰذِهِ الصِّفَةُ يَرْتَفِعُ بِهَا النِّفَاقُ فِي الْعَقِيْدَةِ یعنی سچوں کے ساتھ ہو جانا ایسی صفت ہے جس سے عقیدہِ منافقت کی نفی ثابت ہو جاتی ہے۔ہجرت کرنے والے منافق نہیں ہو سکتے، جہاد کرنے والے منافق نہیں ہو سکتے، جن سے احادیث روایت کی گئی ہیں وہ منافق نہیں ہو سکتے، منافقون سے احادیث روایت نہیں کی گئیں۔

(3)۔اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میسر نہیں آئی تو پھر کم از کم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھیں اور محبت کی نشانی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن سے محبت کی جائے اور اپنے اخلاص کا ثبوت دیا جائے۔اپنے زمانے میں تمام اہل دین اور اہل حق کا ساتھ دیا جائے۔

(4)۔کسی کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسکا ساتھ دینا اور سلسلے میں شامل ہونا ہے۔

Islam The World Religion

(5)۔تمام مسلمانوں اور ایمان والوں سے ہمدردی اور کفر کے مقابلہ پر متحد ہو کر اسلامی مشن کو فروغ دینا ہے۔سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنْ اَرَدْتَّ اَنْ تَكُوْنَ مَعَ الصِّدِّيْقِيْنَ فَعَلَيْكَ بِالزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالْكَفِّ عَنْ اَهْلِ الْمِلَّةِ یعنی اگر تم چاہو کہ تم صادقین کے ساتھی بنو،تو پھر دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ اور مسلمانوں کے بارے میں زبان کو لگام دو(ابنِ کثیر 2/534)۔

(6)۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے اس آیت کی روشنی میں اسلام میں جھوٹ کی کوئی گنجائش نہیں (ابن جریر:12543،12544)۔گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کی جائے تو لازم ہے کہ سچوں سے ہی روایت قبول کی جائے۔اسی لیے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی گئی ہیں،لیکن یزید سے کوئی حدیث روایت نہیں کی گئی۔

(7)۔اس آیت سے تقیہ کی نفی بھی ہو رہی ہے،اس لیے تقیہ سراسر جھوٹ ہوتا ہے۔یہ سب باتیں اس آیت کی جامعیت میں شامل ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: صوفیاء کا ذوقِ عبادت

(علی پور سیداں شریف ضلع نارووال مورخہ 27 ستمبر 2018)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا، وَالَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان:63،64)۔

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو عاجزی کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے بات کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا سلام ہے۔ اور وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لیے اس طرح رات گزارتے ہیں کہ سجدوں میں اور قیام میں مشغول رہتے ہیں۔

خطاب کو آسان بنانے کے لیے ہم نے اس موضوع کو چار حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ نماز کی اہمیت، صوفیاء کا ذوقِ عبادت، منکرینِ نماز نام نہاد صوفیوں کی اصلاح اور نبی کریم ﷺ کی آخری وصیت۔ ان چار چیزوں کی تفصیل پیشِ خدمت ہے۔

(1)۔ نماز کی اہمیت

قرآن شریف میں تمام احکام سے زیادہ زور اسی عبادت یعنی نماز پر دیا گیا ہے اور نماز پر آیات کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ حدیث کی کتابوں میں بھی سب سے زیادہ احادیث اسی موضوع پر وارد ہیں۔ مثلاً بخاری شریف میں کل 7563 احادیث موجود ہیں اور ان میں سے 1260 احادیث کا تعلق نماز سے ہے۔ اسی طرح فقہ کی کتابوں میں بھی سب سے طویل ابواب نماز کے ہی ہیں۔ مثلاً قدوری شریف کے کل 247 صفحات ہیں اور ان میں سے پہلے 36 صفحات نماز پر ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا یعنی بیشک وقتِ مقررہ پر نماز مومنوں پر فرض کر دی گئی ہے (النساء:103)۔

Islam The World Religion

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ عِنْدَ اللهِ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ: اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ وَالصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ (شعب الایمان للبیہقی:2807)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کو اسلام میں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، جس نے نماز کو ترک کیا اسکا کوئی دین نہیں، اور نماز دین کا ستون ہے۔

نماز ایسی عبادت ہے کہ اسلام کے سواء دنیا کے کسی مذہب کے پاس ایسی عبادت موجود نہیں۔ چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں، ہر نماز کیلیے ایک وقتِ مقرر، نماز سے پہلے طہارت اور وضو، قبلہ کی طرف رخ، امام کی امامت، نماز کیلیے تکبیر تحریمہ، قیام، رکوع، سجود، قعدہ اور سلام، ہر ہیئت میں مخصوص الفاظ کی تلاوت اور وظیفہ، ان میں سے ایک ایک چیز نماز کی عظمت کا ثبوت ہے۔

پھر اس نماز کو حضورِ قلب کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ہے۔ فرمایا: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ، الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ، الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ، وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (الماعون:4 تا7)۔

ترجمہ: پس خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو ریا کاری کرتے ہیں اور استعمال کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

نماز میں غفلت کئی طرح سے ہوتی ہے۔ دیر سے پڑھنا، خشوع کے بغیر پڑھنا اور ریا کاری کے لیے پڑھنا۔ خشوع سے پڑھنے کا بہترین طریقہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح سمجھایا ہے کہ فرمایا: صَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ یعنی نماز کو اپنی آخری نماز سمجھ کر پڑھو (ابن ماجہ :4171)۔

نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسلسل رابطے کا ذریعہ ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا (آل عمران:200)۔

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو، لوگوں کے مقابلے پر صبر کرو اور رابطے میں رہو۔

یہ رابطہ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Islam The World Religion

أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَ كَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ (مسلم:587)۔

ترجمہ: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹادے اور درجات بلند کردے ؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ، فرمایا: نہ چاہتے ہوئے بھی اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ سے زیادہ قدم اٹھانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ ہے تمہارا رابطہ۔

سجدے کی اہمیت

اس رابطے میں خصوصاً سجدے کو وہ مقام حاصل ہے کہ یہی دراصل مومن کی معراج ہے۔اس میں اللہ کے سامنے عاجزی اور تذلل کی انتہاء ہے۔اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (مسلم :1083، نسائی:1137)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔پس کثرت سے دعا مانگا کرو۔

اللہ کریم فرماتا ہے: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یعنی سجدے کرتے رہیے اور قرب حاصل کرتے رہیے (العلق:19)۔

تہجد کی نماز

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ (بنی اسرائیل:79)۔

ترجمہ: اور رات میں سے کچھ وقت تہجد پڑھیں، یہ صرف آپ کے لیے ہے۔

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا (المزمل:6)۔

ترجمہ: بے شک رات کو اٹھنا نفس کو روندنے کے لیے شدید ترین اور اس وقت سیدھی ترین

Islam The World Religion

بات نکلتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَ اَصْحَابُ اللَّیْلِ (مشکوٰۃ:1239، شعب الایمان للبیہقی:2703)۔

ترجمہ: میری امت کے افضل ترین لوگ قرآن کے حامل اور رات کو جاگنے والے ہیں۔

اور فرمایا: اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلَاةُ اللَّیْلِ (مسلم: 2755، مشکوٰۃ:1236)۔

ترجمہ: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ ہے جو رات کے درمیان پڑھی جائے۔

اور فرمایا: اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ (مشکوٰۃ: 1229، ترمذی:3579، ابن ماجہ:1364)۔

ترجمہ: رب بندے کے سب سے زیادہ قریب رات کے وسط میں ہوتا ہے۔

غور فرمائیے! حدیث بیان ہو چکی ہے کہ سجدے میں بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے (مسلم:1083)۔ اور یہاں تہجد کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ: رب اپنے بندے کے سب سے زیادہ قریب رات کے بیچ میں ہوتا ہے۔ گویا سجدے میں بندہ قریب ہوا مگر تہجد میں رب تعالیٰ خود قریب ہوا۔ اب اگر دونوں قرب اکٹھے ہو جائیں یعنی بندہ سجدے میں ہو اور وقت بھی تہجد کا ہو تو یہ بھی ایک لحاظ سے جمع بین القربین ہوا۔

رَحِمَ اللهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ اِمْرَأَتَهٗ فَصَلَّتْ. فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْهِهَا الْمَآءَ. رَحِمَ اللهُ اِمْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰی فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَآءَ (مشکوٰۃ:1230، ابوداؤد:1450)۔

ترجمہ: اللہ رحم کرے اس بندے پر جو رات کو اٹھا اور نماز پڑھی، اور اپنی بیوی کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی، اگر عورت نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مار دیا، اللہ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی، اور اپنے شوہر کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی، اگر شوہر نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مار دیا۔

Islam The World Religion

(2)۔صوفیاء کا ذوقِ عبادت

اللہ کریم فرماتا ہے :قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون:1،2)۔

ترجمہ: یقیناً مومن فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

نماز بہترین مراقبہ ہے، سجدے میں سب سے اعلیٰ قرب نصیب ہوتا ہے، اپنی نفی خوب ہوتی ہے اور قعدہ حضوری کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: سیدنا جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اخبرنی عن الاحسان یعنی مجھے احسان کے بارے میں بتایئے ،آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ یعنی احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے، اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے(بخاری:50،مسلم:93)۔

اس حدیث میں مراقبہ احسان سمجھایا گیا ہے۔اللہ کو دیکھنے والا محب ہے اور اگر اللہ بندے کو دیکھ رہا ہو تو ایسا بندہ محبوب ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے فرماتا ہے: فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا یعنی اے محبوب تو ہر وقت ہماری نظروں میں ہے(الطور:48)۔

ایک حدیث میں ہے کہ:إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ یعنی جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے باتیں کرتا ہے(بخاری:405)۔

ایک صحابی فوج کا پہرہ دے رہے تھے،اس دوران انہوں نے سوچا کیوں نہ نفل پڑھ لوں۔نماز کے دوران کسی دشمن نے دور سے انہیں تیر مارا، پھر دوسرا تیر مارا، پھر تیسرا تیر مارا۔مگر صحابی نے کچھ پرواہ نہ کی۔بعد میں جب ساتھی پہرے دار نے پوچھا کہ جب آپ کو پہلا تیر لگا تھا تو آپ نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟ تو فرمایا: میں قرآن کی ایک سورۃ پڑھ رہا تھا، میں نے تیر کی خاطر اسے منقطع کرنا گوارہ نہیں کیا(بخاری قبل:176،ابوداؤد:198)۔

سیدنا امام زین العابدین علیہ الرحمہ دن رات میں ایک ہزار نفل پڑھتے تھے۔سفر اور

Islam The World Religion

حضر میں کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے اور جب وضو فرماتے تو خوفِ خدا میں رنگ زرد ہو جاتا۔

خیر التابعین اویس قرنی رحمہ اللہ جب رات کو رکوع کرتے تو بعض اوقات ساری رات رکوع میں گزار دیتے اور بعض اوقات سجدہ کرتے تو ساری رات سجدے میں گزار دیتے تھے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مروی ہے کہ حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ رات دن میں چار سو رکعت فرائض مقررہ کی طرح ادا فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ میں نے بچپن کے زمانہ میں ایک عورت عابدہ کو دیکھا کہ نماز میں اس کے جسم پر بچھو نے چالیس جگہ ڈنگ مارا مگر اس کے چہرے پر تغیر نہیں آیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو میں نے کہا: اماں جان! آپ نے اسے دور کیوں نہ کر دیا؟ وہ فرمانے لگیں: صاحبزادے! تم بچے ہو، تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے کام میں اپنا کام کرنا ناجائز ہے۔

حضرت ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ کے پائے مبارک میں مرض آ کلہ ہو گیا۔ طبیبوں نے پاؤں کاٹنا تجویز کیا۔ آپ نے منظور نہ فرمایا۔ مریدوں نے کہا جب شیخ ابوالخیر نماز میں ہوں اس وقت پاؤں کاٹا جائے اس لیے کہ اس حال میں آپ کو اپنی خبر نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پیر کٹا ہوا پایا۔

دلائل الخیرات کے مصنف حضرت شیخ محمد بن سلمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے صبح کی نماز کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں یا شاید دوسرے رکعت کے پہلے سجدے میں وفات پائی۔

(3)۔ منکرینِ نماز نام نہاد صوفیوں کی اصلاح

اللہ کریم مختلف انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے: فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (مریم:59)۔

اس آیت میں تین باتیں قابلِ غور ہیں: (1)۔ خَلْفٌ کا معنی امام قرطبی لکھتے ہیں اَوْلَادُ سُوْءٍ یعنی نااہل اولاد۔ (2)۔ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ یعنی انہوں نے اپنی نمازیں ضائع کر دیں۔ نماز ضائع کرنا یہ ہے کہ نماز پڑھی نہ جائے، اگر پڑھی جائے تو بلا وجہ تاخیر سے پڑھی جائے، یا بے دھیانی سے پڑھی جائے یا اس کے ارکان صحیح صحیح ادا نہ کیے جائیں۔ (3)۔ وَاتَّبَعُوا

Islam The World Religion

الشَّهَوَاتِ یعنی انہوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: شہوات کی پیروی سے مراد محلات بنانا ، اچھی سواریاں اور شہرت والا لباس ہے(تفسیر قرطبی جلد 11 صفحہ 115)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: میں نے خواب میں امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ میں نے عرض کیا کہ اولیاء کا کون سا طریقہ جنابِ عالی کے طریقہ کے موافق ہے۔ ارشاد فرمایا ہر طریقہ میں کچھ ناپسندیدہ چیزیں ہمارے طریقے کے خلاف اختراع کی گئی ہیں۔ ہمارے طریقے کی چیزوں میں کمی کر دی گئی ہے۔اس لیے کہ ہمارے زمانے میں تین طریقے معمول ومروج تھے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے مفید ہیں: ذکر، تلاوتِ قرآن مجید اور نماز۔لوگوں نے صرف ذکر کو شغل سمجھ رکھا ہے اور تلاوت اور نماز کو شغل نہیں سمجھتے (فتاویٰ عزیزی اردو صفحہ 110)۔

تصوف کی معروف اصطلاحات یاد کر لینے سے انسان صوفی نہیں بن جاتا۔ہم نے بے شمار لوگوں کی زبان پر فنا فی الشیخ ،فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے الفاظ سنے ہیں اور انہیں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین وغیرہ بولنا بھی آتا ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حرفِ درویشاں بدزدد مردِ دوں
تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں

ترجمہ: گھٹیا آدمی درویشوں کے الفاظ چوری کر لیتا ہے تا کہ سادہ دل لوگوں پر اپنا جادو چلا سکے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: ہامیہ فرقہ کے لوگ علم کا انکار کرتے ہیں، تدریس سے منع کرتے ہیں، فلسفیوں کی تابع داری کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ قرآن حجاب ہے، شعر وشاعری طریقت کا قرآن ہے۔ یہ لوگ ایسے عقائد کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ یہ اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں حالانکہ یہ اہل سنت و جماعت میں سے نہیں ہیں۔

Islam The World Religion

آ گے لکھتے ہیں: ثُمَّ تَشَعَّبَ مِنْهُمْ اَهْلُ الْبِدْعَةِ، ثُمَّ انْتَسَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى قَلَنْدَرَ وَ بَعْضُهُمْ اِلٰى حَيْدَرَ وَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اَدْهَمَ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ يَطُوْلُ شَرْحُهَا (سرالاسرار صفحہ 58 مصنفہ حضور غوثِ اعظم)۔

ترجمہ: ان میں سے بعض اہل بدعت کئی شعبوں میں تقسیم ہو گئے، پھر ان میں سے بعض نے اپنے آپ کو قلندری کہا اور بعض نے حیدری اور بعض نے خود کو ادہم وغیرہ کی طرف منسوب کیا جس کی تفصیل لمبی ہے۔

حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز ایک مقام پر لکھتے ہیں: جان لے کہ جب شیطان لعین دیکھتا ہے کہ اللہ کا طالب، اللہ کے قریب پہنچنے کو ہے اور وہ عنقریب مقام طریقت کو طے کر کے مقام حقیقت و معرفت میں پہنچ جائے گا، تو وہ دونوں مقامات کے درمیان تمام شیاطین کو جمع کر کے عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان، بہشت و دوزخ، حور و قصور اور استدراجی شیاطین کو موجود کر دیتا ہے۔ اور خود زرّین تخت پر بیٹھ کر فرعونی دعویٰ کرتا ہے اور خدا بن کر طالب سے کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ عبادت کی ہے، وہ ہماری درگاہ میں قبول ہے۔ اور پیشاب کا پیالہ بھر کر اسے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے پیو، یہ شرابِ طہور کا پیالہ ہے۔ اگر وہ اس پیشاب کو پی لیتا ہے، تو اس پیشاب کا پینا مقام نارِ شیطانی میں آتا ہے۔ اور شیطان اس سے کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ فرض، سنت، واجب و مستحب اور ظاہر میری عبادت کی، میں نے تیری ساری عبادت تجھے بخش دی۔ تجھے میرا دیدار بس کافی ہے، کیونکہ تو میرے نور سے ہے۔ اور میں تیرے نور سے ہوں۔ جو کچھ تیری زبان پر آئے، تو کہہ ڈال اور جو کچھ تیرے سامنے آئے، کھا لے۔ قلندر اہل بدعت ہو جا۔ یہ ہے راز، جسے تو خوش آواز ساز کے ساتھ راگ سے سن۔ پس جو شخص کہ خواب سے بیدار ہوتا ہے۔ استدراج ابلیس کو بے علمی اور جہالت کی وجہ سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اسی لیے ناقص لوگ بے باطنی کی وجہ سے اپنے طالبوں اور مریدوں کے سامنے حقیقتِ دیدارِ الٰہی بیان کرتے ہیں۔ اور استدراج کو معراج کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں ظاہراً بندگی کی حاجت نہیں رہی۔ (اس طرح سے) وہ طالبوں اور مریدوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور وہ گمراہ اپنے پیشوا کے ساتھ ملعون اکبر اہل سلب کے مقام میں آ جاتے ہیں (مجالسۃ النبی صفحہ 61)۔

Islam The World Religion

(4)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت

نماز ایسی عبادت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے جاتے وقت اسی کی وصیت فرمائی۔حدیث شریف میں ہے کہ:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں اپنے آخری وقت میں مجھ سے فرمایا: میرے پاس کاغذ لے آؤ تا کہ میں ایسی بات لکھ دوں کہ میری امت میرے بعد گمراہ نہ ہو۔ مجھے ڈر لگا کہ میرے کاغذ تلاش کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال نہ ہوجائے۔تو میں نے عرض کیا: آپ زبانی فرمائیں میں یاد کرلوں گا،فرمایا:

اُوْصِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکَاۃِ وَ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یعنی میں نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کرتا ہوں اور غلاموں کا خیال رکھنے کی وصیت کرتا ہوں (مسندِ احمد:693)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسی حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں کہ آخری وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلصَّلٰوۃَ وَ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ، اَلصَّلٰوۃَ وَ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یعنی میں تمہیں نماز کی اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں تمہیں نماز کی اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہی فرماتے فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا (مسندِ احمد:12108)۔

جب ہم عام بزرگوں کی آخری وصیت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت سب وصیتوں پر بھاری کیوں نہ ہو؟

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: ولایت کا اعلیٰ مقام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنۡ أَوۡلِيَاؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلۡمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُونَ (الانفال:34)۔

ترجمہ: اس کے ولی صرف وہی ہیں جو متقی ہیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حضرت بشر بن حارث حافی نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو مجھ سے فرمایا: يَا بِشْرُ اَتَدْرِیْ لِمَ رَفَعَكَ اللّٰهُ مِنْ بَيْنِ اَقْرَانِكَ، قُلْتُ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ :بِاتِّبَاعِكَ لِسُنَّتِیْ ، وَ خِدْمَتِكَ لِلصَّالِحِيْنَ ، وَ نَصِيْحَتِكَ لِإِخْوَانِكَ وَ مَحَبَّتِكَ لِاَصْحَابِیْ وَ اَهْلِ بَيْتِیْ (رسالہ قشیریہ صفحہ 31)۔

ترجمہ: اے بشر! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ نے تمہیں تمہارے ہم عصروں میں کس وجہ سے بلند کیا؟ میں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ، فرمایا: میری سنت کے اتباع کی وجہ سے، صالحین کی خدمت کی وجہ سے، اپنے بھائیوں (مریدوں) کو نصیحت کرنے کی وجہ سے اور میرے صحابہ اور اہل بیت سے محبت کرنیکی وجہ سے۔

نبی کریم ﷺ نے بشر حافی کی چار خوبیاں بیان فرمائیں۔ (1)۔اتباعِ سنت (2)۔صالحین کی خدمت (3)۔اپنے بھائیوں کو نصیحت (4)۔صحابہ اور اہل بیت سے محبت۔

اب ہم ان چاروں چیزوں کی مختصر وضاحت کریں گے۔

(1)۔اتباعِ سنت

حدیث کی کتابوں میں ایک باب ہوا کرتا ہے جس کا نام ہے: باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۔اس باب میں بیان کی گئی احادیث میں ایک یہ ہے کہ :كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی ۔ قِيْلَ وَ مَنْ اَبٰی ؟ قَالَ : مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (بخاری:7280)۔

ترجمہ: میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔عرض کیا گیا یارسول اللہ انکار کون کرے گا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس

Islam The World Religion

نے میری نافرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہوا۔

اورفرمایا:مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ (بخاری:7291)۔

ترجمہ: جس نے محمد کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی،جس نے محمد کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔محمد سے لوگوں کے درمیان اچھے اور برے کی تمیز ہوتی ہے۔

اورفرمایا:لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائیں (شرح السنہ:104)۔

اورفرمایا: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ یعنی جس نے فسادامت کے وقت میری سنت کومضبوط پکڑا اسے سوشہیدوں کا ثواب ملے گا(مشکوٰۃ:176)۔

اللہ کے ولیوں کو تین اہم مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے تب جا کر وہ درجہِ کمال کو پہنچتے ہیں۔سب سے پہلا درجہ عشق ومحبت ہے۔جس میں رونا دھونا،وصل وفراق۔دوسرا درجہ فنائیت کا ہے۔اور تیسرا درجہ عبدیت کا ہے۔صحیح معنی میں اتباع سنت کا مزہ صوفیاء کو اسی حال میں نصیب ہوتا ہے۔

روحانیت کے نام پر تین طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں:(1)۔عملیات والے یا جادوگر۔(2)۔ابتدائی طالب یا خام صوفی۔(3)۔صوفیائے کاملین۔

پہلا طبقہ محض دوکان دار اور بعض اوقات ایمان سے بھی خالی ہوتا ہے۔دوسرا طبقہ متشدد، غیر ذمہ دار ہوتا ہے،اور اکثر اپنے سے بڑے علماء اور پیر بھائیوں پر فتوے لگاتا ہے۔تیسرا طبقہ صحیح معنی میں نبی کریم ﷺ کا وارث ہوتا ہے،اتباعِ سنت کی حقیقت سے یہی لوگ آشنا ہوتے ہیں۔

(2)۔صالحین کی خدمت

خدمت روحانیت کا ایسا راز ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی مخلوق کی خدمت کو بھی ضائع نہیں کرتا،صالحین کی خدمت تو بڑی دور کی بات ہے۔

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ:مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا

Islam The World Religion

يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِي مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ اَبِي بَكْرٍ (ترمذی:3661، ابن ماجہ :94، مسند احمد:7464)۔

ترجمہ: ہم پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا ہم نے بدلہ نہ دے دیا ہو سوائے ابوبکر کے، اس کے ہم پر ایسے احسانات ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کا بدلہ دے گا۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔

لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ (بخاری:467، 3656، 3657، 6738)۔

ترجمہ: لوگوں میں سے ابوبکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر کسی ایک کے بھی جانی اور مالی احسانات نہیں ہیں۔

وَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ یعنی ابوبکر نے اپنی جان لڑا کر بھی میری خدمت کی ہے مال لٹا کر بھی میری خدمت کی ہے (بخاری:3661)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سفر و حضر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کا لقب صاحب النعلین ہے (بخاری:3742)۔

نبی کریم ﷺ جب کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو ابن مسعود آپ کے نعلین مبارک سنبھال لیتے اور جب آپ ﷺ اٹھتے تو پہنا دیتے تھے۔ آپ کا لقب صاحب الوسادہ بھی ہے یعنی حضور کے سرہانے والا، صاحب السواک بھی ہے یعنی حضور کی مسواک والا (بخاری:3742)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا لقب صحیح بخاری میں خادم الرسول لکھا ہے (بخاری:6380)۔ یہی وہ خادم الرسول ہیں جو بعد میں مخدوم الامت بنے۔ آپ کی رہائش گاہ جس جگہ پر تھی اس کا نام زاویہ ہے (بخاری قبل:902 ترجمۃ الباب)۔

آج عربی زبان میں زاویہ آستانے کو کہتے ہیں ہمارے مطالعہ کے مطابق آستانے کے لیے زاویہ کی اصطلاح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اسی رہائش گاہ سے ماخوذ ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے سالہا سال تک حضرت انس سے علم پڑھا۔ سیدنا انس

Islam The World Religion

بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سَلُوا الْحَسَنَ فَاِنَّهٗ حَفِظَ وَ نَسِيْنَا یعنی حسن سے پوچھا کرو، اس کا حافظہ مضبوط ہے اور ہم بعض اوقات بھول جاتے ہیں (تہذیب التہذیب 2/24)۔

صوفیاء کے آستانے دراصل خدمت خانے ہوتے ہیں، حاجت روائی، لنگر کھلانا اور دعا دینا یہی خدمت کا خلاصہ ہے۔ اللہ کریم کسی کتے کی خدمت بھی ضائع نہیں کرتا۔ کتے کو پانی پلانے والا بخشا گیا (بخاری: 173)۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: نفس کو کچلنے کے لیے سب سے اہم چیز خدمت ہے۔ چھوٹے بڑے کی خدمت، اپنے پرائے کی خدمت، ہر مخلوق کی خدمت۔

حضرت عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلتَّوَاضُعُ تَرْكُ التَّمْيِيْزِ فِي الْخِدْمَةِ یعنی عاجزی یہ ہے کہ بلاتمیز ہر کسی کی خدمت کی جائے (رسالہ قشیریہ صفحہ 185)۔

پکھواں نوں چوگاں پایا کرو متے گھر وچ کدی ہما آوے
درویشاں دی خدمت کر یا کرو متے ماہیا بھیس وٹا آوے

(3)۔ بھائیوں کو نصیحت

اس بات کے دو مختلف پہلو ہیں ایک نصیحت اور دوسرا بھائیوں کو نصیحت۔ مرشد کے لیے ضروری ہے کہ مریدین کو نصیحت کرنے میں سستی نہ کرے۔ ان کی تربیت میں کمی نہ کرے۔ ان کا نفس ابھارنے والی بات نہ کرے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَاِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ هُوَ الْقُطْبُ الْاَعْظَمُ فِي الدِّيْنِ هُوَ الْمُهِمُّ الَّذِيْ ابْتَعَثَ اللّٰهُ لَهُ النَّبِيِّيْنَ اَجْمَعِيْنَ یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا دین کا سب سے بڑا قطب ہے اور یہی وہ اہم ترین کام ہے جس کے لیے اللہ نے تمام انبیاء کو مبعوث کیا (احیاء العلوم صفحہ 813)۔

بعض بزرگ ایسے بھی گزرے ہیں جو اپنے مریدین کو لاٹھی سے مارتے تھے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے بن ٹھن کر حاضر ہوئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب حاضرین کے سامنے ہی انہیں لاٹھی سے مارنا شروع کر دیا۔ ان کی چیخیں نکل گئیں، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کوئی فحش نہیں تھا، آپ نے اسے کیوں مارا؟ آپ

Islam The World Religion

نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ اس کا نفس عجب کا شکار ہے۔ میں نے چاہا کہ اسے عاجزی سکھاؤں فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُصَغِّرَهَا اِلَيْهِ (مصنف عبدالرزاق:19717، تاریخ الخلفاء صفحہ 111)۔

ہمارا مقصد مریدوں کو مارنے کا مشورہ دینا نہیں۔ محض شیخ کامل کا مرید کی اصلاح عرض کرنا مقصود ہے۔

یہاں ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قرآنی آیات اور بے شمار احادیث پیش کر سکتے ہیں۔ ان سب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے روحانی تربیت کے لیے جس طرح قدم قدم پر راہنمائی فرمائی ہے وہ ایک الگ باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ یعنی دین نام ہی نصیحت کا ہے (مسلم:196)۔

حضرت ابوعبداللہ حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَ اعْلَمْ اَنَّ مَنْ نَصَحَكَ فَقَدْ اَحَبَّكَ وَ مَنْ دَاهَنَكَ فَقَدْ غَشَّكَ وَ مَنْ لَّمْ يَقْبَلْ نَصِيْحَتَكَ فَلَيْسَ بِاَخٍ لَّكَ ۔ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا خَيْرَ فِيْ قَوْمٍ لَيْسُوْا بِنَاصِحِيْنَ، وَلَا خَيْرَ فِيْ قَوْمٍ لَا يُحِبُّوْنَ النَّاصِحِيْنَ یعنی جان لے کہ جس نے تجھے نصیحت کی اس نے تجھ سے محبت کی، اور جس نے تیری خوشامد کی اس نے تجھ سے دھوکہ کیا، اور جس نے تیری نصیحت کو قبول نہیں کیا وہ تیرا بھائی نہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس قوم میں کوئی بھلائی نہیں جو نصیحت نہ کریں اور اس قوم میں کوئی بھلائی نہیں جو نصیحت کرنے والوں سے محبت نہ کرے (رسالۃ المسترشدین صفحہ 118 تا 120)۔

اِلْزَمِ الرَّحْمَةَ لِلْمُذْنِبِيْنَ، وَلَا تَدَعِ النَّصِيْحَةَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَقُلِ الْحَقَّ حَيْثُمَا كُنْتَ یعنی گناہگاروں پر رحمت اپنے اوپر لازم کر لے، مومنوں کو نصیحت کرنا مت چھوڑ اور حق بات کہہ خواہ تو کہیں بھی ہو (رسالۃ المسترشدین صفحہ 198)۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ

، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ (ترمذی:1956)۔ وقال حسن

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا تیرے بھائی کے سامنے مسکرانا تیرے لیے صدقہ ہے، تیرا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اجنبی علاقے میں تیرا کسی بھائی کو راستہ دکھانا تیرے لیے صدقہ ہے، کمزور نظر والے آدمی کی خاطر دیکھنا تیرے لیے صدقہ ہے، راستے سے تیرا پتھر، کانٹا، اور ہڈی ہٹا دینا تیرے لیے صدقہ ہے، اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں انڈیل دینا تیرے لیے صدقہ ہے۔

بھائیوں کا لفظ استعمال کرنے میں اشارہ اس طرف ہے کہ مرشد ہمیشہ اپنے مریدین کو اپنے بھائی سمجھے اور ان کے معاملے میں تکبر کا شکار نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے یہی عاجزی اپنی امت کو سکھائی ہے۔ آپ ﷺ عاجزی اختیار کرتے ہوئے صحابہ کرام کو اپنا بھائی قرار دیتے تھے، کئی احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔

(4)۔ صحابہ اور اہل بیت سے محبت

صحابہ اور اہل بیت سے محبت کے موضوع پر کثرت سے احادیث موجود ہیں۔ اس موضوع پر خاص قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان سب کی محبت صرف نبی کریم ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہے۔ جو شخص نبی کریم ﷺ کو بیچ میں ملحوظ رکھے بغیر ان سے محبت کرے گا اس کی محبت میں توازن بگڑ جائے گا اور یا تو ایسا شخص صحابہ صحابہ کرتا رہے گا اور یا اہل بیت اہل بیت کرتا رہے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي اَصْحَابِي، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي اَصْحَابِي ، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ ، وَمَنْ آذَاهُم فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ اَنْ يَاْخُذَهُ (ترمذی:3862)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا، جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ

Islam The World Religion

محبت کی وجہ سے اِن سے محبت رکھی اور جس نے اِن کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے اِن سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ اُس پر ضرور گرفت کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : اَحِبُّوا اللهَ لِمَا یَغْذُو کُم وَاَحِبُّونِی بِحُبِّ اللهِ وَاَحِبُّوا اَهْلَ بَیْتِی بِحُبِّی (ترمذی:3789)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ سے محبت کرو اس لیے کہ وہ تمہیں رزق دیتا ہے اور اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

واضح ہو گیا کہ ہر ہر صحابی کی محبت ایمان ہے اور ان میں سے کسی ایک صحابی کا بغض بھی منافقت ہے۔ اسی طرح ہر ہر اہلِ بیت کی محبت ایمان ہے اور ان میں سے کسی ایک اہلِ بیت کا بغض بھی منافقت ہے۔

امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوبصورت بات فرمائی ہے: وَلَیْسَ حُبُّ الصَّحَابَةِ لِذَوَاتِهِمْ وَلَا حُبُّ اَهْلِ الْبَیْتِ لِاَنْفُسِهِمْ بَلْ حُبُّهُمْ جَمِیْعاً لِوَصْلَتِهِمْ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ (المستند المعتمد صفحہ 144)۔

ترجمہ: صحابہ سے محبت ان کی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں کی جاتی اور اہلِ بیت سے محبت بھی ان کی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں کی جاتی بلکہ ان سب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق کی خاطر محبت کی جاتی ہے۔

آخر میں ہم حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کو بتائی جانے والی وہ چار خوبیاں دہراتے ہیں: اتباعِ سنت، صالحین کی خدمت، بھائیوں کو نصیحت، صحابہ اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: کان، آنکھ اور دل کی حفاظت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (الاسراء:36)۔

ترجمہ: اور اے مخاطب اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل (قیامت کے دن) ان سب سے پوچھا جائے گا۔

عزیزانِ گرامی! اللہ کریم نے قرآن شریف میں بار بار ان تین چیزوں کا ذکر فرمایا ہے: کان آنکھ اور دل۔ قران کی آیتیں سنیے!

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (النحل:78)۔

ترجمہ: اور اللہ نے تمہاری ماؤں کے پیٹ سے تمہیں پیدا کیا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر بجالاؤ۔

ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ (السجدہ:9)۔

ترجمہ: پھر اسے برابر کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ (الملک:23)۔

ترجمہ: آپ فرما دیں: وہی اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ

یعنی اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل مگر تم لوگ بہت ہی کم شکر ادا

Islam The World Religion

کرتے ہو(المومنون:78)۔

وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (الاحقاف:26)۔

ترجمہ: اور بے شک ہم نے انہیں ان چیزوں میں قدرت دی تھی جن میں تمہیں قدرت نہیں دی، اور ہم نے ان کے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

افضل ترین حواس کان اور آنکھ ہیں، یہی حصول علم کا سب سے بڑا ظاہری ذریعہ ہیں، پھر الہام اور کشف کا بھی انہی سے تعلق ہے، یہ دونوں معلومات فراہم کرتے ہیں اور دل قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے، اسی لیے فرمایا: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ یعنی جو کچھ آنکھ نے دیکھا اسے دل نے جھٹلایا نہیں (النجم:11)۔

وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ (ابوداؤد:5130، مسند احمد:21751، 27616)۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: کسی چیز کی محبت تجھے اندھا بھی کر دیتی ہے اور بہرہ بھی۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُ مَالَا يَعْنِيهِ (مؤطا امام مالک، کتاب حسن الخلق:3، ابن ماجہ:3976، ترمذی:2317، 2318، مسند احمد:1742)۔

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو ترک کر دے جس سے اس کا تعلق نہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180، 181، 182)

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: اولیاء اللہ کی پہچان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (یونس:62،63)۔

ترجمہ: خبردار، اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی آئندہ کا خوف ہوگا اور نہ وہ کسی گزری ہوئی پر غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے رکھا۔

اس آیت میں تین چیزیں بیان فرمائی گئی ہیں: (1)۔اللہ کے ولیوں کا عقیدہ اور ایمان صحیح ہوگا۔(2)۔اللہ کے ولی باعمل اور متقی ہوتے ہیں۔(3)۔اللہ کے ولیوں کی عظمت۔

(1)۔ایمان

اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا م بَعِيْدًا یعنی جو اللہ، اس کے فرشتوں ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روزِ قیامت کا انکار کرے، تو بے شک وہ دور کی گمراہی میں جا گرا (النسآء:136)۔

اس آیت میں پانچ چیزوں پر ایمان لانے کا اکٹھا حکم موجود ہے۔منکرینِ صحابہ کے عقائد کی تمام کتابوں میں ان پانچ عقائد میں سے دو عقیدے نکال دیے گئے ہیں: فرشتے اور کتابیں۔ یہ ہے اہل سنت کا ان سے بنیادی اختلاف۔انہوں نے فرشتے اور کتابیں کیوں نکالے ؟ سیدنا جبریل علیہ السلام کے بارے میں ان کا کیا نظریہ ہے اور قرآن کے بارے میں ان کا کیا نظریہ ہے؟ ساری باتوں کا مطالعہ کریں تو ان کے اندرونی عقائد بالکل واضح ہو جائیں گے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت کا عقیدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا بنیادی پہلو ہے، جو قرآن کی آیت ختمِ نبوت میں واضح طور پر مذکور ہے۔اس کے بعد چاروں خلفائے راشدین کی سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی اسی ترتیب کے ساتھ خلافت اور اسی ترتیب کے ساتھ افضلیت کا عقیدہ اہل سنت کی پہچان ہے۔حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں رافضیوں اور خارجیوں کے مذہب سے بے زار ہوں، میں سنی ہوں

Islam The World Religion

اور چار یاروں کا یار ہوں (عقل بیدار صفحہ 246)۔

(2)۔تقویٰ

ولیوں کی دوسری نشانی یہ ہے کہ ولی ہمیشہ متقی ہوگا، شریعت کا پابند ہوگا۔ یہ نکتہ یاد رکھیں کہ علم کے بغیر تقویٰ ممکن نہیں، گویا ولی ہمیشہ عالم باعمل ہوگا، جاہل اور بے عمل کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی ولی پہلے عالم نہیں تھا تو اللہ کریم اسے ولی بنانے پر علم عطا فرما دیتا ہے اور وہ زبان کھولتے وقت شریعت کا مکمل احترام کرتا ہے۔ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کارِ شیطاں می کند ، نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

ترجمہ: کام شیطان والے کرتا ہے اور نام ولی رکھا ہوا ہے۔ اگر یہی ولی ہے تو پھر ولی پر لعنت۔

رحمتِ عالم ﷺ کی حدیث ملاحظہ ہو: عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ ؟ فَقَالَ: كُلُّ تَقِيٍّ وَ تَلَا رَسُوْلُ اللهِ: اِنْ اَوْلِيَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی ہر پرہیز گار آلِ محمد ہے۔ آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اللہ کے ولی صرف وہی ہیں جو متقی پرہیز گار ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۳۳۲، المعجم الصغیر ۱ / ۱۱۵، الشفاء ۲ / ٦٦)۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ محمد کی آل ہر پرہیز گار ہے (مطلع القمرین صفحہ ۱۸، ۱۹)۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: صاف ظاہر ہے کہ آلِ محمد سے مراد سب مومن ہیں (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۸)۔

تیرے میرے آقا ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا یعنی لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب وہی لوگ ہیں جو متقی ہیں، کوئی بھی ہوں کہیں بھی ہوں (مسند احمد: ۲۲۱۱۳)۔

Islam The World Religion

(3)۔ولیوں کی عظمت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللهُ العَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ القَبُولُ فِي الأَرْضِ (بخاری:3209)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس حضرت جبرئیل اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرئیل آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ المُؤْمِنِ، يَكْرَهُ المَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ (بخاری:6502)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ میری جس پسندیدہ عبادت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے وہ فرائض ہیں جو میں نے اس پر لاگو کیے ہیں، اور میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں

Islam The World Religion

تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہو اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگے تو ضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں مگر مومن کی موت کو برا سمجھنے میں، کیونکہ میں اس کے اس برا سمجھنے کو برا سمجھتا ہوں۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ (بخاری:2703)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کی قسم اٹھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَأُنَاساً مَا هُمْ بِأَنْبِيَآءَ وَلَا الشُّهَدَآءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللهِ. قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللهِ عَلٰى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَ اللهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلٰى نُورٍ لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ. وَقَرَءَ هٰذِهِ الْآيَةَ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (ابوداؤد:3527)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ نہ تو وہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کیطرف سے انکا مرتبہ دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں بتانا پسند فرمائیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ایسی قوم ہے جو اللہ کی خاطر روحانی محبت رکھتے ہوں گے، نہ کوئی رشتہ داری ہوگی اور نہ مالی لین دین ہوگا۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور کے اوپر ہوں گے۔ وہ نہیں ڈریں گے جبکہ لوگ ڈر رہے ہوں گے

Islam The World Religion

اور غمگین نہیں ہوں گے جبکہ لوگ غمگین ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ خبردار بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی غم ہوگا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

ساتواں خطاب: اللہ کا ولی بننے کا طریقہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۶۳﴾ (یونس:62،63)۔

ترجمہ: خبردار بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی غم ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے۔

ولی بننے کے لیے سب سے پہلی شرط شریعت کی پابندی ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ شریعت کی ظاہری پابندی کرنے والے سارے لوگ ولی کیوں نہیں بن جاتے؟ اس بات کو سمجھنے کے لیے فقیر کی گزارشات غور سے سنیے!

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔اعمال کی قبولیت کے لیے اخلاص اور نیت کی درستگی شرط ہے۔یہاں سے ایک عام باعمل آدمی اور ایک ولی کی راہیں جدا ہوتی ہیں۔ریاء کاری، تکبر، حسد، بغض اور خودنمائی جیسے روحانی امراض کے علاج کا طریقہ فرداً فرداً بیان کیا جانا بہت مشکل ہے اور اس پر عمل کرنا مزید مشکل ہے۔ہم نسبتاً آسان راستے عرض کرتے ہیں جو قرآن وسنت کے واضح دلائل سے ثابت ہیں:

(1)۔اپنے عیبوں پر نظر رکھنا

اللہ کریم فرماتا ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ خَبِیرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (الحشر:18)۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، چاہیے کہ ہر انسان غور کرتا رہے کہ اس نے قیامت کے لیے کیا عمل تیار کیے ہیں، اور اللہ سے اس لیے بھی ڈرو کہ وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اس آیت میں لمحہ بہ لمحہ اپنا محاسبہ کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔اپنے عیبوں پر نظر رکھنے کا آسان طریقہ دیکھیے!

Islam The World Religion

(2)۔اپنے آپ کوسب سے کم سمجھنا

اللہ کریم فرماتا ہے:اَلَمۡ یَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی (القیامۃ:37)۔

ترجمہ: کیاوہ منی کا نطفہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا۔

اورفرماتا ہے: فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ، خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ، یَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ (الطارق:5،6،7)۔

ترجمہ: انسان کو چاہیے کہ غور کرے وہ کس چیز سے بنا ہے۔اچھلتے ہوئے پانی سے بنا ہے۔ جو پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے نکلتا ہے۔

(3)۔اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھنا

اللہ کریم فرماتا ہے:هَلۡ أَتٰى عَلَى الۡإِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡئًا مَذۡكُورًا یعنی کیاانسان پرایک ایساوقت گزرا ہے جب یہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہوتا تھا(الدھر:1)۔

أَوَلَا يَذۡكُرُ الۡإِنۡسَانُ أَنَّا خَلَقۡنَاهُ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ يَكُ شَيۡئًا (مریم:67)۔

ترجمہ: کیاانسان یادنہیں کرتا کہ ہم نے اسے پہلی بار پہلے پیدا کیا جبکہ یہ کوئی چیز نہیں تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنۡ مُجَاهِدٍ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ اَخَذَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بِبَعۡضِ جَسَدِی ، فَقَالَ كُنۡ فِی الدُّنۡيَا كَاَنَّكَ غَرِيۡبٌ اَوۡعَابِرُ سَبِيۡلٍ، وَعُدَّ نَفۡسَكَ فِیۡ اَهلِ الۡقُبُوۡرِ ،فَقَالَ لِی ابۡنُ عُمَرَ :إِذَا أَصۡبَحۡتَ فَلَا تُحَدِّثۡ نَفۡسَكَ بِالۡمَسَاءِ ، وَإِذَا أَمۡسَيۡتَ فَلَا تُحَدِّثۡ نَفۡسَكَ بِالصَّبَاحِ ، وَخُذۡ مِنۡ صِحَّتِكَ قَبۡلَ سَقَمِكَ وَمِنۡ حَيَاتِكَ قَبۡلَ مَوۡتِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدۡرِیۡ يَا عَبۡدَ اللهِ مَا اسۡمُكَ غَدًا (ترمذی:2333،ابن ماجہ:4114)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بازو کو پکڑا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو جیسے تم بے وطن ہو یا مسافر ہو۔اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کرو۔(مجاہد فرماتے ہیں) مجھے ابن عمر نے فرمایا: جب تم صبح کرو تو اپنے آپ کے ساتھ شام کی

Islam The World Religion

بات مت کرو، اور جب شام ہو جائے تو اپنے آپ کے ساتھ صبح کی بات مت کرو، اپنے بیمار ہونے سے پہلے اپنی صحت سے فائدہ اٹھاؤ، اور اپنی موت سے پہلے اپنی زندگی سے فائدہ اٹھاؤ، اللہ کے بندے! تجھے کچھ خبر نہیں کل تمہارا نام کیا ہوگا (زندہ یا مردہ)۔

اسی لیے صوفیاء علیہم الرحمہ فرماتے ہیں کہ: مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

یہ تین طریقے آپ نے سمجھ لیے۔ ان میں سے ہر طریقہ کارگر اور فائدہ مند ہے، لیکن ہر طریقے کے لیے استقامت ضروری ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (حم السجدۃ:30)۔

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ڈٹ گئے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ مت ڈرو اور غم نہ کرو، اور اس جنت کی کو شخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

حدیث شریف میں ہے: عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَداً بَعْدَكَ، قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (مسلم:159، ترمذی:2410)۔

ترجمہ: حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات فرمائیں کہ پھر مجھے آپ کے بعد کسی سے پوچھنی نہ پڑے۔ فرمایا: کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر ڈٹ جا۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اپنے وصیت نامے میں لکھتے ہیں: يَا بُنَيَّ سُدِّ الْبَابَ وَاقْطَعِ الْأَسْبَابَ وَجَالِسِ الْوَهَّابَ يَكْلَأْكَ مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ یعنی اے بیٹے دروازہ بند کر دے، اسباب ختم کر دے، وہاب کے پاس بیٹھ جا، وہ بغیر کسی حجاب کے تمہاری کفالت کریگا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: حسنِ اخلاق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (الاعراف:199)۔

ترجمہ: معاف کرنے کو اختیار کیجیے اور نیک کاموں کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے منہ موڑ لیجیے۔

(1)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: اے جبریل اس کا کیا معنی ہے؟ حضرت جبریل نے بتایا: إِنَّ اللهَ أَمَرَكَ أَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ، وَتَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس آدمی سے درگزر کرنے کا حکم دیا ہے جس نے آپ پر ظلم کیا ہو، اور اسے عطاء کرنے کا حکم دیا ہے جس نے آپ کو محروم کیا ہو، اور اس سے تعلق جوڑنے کا حکم دیا ہے جس نے آپ سے قطع تعلق کیا ہو (ابن جریر حدیث: ۱۲۰۷۱، ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۸۰)۔

سیدنا امام جعفر صادق قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَجْمَعَ لِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ یعنی قرآن میں اس آیت سے بڑھ کر مکارم اخلاق کی جامع آیت اور کوئی نہیں (تفسیر بغوی جلد ۲ صفحہ ۱۸۴، قرطبی جلد ۷ صفحہ ۳۰۳)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا (مسلم: ۱۷۳۹، ابوداود: ۱۳۴۲)۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد قرآن کی یہ آیات تھیں:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝١ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝٢ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝٣ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝٤ وَالَّذِينَ هُمْ

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۝ (المومنون:1 تا10)۔

ترجمہ: بیشک ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جونماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں۔اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔سواء اپنی بیویوں کے یا جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ ان سے تعلق رکھنے پر انہیں کوئی ملامت نہیں۔ اور جو ان کے علاوہ کے طالب ہوں وہ قانون سے نکل چکے ہیں۔اور جو امانتوں اور وعدوں کا پاس رکھتے ہیں۔اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔یہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ الْحُسَيْنُ سَأَلْتُ اَبِيْ عَنْ سِيْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُلَسَآئِهٖ، فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ، سَهْلَ الْخُلُقِ، لَيِّنَ الْجَانِبِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مُشَّاحٍ، يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِيْ وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ رَاجِيَهُ، وَلَا يُخَيِّبُ فِيْهِ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهٗ مِنْ ثَلَاثٍ، اَلْمِرَآءِ وَالْاِكْثَارِ وَمَا لَا يَعْنِيْهِ، وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ، كَانَ لَا يَذُمُّ اَحَداً وَلَا يَعِيْبُهٗ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهٗ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا فِيْمَا رَجَا ثَوَابَهٗ، وَاِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَآءُهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ، فَاِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوْا لَا يَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثَ، وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهٗ اَنْصَتُوْا لَهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ حَدِيْثُهُمْ عِنْدَهٗ حَدِيْثُ اَوَّلِهِمْ ، يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ مِنْهُ، وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهُ، وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيْبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِيْ مَنْطِقِهٖ وَمَسْئَلَتِهٖ حَتّٰى اِنْ كَانَ اَصْحَابُهٗ لَيَسْتَجْلِبُوْنَهُمْ وَيَقُوْلُ اِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوْهُ، وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَآءَ اِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ، وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ حَتّٰى يَتَجَوَّزَهٗ فَيَقْطَعَهٗ بِاِنْتِهَاءٍ اَوْ قِيَامٍ (شمائل ترمذی مع المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ صفحہ 257، الشفاء 1/ 94، 95)۔ رواۃ ثقات

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حسین نے کہا کہ میں نے اپنے والد ماجد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے ہم مجلس لوگوں میں اخلاق واطوار کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خوش رو، نرم خو اور نرم مزاج رہتے تھے۔ آپ نہ ہی بدخلق تھے نہ درشت مزاج، نہ ہی شور مچانے والے تھے نہ بدگو، نہ ہی عیب جو تھے نہ بخیل۔ جس چیز سے آپ کو خواہش نہ ہوتی اس سے اعراض فرماتے اور دوسروں کو اس سے مایوس نہ کرتے، تین چیزوں کو آپ نے ترک کر دیا تھا، جھگڑا، تکبر اور بے مقصد کام، لوگوں کے معاملات میں بھی تین چیزوں کو ترک کر دیا تھا، نہ ہی کسی کی مذمت کرتے تھے نہ اسکو عیب لگاتے تھے، کسی کا عیب تلاش نہیں کرتے تھے، جس چیز میں ثواب کی امید ہو اس کے ماسواء میں بات نہیں کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اسطرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جاتے تو پھر وہ بات شروع کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ کسی بات پر بحث نہیں کرتے تھے، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتا تو سب خاموش ہو جاتے، حتیٰ کہ وہ شخص اپنی بات سے فارغ ہو جاتا، جس بات پر لوگ ہنستے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہنستے تھے اور جس پر لوگ تعجب کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تعجب کرتے تھے، کسی اجنبی شخص کی بات اور سوال میں سختی ہوتی تو اس پر صبر فرماتے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب (سوال کے لیے) اجنبیوں کو لے آتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جب تم کسی ضرورت مند کو سوال کرتے دیکھو تو اس کی حاجت پوری کرو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اسی شخص کی تعریف قبول کرتے جو کسی احسان کے بعد تعریف کرتا، کسی شخص کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ سوائے اس کے کہ وہ حد سے بڑھ جائے پھر اس کو منع فرماتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

عَنْ مَالِكٍ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ (مؤطا امام مالک:8 من کتاب حسن الخلق)۔ صحیح

ترجمہ: امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان تک حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حسین اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

تمام نبیوں کی تعلیم اخلاق تھی، ہر مذہب کی تعلیم میں اخلاق شامل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Islam The World Religion

کی بعثت کا مقصد ہی اخلاق ہے۔ جب اخلاق اپنی انتہاء پر پہنچا تو ختم نبوت کا اعلان کر دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً أَحْسَنَهُمْ خُلُقاً وَأَلْطَفَهُمْ بِأَهْلِهِ (ترمذی:2612)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے سب سے زیادہ نرم دل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقاً (بخاری:3559، مسلم:6033، ترمذی:1975)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: تم میں بہترین لوگوں میں سے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

نواں خطاب: حالات وتعلیماتِ غوثیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا (مریم:96)۔

ترجمہ: بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، جلد ہی اللہ ان کی محبت پھیلا دے گا۔

(1)۔نسب اور سلسلہ

آپ رحمہ اللہ کا خاندان حسنی ہے، والدِ گرامی کی طرف سے آپ حسنی ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی ہیں۔آپ کا سلسلہِ نسب غازیِ کربلا سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے، حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم بن ابی طالب۔

آپ کی ولادت 470 ہجری میں ہوئی اور وصال 561 ہجری میں ہوا۔تقریباً نوے سال کی عمر مبارک پائی۔آپ کا سلسلہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے جڑتا ہے۔

(2)۔عقائد

عقائد کے موضوع پر آپ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: اصول الدین۔آپ کی تعلیمات میں زیادہ توجہ اللہ کی توحید اور اس کی معرفت پر دی گئی ہے۔ختمِ نبوت، افضلیتِ شیخین، اور تمام صحابہ واہل بیت کا ادب واحترام آپ نے کھل کر بیان فرمایا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَالْاِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيْهِمْ، وَاِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ (غنیۃ الطالبین 1/163)۔

ترجمہ: اس پر تمام اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کے باہمی جھگڑوں کے بارے میں خاموش رہنا اور ان کی لغزشوں کے بارے میں زبان کو لگام دینا اور ان کے فضائل اور محاسن کو ظاہر کرنا واجب ہے۔

Islam the World Religion

(3)۔علم پرزور

آپ نے 12 سال کی عمر میں علم حاصل کرنے کے لیے عراق کا سفر کیا۔اس دوسرے ملک میں جا کر بھوک اور پیاس کو برداشت کیا۔اسی سفر کے دوران آپ کا ڈاکوؤں کے سامنے سچ بولنے کا واقعہ پیش آیا۔جس کے نتیجے میں تمام ڈاکو توبہ کر گئے۔آپ کی والدہ ماجدہ نے کسی عراق کے مسافر کے ہاتھ آپ کے لیے کچھ رقم بھیجی۔وہ آدمی عبدالقادر نام کے کسی طالبِ علم کو بغداد میں ڈھونڈتا رہا۔آخر کار وہ آدمی تھک کر انہی پیسوں میں سے تھوڑی روٹی خرید کر کسی مسجد میں بیٹھ کر کھانے لگا۔اس کے پاس ایک بچہ بیٹھا تھا۔وہ آدمی جب نوالہ منہ میں ڈالتا تو بھوک کے مارے اس بچے کا منہ کھل جاتا تھا۔اس آدمی نے اس بچے سے کہا: آؤ میرے ساتھ کھانا کھالو۔ بچے نے کھانا کھانے سے انکار کیا تو اس آدمی نے زبردستی بچے کو ساتھ بٹھایا۔کھانا کھاتے ہوئے پوچھنے لگا: کیا تم عبدالقادر کے نام کے کسی طالبِ علم کو جانتے ہو جو گیلان سے یہاں علم پڑھنے کے لیے آیا ہے؟ اس بچے نے کہا وہ عبدالقادر میں ہی ہوں۔اس آدمی نے کہا کہ مجھے آپ کی والدہ نے آپ کے لیے کچھ پیسے دے کر بھیجا ہے، یہ کھانا آپ نے اپنے ہی پیسوں کا کھایا ہے۔اس نے آپ کو وہ پیسے پیش کر دیے۔آپ نے ان میں آدھے پیسے اسی آدمی کو تحفہ دے دیے۔آپ فرماتے ہیں:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَ نِلْتُ السَّعْدَ مِن مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

ترجمہ: میں نے علم حاصل کیا حتیٰ کہ میں قطب بن گیا، اور میں نے آقاؤں کے آقا سے سعادت کو پالیا۔

کتابیں پڑھنے کے بعد آپ 25 سال تک عراق کے جنگل میں رہے۔آخری تین سال حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لاتے رہے۔حضرت خضر علیہ السلام ہر سال ایک سبق دے کر جاتے اور اگلے سال نیا سبق دیتے تھے۔

آپ نے بہت ساری کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔تفسیر جیلانی، فتوح الغیب، سر الاسرار، غنیۃ الطالبین، اصول الدین۔اور آپ کے خطابات پر مشتمل الفتح الربانی اور جلاء الخواطر

Islam The World Religion

زیادہ مشہور ہیں۔ بعض لوگ اپنی غلط فہمی دور کرلیں کہ صوفیاء نے تفسیر اور شروح پر کام نہیں کیا۔

آپ نے اپنی کتاب سر الاسرار میں صوفی کہلانے والے بارہ فرقے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے صرف ایک فرقے کو اہل سنت قرار دیا ہے اور باقی سب فرقوں کو اہل سنت ست خارج قرار دیا ہے۔ آپ نے ایک ملحد فرقہ ہامیہ کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں ایک فرقہ ہامیہ ہے جو کہتا ہے کہ علم کی ضرورت نہیں۔ یہ فرقہ کہتا ہے کہ طریقت کا قرآن شعر و شاعری ہے۔ یہ فرقہ خود کو اہل سنت کہتا ہے اور یہ فرقہ خود کو قلندری اور حیدری کہتا ہے: یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ اَھْلُ السَّنَّۃِ وَلَیْسُوْا مِنْھُمْ، اِنْتَسَبَ بَعْضُھُمْ اِلیٰ قَلَنْدَرَ، وَ بَعْضُھُمْ اِلیٰ حَیْدَرَ (سر الاسرار صفحہ 58)۔

سیدنا شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے ایک محب نے قسم اٹھائی کہ اگر شیخ عبدالقادر حضرت بایزید بسطامی سے افضل نہ ہوں تو میری بیوی کو تین طلاق۔ بعد میں پریشان ہوا اور علمائے عراق سے فتویٰ پوچھا تو علماء نے ادب اور حیرت کی وجہ سے جواب نہ دیا۔ اسے کسی نے کہا کہ تم خود حضرت شیخ کے پاس جاؤ اور ان سے فتویٰ مانگو۔ وہ شخص حضرت شیخ جیلانی کے پاس حاضر ہوا اور ساری داستان سنا دی۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ کیا مجبوری تھی؟ تو اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا: قبلہ اب غلطی کر بیٹھا ہوں، اب آپ جیسے کہتے ہیں میں ویسا کرلوں گا۔ فرمائیں تو بیوی سے جدائی اختیار کرلوں گا اور فرمائیں تو اپنا ازدواجی تعلق بحال رکھوں! آپ نے فرمایا: تم اپنا تعلق قائم رکھو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ میں حضرت بسطامی رحمہ اللہ کے مقام تک پہنچا ہوا ہوں اور چند وجوہ سے ان پر فضیلت بھی لے گیا ہوں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ میں مفتی ہوں فتوے دیتا ہوں جبکہ وہ مفتی نہیں تھے۔ دوسری وجہ یہ کہ میری شادی ہوئی ہے، میری بیوی ہے اور ان کی بیوی نہیں تھی۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ میری اولاد ہے اور ان کی اولاد نہیں تھی (قلائد الجواہر صفحہ 391)۔

(4)۔ صوفیانہ تعلیمات

آپ اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں: اِرْضِ بِالدُّوْنِ یعنی تھوڑے پر راضی ہوجا (فتوح الغیب مقالہ رقم: 23)۔

آپ کا یہ جملہ ایک عام مسلمان سے لیکر طالبِ طریقت تک اپنے اپنے مرتبے کے

Islam The World Religion

مطابق سب کے لیے مفید ہے۔کوئی شخص اپنے نصیب سے زیادہ حاصل نہیں کرسکتا اور وقت سے پہلے بھی حاصل نہیں کرسکتا۔فقیر نے ایک ٹرک کے پیچھے لکھا ہو دیکھا: وقت سے پہلے نہیں،نصیب سے زیادہ نہیں۔کسی سمجھدار آدمی کا قول ہے: خوش نصیب وہ نہیں جس کا نصیب اچھا ہے بلکہ خوش نصیب وہ ہے جو اپنے نصیب پر راضی ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق:2،3)۔

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کو نکلنے کا راستہ دیتا ہے،اور اس کو رزق وہاں سے دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا،جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو پھر اللہ اس کے لیے کافی ہے،اللہ نے اپنا فیصلہ پورا کر کے دکھانا ہے،اللہ نے ہر چیز کی ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

اگر اس نکتے کو سمجھ لیا جائے تو لالچ،حق تلفی اور حرام خوری کے دروازے بند ہو جائیں اور اللہ کریم پر توکل مضبوط ہو جائے۔

آپ رحمہ اللہ کی تعلیمات میں سے دوسری تعلیم جو ہمارے زمانے میں بہت بڑے فساد کا بہترین علاج ہے،وہ یہ ہے کہ فرمایا:

لَا يَجُوْزُ لِشَيْخٍ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى سَجَّادَةِ النِّهَايَةِ وَيَتَقَلَّدَ بِسَيْفِ الْعَنَايَةِ حَتّٰى يَكْمُلَ فِيْهِ اثْنَتَا عَشَرَةَ خَصْلَةً. خَصْلَتَانِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَخَصْلَتَانِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَخَصْلَتَانِ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَخَصْلَتَانِ مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَخَصْلَتَانِ مِنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَصْلَتَانِ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَاَمَّا اللَّتَانِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَكُوْنُ سَتَّارًا غَفَّارًا. وَاَمَّا اللَّتَانِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ يَكُوْنُ شَفِيْقًا رَفِيْقًا. وَاَمَّا اللَّتَانِ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكُوْنُ صَادِقًا مُتَصَدِّقًا. وَاَمَّا اللَّتَانِ مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكُوْنُ اَمَّارًا نَهَّاءً وَاَمَّا اللَّتَانِ مِنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكُوْنُ طَعَّامًا لِلطَّعَامِ مُصَلِّيًا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. وَاَمَّا اللَّتَانِ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكُوْنُ عَالِمًا شَجَاعًا (قلائد الجواہر صفحہ 203)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: کسی مرشد کے لیے جائز نہیں کہ بزرگی کی سجادہ نشینی اختیار کرے اور لوگوں کو راہنمائی دینے کی تلوار گلے میں لٹکائے جب تک اس نے بارہ خصلتیں مکمل نہ کر لی ہوں۔ دو صفتیں اللہ کی، دو صفتیں نبی کریم ﷺ کی، دو صفتیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی، دو صفتیں عمر رضی اللہ عنہ کی، دو صفتیں عثمان رضی اللہ عنہ کی، دو صفتیں علی رضی اللہ عنہ کی۔ اللہ کی دو صفتیں یہ ہیں: ستار اور غفار ہو۔ نبی کریم ﷺ کی دو صفتیں یہ ہیں: شفیق اور رفیق ہو۔ ابوبکر کی دو صفتیں یہ ہیں: صادق اور مصدق ہو۔ عمر کی دو صفتیں یہ ہیں: نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے منع کرنے والا ہو۔ عثمان کی دو صفتیں یہ ہیں: لوگوں کو کھانا کھلانے والا ہو اور رات کو قیام کرنے والا ہو جب دنیا سو رہی ہوتی ہے۔ علی کی دو صفتیں یہ ہیں: عالم ہو اور بہادر ہو۔

آپ قدس سرہ نے واضح فرمادیا کہ ولی بننے کے لیے چار یار کی نگاہِ کرم ضروری ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

بارہواں باب:

فکرِ آخرت

Islam The World Religion

پہلا خطاب: وقت کی اہمیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ (سورۃ العصر)

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی، بے شک انسان ضرور خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، اور حق کی وصیت کرتے رہے اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔

ان آیتوں میں زمانے کی قسم کے بعد انسان کا خسارے میں ہونا بیان ہوا ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ان دو باتوں کا آپس میں تعلق کیا ہے؟ زمانے کی قسم کا انسان کے خسارے سے کیا رشتہ ہے؟

جواب یہ ہے کہ اللہ کریم فرماتا ہے: مجھے قسم ہے اس قیمتی وقت کی جو آہستہ آہستہ انسان کے ہاتھوں سے نکل رہا ہے اور جیسے جیسے وقت ضائع ہو رہا ہے انسان خسارے کی طرف چلتا جا رہا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں: اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ یعنی وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔ اللہ کریم نے اس کائنات کی ابتداء، دورانیہ اور انتہاء سب کچھ وقت کے گرد گھما دیا ہے۔ کائنات کی ہر چیز اور اسکا پورا نظام وقت کا مرہونِ منت ہے۔ دن رات کی گردش، چاند کا گھٹنا بڑھنا اور موسموں کی تبدیلی وغیرہ ایک خاص نظام الوقت کی پابند ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی چاہیے کہ وقت کی قدر کو پہچانے۔ اے عزیز! مرض کا علاج بھی وقت پر ہی کامیاب ہے اور گناہوں سے توبہ بھی وقت پر ہی مقبول ہے۔

اس آیت میں العصر کے تین معانی بیان ہوئے ہیں۔

(1)۔ والعصر سے مراد مطلق وقت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَعَنۡ عَمۡرِو بۡنِ مَیۡمُوۡنِ الۡاَوۡدِیِّ مُرۡسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لِرَجُلٍ وَھُوَ یَعِظُہٗ ، اِغۡتَنِمۡ خَمۡساً قَبۡلَ خَمۡسٍ شَبَابَكَ قَبۡلَ ھَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبۡلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبۡلَ فَقۡرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبۡلَ شُغۡلِكَ وَحَیٰوتَكَ قَبۡلَ

Islam The World Religion

مَوتِكَ (شرح السنہ:4020، مستدرکِ حاکم:8010)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون اودی مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو غربت سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

جوانی کی توبہ اس لیے پسندیدہ ہے کہ بڑھاپے میں نفس ویسے ہی کمزور ہو جاتا ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

در جوانی توبہ کردن شیوہِ پیغمبریست
وقتِ پیری گرگِ ظالم می شود پرہیز گار

ترجمہ: جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا طریقہ ہے۔ بڑھاپے میں ظالم بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے۔

آگے فرمایا: صِحَّتَكَ قَبلَ سَقَمِكَ صحت کو غنیمت سمجھ بیماری سے پہلے۔ جو لوگ سکھ کے دنوں میں اپنے رب کو یاد رکھتے ہیں، اللہ کریم دکھ کے وقت میں انہیں یاد رکھتا ہے۔

عام طور پر لوگ جب مرنے لگتے ہیں تو اس وقت صدقہ اور خیرات کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ صدقہ اور خیرات بھی فائدے سے خالی نہیں ہے، لیکن صحت کے دنوں کی خیرات اس سے سوگنا زیادہ فائدہ مند ہے۔ والد یا والدہ فوت ہونے لگتے ہیں تو اس وقت نیک اولاد پیشکش کرتی ہے کہ مسجد مدرسہ یا کسی بہن بیٹی کے نام خیرات کرلو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ان پانچ سوالوں کا جواب دیے بغیر کسی کو ہلنے نہیں دیا جائے گا: عمر کہاں گزاری، جوانی کہاں گزاری، مال کہاں سے کمایا؟ کہاں پر خرچ کیا اور اپنے علم پر عمل کتنا کیا (ترمذی:2416)۔

(2)۔ والعصر کا ایک معنی نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ تمام زمانوں سے افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي

Islam The World Religion

ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (بخاری:2652، مسلم:6472)۔

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: لوگوں میں سے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر جو اُن سے ملیں گے اور پھر جو اُن سے ملیں گے۔

اسی لیے صحابہ کرام کے زمانے، تابعین کے زمانے اور تبع تابعین کے زمانے کو خیر القرون کہا گیا ہے یعنی بہترین زمانہ۔ اس امت میں عمومی قاعدہ یہی ہے کہ بعد والے اگلوں کو نہیں پہنچ سکتے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ میں صحابہ کرام سب سے اوپر میں شمار ہوتے ہیں۔ اگلوں کے اجماع کو بعد والوں کا اجماع منسوخ نہیں کر سکتا۔ اگلوں کی فقاہت کو بعد والوں کی فقاہت نہیں پہنچ سکتی۔

زِ اجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتدائے رفتگاں محفوظ تر

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ اَلْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ، وَيَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ اَوِ التَّمْرِ ،لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً (بخاری:6434)۔

ترجمہ: صالح لوگ چلے جائیں گے۔ جتنا پہلے تھا اتنا صالح تھا۔ باقی محض ردی بھوسہ رہ جائے گا جس طرح جَو کا یا کھجور کا چھلکا ہوتا ہے۔ اللہ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ اُولٰئِكَ اَصْحٰبُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ، اَبَرَّهَا قُلُوْبًا ، وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا ، وَ اَقَلَّهَا تَكَلُّفًا ، اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ ، وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ ، فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ ، وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اَثَرِهِمْ ، وَ تَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ ، وَسِيَرِهِمْ ، فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ (مشکوٰۃ المصابیح:193 وعزاہ الی رزین)۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: جو پیروی کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے ان کے طریقے پر چلے جو فوت ہو چکے ہیں۔ بے شک زندہ آدمی فتنوں سے محفوظ نہیں ہوتا۔ وہ لوگ محمد ﷺ کے صحابہ ہیں جو اس امت میں سب سے افضل تھے، ان کے دل سب سے نیک تھے، علمی طور پر سب سے گہرے تھے، تکلف میں سب سے کم تھے، اللہ

Islam The World Religion

نے انہیں اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ان کے فضائل کو پہچانو، قدم بہ قدم ان کی پیروی کرو۔جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق اور طریقے سے سبق حاصل کرو۔وہی لوگ سیدھی ہدایت پر تھے۔

(3)۔ العصر کا تیسرا معنی ہے عصر کی نماز اس نماز کو دوسری نمازوں پر ایک خاص ترجیح حاصل ہے۔اللہ کریم فرماتا ہے:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى (البقرۃ:238)۔

ترجمہ: نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی۔

اس نماز کو وسطی نماز قرار دیا گیا ہے۔اس سے پہلے صبح اور ظہر کی نماز کا تعلق دن سے ہے اور اسکے بعد مغرب اور عشاء کی نمازوں کا تعلق رات سے ہے اور یہ نماز اس کے درمیان ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ الطَّائِفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، فَقَالَ سَأَقْرَءُ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى تَعْرِفَهَا، أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِي كِتَابِهٖ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ؟ اَلظُّهْرُ، إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ، اَلْمَغْرِبُ، وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ، اَلْعَتَمَةُ، وَيَقُولُ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوداً، اَلصُّبْحُ، ثُمَّ قَالَ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ، هِيَ الْعَصْرُ هِيَ الْعَصْرُ (شرح معانی الآثار للطحاوی 1/129)۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن لبیبہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے درمیانی نماز کے بارے میں سوال کیا۔انہوں نے فرمایا: ابھی میں تیرے سامنے قرآن پڑھتا ہوں حتیٰ کہ تو سمجھ جائے گا۔کیا اللہ عزوجل اپنی کتاب میں نہیں فرماتا: کہ نماز قائم کر سورج ڈھلنے سے لے کر، اس سے مراد ظہر ہے۔رات کا اندھیرا آنے تک، اس سے مراد مغرب ہے۔عشاء کی نماز کے بعد تمہارے لیے تین وقت پردے کے ہیں، اس سے مراد عشاء ہے، اور فرماتا ہے: بے شک فجر کے قرآن پر حاضری ہوتی ہے، اس سے مراد صبح ہے۔پھر فرمایا: نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز اور اللہ کے لیے عاجزی سے کھڑے رہو، اس سے مراد عصر ہے، اس سے مراد عصر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ

Islam The World Religion

الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ (بخاری:552، مسلم:1417)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوجائے گویا اس کے اہل اور مال کو ہلاک کر دیا گیا۔

حدیث شریف میں ہے :عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ (بخاری:555)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ فجر کی نماز میں اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر جن فرشتوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری تھی، وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں، اللہ ان سے سوال کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس آئے تھے وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

جو لوگ ان دو وقتوں میں سوئے رہیں یا صبح دیر سے جاگیں اور ضروری وضو اور غسل نہ کریں یا ان کے جسم ناپاک ہوں، ان کے گھروں میں خون کے چھینٹے رزق میں بے برکتی اور آسیب وغیرہ کا واضح امکان ہوتا ہے۔ گھروں میں خون کے چھینٹے رزق میں بے برکتی اور آسیب وغیرہ کا یہی سبب ہوتا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: عظمتِ انسان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ (المومنون:115)۔

ترجمہ: اے لوگو! کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں خواہ مخواہ پیدا کیا ہے اور کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم واپس ہمارے پاس نہیں آؤ گے؟

اس آیت کا صرف ترجمہ ہی اگر آپ نے غور سے سن لیا ہو تو خوابِ غفلت سے بیدار ہونے کے لیے کافی ہے۔

تمام مخلوقات

اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔ اور مخلوق ہونے کی حد تک تمام مخلوقات برابر ہیں۔ مخلوق میں جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان سب شامل ہیں۔ جمادات ان چیزوں کو کہتے ہیں جو جامد ہیں یعنی ان پر جمود ہے اور وہ بڑھتی نہیں ہیں جیسے: مٹی، ریت اور پتھر۔ کچھ چیزیں حرکت کرتی ہیں جیسے: پانی، آگ، ہوا۔

نباتات ان چیزوں کو کہتے ہیں جو اُگتی ہیں اور نشوونما پاتی ہیں، جیسے: پودے، فصلیں اور درخت، لیکن یہ چل پھر نہیں سکتے۔

حیوانات وہ ہوتے ہیں جو چل پھر سکتے ہیں، دیکھتے اور سنتے ہیں مگر بات نہیں کر سکتے۔ انسان ان تمام حیوانات سے ممتاز ہے اور اس امتیاز کا سبب اس کی عقل ہے اور قوتِ گویائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی عقل کو ہی خطاب فرماتا ہے۔ اسی عقل کی وجہ سے انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔

صرف کھانے اور بچے پیدا کرنے کا کام جانور بھی کرتے ہیں۔ انسان بھی اگر صرف یہی کچھ کرے تو اس میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔

Islam The World Religion

مخلوقات میں انسان کا مقام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا یعنی ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے اور انہیں خشکی اور سمندر پر سوار کیا ہے اور پاکیزہ رزق دیا ہے اور انہیں اپنی مخلوقات میں سے کثیر مخلوقات پر زبردست فضیلت دی ہے (الاسراء:70)۔

اللہ تعالیٰ نے تمام دیگر مخلوقات کو انسان کے زیرِ اثر کر دیا ہے اور انہیں انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے۔

اور فرمایا: وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ (النحل:12)۔

ترجمہ: اللہ نے تمہارے لیے رات دن اور سورج، چاند کو اور ستاروں کو خدمت پر لگا دیا ہے۔

اور فرمایا: هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرۃ:29)۔

ترجمہ: زمین کی ہر چیز اللہ نے تمہاری خاطر پیدا فرمائی ہے۔

انسان کو اس کی زندگی کا مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ (الذاریات:56)۔

ترجمہ: ہم نے تمام جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

اگر انسان اپنی اس ذمہ داری اور امتیازی وصف کو ملحوظ نہیں رکھے گا تو اس میں اور عام حیوان میں کوئی فرق نہ رہے گا۔

انسانوں میں مسلمان کا مقام

اب یہ بھی سمجھ لیجیے کہ جس طرح مخلوق ہونے میں تمام جاندار برابر ہیں اسی طرح تمام انسان، انسان ہونے کی حد تک برابر ہیں، لیکن جس طرح جانوریت کوئی مذہب نہیں اسی طرح انسانیت بھی کوئی مذہب نہیں۔ دین و مذہب صرف اور صرف اسلام ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ:3)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا ہے۔

اور فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:19)۔

ترجمہ: اللہ کے ہاں دین صرف اسلام ہے۔

اور فرمایا: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو بھی اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین تلاش کرے گا تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا (آل عمران:85)۔

اسلام کا معنی ہے: سلامتی۔ اس کا ایک معنی سر جھکانا اور مان لینا بھی ہے۔ اسلام کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اسلام سراسر سلامتی ہے اور یہ کوئی محدود مذہب نہیں بلکہ جو بھی اسے ماننے کے لیے تیار ہو جائے اسلام کے دروازے اس کے لیے کھلے ہیں، اسی وجہ سے یہ دیگر تمام ادیان سے افضل ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اَلْاِسْلَامُ یَعْلُو وَلَا یُعْلٰی یعنی اسلام غالب رہتا ہے اور کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا (بخاری قبل:1355)۔

مسلمانوں میں اہلِ سنت کا مقام

جس طرح مخلوق ہونے میں سب برابر ہیں، پھر انسان ہونے میں سب انسان برابر ہیں، اسی طرح مسلمان ہونے کی حد تک بھی سب مسلمان مشترک ہیں مگر ان مسلمانوں میں سب سے صحیح اور مغفور اہلِ سنت و جماعت ہیں۔ اہلِ سنت و جماعت کا معنی ہے: سنت والے اور جماعت والے۔ سنت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور جماعت سے مراد تمام صحابہ اور اہلِ بیت کی جماعت ہے۔ اس لفظ یعنی اہلِ سنت و جماعت کے نام کا معنی ہی اگر سمجھ لیا جائے تو حق واضح کرنے کے لیے اتنا کافی ہے۔ جو شخص سنت کو نہیں مانتا وہ گمراہ ہے، جو صحابہ کو نہیں مانتا وہ گمراہ ہے، جو اہلِ سنت کو نہیں مانتا وہ گمراہ ہے اور جو ان سب کو اکٹھا رکھتا ہے وہ ہدایت پر ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَیَأْتِیَنَّ عَلٰی أُمَّتِیْ کَمَا أَتٰی عَلٰی بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتّٰی إِنْ کَانَ

Islam The World Religion

مِنْهُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّهُ عَلَانِيَةً ، لَكَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ ، وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً ، وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً ، كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً ، قَالُوْا : مَنْ هِیَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ (ترمذی:2641)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر قدم بہ قدم وہی حالات گزریں گے جو بنی اسرائیل پر گزرے، حتیٰ کہ اُن میں سے اگر کوئی شخص اپنی ماں کے پاس اعلانیہ گیا تھا تو میری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہوگا جو یہی حرکت کرے گا، اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے، اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، وہ سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقے کے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہوں گے؟ فرمایا: جس راستے پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

اہلِ سنت کی پہچان حضرت انس بن مالک، حضرت ابن عباس اور امام اعظم ابوحنیفہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے اور اہلِ سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ وہ پہچان یہ ہے:

مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ تُفَضِّلَ الشَّيْخَيْنِ وَ تُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ یعنی اہلِ سنت کی پہچان یہ ہے کہ ابوبکر و عمر کو افضل مانا جائے اور عثمان و علی سے محبت کی جائے رضی اللہ عنہم (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰)۔

ابوبکر و عمر کو افضل نہ ماننے والا رافضی ہے اور عثمان و علی سے محبت نہ کرنے والا خارجی ہے، بلکہ دو جمع دو چار ہوئے تو اس عقیدے کا اظہار اور رافضیت و خارجیت سے بیزاری کا طریقہ حق چار یار کا اعلان ہے۔ یہ ہے چار یار کو ماننے کا پس منظر۔

آج کل کچھ سطحی ذہن والوں نے نیا تقابل تیار کر لیا ہے، کہتے ہیں کہ اہلِ سنت میں سے کچھ رافضیت کی طرف چلے گئے ہیں اور کچھ خارجیت کی طرف چلے گئے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ تقابل بالکل غلط ہے۔ جن لوگوں کو رافضی کہا جا رہا ہے وہ واقعی رافضی ہیں اور جن لوگوں کو خارجی کہا جا رہا ہے وہ بالکل خارجی نہیں ہیں۔ اس کی آسان مثالیں اور آسان ثبوت دیتا ہوں۔

دیکھیے! جو شخص ابوبکر و عمر کو افضل نہ مانے وہ رافضی ہے۔ یہ بات ہم ہزاروں کتابوں

Islam The World Religion

میں دکھا سکتے ہیں۔لیکن ابوبکر وعمر کو افضل ماننے والا کیا خارجی ہوگا؟ یہ بات کسی کتاب میں نہیں ملے گی۔فیصلہ اگلے بزرگوں کی کتابوں سے کیا جائے گا۔اسی طرح سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا رافضی ہے یہ بات ہم بے شمار کتابوں میں دکھا سکتے ہیں۔لیکن انہیں اچھا سمجھنے والا کیا خارجی ہوگا؟ یہ بات کوئی مائی کا لال کسی کتاب میں نہیں دکھا سکتا۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی تین بیٹیوں کا انکار کرنے والا رافضی ہوگا یہ بات ہم اگلی کتابوں میں دکھا سکتے ہیں۔مگر چار بیٹیوں کو ماننے والا کیا خارجی ہوگا؟ یہ بات کسی سابقہ کتاب میں نہیں ملے گی۔

ایک خاص شخصیت کے ایمان اور عدمِ ایمان کی بحث چلا دی گئی ہے۔ہم ان کا نام نہیں لے رہے لیکن ان کے ایمان کا قول رافضیوں کا قول ہے، یہ بات ہم جگہ جگہ دکھا سکتے ہیں حتیٰ کہ حضرت زینی دحلانؒ کا بھی یہی قول ان کی سیرت کی کتاب میں موجود ہے،لیکن کسی میں جرأت نہیں کہ ان کے عدمِ ایمان کا قول کرنے والوں کا خارجی ہونا دکھا سکے۔لیکن کتاب اگلے بزرگوں کی ہونی چاہیے نہ کہ آج کل کے چند جاہلوں کی۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہماری ساری گفتگو کا خلاصہ چار چیزیں ہیں۔ساری دنیا مخلوق ہے۔مخلوقات میں انسان افضل،انسانوں میں مسلمان افضل اور مسلمانوں میں اہل سنت وجماعت افضل ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: اشک باری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَلۡیَضۡحَکُوۡا قَلِیۡلًا وَّلۡیَبۡکُوۡا کَثِیۡرًا (التوبۃ:82)۔

ترجمہ: چاہیے کہ یہ لوگ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔

رونے اور آنسو بہانے کے کئی اسباب ہیں۔ان میں سے تین ناجائز، تین جائز اور تین مباح ہیں۔انہیں آپس میں گڈ مڈ نہیں کرنا چاہیے!

(1)۔رونے کے ناجائز اسباب

(ا)۔منافق کا رونا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُنَافِقُ يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ يَبْكِيْ كَمَا يَشَآءُ یعنی منافق کو اپنی آنکھوں پر کنٹرول ہوتا ہے۔ جب چاہے رونے لگتا ہے (الجامع الصغیر:9237)۔اسی رونے کو مگر مچھ کے آنسو بھی کہتے ہیں۔

(ب)۔ بے صبری کا رونا: یہ ایسا رونا ہے جس میں نوحہ اور واویلا پایا جاتا ہو اور یہ رونا اکثر عورتوں میں پایا جاتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ یعنی رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والیوں اور اسے سننے والیوں پر لعنت بھیجی ہے (ابوداؤد:3128)۔

اور فرمایا: إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ یعنی کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت (کافر یا جو آدمی جانتا تھا کہ لوگ میرے بعد واویلا کریں گے مگر اس نے انہیں منع نہیں کیا) کو عذاب ہوتا ہے (بخاری:1304، مسلم:2142)۔

ایک عورت قبر کے پاس رو رہی تھی، نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا: اللہ سے ڈر، اور صبر کر۔وہ کہنے لگی آپ پر میرے جیسی مصیبت نہیں آئی، اس عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا، جب اسے بتایا گیا کہ یہ نبی کریم ﷺ تھے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور عرض کیا میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى یعنی صبر وہ جو صدمے کے پہلے جھٹکے پر کیا جائے (بخاری:

Islam the World Religion

1283، مسلم:2139)۔

ایک حدیث میں ہے کہ:لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ یعنی وہ ہم میں سے نہیں جس نے اپنے رخساروں پر مارا، لباس کا دامن پھاڑا اور جاہلانہ طریقے سے آوازیں نکالیں (بخاری:1294)۔

(ج)۔رسمی طور پر رونا: اس رونے میں عورتیں ایک دوسری کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ایک کا رشتہ دار مرے اور دوسری اس کے ساتھ رونے میں مدد کر کے اس پر احسان کرتی ہے اور اگر دوسری کا رشتہ دار مرے تو پہلی اس احسان کا بدلہ موڑتی ہے۔عورتیں ایک دوسرے کے گلے لگ کر اور باہوں میں باہیں ڈال کر اوپر کپڑا اڈال لیتی ہیں اور کپڑے کے اندر اندر روتی ہیں اور بین کرتی ہیں اور ناک جھاڑتی ہیں۔اس رونے میں واضح زبردستی پائی جاتی ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے رہے تھے تو فرما رہے تھے: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اگر آپ نے ہمیں صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور بے صبری سے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیتے (نہج البلاغہ خطبہ 235)۔

(2)۔رونے کے مستحسن اسباب

(ا)۔محبتِ شرعی میں رونا

یہ رونا اس کے لیے ہوتا ہے جس کے ساتھ دینی محبت ہو اور اللہ کی خاطر اس سے ملاقات کو جی چاہے مثلاً خود اللہ کی محبت میں رونا، اللہ کے محبوب ﷺ کی محبت میں رونا۔یہ رونا ملاقات کے شوق میں ہونا چاہیے، اگر کسی کی وفات کی وجہ سے رویا تو یہ محبت شرعی کے رونے سے نکل کر محبت طبعی کا رونا بن جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَذْكُرُ النَّبِيَّ ﷺ قَطُّ اِلَّا بَكٰى یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تو رونے لگتے تھے (دارمی:87)۔

Islam The World Religion

(ب)۔خوفِ خدا سے رونا

اللہ کریم فرماتا ہے: لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهٗ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللهِ یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے اللہ کے خوف کی وجہ سے لرزتا ہوا اور پھٹتا ہوا دیکھتے (الحشر:21)۔

اور فرمایا: فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا یعنی چاہیے کہ یہ لوگ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں (التوبہ:82)۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النبيُّ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَو تَعْلَمُونَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيراً وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً (بخاری:6637)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو کثرت سے روؤ اور کم ہنسو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ : رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (بخاری:6479)۔

ترجمہ: سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جس نے اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ ، وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ ، مِنْ خَشْيَةِ اللهِ ، ثُمَّ تُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ (ابن ماجہ:4197)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کسی مومن کی آنکھوں سے اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسو نکلتے ہیں خواہ وہ مکھی کے سر کے برابر بھی کیوں نہ ہوں، پھر وہ اپنے چہرے پر اس کی حرارت پائے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

اور فرمایا: يَأَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا فَتَبَاكَوْا ، فَإِنَّ أَهْلَ

Islam The World Religion

النَّارِ يَبْكُونَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيلَ دُمُوعُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ ، كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ (شرح السنۃ:4418،مسند ابی یعلیٰ:4134)۔منکر

ترجمہ: اے لوگو! اللہ کے آگے رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل بنالیا کرو، بے شک دوزخی لوگ دوزخ میں روئیں گے حتیٰ کہ اُن کے آنسواُن کے چہروں پر اس طرح بہیں گے جیسے نالیاں بن جائیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے شام کا کھانا رکھا گیا، آپ اس دن روزے سے تھے، آپ نے فرمایا: مصعب بن عمیر شہید ہوئے اور وہ مجھ سے افضل تھے، انہیں ایک چادر میں کفن دیا گیا، اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہوجاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا، اور حمزہ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے افضل تھے، پھر ہمارے دنیاوی حالات اچھے ہو گئے، اور اب ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا اجر ہمیں دنیا میں ہی نہ دے دیا گیا ہو، پھر رونے لگے اور کھانا ترک کر دیا (بخاری:1275)۔

صحیح بخاری وغیرہ میں اس موضوع پر کتاب الرقاق موجود ہے۔اپنے گناہوں پر پچھتاوا بھی محض خوفِ خدا کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس وجہ سے رونا اسی خوف کے رونے کے زمرے میں آتا ہے۔

(ج)۔حیرت میں رونا

فقیر پر جب گہرے اسرار کھلنے کی ابتداء ہوتی ہے تو وہ کچھ عرصہ حیرت میں رہنے لگتا ہے۔اس وقت اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی، نگاہ اٹکی ہوئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔پھر جب وہ عجائب کا عادی ہوجاتا ہے اور دنیا کی کوئی چیز اسے عجیب نہیں لگتی اور کوئی معجزہ اور کرامت اسے حیران نہیں کرتا تو اب وہ صحیح معنی میں صدیقین کے زمرے میں آتا ہے۔

(3)۔رونے کے مباح اسباب

(ا)۔محبت طبعی میں رونا

جیسے ماں اپنے بیٹے کے بچھڑنے پر روئے یا بیٹا اپنے باپ کے بچھڑنے پر رونے۔یہ

Islam The World Religion

رونا ہر کسی کو آ سکتا ہے۔ ہر کسی کو اپنے رشتہ داروں سے درجہ بدرجہ محبت ہوتی ہے۔ یہ محض مباح ہے مگر عبادت نہیں۔ اسی میں رحمت اور ترس کا رونا بھی شامل ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَیْفٍ الْقَیْنِ وَکَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاھِیْمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِبْرَاھِیْمَ فَقَبَّلَہٗ وَشَمَّہٗ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَیْہِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاھِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ فَقَالَ یَا ابْنَ عَوْفٍ ، اِنَّھَا رَحْمَۃٌ ، ثُمَّ اَتْبَعَھَا بِاُخْرٰی ، فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ (بخاری:1303، مسلم:6025)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ابوسیف القین کے گھر داخل ہوئے جو حضرت شہزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ کے شوہر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو گود میں لیا، انہیں چوما اور سونگھا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف کے گھر گئے۔ اس وقت حضرت سیدنا ابراہیم حالتِ نزع میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی؟ فرمایا اے ابن عوف یہ رحمت ہے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بات بھی فرمائی کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے۔ اس کے باوجود ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اے ابراہیم ہم تیرے بچھڑنے سے غمگین ہیں۔

(ب)۔ خوشی کے بے اختیار آنسو

اپنے حق میں کوئی اچھا فیصلہ سن کر، یا کوئی خوشی کی خبر سن کر یا کسی بچھڑے ہوئے سے ملاقات کر کے رونے لگنا خوشی کا رونا ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِأُبَیٍّ إِنَّ اللّٰہَ أَمَرَنِی أَنْ أَقْرَأَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ قَالَ أُبَیٌّ اللّٰہُ سَمَّانِی لَكَ قَالَ اللّٰہُ سَمَّاكَ لِی فَجَعَلَ أُبَیٌّ یَبْكِی

Islam The World Religion

قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ اَنَّهٗ قَرَأَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَاب (بخاری: 4960، مسلم:1864)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا: بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں، ابی بن کعب نے عرض کیا: کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: اللہ نے تمہارا نام لے کر مجھے حکم دیا ہے، ابی بن کعب رونے لگے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے سامنے لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ پڑھی۔

(ج)۔غم کے بے اختیار آنسو

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ ، فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ، فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ ،وَالْقَلْبَ مُصَابٌ ،وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ (نسائی:1859، ابن ماجہ:1587)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں خانوادہِ نبوت میں سے کسی کا انتقال ہوا تھا عورتیں رونے کے لیے جمع ہوگئیں تو حضرت عمر نے ان کو روک کر بھگانا چاہا تو سرکار نے فرمایا اے عمر انہیں چھوڑ دو آنکھیں روتی ہیں قلب رنجیدہ اور فوتگی نئی نئی ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب فوت ہوئیں تو خواتین روئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے، رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے ہاتھ سے پیچھے کیا اور فرمایا: اے عمر نرمی کرو، پھر عورتوں سے فرمایا: شیطان جیسی رونے کی آواز مت نکالو، کبھی کبھی رونا آنکھ اور دل سے ہوتا ہے، ایسا رونا اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور یہ رحمت ہے، اور جو رونا ہاتھ سے اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے وَمَهْمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَاللِّسَانِ، فَمِنَ الشَّيْطَانِ (مسند احمد:3102)۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر واقعہ شہادت بیان

Islam The World Religion

کرنے کا مقصد غم پروری اور زبردستی کا رونا دھونا ہو تو یہ نیت بھی شرعاً بُری ہے۔ غم اگر ہو بھی تو اسے دل سے دور کرنے کا حکم ہے۔ نہ یہ کہ غم سرے سے ہو ہی نہیں اور محرم کے دنوں میں اپنے اوپر زبردستی غم لاگو کر کے تکلف سے کام لے کر رونے کی کوشش کی جائے یا رونے دھونے کو عبادت سمجھا جائے (رسالہ تعزیہ داری صفحہ 5 از فاضلِ بریلوی رحمت اللہ علیہ بالتسہیل)۔

آنسو بہانے کے مختلف اسباب ہیں، محض رونے کا جواز ثابت کرنے کے لیے ان میں سے ایک سبب والی احادیث کو دوسرے سبب پر فٹ کر دینا درست نہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: رزقِ حلال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء:29)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ۔

اسلام میں رزقِ حلال کی اہمیت

اسلام میں رزقِ حلال کو باقاعدہ شرعی حیثیت حاصل ہے۔شریعت کے بنیادی مقاصد کو عربی میں مقاصد الشریعہ کہا جاتا ہے۔شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد ہیں: عقائد وعبادات، جان کی حفاظت، عقل کی حفاظت، نسل کی حفاظت اور مال کی حفاظت۔اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کو ایسی تعلیمات فراہم کرنے کا شرف حاصل نہیں۔

اللہ کریم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا (المؤمنون:51)۔

ترجمہ: اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (البقرہ:172)۔

ترجمہ: اے ایمان والو اُن پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ ، فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ اعْمَلُوا صَالِحاً وَ قَالَ تَعَالَىٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (مسلم:2346، ترمذی:2989)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: بے شک اللہ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو قبول فرماتا ہے۔اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے

Islam The World Religion

جس کا حکم رسولوں کو دیا ہے۔ فرمایا: اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو اُن پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے۔

رزقِ حلال کمانے کے طریقے

رزقِ حلال بہت سے طریقوں سے کمایا جاتا ہے مثلاً: تجارت، کھیتی باڑی، ملازمت، صنعت کاری، جانور پال لینا، طبابت، کپڑے سلائی کرنا، لوہار، ترکھان، سنار پیشے وغیرہ۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ، وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ (ترمذی: 1358، ابوداؤد: 3528، نسائی: 4449، ابن ماجہ: 2290)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جو تم کھاتے ہو وہ تمہارے ہاتھ کی کمائی ہے۔ اور تمہاری اولادیں تمہاری کمائی ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ (ترمذی: 1209، سنن الدارمی: 2542، سنن الدارقطنی: 2789)۔ حسن

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: سچ بولنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ عَمَّرَ أَرضاً لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ (بخاری: 2335، مسند احمد: 24764)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایسی زمین آباد کی جو کسی کی ملکیت نہ تھی تو وہی اسکا حقدار ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ ؟ فَقَالَ نَعَمْ ، كُنْتُ أَرْعَى عَلَى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ (بخاری: 2262، ابن ماجہ: 2149)۔ صحیح

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ آپ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا آپ ﷺ نے بھی؟ فرمایا ہاں۔ میں مکہ کے قراریط پر جا کر بکریاں چراتا تھا۔

رزق کمانے کے ناجائز طریقے

حرام، حلال کو سمجھنے کے لیے حدیث ضروری ہے۔ قرآن میں ان چار چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس جانور کو اللہ کے نام کے علاوہ کسی کے نام سے ذبح کیا جائے۔

اللہ کریم نے فرمایا: إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (البقرۃ:173)۔

ترجمہ: بے شک اللہ نے تمہارے لیے حرام کیا ہے: مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔

اب اس آیت میں مرغی کا حکم، بکرے کا حکم، گائے کا حکم، اونٹ کا حکم، گدھے، گھوڑے، ہاتھی، شیر اور بے شمار پرندوں کا حکم بیان نہیں کیا گیا۔ دیگر محرمات کو جاننے کے لیے نبی کریم ﷺ کی حدیث کا سہارا لیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اب رزق حرام کی مختلف اقسام پر اسلامی تعلیمات سنیے!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا (ترمذی:1123، ابوداؤد:2581، نسائی:3335، ابن ماجہ:3937، سنن الدارقطنی:4785)۔

ترجمہ: جس نے ڈاکہ ڈالا وہ ہم میں سے نہیں۔

ڈاکو کی سزا موت ہے اور اگر ڈاکے کے دوران مارا جائے تو اس کا جنازہ جائز نہیں۔

چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے اور اس کی گواہی معتبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا یعنی چوری کرنیوالا مرد اور چوری کرنیوالی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، دونوں کے عمل کے بدلے میں (المائدۃ:37)۔

Islam The World Religion

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا اللہ کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا (بخاری:3404)۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبٰو وَمُوكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ (مسلم:4093)۔صحیح

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب برابر ہیں۔

معاشیات کے حوالے سے ایک اہم بات پر غور فرمایئے! اللہ کریم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ یعنی اللہ سود کو بے برکت کرتا ہے اور صدقات میں برکت ڈالتا ہے (البقرۃ:276)۔

اسلام کا نظامِ معیشت سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام کے درمیان معتدل نظامِ معیشت ہے۔ اس میں مقروض آدمی سے سود نہیں لیا جاتا بلکہ الٹا امیر آدمی غریب آدمی کو صدقات دیتا ہے۔ اس طرح امیر اور غریب کے درمیان فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام میں سود خوری اور سود در سود کی حرام خوری سے امیر آدمی امیر سے امیر تر اور غریب آدمی غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح اشتراکی نظامِ معیشت میں سب کچھ حکومت کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور عوام کو بیل اور گدھے کی طرح سارا دن استعمال کر کے صرف دو ٹائم کی روٹی اور پہننے کے محدود کپڑے فراہم کر دیے جاتے ہیں۔ اسلام ان دونوں ظالمانہ نظام ہائے معیشت کے درمیان معتدل نظام فراہم کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ (ترمذی:1337، ابوداؤد:3580، ابن ماجہ:2313)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Islam The World Religion

رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

بھتہ خوری ڈاکے ہی کی ایک قسم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی ظلم قیامت کے دن ظلمات ہوگا (بخاری:2447)۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْراً مِنَ الْاَرْضِ ظُلْماً فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ (بخاری:3198، مسلم:4134، ترمذی:1418، سنن الدارمی:2609)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: جس نے ظلم کر کے ایک بالشت زمین بھی حاصل کی وہ ساتوں زمینوں میں سے نیچے تک اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔

اگر کسی کو گم شدہ چیز ملے تو وہ کیا کرے؟

ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: اعْرِفْ وِكَاءَهَا، أَوْ قَالَ وِعَاءَهَا، وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ: فَضَالَّةُ الإِبِلِ؟ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: وَمَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ المَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ، فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا، قَالَ: فَضَالَّةُ الغَنَمِ؟ قَالَ: لَكَ، أَوْ لِأَخِيكَ، أَوْ لِلذِّئْبِ (بخاری:91)۔

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی نے گری ہوئی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے سر بندھن کو اور اس کی تھیلی کو پہچان لو، ایک سال تک اس کی تشہیر کرو اور پھر اسے اپنے استعمال میں لے آؤ۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے سپرد کرو۔ عرض گزار ہوا کہ گم شدہ اونٹ؟ آپ ناراض ہوئے یہاں تک کہ رخسار سرخ ہو گئے۔ فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا واسطہ؟ اس کا مشکیزہ اور ٹانگیں اس کے پاس ہیں۔ گھاٹ

Islam The World Religion

پر پانی پئے گا اور درختوں کے پتے کھائے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اسے آ ملے گا۔ عرض کیا کہ گم شدہ بکری؟ فرمایا کہ وہ تمہاری، تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گری ہوئی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: لَا يَحِلُّ اللُّقَطَةُ، مَنِ الْتَقَطَ شَيئاً فَلْيُعَرِّفْهُ سَنَةً، فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهُ فَلْيَرُدَّهُ إِلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهِ، فَإِنْ جَآءَ فَلْيُخَيِّرْهُ بَيْنَ الْأَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهُ (سنن دارقطنی: ۴۳۴۳)۔

ترجمہ: گری ہوئی چیز حلال نہیں ہے۔ جسے گری ہوئی چیز ملے وہ ایک سال تک اسکا اعلان کرے۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے واپس کر دے اور اگر وہ نہ آئے تو اسے خیرات کر دے۔ اب اگر وہ آ جائے تو اسے اختیار دے (اسی صدقہ کو برقرار رکھ کر) اجر پانے کا یا اپنا حق وصول کرنے کا۔

اسلام کی مزید ایک عظمت سنیے! ایک ہوتا ہے: لقطہ یعنی گری ہوئی چیز۔ اور ایک ہوتا ہے لقیط یعنی کسی جگہ پر پڑا ہوا کسی کا بچہ۔ اگر لقیط یعنی لاوارث بچہ کسی کو مل جائے تو اس کی پرورش کی ذمہ داری اسلامی حکومت کے ذمے ہے۔ یہ اسلام کی عظمت کا ایک نہایت اہم پہلو ہے۔ انسانی حقوق کا ڈھونگ رچانے والے اپنی بدکرداریوں اور عیاشیوں کی وجہ سے اس قسم کے بچوں کو جنم دیتے ہیں اور پھر جہاں جی چاہے پھینک دیتے ہیں۔ یہ نہایت افسوسناک صورتحال ہے اور اس کا حل صرف اسلام کے پاس ہے۔ مزید سنیے!

اسلام کہتا ہے کہ لقیط یعنی پڑا ہوا بچہ اگر کسی کو مل جائے تو وہ بچہ آزاد ہوگا۔ یہ ہے اسلام کی عظمت اور انسان دوستی کا عظیم ثبوت۔

حرام کھانے والے کی دعا تک قبول نہیں ہوتی۔ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کا تذکرہ فرمایا جو لمبا سفر کرتا ہے۔ بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں والا اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بڑھاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے،

Islam The World Religion

اسکا لباس حرام ہے اور وہ حرام سے پلا ہے پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے (مسلم:2346)۔

حتیٰ کہ حرام کھانے والے کو کشف صحیح نہیں ہوگا۔ حرام تو دور کی بات ہے اللہ کا ولی مشکوک چیزوں سے بھی بچتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم مباح کے ستر دروازے ترک کر دیتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں گناہ میں نہ پڑ جائیں (فتوح الغیب مقالہ:۳۵)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: بہترین اوراد و وظائف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:162)۔

ترجمہ: کہہ دو: بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت خالص اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

وظائف پڑھنے کی غرض و غایت اور نیت و ارادہ یہ ہونا چاہیے کہ اپنے اللہ کو راضی کیا جائے۔ دنیا کی غرض کے لیے وظیفہ پڑھنے والا اللہ کی عبادت نہیں کر رہا ہوتا بلکہ اپنی غرض کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ یہ عملیات کہلاتے ہیں، اور یہی عامل اور کامل میں فرق ہوتا ہے۔

شریعت میں جو وظائف اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں اور اپنی آخرت کے لیے پڑھے جاتے ہیں، وہ پانچ ہیں: اللہ کا ذکر، استغفار، درود شریف، تلاوتِ قرآن مجید اور نوافل۔ ان پانچ چیزوں میں سے ہر ایک کی مختصر سی وضاحت سنیے!

(1)۔ اللہ کا ذکر

اللہ کے ذکر کے بارے میں قرآن شریف میں بے شمار آیات موجود ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: اُذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا (الاحزاب:41)۔

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرو، کثرت سے ذکر۔

فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ (النساء:103)۔

ترجمہ: اللہ کو یاد کرو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور اپنے پہلوؤں کے بل۔

فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ (البقرۃ:152)۔

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا (المزمل:8)۔

ترجمہ: اپنے رب کے نام کا ذکر کر اور سب سے کٹ کر اسی کا ہو جا۔

Islam The World Religion

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ یعنی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے (العنکبوت:45)۔

حدیث شریف میں بھی ذکر کے فضائل کثرت سے بیان ہوئے ہیں:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوا، قَالُوا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ؟ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ (ترمذی:3510)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو چر لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِنْھُمْ (بخاری:7405، مسلم:6805، ترمذی:2388)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کرتا ہوں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ترمذی:3383، ابن ماجہ:3800)۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔

(2)۔ استغفار

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَاراً کَثِیْراً (ابن ماجہ:3818، السنن الکبریٰ للنسائی:10289)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوشخبری ہواسے جس نے اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِی آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِینَ التَّوَّابُونَ (ترمذی: 2499، ابن ماجہ: 4251، سنن الدارمی: 2729)۔حسن

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم کے تمام بیٹے خطا کرتے ہیں۔خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کریں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجاً وَ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجاً وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (مسند احمد: 2234، ابوداؤد: 1518، ابن ماجہ: 3819)۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے استغفار کو لازم پکڑا اللہ اسے ہر تنگی سے نکال دیگا اور اسے ہر غم سے آزاد کر دیگا اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ (ابن ماجہ: 4250، شعب الایمان للبیہقی: 7040)۔حسن لغیرہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیقٍ، فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیھَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَآءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ یعنی قبر میں میّت ڈوبنے والے غوطہ زن

Iqra Islamic World Religion

کی طرح ہوتی ہے۔اسے دعا کا انتظار ہوتا ہے جو اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے۔ جب وہ اس تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اسے دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑوں کی مقدار میں ثواب داخل کرتا ہے اور زندہ لوگوں کا مرے ہوئے لوگوں کے لیے بہترین تحفہ ان کے حق میں استغفار ہے(شعب الایمان للبیہقی:۹۲۹۵)۔

(3)۔درود شریف

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً (ترمذی:484،شعب الایمان للبیہقی:1563)۔ الحدیث حسن۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْراً (مسلم:912،ابوداؤد:1530، ترمذی:485،نسائی:1296)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر دس مرتبہ درود پڑھے گا۔

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ اِنِّي اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِي ؟ فَقَالَ مَا شِئْتَ، قُلْتُ الرُّبُعَ، قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ، قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ، قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِي كُلَّهَا ، قَالَ اِذاً تُكْفٰى هَمَّكَ وَ يُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ (ترمذی:2457)۔ الحدیث صحیح صححه الحاکم ووافقه الذهبی

Islam the World Religion

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر کثرت سے درود پڑھوں گا۔ فرمایئے اپنی طرف سے کتنا درود پڑھوں؟ فرمایا: جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا چوتھا حصہ، فرمایا: جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف، فرمایا: جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی، فرمایا: جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں سارا وقت آپ پر درود پڑھنے میں ہی لگاؤں گا۔ فرمایا: پھر یہ تیرے تمام اہم کاموں کے لیے کافی ہے اور تیرے گناہوں کو معاف کرادے گا۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ یَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ ، وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا ، قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ ؟ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ (ابن ماجہ: 1085، 1637)۔ ضعیف، و روی عن اوس بن اوس مثلہ (ابوداؤد:1047، نسائی:1374، ابن ماجہ:1636)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ اس پر حاضری ہوتی ہے، فرشتے اس پر حاضر ہوتے ہیں۔ جب بھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس سے فارغ ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

(4)۔نوافل کی اہمیت

آپ جانتے ہیں کہ ہر فرض نماز کے ساتھ نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ ان نوافل کے علاوہ سورج نکلنے کے بعد اشراق، مغرب کے بعد اوابین، تہجد کے نوافل، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور نمازِ تسبیح جیسے تمام نوافل احادیث میں بیان ہوئے ہیں اور ان کے فضائل پر بھی احادیث وارد ہیں۔

Islam The World Religion

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أَحْبَبْتُهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيذَنَّهُ (بخاری:6502)۔

ترجمہ: میرا بندہ (فرائض ادا کرنے کے بعد) نوافل کے ذریعے میرے قریب آتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں وہ اس سے سنتا ہے، اس کی بصارت بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں وہ اس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

حضرت ابراہیم بن صالح بن درہم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا : إِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا : اُبُلَّةُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مِنْكُمْ أَنْ يُّصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعاً وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ یعنی ہم حج کے لیے گئے، راستے میں ایک آدمی نے ہم سے کہا: تمہارے پہلو میں ایک گاؤں ہے جسے ابلہ کہتے ہیں، ہم نے کہا ہاں، انہوں نے کہا تم میں سے کون میرے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ مسجدِ عشار میں جا کر میرے لیے دو یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے کہ: یہ (نفل) ابو ہریرہ کے لیے ہیں (ابوداؤد:۴۳۰۸)۔

(5)۔قرآن مجید کی تلاوت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ (مسلم:1897، ابن ماجہ:218، سنن الدارمی:3366)۔

ترجمہ: حضرت عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت سے قوموں کو ترقی دیتا ہے اور دوسرے (جو اسے چھوڑ دیتے

Islamic World Religion

ہیں)انہیں گرادیتا ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِکْرِی وَمَسْئَلَتِی اَعْطَیْتُہُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ، وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ (ترمذی:2926،سنن الدارمی:3357)۔حسن

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جوقرآن میں مصروفیت کی وجہ سے میرا ذکر نہ کرسکا اور دعا نہ مانگ سکا میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔اوراللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پرایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت اس کی تمام مخلوق پر۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ عِلْماً عَلَّمَہُ وَنَشَرَہُ، وَوَلَداً صَالِحاً تَرَکَہُ، وَمُصْحَفاً وَرَّثَہُ، أَوْ مَسْجِداً بَنَاہُ، أَوْ بَیْتاً لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاہُ، أَوْ نَهْراً أَجْرَاہُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِہٖ فِی صِحَّتِہٖ وَحَیَاتِہٖ یَلْحَقُہُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہٖ (ابن ماجہ:242،شعب الایمان للبیہقی:3448)۔اسنادہ حسن

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن کواس کی موت کے بعداس کے عمل اورنیکیوں میں سے جو چیز پہنچتی رہتی ہے وہ علم ہے جواس نے سکھایا اور پھیلایا، اور نیک اولاد ہے جواس نے پیچھے چھوڑی، اور وہ قرآن کا صحیفہ ہے جواس نے وراثت کے طور پر چھوڑا، یا وہ مسجد ہے جواس نے تعمیر کی یا وہ مسافر خانہ ہے جواس نے مسافروں کے لیے بنایا، یا وہ نہر ہے جواس نے جاری کی، یا وہ صدقہ ہے جواس نے صحت اور زندگی کے دوران نکالا، یہ سب چیزیں اس کی موت کے بعد اسے پہنچتی ہیں۔

انہی وظائف کوایصالِ ثواب میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: قرآن، نماز اور ذکر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؕ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ﴿۴۵﴾ (العنکبوت:45)۔

ترجمہ: جو کتاب آپ پر وحی کی گئی آپ اس کی تلاوت فرمایئے اور نماز قائم کیجیے بلاشبہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور البتہ اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کے توسط سے امت مسلمہ کو تین حکم جاری فرمائے ہیں: (۱)۔فرمایا: اُتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ یعنی قرآن کی تلاوت کریں۔(۲)۔فرمایا: وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی نماز پڑھیں بلاشبہ نماز فحاشی اور برائی سے روکتی ہے۔(۳)۔فرمایا: وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ یعنی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

ان تین چیزوں کو آسان اور مختصر لفظوں میں یوں سمجھ لیں: تلاوت، نماز اور ذکر۔بس یہی تین چیزیں ایک صوفی کی بنیادی ضرورت اور اس کی روحانیت کا نچوڑ ہیں۔اب ان تینوں چیزوں میں سے ہر ایک کی مختصر وضاحت ہوگی۔آپ کو یاد ہو گیا ہوگا کہ سب سے پہلی چیز ہے: قرآن کی تلاوت۔قرآن کی تلاوت کو سب سے پہلے اس لیے رکھا گیا ہے کہ تمام عقائد اور عبادت قرآن میں ہی مذکور ہیں۔

تلاوتِ قرآن

اللہ کریم فرماتا ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا یعنی قران کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (مزمل:4)۔اور فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ یعنی ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جیسے اس کی تلاوت کا حق ہے

Islam The World Religion

(البقرۃ:121)۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (الفرقان 30)۔

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے: اے میرے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِي جَوفِهٖ شَيْءٌ مِنَ الْقُرآنِ كَالبَيتِ الخَرِبِ (ترمذی:2913، سنن الدارمی:3307، مسند احمد:1947)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ آدمی جس کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں ہے وہ اجڑے ہوئے مکان کی طرح ہے۔

عَن اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ مَن شَغَلَهُ الْقُرآنُ عَن ذِكرِي وَمَسئَلَتِي اَعطَيتُهٗ اَفضَلَ مَا اُعطِي السَّائِلِينَ ، وَفَضلُ كَلَامِ اللهِ عَلىٰ سَائِرِ الكَلَامِ كَفَضلِ اللهِ عَلىٰ خَلقِهٖ (ترمذی:2926، سنن الدارمی:3357)۔حسن

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جو قرآن میں مصروفیت کی وجہ سے میرا ذکر نہ کر سکا اور دعا نہ مانگ سکا میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ اور اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت اس کی تمام مخلوق پر۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ يَرفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقوَاماً وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِينَ (مسلم:1897، ابن ماجہ:218، سنن الدارمی:3366)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت سے قوموں کو ترقی دیتا ہے اور دوسرے (جو اسے چھوڑ دیتے

Islam The World Religion

ہیں) انہیں گرا دیتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، قَالَ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ: صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَقَالَ: اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ، فَمَا زَالَ، حَتَّى قَالَ: فِي ثَلَاثٍ (بخاری:1978، مسلم:2730)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ہر مہینے تین دن کے روزے رکھ، انہوں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، پھر بار بار زیادہ روزے رکھنے پر اصرار کرتے رہے، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن چھوڑ دو، پھر آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کرو، انہوں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، پھر وہ بار بار اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن میں ختم کرو۔

قران مجید اللہ کا کلام ہے۔ بادشاہ کا کلام ہے اور کلاموں کا بادشاہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: فَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ یعنی اللہ کے کلام کو تمام کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے خود اللہ جل شانہ کو تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے (ترمذی:2926)۔

نماز قائم کرنا

دوسری چیز آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے عرض کی تھی: نماز۔ نماز قرآن میں فرض کی گئی تمام عبادات میں سب سے افضل عبادت ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اسی نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ قرآن میں اسی عبادت کا حکم سب سے زیادہ دیا گیا ہے۔ کم وبیش ستر بار اَقِيْمُو الصَّلٰوةَ کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے قیام۔ رکوع اور سجدے کا حکم بھی قرآن میں لفظاً موجود ہے۔ اس کے اوقات کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے اور اس کے فضائل بھی قرآن میں موجود ہیں اور امن اور جنگ میں نماز کا فرق بھی خود قرآن میں موجود ہے۔ حدیث کی کتابوں میں طہارت نماز اور جنائز کے ابواب سب سے زیادہ اور کتابوں کے شروع میں موجود ہوتے ہیں

Islam The World Religion

۔فقہ کی کتابوں میں سب سے لمبا باب نماز کا ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (مسلم:247،نسائی:464،شعب الایمان للبیہقی:2793)۔صحیح

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے اور شرک وکفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔

بعض احادیث میں ہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار ہی اللہ سے رابطہ ہے

:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (مسلم:587)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اس سے درجات بلند ہوتے ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: سختی اور تکلیف میں وضو کامل طور پر کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا (بلندی درجات کا ذریعہ ہیں) پس تمہارے لیے یہی رباط ہے۔

نماز میں جسم اور کپڑوں اور نماز کی جگہ کو پاک کرنا، اور پھر وضو کر کے ایک خاص سمت میں منہ کر کے ایک خاص نیت کے ساتھ ہاتھ باندھ کر اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو جانا۔مخصوص الفاظ پڑھنا، کبھی کھڑے ہونا کبھی جھک جانا اور کبھی اللہ کے سامنے اپنا ماتھا اور پگڑی ڈال دینا اور کبھی دوزانو ہو کر بیٹھ جانا عجز و نیاز کی ایسی ادائیں ہیں کہ صرف نماز کو ہی اگر اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ نماز بلاشبہ کوئی روحانی شغل ہے اور مراقبہ کی ایک بہترین صورت ہے اور واقعی تصوف روحِ اسلام ہے۔

حبیب کریم ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت سب سے آخری الفاظ کیا

Islam The World Religion

تھے؟ ذرا غور سے سنیے! عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ آتِيَهُ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيْهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتُهُ مِن بَعْدِهِ قَالَ: فَخَشِيْتُ أَنْ تَفُوْتَنِيْ نَفْسُهُ قَالَ: قُلْتُ إِنِّيْ أَحْفَظُ وَأَعِيْ قَالَ: أُوْصِيْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (مسندِ احمد:693)۔حسن

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ کاغذ لے کر آؤ تا کہ میں کچھ باتیں لکھ دوں جن کے بعد میری امت گمراہ نہ ہو، مجھے اندیشہ ہوا کہ میں کاغذ ڈھونڈتا رہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وصال نہ ہو جائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں یاد کرلوں گا آپ زبانی ارشاد فرمادیں، فرمایا: میں تمہیں نماز اور زکوٰۃ اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

اللہ کا ذکر

آپ کو یاد ہوگا قرآن سے جن تین چیزوں پر ہم بات کر رہے تھے ان میں تیسری چیز ہے: اللہ کا ذکر۔ جس طرح قرآن جیسا کلام نہیں اور جس طرح نماز جیسی عبادت نہیں اسی طرح اللہ کے ذکر کے بارے میں بھی فرمایا: وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ یعنی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اسی طرح وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ اللہ کا ذکر بھی تمام ذکروں سے بڑا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ کے ذکر پر اتنی آیات ہیں کہ ان کا شمار کرنا نہایت مشکل ہے۔ حتیٰ کہ قرآن کا بھی ایک نام ذکر ہے اور نماز کا بھی ایک نام ذکر ہے۔ اور اللہ کا نام بار بار بولنا بھی ذکر ہے۔ فرمایا: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا یعنی اللہ کے نام کا ذکر کر اور ہر چیز سے کٹ کر اسی کا ہو جا (المزمل:8)۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْباً مِّنْ ذِكْرِ اللهِ (ترمذی:3375، ابن ماجہ:3793)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ،

Islam The World Religion

اسلام کے احکام مجھے کثرت سے نظر آتے ہیں۔ مجھے کوئی ایسی بات فرمائیں جس پر عمل کروں۔ فرمایا: تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

دلوں کا زنگ اتارنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیں چیزیں بتائی ہیں: اللہ کا ذکر، قرآن کی تلاوت اور موت کی یاد۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً ، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (الدعوات الکبیر للبیہقی:19)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ہر چیز کو صاف کرنے کا کوئی آلہ ہوتا ہے، دلوں کو صاف کرنے کا آلہ اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا جِلَاؤُهَا؟ قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ (شعب الایمان:1859)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو پانی لگے تو اسے زنگ لگ جاتا ہے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ اسے چمکانے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

ساتواں خطاب: بہترین ترین عبادت نماز ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ. قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (المدثر:42،43)۔

ترجمہ: تمہیں کون سی چیز جہنم میں لے آئی؟ کہیں گے: ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔

(1)۔نماز کی شرعی اور عقلی حیثیت

(ا)۔دنیا کے ہر مذہب میں اپنے معبود کی عبادت کا تصور موجود ہے اور عبادت کا مخصوص طریقہ بھی رائج ہے۔مسلمان چونکہ پیدا ہوتے ہی نماز کا پڑھنا دیکھتے ہیں لہٰذا کچھ باتوں کی طرف توجہ نہیں جاتی،لیکن اگر کوئی غیر مسلم پہلی بار کسی مسلمان کو نماز پڑھتا ہوا دیکھے تو اس سے بہت متاثر ہوتا ہے۔

مسلمان کو اپنی ہر سانس کو عبادت بنانے کی ترغیب دی گئی ہے اور زندگی بھر کا کردار بھی شریعت کی پابندی کے حوالے سے اللہ کی عبادت ہے۔لیکن چار عبادات خصوصیت کا درجہ رکھتی ہیں: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج۔یہ چار عبادتیں دیگر احکامِ شرعیہ سے جداگانہ شان رکھتی ہیں، اس لیے کہ یہ چاروں فرض عین ہیں،اوران میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔پھران چاروں میں سب سے زیادہ اہم عبادت نماز ہے،حتیٰ کہ اسی کو کفر اور اسلام میں فرق ظاہر کرنے والی عبادت کہا گیا ہے(مسلم:247)۔

قیامت کے دن عبادات میں سے سب پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ(ابو داود: 864، ترمذی:413)۔

(ب)۔مشرکین مکہ اسی نماز میں مسلمانوں کا سر نیچا ہونے کا مذاق اڑاتے تھے،حتیٰ کہ ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ:وَاللهِ وَاللهِ لَا تَعْلُونِي اسْتِي أَبَدًا یعنی اللہ کی قسم، اللہ کی قسم میرا پچھلا حصہ میرے سر سے اونچا کبھی نہیں ہوگا(مسند ابی داود طیالسی:184)۔

Islam The World Religion

ذکری فرقہ نماز کا یکسر منکر ہے۔ان کے نزدیک نماز سے مراد اللہ کا ذکر ہے۔اسی لیے یہ خود کو ذکری کہتے ہیں اور مسلمانوں کو نمازی کہتے ہیں۔بعض لوگ طریقت کے بہانے سے نماز کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز قائم کرنے کا حکم ہے نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے اور یہ قائم کرنا، نفس کی مخالفت کرنے سے ہوتا ہے۔

نماز کا انکار کرنے کے حوالے سے یہ سب لوگ ایک ہی قطار میں کھڑے ہیں۔ان سب منکرین کے خلاف قرآن کا یہ فرمان کافی ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ. قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (المدثر:42،43)۔

ترجمہ: تمہیں کون سی چیز جہنم میں لے آئی؟ کہیں گے: ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔

(2)۔منکرین کے شکوک وشبہات

ذکری فرقہ کہتا ہے کہ نماز سے مراد اللہ کا ذکر ہے۔اور بعض نام نہاد صوفی (ملحدین کا ایک فرقہ) کہتے ہیں کہ: نماز قائم کرنے کا حکم ہے، پڑھنے کا حکم نہیں اور قائم کرنے سے مراد نفس کی اصلاح ہے۔ہم جواباً کہتے ہیں کہ دنیائے اسلام شروع سے لے کر آج تک مساجد میں نماز پڑھتی آرہی ہے، اس پر متواتر عمل تمہاری جاہلانہ خرافات کا رد کرنے کے لیے کافی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ: قرآن میں نماز کا حکم جن لفظوں سے دیا گیا ہے اور اس کے اوقات جس طرح بتائے گئے ہیں، نمازوں کی تعداد پانچ بتائی گئی ہے، قیام، رکوع اور سجدے کا جو حکم دیا گیا ہے اور خود نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اسی طرح کر کے دکھلایا ہے، جنگ کی حالت میں نماز کا جو طریقہ بتایا گیا ہے، اور نماز کے جو فضائل بیان کیے گئے ہیں، ان سب باتوں سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ نماز یہی ہے جسے سارے مسلمان ادا کر رہے ہیں، تفصیل سنیے!

نماز کا حکم

وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ (البقرة:43)۔

ترجمہ: نماز قائم کرو۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النسآء:103)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: بے شک وقتِ مقررہ پر نماز مومنوں پر فرض کر دی گئی ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (ھود:114)۔

ترجمہ: دن کے دونوں طرف نماز قائم کر اور رات کے کچھ حصے میں بھی۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ (بنی اسرائیل:78)۔

ترجمہ: سورج ڈھلنے سے لے کر رات چھا جانے تک نماز قائم کرو۔

نماز میں سستی پر وعید

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء:142)۔

ترجمہ: بے شک منافقین اللہ کو دھوکا دیتے ہیں، جبکہ اللہ ان کے دھوکے کا جواب دینے والا ہے۔ جب یہ لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بے دِلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھارہے ہوتے ہیں اور اللہ کا ذکر بالکل تھوڑا سا کرتے ہیں۔

نماز کے لیے وضو کا حکم

اللہ کریم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدۃ:6)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے موہنوں کو دھولو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اور اور اپنے سروں کا مسح کر لو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولیا کرو۔

تیمم کا حکم

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ

Islam The World Religion

حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (المائدۃ:6)۔

ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آیا ہو یا تم نے بیویوں سے صحبت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس مٹی سے مسح کر لو۔ اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط نہیں کرنا چاہتا، لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے، اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت تمام کر دے، تا کہ تم شکر گزار بنو۔

قیام کا حکم

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ (البقرۃ:238)۔

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز کی۔ اور اللہ کی خاطر عاجزی سے کھڑے رہو۔

رکوع کا حکم

وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ (البقرۃ:43)۔

ترجمہ: رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

سجدوں کا حکم

فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا (النجم:62)۔

ترجمہ: اللہ ہی کو سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (العلق:19)۔

ترجمہ: سجدے کر اور قریب ہو۔

حالتِ جنگ میں نماز

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ

Islam The World Religion

وَلْيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ (النسآء: 102)۔

ترجمہ: اے محبوب جب آپ ان کے ہمراہ ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کر دیں تو ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور وہ لوگ ہتھیار لے لیں۔ پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو آپ کے پیچھے چلے جائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں۔

آپ نے دیکھا کہ: قرآن میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔۔۔نماز کو وقت پر پڑھنے کا حکم ہے ___ نماز میں قیام کا حکم ہے ___ رکوع کا حکم ہے ___ سجدے کا حکم ہے ___ جنگ کی حالت میں امام کے پیچھے کھڑے ہو کر باری باری نماز پڑھنے کا تفصیلی طریقہ موجود ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ نماز کسے کہتے ہیں، اور اسی نماز کا قرآن میں بار بار حکم دیا گیا ہے۔ منکرینِ ختمِ نبوت کا ایک فرقہ سخت غلطی پر ہے جو ذکر کو ہی نماز سمجھتا ہے۔ اس فرقے کا نام ذِکری فرقہ ہے۔ نماز اور ذکر میں واضح فرق اس آیت میں بھی دیکھیے!

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء:103)۔

ترجمہ: پھر جب تم نماز مکمل کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو، پھر جب خوف جاتا رہے تو اس طرح نماز پڑھو جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو، بیشک نماز مومنوں پر مقرر اوقات میں ادا کرنا فرض ہے۔

اس آیت میں نماز پڑھنے کا حکم الگ ہے اور پھر نماز پڑھ چکنے کے بعد اللہ کا ذکر کرنے کا حکم الگ ہے۔ سورۃ جمعہ میں اللہ کریم فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ، فَإِذَا قُضِيَتِ

Islam The World Religion

الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الجمعۃ:9،10)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم سمجھدار ہو۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا دیا ہوا رزق تلاش کرو، اور اللہ کا ذِکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

ان دو آیتوں میں جمعہ کی نماز کے لیے اذان کا ذکر ہے۔ اذان سن کر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑنے کا حکم ہے۔ اس سے مراد خطاب سننے کے لیے جلدی جانا ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا: جب نماز ادا ہو جائے تو رزق تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ واضح ہو گیا کہ نماز اور چیز ہے اور اللہ کا ذکر دوسری چیز ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: مومن کی معراج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتَابًا مَّوۡقُوۡتًا (النسآء:103)۔

ترجمہ: بے شک وقتِ مقررہ پر نماز مومنوں پر فرض کر دی گئی ہے۔

(1)۔نماز کی اہمیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (مسلم:247)۔

ترجمہ: مسلمان آدمی اور شرک وکفر کے درمیان نماز کا فرق ہے۔

منکرین زکوٰۃ کے خلاف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا اور فرمایا کہ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ یعنی جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اس کے خلاف جنگ کروں گا (بخاری:1400)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری وصیت نماز کے بارے میں فرمائی تھی: عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ آتِيَهُ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتُهُ مِن بَعْدِهِ قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي نَفْسُهُ قَالَ: قُلْتُ إِنِّي أَحْفَظُ وَأَعِي قَالَ: أُوصِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (مسند احمد:693)۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ کاغذ لے کر آؤ تا کہ میں کچھ باتیں لکھ دوں جن کے بعد میری امت گمراہ نہ ہو، مجھے اندیشہ ہوا کہ میں کاغذ ڈھونڈتا رہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وصال نہ ہو جائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں یاد کر لوں گا آپ زبانی ارشاد فرما دیں، فرمایا: میں تمہیں نماز اور زکوٰۃ اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

یہی بات سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے (مستدرک حاکم: 4388)۔

Islam The World Religion

(2)۔نماز اللہ کا ولی بناتی ہے

نماز کے لیے طہارت کا اہتمام، وقت کی پابندی، مسجد میں حاضری، قبلہ کی طرف رخ، قیام، رکوع، سجود، قعدہ کی مخصوص ہیئت۔ ہر حال میں مخصوص کلام پڑھنا۔ایک ہی امام کی ماتحتی اور اس سارے عمل کو دِن میں پانچ مرتبہ دوہرانا ایک خاص یکسوئی فراہم کرتا ہے۔دنیا بھر کے تمام مذاہب میں روحانیت کا دارو مدار یکسوئی پر ہی ہے۔لیکن اسلامی نماز جیسی بلا تکلف یکسوئی کسی مذہب کے طریقہِ عبادت میں ممکن نہیں۔

انہی وجوہات کی بنا پر نماز کو ایک بہترین مراقبہ قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (ابوداود:875)۔

ترجمہ: بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس وقت اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

اور فرمایا: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ (بخاری:405، مسلم:551)۔

ترجمہ: بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو اس وقت اپنے رب سے باتیں کرتا ہے۔

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي، وَأَوْجِزْ، قَالَ: إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ، وَأَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ (ابن ماجہ:4171)۔

ترجمہ: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے تعلیم دیجیے اور مختصر کیجیے! فرمایا: جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو اسے اپنی آخری نماز سمجھ کر پڑھ: ایسی بات نہ کہہ جس سے بعد میں معذرت کرنا پڑے، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہو جا۔

یہی وہ نماز ہے جو فحاشی اور برائی سے منع کرتی ہے: وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (العنکبوت:45)۔اور یہی وہ نماز ہے جس کی حفاظت انسان کو اللہ کا ولی اور جنت کا وارث بناتی ہے: وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ، أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ (المومنون:9،10)۔یہی وہ نماز ہے جو رحمان کا کامل بندہ بناتی ہے: وَالَّذِينَ

Islam The World Religion

يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (الفرقان:64)۔

نماز پڑھنے کا حکم احادیث میں

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ فَقَالَ:اتَّقُوا اللهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (ترمذی:616)۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے سنا، فرمایا: اللہ سے ڈرو! اپنی پانچ نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو، اپنے حاکم کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں جاؤ۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ (بخاری:3221، مسلم:610)۔

ترجمہ: حضرت ابومسعود فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جبریل نازل ہوئے، اور میری امامت فرمائی، میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھران کے ساتھ نماز پڑھی، پھران کے ساتھ نماز پڑھی، پھران کے ساتھ نماز پڑھی، پھران کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار فرمائیں۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد:495)۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دو۔ اور جب دس سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کی خاطر سزا دو اور ان کے بستر الگ الگ کردو۔

عَنْ مَالِكٍ قَالَ: أَتَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدْ

Islam The World Religion

اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدْ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ (بخاری:631، مسلم:1535، 1536)۔

ترجمہ: حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور ہم، ہم عمر نوجوان تھے، ہم آپ کے پاس بیس دن اور بیس راتیں ٹھہرے اور رسول اللہ ﷺ نرم دل مہربان تھے، جب آپ نے یہ گمان کیا کہ ہمیں اپنے گھر والوں کے پاس جانے کا شوق ہو رہا ہے، تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ: ہم گھر میں کس کو چھوڑ آئے ہیں، تو ہم نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، پس ان میں رہو اور ان کو تعلیم دو اور ان کو حکم دو اور آپ نے چند چیزوں کا ذکر کیا جو مجھے یاد ہیں یا یاد نہیں ہیں (ابو قلابہ کو شک ہے کہ حضرت مالک بن حویرث نے کیا کہا تھا)۔ اور اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، پس جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو، وہ امامت کرائے۔

نمازوں کے اوقات

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ الطَّائِفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، فَقَالَ سَأَقْرَءُ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى تَعْرِفَهَا، أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ؟ اَلظُّهْرُ، إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ، اَلْمَغْرِبُ، وَمِن بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ، اَلْعَتَمَةُ، وَيَقُوْلُ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْداً، اَلصُّبْحُ، ثُمَّ قَالَ: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ، هِيَ الْعَصْرُ هِيَ الْعَصْرُ (شرح معانی الآثار للطحاوی:1013، المصنف لابن ابی شیبۃ 2/389)۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن لبیبہ طائفی فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے درمیانی نماز کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا: ابھی میں تمہارے سامنے قرآن پڑھتا ہوں حتیٰ کہ تو

Islam The World Religion

سمجھ جائے گا۔ کیا اللہ عزوجل اپنی کتاب میں نہیں فرماتا: کہ نماز قائم کر سورج ڈھلنے سے لے کر، اس سے مراد ظہر ہے۔ رات کا اندھیرا آنے تک، اس سے مراد مغرب ہے۔ اور فرماتا ہے: عشاء کی نماز کے بعد تمہارے لیے تین وقت پردے کے ہیں، اس سے مراد عشاء ہے، اور فرماتا ہے: بے شک فجر کے قرآن پر حاضری ہوتی ہے، اس سے مراد صبح ہے۔ پھر فرمایا: نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز اور اللہ کے لیے عاجزی سے کھڑے رہو، اس سے مراد عصر ہے، اس سے مراد عصر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِيَ يَعْنِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ، وَصَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ (ابوداود:393، ترمذی:149)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل نے مجھے کعبہ کے پاس دو بار امامت کرائی: سورج ڈھلتے ہی مجھے ظہر پڑھائی، اور مجھے عصر پڑھائی جب سایہ قد کے برابر ہو گیا، اور مجھے مغرب پڑھائی جب روزے دار روزہ کھولتا ہے، اور مجھے عشاء پڑھائی جب شفق غائب ہو گیا، اور مجھے صبح اس وقت پڑھائی جب روزہ رکھنے والے پر کھانا پینا حرام ہو گیا۔ جب اگلا دن آیا تو ظہر اس وقت پڑھائی جب کسی چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا، اور مجھے عصر پڑھائی جب سایہ دوگنا ہو گیا، اور مجھے مغرب پڑھائی جب روزے دار روزہ کھولتا ہے، اور مجھے عشاء پڑھائی جب رات کا تیسرا پہر گرنے لگا، اور مجھے فجر پڑھائی جب سفیدی ہو گئی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد! یہ آپ سے پہلے نبیوں کا وقت ہے اور ان دو وقتوں کے درمیان نمازوں کا وقت ہے۔

Islam The World Religion

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ اَتَاہُ سَائِلٌ یَّسْئَلُہٗ عَنْ مَّوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ شَیْئًا ، قَالَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِیْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا یَکَادُ یَعْرِفُ بَعْضُھُمْ بَعْضاً ، ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ بِالظُّھْرِ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ یَقُوْلُ قَدِ انْتَصَفَ النَّھَارُ وَھُوَ کَانَ اَعْلَمَ مِنْھُمْ ، ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ ، ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ، ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ ، ثُمَّ اَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰی انْصَرَفَ مِنْھَا وَالْقَائِلُ یَقُوْلُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْکَادَتْ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّھْرَ حَتّٰی کَانَ قَرِیْباً مِّنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ، ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰی انْصَرَفَ مِنْھَا وَالْقَائِلُ یَقُوْلُ قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ، ثُمَّ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰی کَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ ، ثُمَّ اَخَّرَ الْعِشَآءَ حَتّٰی کَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ اَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ ، فَقَالَ الْوَقْتُ بَیْنَ ھٰذَیْنِ (مسلم:1393،ابوداؤد:395،نسائی:523)۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمایا ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح پھوٹتے ہی حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے صبح کی نماز کھڑی کر دی حالانکہ لوگ ایک دوسرے کو اندھیرے کی وجہ سے پہچان بھی نہیں سکتے تھے۔ پھر جب سورج ڈھلا تو ان کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی نماز کھڑی کر دی حالانکہ کوئی کہہ سکتا تھا کہ ابھی تو آدھا دن ہوا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر جب سورج ابھی اچھا خاصہ بلند تھا تو انہیں حکم دیا تو انہوں نے عصر کی نماز کھڑی کر دی۔ پھر جیسے ہی سورج ڈوبا تو انہیں حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی نماز کھڑی کر دی۔ پھر جب شفق غائب ہوا تو انہیں حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی نماز کھڑی کر دی۔ پھر اگلے دن صبح کی نماز اتنی مؤخر فرمائی کہ جب سلام پھیرا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ سورج نکل آیا یا نکلنے والا ہو گیا۔ پھر ظہر کو اتنا مؤخر فرمایا کہ کل والی عصر کے وقت کے قریب وقت ہو گیا۔ پھر عصر کو اتنا مؤخر فرمایا کہ جب سلام پھیرا تو

Ilm Ilm World Religion

کہنے والا کہہ سکتا تھا کہ سورج سرخ ہو گیا۔ پھر مغرب کو اتنا مؤخر فرمایا کہ شفق کے غائب ہونے کے قریب وقت آ گیا۔ پھر عشاء کو اتنا مؤخر فرمایا کہ پہلی رات کا تہائی حصہ گزر گیا۔ پھر صبح ہوئی تو سائل کو بلایا۔ اور فرمایا نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔

نماز کے لیے مکروہ اوقات

اگر نماز سے مراد صرف ذکر ہوتا، یا بھنگ پی کر قائم کرنا ہوتی تو اس کے لیے بعض وقتوں کا مکروہ وممنوع ہونا بیان نہ ہوتا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا، ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا، فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا، فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ (مؤطا امام مالك كتاب القرآن، باب النهى عن الصلوٰة بعد الصبح وبعد العصر حديث:44، نسائی:559، ابن ماجہ:1253)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سورج نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ہی شیطان کا سینگ بھی نکلتا ہے۔ جب بلند ہوتا ہے تو وہ اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ سورج استواء پر آتا ہے تو اس سے جڑ جاتا ہے۔ پھر جب ڈھل جاتا ہے تو اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب غروب کے قریب ہوتا ہے تو اس سے جڑ جاتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے تو اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ (بخاری:586، مسلم:1923، نسائی:566)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح کی نماز کے بعد کوئی نفل نماز نہیں جب تک سورج بلند نہ ہو اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نفل نماز نہیں جب تک سورج غائب نہ ہو۔

Islam the World Religion

نماز کے فضائل

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَهْراً بِبَابِ اَحَدِ کُمْ ، یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْساً ، هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ ؟ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ ، قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا (بخاری:528، مسلم:1522)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو، وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کی میل میں سے کچھ باقی رہ جائے گا؟ صحابہ نے عرض کیا اس کی میل میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ فرمایا: پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے، ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ ، فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِن شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الوَرَقُ یَتَهَافَتُ، قَالَ فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ ، قُلْتُ لَبَّیكَ یَارَسُولَ اللهِ، قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوةَ یُرِیْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتَ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ کَمَا تَهَافَتَ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (مسند احمد:21448)۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لے گئے جب کہ پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں تو ان سے پتے جھڑنے لگے۔ فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب بندۂ مسلم اللہ کی رضا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت سے یہ پتے گرے ہیں۔

(3)۔نماز نہ پڑھنے پر وعیدیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ أَیُّ شَیْءٍ أَحَبُّ عِنْدَ اللهِ فِی الْإِسْلَامِ قَالَ : اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا

دِيْنَ لَهٗ وَ الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ (شعب الایمان للبیہقی:2807)۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کو اسلام میں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، جس نے نماز کو ترک کیا اسکا کوئی دین نہیں، اور نماز دین کا ستون ہے۔

عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكِي الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهٗ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ (مسند احمد:27237، مسند عبد ابن حمید:1595)۔

ترجمہ: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز جان بوجھ کر مت چھوڑنا۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی۔ اللہ کی ذمہ داری اور اس کے رسول کی ذمہ داری اس سے ہٹ گئی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ (مسند احمد:6576، صحیح ابن حبان:1467)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے نماز کا ذکر فرمایا: جس نے نماز کی پابندی کی تو یہ نماز اس کے لیے قیامت کے دن نور، دلیل اور نجات بن جائیگی، اور جس نے اس کی پابندی نہیں کی اسکے لیے کوئی نور، دلیل اور برہان نہیں ہوگی، اور وہ وقیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (مسلم:247، نسائی:464)۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔

Islam The World Religion

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى المُنَافِقِينَ مِنَ الفَجْرِ وَالعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ المُؤَذِّنَ، فَيُقِيمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لاَ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلاَةِ بَعْدُ (بخاری:657)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: منافقوں پر سب سے زیادہ مشکل نماز فجر اور عشاء کی نماز ہے، اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان دو نمازوں میں اجر کتنا ہے، تو یہ لوگ ضرور آئیں خواہ گھسیٹ کر آنا پڑے، مجھے خیال آتا ہے کہ موذن سے کہوں کہ اذان پڑھے، پھر ایک آدمی سے کہوں کہ امامت کرائے، پھر آگ کا شعلہ پکڑ لوں اور نماز کے لیے نہ نکلنے والوں کے گھر جلا دوں۔

اور فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ، أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ العِشَاءَ (بخاری:644، مسلم:651)۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر ان منافقوں میں سے کسی کو علم ہو جائے کہ اسے ایک گوشت والی ہڈی مل جائے گی یا دو اچھی سی کھریاں مل جائیں گی تو ضرور عشاء کی نماز میں آئے گا۔

(4)۔نوافل کی اقسام اور ان کی اہمیت

نمازِ تہجد، اشراق، اوابین، حاجت، توبہ، تسبیح اور ہر نماز کے ساتھ فرضوں کے علاوہ کچھ نمازیں یہ سب نمازیں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ تَعَالىٰ قَالَ: مَنْ عَادىٰ لِيْ وَلِيّاً فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهُ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِي

Islam The World Religion

لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ (بخاری:6502)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میری طرف سے اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ میرے قریب سب سے زیادہ اس چیز کے ذریعے ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ (فرائض ادا کرنے کے بعد) نوافل کے ذریعے میرے قریب آتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں وہ اس سے سنتا ہے، اس کی بصارت بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں وہ اس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

لہٰذا نفل نماز کو چھوٹا سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوٹی نیکیوں کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دینے سے منع فرمایا ہے، اور چھوٹے گناہوں کو معمولی سمجھ کر اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ (مسلم:2626)۔

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا، خواہ اپنے مسلمان بھائی سے ہنس مکھ ہو کر ملنا ہی سہی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ (بخاری:2566)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا: اے مسلمان خواتین! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے تحفے کو حقیر نہ جانے، خواہ ایک بکری کا کھُر ہو۔

قَدْ يَئِسَ الشَّيْطَانُ بِأَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ وَلَكِنَّهُ رَضِيَ أَنْ يُطَاعَ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِمَّا تُحَاقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ (مستدرک حاکم:318)۔

ترجمہ: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ عرب کی زمین پر شیطان کی عبادت ہو، لیکن

Islam the World Religion

وہ اسی بات پر مطمئن ہے کہ تم لوگ چھوٹے گناہوں کو چھوٹا سمجھ کران کا ارتکاب کرتے رہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری امت پر پانچ نمازیں فرض کیں، اوران کے اعمال میں سے سب سے پہلے پانچ نمازیں اٹھائی جائیں گی، اوران سے سب سے پہلے پانچ نمازوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، تو جس نے پانچ نمازوں میں سے کوئی نماز ضائع کی ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: دیکھو میرے بندے کے پاس کوئی نفلی نماز ہے جس سے تم اس کی فرض نمازوں کی کمی پوری کرسکو (جامع صغیر: 2843)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

نواں خطاب: روزے انسان کو متقی بناتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ۝۱۸۳ (البقرۃ:183)۔

ترجمہ: مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔

اس آیت میں روزے رکھنے کا ثمرہ اور فیضان یہ بتایا گیا ہے کہ ان سے تقویٰ کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ اور متقی آدمی ہی اللہ کا ولی ہوتا ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ۝۶۳ (یونس:63)۔

ترجمہ: اللہ کے ولی وہ ہیں جو ایمان لائے اور متقی بن کے رہے۔

متقیوں کی شان میں اللہ کریم فرماتا ہے:

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا۝۲ وَّیَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق:2،3)۔

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا تو وہ اس کے لیے کامیابی کا راستہ پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔

اسلام سے پہلے اگلے مذاہب میں بھی نفس کی اصلاح اور حصولِ تقویٰ کے لیے روزے فرض ہوا کرتے تھے۔ اسلام میں اس مقصد کے لیے رمضان شریف کے مہینے کو مختص کیا گیا ہے۔ اس عبادت کا بنیادی موضوع تو یہی ہے کہ صبح سے شام تک روزہ رکھا جائے لیکن اس کے متعلقات کو دیکھ کر روحانیت کے متلاشی عش عش کر اٹھتے ہیں۔ روزہ اور رمضان کے ضمن میں چند مزید چیزیں بھی شامل ہیں۔

(1)۔ رویتِ ہلال۔ (2)۔ سحری اور افطاری کا وقت۔ (3)۔ تلاوتِ قرآن اور نمازِ تراویح۔ (4)۔ آخری عشرے کا اعتکاف۔ (5)۔ لیلۃ القدر۔ (6)۔ فطرانے کی ادائیگی۔

Islam The World Religion

(7)۔عیدالفطر۔

ان میں سے ہر موضوع پر کم از کم ایک ایک تفصیلی خطاب کیا جا سکتا ہے اور علماء کرام ان موضوعات پر ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔فقیر نے حدیث کی کتاب المستند میں اور دوسری کتاب ضابطہِ حیات میں ان موضوعات پر تفصیل سے لکھ دیا ہے۔آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ روزہ اپنے متعلقات کے ساتھ روحانی تربیت کا ایک مکمل نصاب ہے جو ایک نہایت معقول اور علمی لاک ڈاؤن (Lockdown) کے ذریعے انسان کو انسان بنا کے رکھ دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ کریم فرماتا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴿۱۸۵﴾ (البقرۃ:185)۔

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو حق اور باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے،تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو اسے چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر ان کا شمار پورا کر لے۔اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔اور یہ آسانی اس لیے فراہم کی گئی ہے کہ تم روزوں کا شمار پورا کر سکو اور اس کے ہدایت دینے کے احسان کے بدلے تم اس کو عظمت سے یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

سحری اور افطاری کا وقت متعین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (البقرۃ:187)۔

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے پھر رات تک روزہ رکھ کر پورا کرو۔

Islam The World Religion

آپ نے قرآن کی روشنی مین روزوں کا مختصر سا بیان سن لیا، اب ذرا چند احادیث بھی سن لیجیے!

رمضان اور اس کے روزوں کے فضائل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیٰطِیْنُ (بخاری:3277، مسلم:2495)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

شیطانوں کے جکڑے جانے سے مراد ان کی سرکشی کا کمزور ہونا ہے۔ اس مقدس مہینے میں انسان کی قوتِ حیوانیہ ٹوٹ جاتی ہے جو برائی کی جڑ ہے اور انسان کی قوتِ عقلیہ اسے اطاعت کی طرف آسانی سے مائل کرتی ہے، جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے کہ اس مہینے میں ہر مسلمان کی رغبت نیکیوں کی طرف نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَاناً وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری:1901، مسلم:1781)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان کے ساتھ اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔ اور جس نے ایمان کے ساتھ اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رمضان شریف میں قیام کیا اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیے گئے اور جس نے ایمان کے ساتھ اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیے گئے۔

Islam The Voice of Religion

اس حدیث میں تین چیزوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے: رمضان کے روزے، رمضان شریف میں قیام یعنی نمازِ تراویح اور لیلۃ القدر۔ ان میں سے ہر چیز سے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ ، اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ ، فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ ،لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ ، وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ ، وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرَؤٌ صَائِمٌ (بخاری:1904، مسلم:2706)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کا ہر نیک عمل دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سوائے روزے کے۔ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ بندہ میری خاطر خواہشات اور کھانا ترک کر دیتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت، اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ برائی کرے اور نہ چیخے، اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا جھگڑا کرے تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

روزہ داری کے آداب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (بخاری:1903، ابوداؤد:2362، ابن ماجہ:1689)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص

Islam the World Religion

نے بری بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا، اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ شخص اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ اِلَّا الظَّمَآءَ، وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ اِلَّا السَّهَرَ (سنن الدارمی:2722)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے ہی روزے دار ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں پیاس کے سواء کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں جنہیں رات جاگنے کے سواء کچھ نہیں ملتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ، فَيَأْتِيهِ جِبْرِيْلُ فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ الْقُرآنَ، فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ (بخاری:1902، مسلم:6009)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیکی کے معاملے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ رمضان شریف میں اور بھی زیادہ سخاوت فرماتے حتیٰ کہ رمضان گزر جاتا۔ آپکے پاس جبریل آتے تھے اور آپ کو قرآن دہرواتے تھے۔ جب جبریل کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوجاتی تو رسول اللہ ﷺ سخاوت میں طوفانی ہواؤں سے بھی بڑھ جاتے۔

روزہ توڑنے کا کفارہ

اَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ، أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ،

Islam The World Religion

قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللهِ فَوَاللهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ (بخاری:1936، مسلم:2595، ابوداؤد:2390، ترمذی:724)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا، آپ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں نے روزہ میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس غلام ہے جس کو تم آزاد کرو؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے پوچھا: کیا تم دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے پوچھا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں! حضرت ابوہریرہ نے کہا: پھر نبی کریم ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے، ہم لوگ اسی طرح بیٹھے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھجور کی چھال کا بنا ہوا بڑا تھیلا آیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے پوچھا: وہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: یہ کھجوریں لو اور ان کو صدقہ کردو، اس شخص نے کہا: کیا مجھ سے بھی زیادہ ضرورت مند پر؟ یارسول اللہ! اللہ کی قسم ان دو پتھریلے کناروں کے درمیان اس کی مراد مدینہ کے دو کنارے تھے، میرے گھر والوں سے زیادہ ضرورت مند اور کوئی گھر والا نہیں ہے۔ تب نبی کریم ﷺ ہنسے حتیٰ کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر آپ نے فرمایا: تم یہ اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

وَزَادَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا كَانَ هٰذَا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً فَلَوْ أَنَّ رَجُلاً فَعَلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ (ابوداؤد:2391)۔

ترجمہ: حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ انہی ایک صحابی کے لیے خصوصی رخصت تھی، آج اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو اس کے لیے کفارہ دیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کا خطاب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ

Islam the World Religion

مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يُزَادُ فِي رِزْقِ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ، وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفْطِرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يُعْطِي اللهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ زَادَ هَمَّامٌ فِي رِوَايَتِهِ: فَاسْتَكْثِرُوا فِيهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ، خَصْلَتَانِ تُرْضُونَ بِهِمَا رَبَّكُمْ، وَخَصْلَتَانِ لَا غِنًى لَكُمْ عَنْهُمَا، فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُونَ بِهِمَا رَبَّكُمْ: فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَتَسْتَغْفِرُونَهُ، وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنًى لَكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُونَ اللهَ الْجَنَّةَ، وَتَعُوذُونَ بِهِ مِنَ النَّارِ (شعب الایمان:3336)۔

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی روایت کرتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہوا ہے، یہ ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزوں کو فرض کیا ہے اور اس مہینے کی راتوں میں قیام کو نفل مقرر کیا ہے۔ پس جو کوئی اس مہینہ میں نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب چاہے تو گویا اس نے رمضان کے علاوہ کے فرض جتنا اجر حاصل کیا، اور جو کوئی اس مہینہ میں فرض ادا کرے گا گویا اس نے رمضان کے علاوہ دنوں کے ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا جنت ہے اور یہ غمخواری کا مہینہ ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے اور اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرانا گناہوں کی مغفرت اور گردن کو جہنم سے آزاد کرانے کا سبب ہے۔ افطار کرانے والے کے لیے روزہ دار کا سا اجر ہے اور اس سے روزہ

Islam The World Religion

دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص روزہ دار کوافطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو آپ نے فرمایا: یہ ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جو روزہ دار کوایک گھونٹ دودھ یا پانی یا کھجور سے افطار کرائے، اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اللہ اس کو میرے حوض سے سیراب فرمائے گا وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت کا، درمیانی حصہ مغفرت کا اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی کا ہے ،اور جس نے اپنے خادم کے کام میں تخفیف کی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا اور اس کو دوزخ کی آگ سے آزادی عطا فرمائے گا۔ چار کام اس مہینے میں کثرت سے کرو: دو کام ایسے ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو، اور دو کام ایسے ہیں جن کے بغیر تمہارا گزرا نہیں۔ وہ دو کام جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو، ان میں سے ایک لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا ورد ہے، اور دوسرا استغفار ہے۔ وہ دو کام جن کے بغیر تمہارا گزارا نہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے رب سے جنت مانگو اور دوسرا یہ ہے کہ جہنم سے پناہ مانگو۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دسواں خطاب: خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ (البقرۃ:2،3)۔

ترجمہ: یہ کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں، ڈرنے والوں کی رہنما ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت کے الفاظ ہیں: یعنی جو کچھ بھی ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ جو کچھ بھی دیا ہے کا تقاضا یہ ہے کہ: اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

جسے اللہ نے دولت دی ہے وہ اس میں سے خرچ کرے۔ اگر کسی کو مال مویشی دیے ہیں تو ان میں سے خرچ کرے۔ اگر کسی کو غلہ وغیرہ دیا ہے تو وہ اس میں سے خرچ کرے۔ اگر کسی کو اولاد دی ہے تو اسے دین کے کام پر لگائے۔ اگر کسی کو علم دیا ہے تو اسے دوسروں تک پہنچائے۔ عام طور پر جب ہم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بات کرتے ہیں تو اسے سے مراد زکوٰۃ اور صدقات ہوتے ہیں۔

زکوٰۃ دینے کا حکم

پہلے چند آیتیں سنیے! اللہ کریم فرماتا ہے:

اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (البقرۃ:43)۔

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

وَفِىۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (الذاریات:۱۹)۔

ترجمہ: ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا بھی حق ہے۔

ان آیات کے بعد اب احادیث سنیے!

Islam The World Religion

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى اليَمَنِ: إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ، فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ، فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ (بخاری:1496)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب کہ انہیں یمن کی طرف بھیجا: عنقریب تمہارے سامنے اہل کتاب کی قوم آئے گی۔ جب تم ان کے پاس پہنچو تو انہیں یہ گواہی دینے کی دعوت دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بات بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ ان پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے جو ان کے امیروں سے لے کر ان کے غریبوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کے مالوں میں سے چھانٹ کر عمدہ مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کی درمیان پردہ نہیں ہوتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ اللهُ تَعَالٰى، أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری:4684، مسلم:2308)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم کے بیٹے خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً (بخاری:5351، مسلم:2322، نسائی:2545، سنن الدارمی:2666)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان اپنے گھر والوں پر احتساب سے کام لیتے ہوئے خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

بروقت خرچ کرلو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (البقرۃ:254)۔

ترجمہ: اے ایمان والو جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی اور سفارش کام آئے گی اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ یعنی اور جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس وقت سے پہلے خرچ کرلو کہ جب تم میں سے کسی کو موت آجائے تو اس وقت کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی تا کہ میں صدقہ کرلیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہوجاتا؟ (المنافقون:10)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ (بخاری:1419، مسلم:2382)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا: یارسول اللہ! کون سے صدقہ کا سب سے زیادہ اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اس حال میں صدقہ کرو کہ تم تندرست ہو اور مال کے خواہش مند ہو، تمہیں تنگ دستی کا خطرہ ہو اور خوش حالی کی امید ہو اور صدقہ کرنے میں اتنی تاخیر نہ کرو حتیٰ کہ روح تمہارے حلقوم تک پہنچ جائے تو پھر تم اس وقت کہو کہ فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کے لیے اتنا ہے حالانکہ اب تو فلاں کے لیے

Islam the World Religion

ہو ہی جائے گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَأَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهِ (ابوداؤد:2866)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی آدمی اپنی صحت مند زندگی کے دوران ایک درہم کا صدقہ کرتا ہے تو یہ موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

خرچ نہ کرنے والوں کے لیے وعید

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (التوبۃ:۳۴)۔

ترجمہ: جولوگ سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں المناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران:180)۔

ترجمہ: جولوگ اس مال میں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں، وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں یہ لوگ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي شِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ، اَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الآية (بخاری: 1403، نسائی:2482، موطا مالک کتاب الزکوۃ:22)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جسے

Islam the World Religion

اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی اس کا مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی طرح بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اور یہ سانپ اسے باچھوں سے پکڑے گا۔ پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ ﷺ نے یہی آیت پڑھی کہ: بخیل لوگ ہرگز خیال نہ کریں کہ یہ بخل ان کے حق میں اچھا ہے، بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۙ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (التوبۃ:34)۔

ترجمہ: مومنو! اہل کتاب کے بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور ان کو راہِ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو المناک عذاب کی خبر سنا دو۔

زکوٰۃ کسے دی جائے؟

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں، مصارف کا معنی ہے: خرچ کرنے کی جگہ۔ وہ آٹھ مصارف یہ ہیں: فقراء، مساکین، محکمہ زکوٰۃ کے ملازمین، مولفۃ القلوب، غلام آزاد کرانا، مقروض کی مدد کرنا، جہاد اور مسافر۔ ان مصارف کو قرآن کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (التوبۃ:60)۔

ترجمہ: صدقات (یعنی زکوٰۃ اور خیرات) صرف مفلسوں اور مسکینوں اور کارکنانِ صدقات کا حق ہے، اور ان لوگوں کا حق ہے جن کے دلوں کی تالیف مقصود ہو، اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں کا قرض ادا کرنے میں، اور اللہ کی راہ میں جہاد اور مسافروں کی مدد کرنے میں خرچ کرنا چاہیے، اللہ کی طرف سے طے کر دیے گئے ہیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

Islam The World Religion

کس کس کے لیے صدقہ کھانا منع ہے؟

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِیْهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِیَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ (بخاری:1491، مسلم:2273)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور پکڑ لی اور اسے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کخ کخ تاکہ وہ اسے پھینک دیں۔ پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے؟

وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ اَنَّ خَالِدَ بْنَ سَعِیْدٍ بَعَثَ اِلٰی عَائِشَةَ بِبَقَرَةٍ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَرَدَّتْهَا وَ قَالَتْ: اِنَّا اٰلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ (المصنف لابن ابی شیبۃ 3/104، عمدۃ القاری 7/394، ارشاد الساری 3/629 وعزاہ الی الخلال)۔

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ خالد بن سعید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف صدقے کی گائے بھیجی، تو انہوں نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا: ہم آل محمد ہیں، ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔

متقی لوگوں کو چاہیے کہ صدقات قبول نہ کریں۔ حضرت امام زادہ حنفی رحمہ اللہ (متوفی :573ھ) لکھتے ہیں: یَتَنَزَّهُ التَّقِیُّ عَنْ اَخْذِ الصَّدَقَاتِ الْوَاجِبَةِ فَاِنَّهَا مِنْ اَوْسَاخِ النَّاسِ، وَلِاَنَّ كُلَّ تَقِیٍّ مِنْ آلِ الرَّسُوْلِ ﷺ (مفاتیح الجنان صفحہ ۲۲۶)۔

ترجمہ: متقی آدمی کو چاہیے کہ واجب صدقات میں سے کوئی چیز قبول نہ کرے، اس لیے کہ یہ لوگوں کا میل ہوتا ہے اور ہر متقی رسول اللہ ﷺ کی آل میں سے ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

گیارہواں خطاب: حج کا منظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾ (آل عمران:97)۔

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی طاقت رکھتا ہو، وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔

حج مسلمانوں کی چار عظیم ترین عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔ کفن جیسا لباس پہن کر لبیک لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اللہ کے گھر کی طرف سفر کرنا گویا خود کو موت کے لیے پیش کرنا ہے۔ اگر انسان اس عمل کی گہرائی کو سمجھ لے تو اسے اللہ کا وصل نصیب ہو جائے۔ دراصل گھر سے حج کے لیے چلنا سیر الی اللہ ہے، حرم میں پہنچ کر طواف اور دیگر مناسک سیر فی اللہ ہے، اور مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری سیر من اللہ اور عبدیت ہے۔ بعد میں واپسی گھر کا سفر عبدیت کی انتہاء ہے۔ اسی لیے حاجی پاک صاف ہو کر واپس آتا ہے۔

یہی دن پوری دنیا کے دیگر ادیان کے مقابلے پر اسلامی شان و شوکت کے مظاہرے کا دن ہوتا ہے۔ پوری دنیا میں کسی دوسرے دین والوں کا اتنا بڑا اجتماع کسی جگہ پر نہیں ہوتا جتنا بڑا اجتماع عرفات کے میدان میں مسلمانوں کا ہوتا ہے، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

جمعہ کا دن ہفتہ وار علاقائی اجتماع کا دن ہوتا ہے۔ عیدین کا دن اس سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اور حج کا دن مسلمانوں کے مرکزی سالانہ اجتماع کا دن ہوتا ہے جس میں تعلیم و تربیت اور اسلامی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (بخاری:1521، مسلم:3291)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا اور بدزبانی اور گناہ نہیں کیا وہ اس دن کی طرح لوٹا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

Islam The World Religion

کعبہ شریف کی تاریخ

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۶﴾ (آل عمران:96)۔

ترجمہ: پہلا گھر جو لوگوں کے عبادت کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، وہی ہے جو وسطِ مکہ میں ہے بابرکت اور سارے جہانوں کے لیے ہدایت کا موجب ہے۔

رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۷﴾ (ابراہیم:37)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد ایک غیر زرعی وادی میں تیرے عزت والے گھر کے پاس لا بسائی ہے، اے پروردگار تا کہ یہ نماز پڑھیں، تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دے اور ان کو پھلوں سے روزی دے تا کہ یہ تیرا شکر کریں۔

وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ﴿۲۷﴾ (الحج:27)۔

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کر دو کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور دراز راستوں سے آتے ہوں سوار ہو کر چلے آئیں۔

حج کی فرضیت

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ (آل عمران:97)۔

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی طاقت رکھتا ہو، وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ قَدۡ فُرِضَ عَلَیۡکُمُ الۡحَجُّ فَحُجُّوۡا ، فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ

From The World Religion

عَامٍ يَارَسُولَ اللهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثاً، فَقَالَ لَو قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ، ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِم وَاِختِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَآءِ هِمْ ، فَاِذَا اَمَرتُكُمْ بِشَيءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُم عَنْ شَيءٍ فَدَعُوْهُ (مسلم:3257)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کیا: اور فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے، آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ اُس آدمی نے تین بار یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کہہ دوں ہاں، تو ہر سال واجب ہو جائے اور تم میں اس کی طاقت نہیں ہوگی۔ پھر فرمایا: جب میں تمہیں آزاد چھوڑ دوں تو مجھ سے نہ پوچھا کرو، تم سے پہلے والے لوگ اپنے انبیاء پر کثرت سے سوال کرنے اور اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے، جب تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق بجالایا کرو اور جب کسی چیز سے منع کر دوں تو اُسے چھوڑ دیا کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ مَا يُوجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (ترمذی:813)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ کونسی چیز حج فرض کر دیتی ہے؟ فرمایا: راستے کا خرچ اور سواری۔

حج کا طریقہ

اللہ کریم فرماتا ہے: ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج:29)۔

ترجمہ: پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل دور کریں اور نذریں پوری کریں اور قدیم گھر یعنی بیت اللہ کا طواف کریں۔

اور فرماتا ہے: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ

Islam The World Religion

اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ (البقرۃ:158)۔

ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے، اور جو کوئی نیک کام کرے تو اللہ قدر شناس اور دانا ہے۔

اور فرماتا ہے: وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ (البقرۃ:125)۔

ترجمہ: اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے کی اور امن پانے کی جگہ قرار دیا تھا۔ اور جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے تم لوگ بھی اس کو نماز کی جگہ بنالو، اور ابراہیم اور اسماعیل کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو۔

اور فرماتا ہے: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْىِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ (البقرۃ:196)۔

ترجمہ: اور اللہ کی خوشنودی کے لیے حج اور عمرے کو پورا کرو اور اگر راستے میں روک دیے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو کر دو اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ۔

اور فرماتا ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:162)۔

ترجمہ: فرمادو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نو سال تک مدینہ رہے اور حج نہیں کیا، پھر دسویں سال اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ حج کو جانے والے ہیں۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور وہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنا چاہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج پر جانا چاہتے تھے تاکہ حج کے افعال میں

From The World Religion

آپ کی اقتداء کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عمل کرتے تھے ہم بھی وہی عمل کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کے ساتھ تلبیہ پڑھا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ،اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ،لَا شَرِيْكَ لَكَ۔لوگوں نے بھی اسی طرح تلبیہ کے کلمات ادا کیے(مسلم:2950،ابوداؤد:1905،ابن ماجہ:3074)۔

آج بھی مسلمانوں کے لیے حج کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہاں کے عملے کی پیروی کرتے جائیں،سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اِفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ یعنی جس طرح تمہارے امیر کر رہے ہیں اسی طرح کرتے جاؤ(بخاری:1653)۔

زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ القُرىٰ ، يَقُولُونَ يَثْرِبُ، وَهِيَ المَدِينَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ(بخاری:1871)۔

ترجمہ: مجھے کسی بستی میں ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا جو دوسری بستیوں پر غالب آ جاتی ہے، بعض لوگ اسے یثرب کہہ رہے ہیں حالانکہ یہ مدینہ ہے، یہ برے لوگوں کو اپنے سے اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعاً : مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي(سنن الدارقطنی:2667،السنن الکبریٰ للبیہقی :10274، 10275، المعجم الکبیر للطبرانی:13314،13315بسند آخر،المعجم الاوسط:3376،مجمع الزوائد: 5843،5844)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي (سنن الدارقطنی:2669،الشفاء جلد 2 صفحہ 68،الوفا

Islam The World Religion

جلد 2 صفحہ 800، ورواہ البزار جلد 2 صفحہ 57 عن موسیٰ بن ھلال وقال ابن عدی ارجو انہ لا بأس بہ، مجمع الزوائد:5841)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

وَعَن نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ (مصنف عبدالرزاق:6753، السنن الکبریٰ للبیہقی:10271)۔

ترجمہ: حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے واپس آتے تو مسجد (نبوی) میں داخل ہوتے، پھر قبر (انور) پر جاتے تو کہتے: یارسول اللہ آپ پر سلام ہو، اے ابوبکر آپ پر سلام ہو، اے والدِ گرامی آپ پر سلام ہو۔

وَعَن اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنبَرِي رَوضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ وَمِنبَرِي عَلٰى حَوضِي (بخاری: 1196، 1888، 7335، 6588، مسلم:3370)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض کے اوپر ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیرہواں باب:

حقوق العباد

Islam The World Religion

پہلا خطاب: انسان کے تعلقاتِ ثلاثہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران:200)۔

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو اور دشمن کے مقابلہ میں جم کر رہو اور نیک کاموں میں لگے رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت شریفہ میں اہلِ ایمان کو تین حکم دیے گئے ہیں: (1)۔اصۡبِرُوۡا یعنی صبر کرو۔(2)۔صَابِرُوا یعنی دشمن کے مقابلہ میں جم کر رہو۔(3)۔رَابِطُوا یعنی نیک کاموں میں لگے رہو۔ ان میں سے ہر ایک کی تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

(1)۔اِصۡبِرُوۡا

اس کا تعلق تقدیری فیصلوں پر صبر اور اپنے نفس کی اصلاح سے ہے۔

قَالَ الۡحَسَنُ: اِصۡبِرُوۡا عَلٰی دِیۡنِکُمۡ وَ لَا تَدَعُوۡهُ لِشِدَّةٍ وَلَا رِخَاءٍ یعنی سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صبر سے مراد یہ ہے کہ اپنے دین پر صبر کرو اور سختیوں اور سہولتوں کی وجہ سے اسے مت چھوڑو (بغوی جلد 1 صفحہ 469)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قُلۡ آمَنۡتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسۡتَقِمۡ یعنی کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ڈٹ جا (مسلم:159)۔

اپنی زیب و زینت کا خیال، اپنی صحت کا خیال، اور خودکشی کی ممانعت کا تعلق صبر سے ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ: لَا یَنۡبَغِیۡ لِلۡمُؤۡمِنِ اَنۡ یُّذِلَّ نَفۡسَهٗ یعنی کسی مومن کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے (ترمذی:2254)۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: لِکُلِّ شَیۡءٍ جَوۡهَرٌ، وَجَوۡهَرُ الۡاِنۡسَانِ الۡعَقۡلُ، وَجَوۡهَرُ الۡعَقۡلِ الصَّبۡرُ یعنی ہر چیز کا ایک جوہر اور خلاصہ ہوتا ہے،

Islam The World Religion

انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے (روح المعانی جلد 5 صفحہ 245)۔

اللہ کریم فرماتا ہے: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ:155،156)۔

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

دوسری جگہ فرماتا ہے: وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرۃ:45)۔

ترجمہ: صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (بخاری: 1297، مسلم:285، ترمذی:999، نسائی:1862، ابن ماجہ:1584)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رخساروں کو پیٹا اور کپڑوں کو پھاڑا اور جاہلانہ چیخ پکار کی وہ ہم میں سے نہیں۔

(2)۔ وَصَابِرُوا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران:134)۔

ترجمہ: جو خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں، اور جو ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو، اور جو لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ محبت فرماتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے۔

ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے نصیحت فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ یعنی غصہ نہ کر، بار بار فرمایا: غصہ نہ کر (بخاری:6116)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ (الاعراف:199)۔

ترجمہ: معاف کرنے کو اختیار کیجیے اور نیک کاموں کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے منہ موڑ لیجیے۔

Islam The World Religion

جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام سے پوچھا: اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: إِنَّ اللهَ أَمَرَكَ أَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دے رہا ہے کہ جو آپ پر ظلم کرے اس سے درگزر فرمائیں، اور جو آپ کو محروم کرے آپ اسے عطا فرمائیں اور جو آپ سے قطع تعلق کرے آپ اس کے ساتھ تعلق جوڑیں (ابن جریر: 12071)۔

دوسروں کے ظلم برداشت کرنے سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ قَالَ الْجُنَيْدُ: جَزَى اللهُ تَعَالَى إِخْوَانَنَا عَنَّا خَيْرًا، رَدُّونَا بِجَفَائِهِمْ إِلَى اللهِ تَعَالَى (روح المعانی جلد 5 صفحہ 249)۔

ترجمہ: حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، انہوں نے ہمارے اوپر ظلم کر کے ہمیں اللہ کے قریب کر دیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب کافروں نے زخمی کر دیا تو آپ ﷺ اپنے چہرہ اقدس سے خون پوچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے (بخاری: 3477، مسلم: 4646)۔

(3)۔ وَرَابِطُوْا

رابطہ سے مراد پانچ وقتی نماز ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (مسلم: 587)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اس سے درجات بلند ہوتے ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: سختی اور

Islam The World Religion

تکلیف میں وضو کامل طور پر کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا (بلندی درجات کا ذریعہ ہیں) پس یہی تمہارا رباط ہے، یہی تمہارا رباط ہے۔

رابطہ کا ایک معنیٰ اللہ کی راہ میں جہاد بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا یعنی شام یا صبح کے وقت اگر کوئی اللہ کی راہ میں نکلے تو یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (بخاری:2892)۔

اس ساری گفتگو کا خلاصہ ایک حدیث میں موجود ہے: حبیبِ کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ یعنی تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، تیری جان کا تجھ پر حق ہے، تیرے اہل وعیال کا تجھ پر حق ہے۔ ہر حقدار کا حق ادا کر (بخاری:1968)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: اسی سابق موضوع پر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا (آل عمران:200)۔

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو، مقابلے میں صبر کرو اور رابطہ رکھو۔

اس آیت میں ایمان والوں کے تین مختلف تعلقات کو بیان کیا گیا ہے۔ اپنے آپ کے ساتھ تعلق، دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلق اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق۔ اصۡبِرُوۡا کا معنی ہے صبر کرو۔ یہ اپنے آپ کے ساتھ تعلق اور ذاتی اصلاح ہے۔ اور فرمایا وَصَابِرُوۡا یہ دوسروں کے مقابلہ پر صبر اور حقوق العباد ہیں اور فرمایا: وَرَابِطُوۡا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور حقوق اللہ ہیں۔ اب ان تینوں تعلقات کو ذرا تفصیل کے ساتھ سماعت فرمائیے۔

(1)۔ اپنے آپ کے ساتھ تعلق

مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے جسم، لباس اور صحت کا خیال رکھے۔ اپنے گھر اور رہائش گاہ میں صفائی کا خیال رکھے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (الاعراف:31)۔

ترجمہ: اے اولاد آدم! تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنی آرائش لے لیا کرو۔

اور فرماتا ہے: قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ ہِیَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ (الاعراف:32)۔

ترجمہ: آپ فرما دیجیے! اللہ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت نکالی ہے اور جو کھانے پینے کی چیزیں پیدا فرمائی ہیں انہیں کس نے حرام قرار دیا، آپ فرما دیجیے کہ یہ چیزیں دنیاوی زندگی میں اہل ایمان کے لیے ہیں۔ قیامت کے دن ان کے لیے خالص ہوں گی۔ ہم اسی طرح ان لوگوں کے لیے آیات بیان کرتے ہیں جو جانتے ہیں۔

Islam The World Religion

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ یعنی پاکیزگی آدھا ایمان ہے (مسلم: ۵۳۴)۔

اور فرمایا: لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلاَةٍ یعنی اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا (بخاری: 887، مسلم: 589)۔

بیمار ہو جانے کی صورت میں علاج کیا جائے۔ حدیث کی ہر کتاب میں طب نبوی کا باب موجود ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ دین اسلام میں خودکشی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو مارنا منع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے جس آلے کے ساتھ خودکشی کی جہنم میں اسی آلے کے ساتھ خود کو مارتا رہے گا (بخاری: 1363)۔

خود کو بلیڈ مارنا، چھریاں مارنا، زنجیر مارنا سب حرام ہے، صرف حرام ہی نہیں بلکہ دین اسلام کی رسوائی ہے اگر آپ کسی کافر کو کہیں کہ مسلمان ہو جاؤ اور مسلمان ہونے کے بعد تمہیں قمیض اتار کر اپنے سینے پر تھپڑ مارنا ہوں گے، بلیڈ مارنا ہوں گے۔ ورنہ تم یزید ہو، دشمن اہل بیت ہو۔ تو وہ آدمی یقیناً ایسے اسلام کو قبول نہیں کرے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْماً يُغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ (مسلم: 1963، بخاری: 897)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہر ہفتے میں ایک دن غسل کرے جس میں اپنا سر اور جسم دھوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهِ (شرح السنۃ: 3164، مشکوٰۃ: 4445)۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللهُ عِيْداً فَاغْتَسِلُوا وَمَنْ كَانَ

عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ (مؤطا مالك، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى السواك:113)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عبید بن سباق تابعی نے صحابی کا نام لیے بغیر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعوں میں سے ایک جمعہ کے دن فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ، بے شک یہ جمعہ کا دن ہے اللہ نے اسے عید بنایا ہے۔ اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو اسے لگا لینے میں کوئی نقصان نہیں ہو چلا اور مسواک ضرور کرو۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَأَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ كَأَنَّهٗ يَأْمُرُهٗ بِإِصْلَاحِ شَعْرِهٖ وَلِحْيَتِهٖ، فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّأْتِيَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّأْسِ كَأَنَّهٗ شَيْطٰنٌ (مؤطا مالك كتاب الشعر باب اصلاح الشعر:7)۔

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہاتھ مبارک سے اس کی طرف اشارہ فرمایا: وہ آدمی سمجھ گیا کہ نبی کریم ﷺ مجھے بالوں کو درست کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ وہ چلا گیا اور بال ٹھیک کر کے واپس آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا یہ بہتر نہیں ہے بجائے اس کے کہ کسی آدمی کے بال اس طرح بکھرے ہوئے ہوں جیسا کہ وہ شیطان ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ (ترمذی:2819)۔ وقال حسن

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ بندے پر اللہ کی نعمت کے اثرات ظاہر ہوں۔

(2)۔ دوسرے لوگوں سے تعلق

دوسرے لوگوں سے تعلق میں سب سے پہلے میاں بیوی کا تعلق ہے، اسی سے نسل آدم

Islam The World Religion

علیہ السلام کی بنیاد پڑی تھی۔ بیوی کا کھانا، لباس، اور رہائش شوہر کے ذمے ہے۔ اس پر نرمی اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا شوہر پر لازم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ یعنی تم میں سے سب سے اچھے وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھے ہیں (ترمذی: 3895)۔

اور فرمایا: إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ یعنی مومنوں میں سے کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ اور وہ اپنے گھر والوں سے لطف وکرم سے پیش آتا ہو (ترمذی: ۲۶۱۲، مسند احمد: ۲۴۲۵۹)۔

بیوی پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کے گھر کی حفاظت کرے۔ اسکی ہر ممکن خدمت کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کا عورت پر اتنا زیادہ حق ہے کہ اگر میں کسی انسان کو سجدے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے (ترمذی: ۱۱۵۹)۔

ماں باپ کے حقوق پر قرآن کی یہ آیت ہی کافی ہے کہ فرمایا: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا یعنی اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب ان پر رحم فرمائیے جیسا کہ انہوں نے مجھے چھوٹا سا پالا ہے۔

بچے کے دودھ پینے کی مدت دو سال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یعنی مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں (البقرۃ: ۲۳۳)۔

ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں۔ اس کی اچھی تربیت کریں اور جب وہ بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحَسِّنْ اِسْمَهُ وَاَدَّبَهُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ یعنی جسکا بچہ ہو تو وہ اسکا اچھا نام رکھے۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کرے اور جب بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردے (شعب الایمان للبیہقی: ۸۶۶۶)۔

اولاد کے حقوق میں بچے کا نام اچھا رکھنا، اسے دو سال تک دودھ پلانا، اسے اچھی تعلیم دینا اور اس کا اچھی جگہ نکاح کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح تمام رشتہ داروں کے حقوق، پڑوسیوں

Islam The World Religion

کے حقوق، ہر مسلمان کے حقوق اور ہر انسان کے حقوق اسلام میں متعین اور طے شدہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ یعنی مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک مارے تو جواب دینا (بخاری:1240)

یہ بات واضح رہے کہ اسلام میں انسانی حقوق میں زبردست درجہ بندی ہے۔ تمام انسان برابر نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ: أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ یعنی لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ (ابوداؤد:4842)۔

جو بڑے چھوٹے، دور نزدیک والے اور مسلم غیر مسلم میں فرق نہیں سمجھتا اور تمیز نہیں کرتا اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ اسے تمیز نہیں۔ جس طرح حیوان اور انسان میں فرق ہے اسی طرح انسانوں، انسانوں میں فرق ہے۔ جس طرح حیوانیت کوئی مذہب نہیں اسی طرح انسانیت بھی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ یعنی اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے (آل عمران:19)۔

تمام نبیوں کا مذہب اسلام ہے کسی نبی کا مذہب انسانیت نہیں۔ ہاں انسانیت کا احترام ضرور ہے مگر احترام کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ انسانیت کوئی مذہب ہے۔

اس تعلق کو نبھانے کا بہترین طریقہ ہر کسی کی خدمت ہے۔ یاد رکھیے اللہ کریم کسی کتے کی خدمت بھی ضائع نہیں کرتا۔

(3)۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق

ہمارا تیسرا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ہم کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ بت کو سجدہ، انسان کو سجدہ، قبر کو سجدہ منع ہے۔ پانچ وقت کی نماز، رمضان کے روزے، توفیق ہو تو زکوٰۃ، طاقت ہو تو حج یہ سب چیزیں اللہ کا حق اور اس کی عبادت ہیں۔ انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

Islam the World Religion

وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے (الذاریات:56)۔لہٰذا ہمیں تمام مصروفیات پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دینی چاہیے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللهِ یعنی ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے احکام بہت سارے ہیں۔آپ مجھے مختصر سی بات بتادیں جس پر عمل کروں۔فرمایا تیری زبان پر ہر وقت اللہ کا ذکر جاری رہنا چاہیے(ترمذی:۳۳۷۵،ابن ماجہ:۳۷۹۳)۔

آپ نے تین طرح کے تعلقات سن لیے۔انسان کا اپنے آپ کے ساتھ تعلق،انسان کا دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلق اور انسان کا اللہ کے ساتھ تعلق۔

اب آخر میں ایک حدیث سن لیجئے!جس میں یہ تینوں تعلقات باقاعدہ نام لے کر واضح کیے گیے ہیں:

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ . قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ سَلْمَانُ (بخاری :1968،ترمذی:2413)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عون بن ابی جحیفہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔حضرت سلمان جب حضرت ابو درداء سے ملاقات کو گئے تو انہوں نے ام درداء(حضرت ابو درداء کی زوجہ) کو گم سن دیکھا۔کہنے لگے

آپ کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ابو درداء کو دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں، اتنے میں حضرت ابو درداء پہنچ گئے۔ انہوں نے حضرت سلمان کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا آپ کھانا کھالیں، میرا تو روزہ ہے۔ انہوں نے کہا میں نہیں کھاؤں گا جب تک آپ نہ کھائیں۔ انہوں نے کھانا کھایا۔ پھر جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداء نفل پڑھنے کے لیے چل پڑے۔ حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ، وہ سو گئے، تھوڑی دیر بعد پھر نفل پڑھنے چلے، حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ، پھر جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو حضرت سلمان نے کہا اب اٹھ جاؤ۔ اب ان دونوں نے نوافل پڑھے۔ حضرت سلمان نے ان سے کہا: تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے، تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے، ہر حق دار کو اسکا حق ادا کرو، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ سے یہ ساری بات عرض کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: عظمتِ والدین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِیۡمًا ، وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:23،24)۔

ترجمہ: اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ عبادت نہ کرو مگر اسی کی، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اے مخاطب اگر تیرے پاس ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہنا، اور ان کو مت جھڑکنا، اور ان سے اچھے طریقے سے بات کرنا۔ اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے چھوٹا سا پالا ہے۔

فقیر نے آپ کے سامنے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 23 اور 24 تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ کریم نے ان دو آیتوں میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

اس آیت میں وَاخۡفِضۡ میں بڑوں کے سامنے جھکنے کی تعلیم موجود ہے ۔ من الرحمہ میں اللہ کی صفت رحیم اختیار کرنے کا حکم ہے، حالانکہ ذل ایک سلبی صفت ہے اور رحمت ایک صفتِ ثابتہ ہے، گویا اللہ کی صفت اور بندے کی صفت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا میں والدین کے لیے رحمت کی دعا کا حکم ہے، گویا رحمت اللہ سے مانگنی ہے اور رحمت خود بھی کرنی ہے۔ كَمَا رَبَّیٰنِیۡ میں صفتِ ربوبیت کا انتساب ماں باپ کی طرف ہے۔ مطلق رب صرف اللہ تعالیٰ ہے مگر اضافت کے ساتھ غیر کی طرف بھی اسکا انتساب درست ہے، صَغِیۡرًا میں بچپن کے وقت کی یاد دہانی ہے۔ بچہ کیا کچھ کرتا ہے اور ماں باپ کیا کچھ برداشت کرتے ہیں۔

دنیا کی کسی کتاب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ خود قرآن کی کسی دوسری آیت میں کسی بھی

Islam The World Religion

انسان کے بارے میں اتنے جاندار الفاظ موجود نہیں۔ ان آیتوں میں والدین کی عظمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک چھ طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

فرمایا: وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ یعنی اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے بعد والدین سے احسان کرنے کا حکم دیا ہے گویا اس مقام پہ اللہ تعالیٰ نے والدین کی عظمت کو اپنی توحید کے ساتھ جوڑا ہے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے بلکہ لفظِ احسان فرمایا ہے۔ احسان کا معنی کسی کو اس کے اصلی حق سے زیادہ دینا۔ انصاف کا معنی ہوتا ہے، اپنا حق خود لے لیا جائے اور دوسرے کو اس کا حق دے دیا جائے لیکن احسان کا معنی ہوتا ہے کہ اپنا حق بھی دوسرے کو دے دیا جائے اور اس کا حق بھی اسی کو دے دیا جائے۔

ان آیتوں میں دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ: انہیں بڑھاپے کی حالت میں اف تک نہ کہو۔ شریعت میں ہر بوڑھے آدمی کے احترام کا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ترمذی:1921)۔ وقال حسن

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور بڑے کا احترام نہیں کیا اور نیکی کا حکم نہیں دیا اور برائی سے منع نہیں کیا۔

اگر بوڑھے بھی ہوں، اور ہوں بھی ماں باپ! تو پھر ایسے بوڑھوں کے احترام کا عالم کیا ہوگا؟ اس لیے ماں باپ کو اُف کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور جب اُف کہنا منع ہے تو سخت بولنا یا برا بولنا تو بہت دور کی باتیں ہیں۔ ان پر زبان درازی یا خدانخواستہ ان پر ہاتھ اٹھانا کتنی بڑی بدنصیبی ہوگا؟

تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ فرمایا: وَلَا تَنْهَرْهُمَا یعنی ان کی کسی بات کا انکار نہ کر۔ ضعیف العمر آدمی کی فرمائشیں بچوں جیسی ہوسکتی ہیں۔ اس کی سوچ اور سمجھ میں بچپنہ ہوسکتا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ یعنی اور ہم جس کو زیادہ عمر دے

Islam The World Religion

دیتے ہیں اسے طبعی حالت پر لوٹا دیتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے (یس:68)۔ یہ تو ہر بوڑھے کا حال ہے لیکن اگر بوڑھا آدمی ہمارا باپ ہو یا بوڑھی عورت ہماری ماں ہو تو اس کی فرمائش پوری کرنا کتنا ضروری ہوگا؟

چوتھا پوائنٹ یہ ہے کہ فرمایا: قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا یعنی ان سے نرم لہجے میں بات کرو اور ان پر کرم کے دروازے کھول۔ ان الفاظ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ہاتھ اٹھانا تو دور کی بات ہے، سخت الفاظ تک بولنے کی اجازت نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فرمایا: کہ تمہارے ایک ایک جملے اور ایک ایک لفظ میں نرمی پیار اور کرم جھلکنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کریم ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر کریم ہیں اور تم پر لازم ہے کہ اپنے ماں باپ پر کریم بن کر رہو۔

پانچواں نکتہ یہ ہے کہ فرمایا: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ یعنی ان پر اپنی نرمی کے کندھے رحمت کی وجہ سے جھکائے رکھ۔ عزیزانِ گرامی! یہ الفاظ اتنے شفقت سے لبریز الفاظ ہیں کہ اللہ کی قسم یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ ان الفاظ کی مثال بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء کے کلام میں نہیں ملتی، کسی آسمانی کتاب میں نہیں ملتی، کسی اخلاقیات کی کتاب میں نہیں ملتی، کسی انسانی حقوق کے ٹھیکیدار کے پاس نہیں ملتی۔ یورپ کے جاہل جو بچوں پر ان کے ماں باپ کے کنٹرول کو غلط کہہ رہے ہیں، قرآن کے یہ الفاظ ان کے لیے تازیانہ عبرت ہیں۔ انصاف کے ترازو میں ایک طرف یورپ کی تعظیم رکھ دو کہ بچوں کو اُف نہ کہو اور دوسرے پلڑے میں قرآن کے الفاظ رکھ دو کہ ماں باپ کو اُف نہ کرو۔ پوری انسانیت کو ایک مقام پہ جمع کر کے ترازو کا یہ منظر دکھاؤ۔ انشاء اللہ اسلام زندہ باد کی صدائیں بلند ہونے لگیں گی۔

چھٹا پوائنٹ یہ ہے کہ فرمایا: وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا یعنی دعا کر کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن سے چھوٹا سا پالا تھا (بنی اسرائیل:24)۔

ان الفاظ میں ماں باپ کے لیے دعا کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن میں اس دعا کے باقاعدہ الفاظ سکھا دیے گئے ہیں: رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔

ایک اور جگہ فرمایا: رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ یعنی اے اللہ میری مغفرت فرما اور

Islam The World Religion

میرے ماں باپ کی مغفرت فرما (ابراہیم:41)۔اس میں ماں باپ کے دعا کا مستقل حکم اپنی جگہ پر،لیکن اگر آپ غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ان دونوں آیتوں میں ماں باپ کے ساتھ جس حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اگر اس میں کوئی کمی کوتاہی صادر ہو جائے تو اس کا ازالہ ان کے حق میں دعا مانگ کر کیا جا رہا ہے۔اور جس کے بارے دل میں خرابی ہو یا میل ہو اس کے حق میں دعا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔دعا کا حکم بذات خود بتایا ہے کہ ان کے بارے میں اپنا دل بھی میلہ نہیں کرنا۔بظاہر ماں باپ کا موقف غلط بھی ہوسکتا ہے مگر درگزر اور ان پر رحمت کا یہ تقاضا ہے کہ ان کی بات کو دل پر نہیں لینا اور ہر حال میں ان کے لیے دعا کرنا ہے۔

اے مسلمان! تیرا رب اپنے کو بھی رزق دیتا ہے اور اپنے دشمن کو بھی رزق دیتا ہے۔ تیرا محبوب نبی ﷺ اپنوں کے لیے بھی رحمت ہے اور بیگانوں کے لیے بھی رحمت ہے اور ابوجہل کے لیے بھی دعا گو ہے تو پھر کیا تم صرف اپنے ماں باپ کے لیے سراپا رحمت نہیں بن سکتے؟ اور ان کے لیے ہر حال میں دعا نہیں کر سکتے؟

ہم نے صرف سورۃ بنی اسرائیل کی ان دو آیتوں کی مختصر سی تفسیر پیش کی ہے۔ابھی اس موضوع پر احادیث کا ذخیرہ باقی ہے۔سنیے!

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ أُجَاهِدُ، قَالَ لَكَ أَبَوَانِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ (بخاری:5972)۔صحیح

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔فرمایا تیرے والدین موجود ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔فرمایا: بس ان میں جہاد کر۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةِ وَلَقَدْ أَتَيْتُ وَإِنَّ وَالِدَيَّ يَبْكِيَانِ قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا (ابن ماجہ:2782)۔صحیح

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ کی رضا کے لیے اور آخرت سنوارنے کے لیے آپ کے ہمراہ جہاد کا ارادہ لے کر آیا ہوں۔میں آ تو گیا

Islam The World Religion

ہوں مگر میں نے والدین کو روتا ہوا چھوڑا ہے۔فرمایا: واپس چلا جا، انہیں جا کر ہنسا جس طرح انہیں رلایا ہے۔

بخاری شریف میں ایک مکمل باب اس نام سے موجود ہے: لَا يُجَاهَدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْوَالِدَيْنِ یعنی والدین کی اجازت کے بغیر جہاد منع ہے۔

ماں باپ کی خاطر نفل نماز توڑ دینی چاہیے۔قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: نَادَتِ امْرَأَةٌ ابْنَهَا وَهُوَ فِي صَوْمَعَةٍ، قَالَتْ: يَا جُرَيْجُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلاَتِي، قَالَتْ: يَا جُرَيْجُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلاَتِي، قَالَتْ: يَا جُرَيْجُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلاَتِي، قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لاَ يَمُوتُ جُرَيْجٌ حَتَّى يَنْظُرَ فِي وُجُوهِ المَيَامِيسِ، وَكَانَتْ تَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ رَاعِيَةٌ تَرْعَى الغَنَمَ، فَوَلَدَتْ، فَقِيلَ لَهَا: مِمَّنْ هَذَا الوَلَدُ؟ قَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِهِ، قَالَ جُرَيْجٌ: أَيْنَ هَذِهِ الَّتِي تَزْعُمُ أَنَّ وَلَدَهَا لِي؟ قَالَ: يَا بَابُوسُ، مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: رَاعِي الغَنَمِ (بخاری:1206)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ عبادت خانے میں تھا۔ والدہ نے کہا: اے جریج! اس نے کہا: اے اللہ! میری والدہ اور میری نماز۔ والدہ نے دوبارہ کہا: اے جریج! کہا: اے اللہ! میری والدہ اور میری نماز۔ والدہ نے کہا: اے اللہ! جریج نہ مرے یہاں تک کہ زانیہ کا منہ دیکھ لے۔ اس کے عبادت خانے کے قریب ایک عورت بکریاں چرایا کرتی تھی، اس نے لڑکا جنا۔ اس سے کہا گیا کہ یہ لڑکا کس کا ہے؟ کہا کہ جریج کا ہے۔ وہ اپنے عبادت خانے سے اتر آئے تھے۔ جریج نے کہا کہ وہ عورت کہاں ہے جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ کہا: اے شیر خوار بچے! تمہارا باپ کون ہے؟ لڑکے نے کہا کہ بکریوں کا چرواہا۔

نبی بلائے تو فرض نماز توڑ دو اور اگر ماں یا باپ بلائے تو نفل نماز توڑ دو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفل نفل ہیں اور ماں باپ کی خدمت فرض عین ہے۔

صرف ماں کی عظمت ہی نہیں اور ماں کی شان پر ہی کلام نہیں پڑھنا چاہیے، بلکہ باپ کی عظمت اور باپ کی شان سمجھنا بھی ضروری ہے۔ تیری جنت تیری ماں کے قدموں میں ہے اور تری ماں کی جنت تیرے باپ کے قدموں میں ہے۔

Islam The World Religion

ماں باپ کی عظمت اس وقت تک محلِ نظر ہے جب تک ماں باپ مسلمان نہ ہوں۔ لیکن دراصل ماں باپ کو عظیم بنانے والی چیز ان کی اولاد ہے۔ نیک اولاد کی نیکیوں کا اجر ماں باپ کے کھاتے میں بھی جاتا ہے۔ اولاد کو علم اور عمل پر لگاؤ، ورنہ ایسا نہ ہو کہ عظمت کے حقدار بننے کی بجائے ذلت کے حقدار بن جاؤ۔

ایک ماں وہ بھی ہے جو ہر مومن کی ماں ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ ؕ یعنی نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کا مالک ہے۔ اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں (الاحزاب:6)۔

جو نبی کو اولیٰ مانتا ہے وہ حفصہ، عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہن کو ماں سمجھے گا اور جو عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما کو ماں نہیں سمجھتا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولیٰ نہیں سمجھتا۔

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۸۱﴾
وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: اصلاحِ معاشرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِیۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیۡكُمۡ رَقِیۡبًا (سورۃ النساء:1)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اور اس جان سے اس کا جوڑا، پیدا فرمایا اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو، اور قرابت داریوں سے بھی ڈرو، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

انسانی معاشرے کی تقسیم

انسانی معاشرہ مختلف وجوہات کی بنا پر تقسیم ہو چکا ہے:

(1)۔معاشرے کی جغرافیائی تقسیم

اللہ کریم نے زمین کے مختلف علاقوں کو مختلف جغرافیائی امتیاز بخشا ہے۔ کہیں میدان، کہیں پہاڑ، کسی جگہ دریا، کسی جگہ سمندر بنائے ہیں۔ اسی طرح مختلف علاقوں میں مختلف فصلیں ہوتی ہیں۔ بعض علاقوں میں گندم، بعض میں چاول، بعض میں کھجور، بعض میں موم پھلی، بعض میں مالٹا اور بعض میں ہر چیز پیدا ہوتی ہے۔ پہاڑوں پر چیل، دیار اور انندر وغیرہ لکڑی، جڑی بوٹیاں اور معدنیات ہوا کرتی ہیں۔ بعض مقامات پر لوگ گورے ہوتے ہیں اور بعض پر کالے اور بعض پر گندمی ہوتے ہیں۔

(2)۔قوموں اور قبیلوں کی تقسیم

اللہ کریم فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰىكُمۡ (الحجرات:13)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کرسکو، ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

(3)۔معاش اور پیشوں کی تقسیم

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (الزخرف:32)۔

ترجمہ: ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے دوسرے پر معاشی طور پر درجے بلند کیے تا کہ ان میں سے ایک طبقہ دوسرے طبقے سے خدمت لے۔

سبحان اللہ! اللہ کریم نے معاشرتی نظام کے بہت عظیم پہلو کی وضاحت بڑے سادہ انداز میں بیان فرمادی ہے۔فصل اگانے کے لیے کسان، لوہے کے ہتھیار فراہم کرنے کے لیے لوہار، لکڑی کا سامان فراہم کرنے لیے ترکھان، بال کاٹنے کے لیے حجام، کپڑا بن کر دینے کے لیے جولاہا، مٹی کے برتن بنا کر دینے کے لیے کمہار، جوتا بنا کر دینے کے لیے موچی، بعض امدادی کاموں کے لیے ماچھی، علاج کے لیے طبیب، مکان بنانے کے لیے معمار اور مختلف صنعتوں کے لیے مختلف صنعت کار۔ یہ سارے کام ایک ہی آدمی نہیں کرسکتا۔ اس لیے انسانی سہولت اور معاشرتی روانی کے لیے انسان کو مختلف شعبے دیے گئے ورنہ یہ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے ہیں علیہ اسلام۔

(4)۔مذاہب کی تقسیم

اس معاشرے میں مذہبی تقسیم بھی آب وتاب کے ساتھ موجود ہے۔جیسے: ہر موضوع پر انسانوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، ایسے میں مذہبی اختلاف بھی موجود ہے۔اور ہر مذہب کے اندر مزید فرقے اور اندرونی اختلافات بھی موجود ہیں۔مسلمانوں کا اندرونی اختلاف بھی ایک لحاظ سے اچھا ہے مگر اختلاف کو قتل و غارت تک نہیں جانا چاہیے۔مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ برا ہے مگر کافروں والے کام بھی نہیں کرنے چاہییں۔آپس کی محبت معاشرے کی روح ہے۔

Islam The World Religion

اللہ کریم فرماتا ہے : كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (البقرۃ:213)۔

ترجمہ: پہلے تو سب لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا لیکن جب وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کر دے۔

موجودہ حالات میں سیاسی پارٹیوں کی بنا پر تقسیم میں بعض اوقات مذہبی وابستگی کا بھی دخل ہوتا ہے۔ایسی صورت میں دین کو ہی ترجیح دینا ضروری ہے۔

ہر مسلمان کی بھلائی سوچو

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری:57)۔

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر نماز پڑھنے، زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کا بھلا کرنے کی بیعت کی تھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ القِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بخاری:2442، مسلم:6578، ترمذی:1426، ابوداؤد:4893)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے دشمن کے حوالے کرتا ہے۔ جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں رہا اللہ اس کی حاجت پوری کرنے میں رہا۔جس نے کسی مسلمان کی مشکل کشائی کی۔ اللہ قیامت کے دن کی مشکلات میں اس کی مشکل کشائی کرے گا اور

Islam The World Religion

جس نے مسلمان کا عیب چھپایا اللہ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔

حدیث شریف میں ہے: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قَالُوْا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ یعنی دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کس کی خیر خواہی۔ فرمایا اللہ کی، اللہ کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے آئمہ کی اور عوام کی خیر خواہی (مسلم:۱۹۶، ابوداؤد: ۴۹۴۴، نسائی: ۴۱۹۷، ۴۱۹۸)۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَکُوْنُوا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَاناً (بخاری:6066، مسلم:6536)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ ایک دوسرے پر کان نہ دھرو، ایک دوسرے پر تجسس نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ دو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے بے وفائی نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ (ترمذی:1921)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور بڑے کا احترام نہیں کیا اور نیکی کا حکم نہیں دیا اور برائی سے منع نہیں کیا۔

محبت بڑھانے کے طریقے

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَھَادَوْا فَإِنَّ الھَدِیَّۃَ تُذْھِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ، وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَۃٌ لِجَارَتِھَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاۃٍ (ترمذی:2130)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، اس لیے کہ ہدیہ دل کی کدورت کو دور کرتا ہے، کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (مسلم: ۱۹۴)۔

ترجمہ: تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ، تم اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تم میں محبت پیدا ہو جائے، سلام کو پھیلاؤ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَهَادُوا تَحَابُّوا (الآداب للبیہقی: 81)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو، اس سے محبت بڑھے گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زُرْ غِبًّا، تَزْدَدْ حُبًّا (طبرانی اوسط: 1754)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی کبھی زیارت کیا کرو، اس سے محبت بڑھے گی۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوماً فَقَامَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فَرَأٰى رَجُلًا بَادِياً صَدْرَهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ (بخاری: 717، مسلم: 978، ابوداؤد: 663، ترمذی: 227، نسائی: 810، ابن ماجہ: 994، مسند احمد: 18456)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نکلے اور

Islam The World Religion

نماز کے لیے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ تکبیر کہنے ہی لگے تھے کہ ایک آدمی کو صف میں سے سینہ نکالے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: اللہ کے بندو! تمہیں ضرور صفیں سیدھی کرنا پڑیں گی ورنہ اللہ تم میں باہم اختلاف ڈال دے گا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: اصلاحِ معاشرہ (ایک اور خطاب)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (النساء:1)۔

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اور اس جان سے اس کا جوڑا، پیدا فرمایا اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو، اور قرابت داریوں سے بھی ڈرو، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

معاشرہ کا لفظی معنی ہے: مل جل کر زندگی گزارنا۔ معاشرہ باب مفاعلہ سے ہے۔ اس میں آمنے سامنے ہونے، مقابلہ میں آنے اور باہمی تعلق رکھنے کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسے مقابلہ۔ مناظرہ۔ معاہدہ وغیرہ الفاظ ہوتے ہیں۔ ان سب لفظوں میں دو فریقوں کے درمیان کچھ طے کرنے کو مقابلہ، مناظرہ اور معاہدہ کہا جاتا ہے۔

نکاح کی اہمیت کو تسلیم کرنا انسانیت ہے

نکاح کا انکار کرنے والے تین طبقے ہیں: ملحدین، متعہ کرنے والے رافضی، عیسائی راہب۔ نکاح کرنا انسانیت ہے اس لیے کہ کوئی جانور نکاح نہیں کرتا۔ گویا نکاح سے بغاوت انسانیت سے بغاوت ہے اور خود کو کتوں اور خنزیروں میں شامل کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح متعہ یا وقتی نکاح کرنا بھی محض نفس پرستی ہے اور معاشرتی ذمہ دارانہ نظام سے بغاوت ہے۔ رافضی لوگ اس وقتی نکاح کے لیے جو قیود لوگوں کو بتاتے ہیں وہ سب کچھ ان کے کتابی حقائق، عملی طریقہ کار اور ان کے بیان کردہ متعہ کے فضائل کے بالکل منافی ہے۔ ان کا اندرونی متعہ اور ہے اور ظاہر کیا گیا متعہ محض تقیہ ہے۔ عیسائی راہبوں کا ترکِ نکاح بھی غیر معاشرتی فعل ہے جس سے خود انہی کے پروٹسٹنٹ فرقہ نے بغاوت کر ڈالی۔

Islam The World Religion

اس کے برعکس دو مختلف جنسوں کی تخلیق کا مقصد قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا (الاعراف:189)۔

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی بنائی تا کہ وہ اس کے پاس آ کر تسکین حاصل کرے۔

میاں بیوی کو آپس میں بے تکلف اور ایک دوسرے کا بھرم قرار دیا گیا ہے، فرمایا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرۃ:187)۔

ترجمہ: بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

گھریلو نظام چلانے کے لیے تمام تر معاشی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے، فرمایا:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ (البقرۃ:233)۔

ترجمہ: اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر لازم ہے کہ ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ دستور کے مطابق اپنے ذمے لے ہاں کسی شخص پر اس کی حیثیت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے نہ ستایا جائے اور نہ ہی باپ کو اس کے بیٹے کی وجہ سے۔

ان تین آیتوں میں معاشرتی نظام کا عائلی پہلو نہایت احسن طریقے سے سمو دیا گیا ہے:

وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا...هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ...عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ۔

نکاح کا صحیح طریقہ

دنیا میں معاشرے کی بنیاد سیدنا آدم علیہ السلام اور اماں حوا رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی۔ قابل غور بات یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے سامنے بہت سی عورتیں پیش نہیں کی گئی تھیں کہ ان میں سے جسے چاہو پسند کر لو اور اماں جان رضی اللہ عنہا کے سامنے بھی مرد نہیں رکھے گئے تھے کہ ان میں سے ایک چن لو۔ بلکہ یہ خود اللہ کریم کا اپنا فیصلہ تھا ایک ہی مرد تھا اور ایک ہی خاتون

Islam The World Religion

تھی اور دونوں اس نکاح کے پابند تھے۔معلوم ہوا کہ اس کائنات کی سب سے پہلی شادی پسند کی شادی نہیں تھی بلکہ حکمی شادی تھی جیسے آج کل Arranged Marriage کہا جاتا ہے۔اسی ایک نکتے سے آج کل کی معاشرتی برائیوں کے دروازے بند ہو گئے۔

میاں بیوی کے باہمی تعلقات کو بہترین طریقے سے نبھانے کے دو فارمولے ہیں:

میاں بیوی کا اتفاق

بیوی کے میکے والے اپنی بیٹی کی بے جا جانبداری چھوڑ دیں اور بیٹی کو سمجھا دیں کہ اب تمہارا گھر وہی ہے۔بات بات پر میکے فون کرنے والی بیٹیاں اور بات بات پر بیٹی کے لیے گرم ہو جانے والے ماں باپ کبھی اپنی بیٹی کا گھر نہیں بسا سکتے۔ہم نے کوئی ایسی حدیث نہیں پڑھی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ سیدنا صدیق اکبر یا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے اپنی بیٹیوں کا دفاع کیا ہو۔بلکہ احادیث میں آتا ہے کہ:

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ ﷺ سے خرچ مانگا تو سیدنا ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اوپر سے آ گئے:

فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا، فَقَامَ عُمَرُ إِلَى حَفْصَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا، كِلَاهُمَا يَقُولُ: تَسْأَلْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ، فَقُلْنَ: وَاللهِ لَا نَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ شَيْئًا أَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ (مسلم:1478)۔

ترجمہ: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر جلال فرمایا اور عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر جلال فرمایا اور یہ دونوں ان سے کہہ رہے تھے کہ تم نبی کریم ﷺ سے ایسا سوال کرتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم کبھی بھی رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی چیز نہیں مانگیں گی جو آپ کے پاس نہ ہو۔

گھر بسانے کا دوسرا فارمولا یہ ہے کہ بیوی کا شوہر اپنی بیوی کے خلاف اس کے باپ سے شکایت نہ کرے۔کسی حدیث میں ایسا نہیں ملتا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے خلاف شکایت ان کے ماں باپ سے کی ہو۔

Islam The World Religion

بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَ عَائِشَةَ وَهِيَ رَافِعَةٌ صَوْتَهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أُمِّ رُومَانَ وَتَنَاوَلَهَا، أَتَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَحَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ لَهَا يَتَرَضَّاهَا: أَلَا تَرَيْنَ أَنِّي قَدْ حُلْتُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَكِ؟ قَالَ: ثُمَّ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ يُضَاحِكُهَا، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ أَشْرِكَانِي فِي سِلْمِكُمَا، كَمَا أَشْرَكْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا (مسند احمد:18394)۔

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا تو رسول اللہ ﷺ درمیان میں حائل ہو گئے۔

اس ایک حدیث میں ہی دونوں فارمولے بیک وقت مل رہے ہیں کہ بیٹی کا باپ اپنی بیٹی کو ڈانٹ رہا ہے اور زوجہ کے شوہر اپنی زوجہ کا دفاع فرما رہے ہیں۔ یہ کوئی اخلاق کا معمولی مظاہرہ نہیں ہے۔

ایک دفعہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے درمیان گھریلو شکر رنجی ہو گئی تو حدیث میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، فَقَالَ: هٰذَا فُلَانٌ، لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ، يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ، قَالَ: فَيَقُولُ: مَاذَا؟ قَالَ: يَقُولُ لَهُ: أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ، قَالَ: وَاللهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ، فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا، وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ، قَالَتْ: فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ

التُّرَابُ إِلٰى ظَهْرِهٖ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهٖ فَيَقُوْلُ: اِجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ (بخاری:3703)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوحازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ،تو اس نے کہا: فلاں شخص مدینے کا امیر (مروان بن حکم) منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف نازیبا باتیں کرتا ہے۔حضرت سہل نے پوچھا: وہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: وہ ان کو ابوتراب کہتا ہے ،تو وہ ہنس پڑے کہا، کہنے لگے: اللہ کی قسم حضرت علی کا یہ نام تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا تھا، اور ان کو اس نام سے زیادہ کوئی نام محبوب نہیں تھا، (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت سہل سے پورا قصہ جاننا چاہا تو میں نے کہا: اے ابوعباس! (لقب ملنے کا) یہ واقعہ کس طرح ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ کے گھر داخل ہوئے پھر باہر نکلے اور مسجد میں لیٹ گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ سے پوچھا: آپ کا چچازاد کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا: مسجد میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف نکلے، تو ان کو اس حال میں پایا کہ ان کی چادر ان کی پشت سے ڈھلکی ہوئی تھی، اور مٹی ان کی پشت پر لگی ہوئی تھی۔آپ ان کی پشت سے مٹی جھاڑنے لگے اور دو مرتبہ (پیار سے) فرمایا: اے ابوتراب اٹھ کر بیٹھو۔

اس حدیث پر غور کریں۔سیدنا مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر شکایت نہیں لگائی اور خود حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نہیں ڈانٹا بلکہ محبت کا بھرپور مظاہرہ فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ ام کلثوم سے فرمایا: تمہارا شوہر عثمان غنی ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔جب شہزادی ام کلثوم واپس جانے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ میں نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، آپ نے فرمایا ہے کہ: میرا شوہر ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔فرمایا ہاں (مستدرکِ حاکم:7013)۔

Islam The World Religion

اولاد کے حقوق

معاشرتی نظام کو درست رکھنے کے لیے اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کی تربیت اچھے طریقے سے کریں۔ بچوں کے لیے پہلا نمونہ عمل (Roll Model) اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ اگر ماں باپ باکردار ہوں، نمازی ہوں، شریعت کے پابند ہوں، شریف النفس ہوں تو یقیناً اولاد بھی اسی کردار کی حامل ہوگی۔ جس شخص کی زندگی میں باپ بن جانے کے بعد بھی انقلاب نہیں آتا وہ نہ صرف اولاد کو بگاڑتا ہے بلکہ خود اپنے ساتھ بھی دشمنی کرتا ہے۔ اولاد کی تربیت کے بارے میں کثرت سے احادیث موجود ہیں۔

بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کانوں میں اذان کہنا مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان پڑھی (ابوداؤد: ۵۱۰۵)۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے دہن مبارک میں کھجور چبا کر حضرت عبداللہ بن زبیر کو اس خوب چبائی ہوئی کھجور سے گھٹی دی (بخاری: 3909)۔

ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں۔ اس کی اچھی تربیت کریں اور جب وہ بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحَسِّنْ اِسْمَهٗ وَاَدَّبَهٗ، فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ یعنی جس کا بچہ ہو تو وہ اسکا اچھا نام رکھے۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کرے اور جب بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردے (شعب الایمان للبیہقی: ۸۶۶۶)۔

ساتویں دن بچے کا عقیقہ کردینا چاہیے (ابوداؤد: ۲۸۳۵، ترمذی: ۱۵۱۶)۔ بچے کے دودھ پینے کی مدت دو سال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یعنی مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں (البقرۃ: ۲۳۳)۔

ماں باپ کو چاہیے کہ بچے کو کسی صحیح العقیدہ اور باعمل استاد کے پاس مسجد یا مدرسے میں بھیجا کریں۔ عیسائیوں، قادیانیوں اور بدمذہبوں کے سکولوں اور مدارس میں بچوں کو ہرگز ہرگز نہ بھیجا جائے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ یعنی یہ علم دین ہے۔ خوب غور کرلو کہ اپنا دین کس سے

Islam The World Religion

حاصل کررہے ہو(مسلم:۲۶،سنن الدارمی:۴۲۳،۴۲۸)۔

ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ:

(1)۔ انسان بن کر رہنے کے لیے نکاح کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

(2)۔ صحیح ترین شادی وہ ہے جو سیدنا آدم وحوا علیہما السلام کے طریقے پر ہو اور باغیانہ طریقے پر نہ کی جائے۔

(3)۔ بیوی کے میکے والے اپنی بیٹی کی خواہ مخواہ طرف داری چھوڑ دیں۔

(4)۔ شوہر اپنی بیوی کی شکایتیں اس کے ماں باپ کے سامنے نہ لگائے۔

(5)۔ اولاد کی تربیت کے لیے سب سے پہلے اپنے کردار کو درست کیا جائے۔

(6)۔ اولاد اپنے ماں باپ سے حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرے۔

یہ صرف ایک گھر کی چار دیواری کے اندر اندر کی معاشرت ہے جبکہ اسلام پڑوس، محلے، شہر، ملک، مسلمان، انسان، جانور سب کے حقوق بتاتا ہے اور یہ موضوع بہت طویل ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

چودھواں باب:

امر بالمعروف نہی عن المنکر

Islam The World Religion

پہلا خطاب: اپنی اپنی ذمہ داریاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران:104)۔

ترجمہ: تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو اسلام کی دعوت دے، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں، وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت میں امت مسلمہ کی خاص ذمہ داری بیان کی گئی ہے۔ ذمہ دار لوگوں کی تین قسمیں ہیں: حکومت، علماء اور عوام۔ ان تینوں کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنۡ اَبِي سَعِيۡدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنۡ رَاٰى مِنۡكُمۡ مُنۡكَراً فَلۡيُغَيِّرۡهُ بِيَدِهٖ، فَاِن لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ فَبِلِسَانِهٖ فَاِن لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ فَبِقَلۡبِهٖ وَذٰلِكَ اَضۡعَفُ الۡاِيۡمَانِ (مسلم:177، ابوداؤد:1140، ترمذی:2172)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روکے۔ پھر اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے۔ پھر اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

اس حدیث میں ہاتھ سے روکنے کا حکم حکومت کو دیا گیا ہے، زبان سے تبلیغ کا حکم علماء کو دیا گیا ہے، اور دل میں برا جاننے کا حکم عوام کو دیا گیا ہے۔ یہ کل تین قسم کے لوگ ہوئے:

(1)۔ اپنے اپنے شعبے میں ہر خاص و عام کی ذمہ داری

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَلَا كُلُّكُمۡ رَاعٍ وَكُلُّكُمۡ مَسۡئُولٌ عَنۡ رَعِيَّتِهٖ وَالۡمَرۡاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى

Islam The World Religion

اَهْلِ بَيتِ زَوجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنهُمْ وَعَبدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسئُولٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (بخاری: 2459، ابوداؤد: 2928)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار تم میں سے ہر ایک رعایا والا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور بچوں کی نگران ہے اسے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال پر نگران ہے اسے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر ایک رعایا والا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(2)۔علماء کی ذمہ داریاں

علماء کا کام زبانی سمجھانا ہے۔ تحریر، تدریس اور تقریر کے ذریعے اسلام کا دفاع اور اس کا پرچار کرنا، حتیٰ کہ حکومتِ وقت کو بھی نہایت ہمدردی سے سمجھانا داری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے دور میں حکمرانوں کو سمجھایا۔

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ المَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ (بخاری: 2003)۔

ترجمہ: حضرت حمید بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے عاشوراء کے دن منبر پر سنا، انہوں نے فرمایا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کدھر گئے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ یہ عاشوراء کا دن ہے، اس کا روزہ تم پر فرض نہیں ہے۔ اب جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے، ویسے میں روزہ سے ہوں۔

علماء نے حکومت کو سمجھانے کے لیے کتابیں تک لکھیں۔ تُحْفَةُ الْمُلُوكِ۔ امام غزالی

Islam The World Religion

کی اَلتِّبْرُ الْمَسْبُوكُ اور فتاویٰ عالمگیری اس موضوع پر کی اہم کتابیں ہیں۔

صوفیاء کا کردار

تصوف صرف ذکر فکر اور مراقبے کا نام نہیں۔ یہ چیزیں تو نفس کی اصلاح کے لیے ذاتی طور پر اختیار کی جاتی ہیں۔ معاشرتی اور تمدنی سطح پر صوفیاء کا کردار سمجھنا ہو تو اصحابِ صفہ سیدنا صدیق اکبر، علی المرتضیٰ، اویس قرنی، حسن بصری، امام غزالی، حضور غوثِ اعظم، مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہم جیسی شخصیات کی سیرت کا مطالعہ ضروری ہے۔

(3)۔عدالتی سزائیں، جہاد اور احتساب حکومت کا کام ہے

ملک میں نظامِ عدل وانصاف قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (النسآء:58)۔

ترجمہ: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل کے ساتھ فیصلے کرو۔

اسی طرح جہاد بالسیف بھی اس امت پر فرض ہے اور یہ حکومت کا کام ہے۔ اس کے لیے ایک ہی کمانڈ کی سربراہی ضروری ہے۔

اللہ کریم فرماتا ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:216)۔

ترجمہ: تمہارے اوپر جہاد فرض کر دیا گیا ہے خواہ وہ تمہیں ناگوار گزرے، اور عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو مگر تمہارے لیے اچھی ہو اور عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو مگر وہ تمہارے لیے نقصان دہ ہو، اور اللہ بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ (بخاری:2957، مسلم:4772، نسائی:4196)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام صرف ڈھال ہوتا ہے اس کی آڑ میں جنگ لڑی جاتی ہے اور اس کے پیچھے چھپا جاتا ہے۔

جہاد کی دو مختلف صورتیں ہیں: دفاعی جہاد جیسے جنگِ خندق ہوئی تھی۔ اور اقدامی جہاد جیسے جنگِ بدر اور فتح مکہ ہوئی تھیں۔

اسلام نے جہاد اور اسکا طریقہ و آداب خود بتا دیے ہیں۔ جنگ میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں، نہتے عوام اور پرامن شہریوں کو قتل کرنا منع ہے۔ پھل دار درختوں کا کاٹنا منع ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنْطَلِقُوا بِاسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً (ابوداود:2614)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روانہ ہو جاؤ، اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کی سنگت میں اور رسول اللہ کی ملت پر، کسی قریب المرگ بوڑھے کو قتل نہ کرنا، نہ ہی چھوٹے بچے کو، نہ ہی عورت کو۔

اسی طرح احتساب بھی حکومت کا کام ہے: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَسْدِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ، يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ (بخاری:1500)۔

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسد کے ایک آدمی کو بنو سلیم کے صدقات وصول کرنے کے لیے ذمہ داری سونپی، اسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے حساب لیا۔

حکومتیں اپنی ذمہ داری نبھائیں

ملک کے اندرونی نظام کو درست رکھنا اور بوقتِ ضرورت جہاد کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جس طرح عوام کے لیے انفرادی جہاد جائز نہیں، اسی طرح جہاد کے معاملے میں سخت ذمہ دار، غیور، دلیر اور متوکل ہونا حکومت کے لیے ضروری ہے۔

IslamTheWorldReligion

اندر قصاص زندگی ہے ، ترکِ قصاص موت
باہر جہاد زندگی ہے ، ترکِ جہاد موت

عوام اپنی حد میں رہیں

دین کا جذبہ رکھنا بہت اچھی اور خوش نصیبی کی بات ہے، لیکن جہادی اور بین الاقوامی معاملات میں براہِ راست مداخلت عوام کے لیے جائز نہیں ورنہ اس کے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں اور ایک آدمی کی جذباتی حرکت یا غلطی کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ بعض اوقات عام آدمی کو مسئلے کی نوعیت کا ہی علم نہیں ہوتا مگر اپنے سے بڑوں کو سمجھانے بیٹھ جاتا ہے۔

عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّخَعِيِّ قَالَ : كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ وَ الْكُوفَةُ يَوْمَئِذٍ إِخْصَاصٌ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ : اَلصَّلَاةَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْعَصْرِ فَقَالَ : اِجْلِسْ فَجَلَسَ، ثُمَّ عَادَ فَقَالَ ذٰلِكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: هٰذَا الْكَلْبُ يُعَلِّمُنَا بِالسُّنَّةِ، فَقَامَ عَلِيٌّ فَصَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ (مستدرک حاکم:710)۔صحیح وافقہ الذہبی

ترجمہ: حضرت زیاد بن عبدالرحمان نخعی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بڑی مسجد میں بیٹھے تھے اور اُن دنوں کوفہ محض بکھری لکڑیوں کی چھت تھا۔ آپ کے پاس مؤذن آیا اور عصر کی نماز کی اطلاع دیتے ہوئے کہنے لگا: اے امیر المومنین نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ اس نے وہی بات دہرائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور ہمیں عصر پڑھائی۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam the World Religion

دوسرا خطاب: استحکامِ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ﴿۵۸﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ (النساء:58،59)۔

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کی طرف لوٹاؤ۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے حکمران ہوں، اگر تمہارے درمیان کسی بات کے بارے میں تنازع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہترین ترتیب اور سب سے اچھا اصول ہے۔

اس آیت میں اسلامی مملکت کو چلانے کے تمام بنیادی خد و خال اور اصول بیان کر دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن شریف کے دیگر مقامات پر اور احادیث شریفہ میں حکومت چلانے کا تفصیلی طریقہ موجود ہے۔ حدیث کی کتابوں میں کتاب الاحکام اور کتاب الامارت اسی موضوع کے متعلق ہوا کرتی ہیں۔ اسلامی ریاست کے موضوع پر علماء کی مستقل تصانیف بھی موجود ہیں۔ سر دست ہم پاکستان میں استحکام لانے کے لیے چند عنوانات پر گفتگو کریں گے۔

پاکستان کا معاشی استحکام

پاکستان کو معاشی استحکام دینے کے لیے چند تجاویز قابلِ عمل ہیں: (1)۔ ٹاپ ہندرڈ یا ٹاپ تھاؤزنڈ افراد پاکستان کا قرضہ اتاریں۔ (2)۔ اپنی مصنوعات پر انحصار کیا جائے۔ (3)۔ کفایت شعاری کو اختیار کیا جائے۔ (4)۔ پٹرولیم کے پوشیدہ ذخائر کھولے جائیں۔ (5)۔

Islam The World Religion

بلوچستان اوراس طرح کے دیگر مقامات پر زراعت پر توجہ دی جائے۔(6)۔زمین کوشور بنانے والی فیکٹریوں کی اصلاح کی جائے۔(7)۔فصل کی کٹائی میں غلے کو ضیاع سے بچایا جائے۔(8)۔ڈالر ایک روپے کے برابر ہونے کا اعلان کر دیا جائے اور کوئی اس شرط پر ہم سے کاروبار کرے تو درست ورنہ معذرت۔(9)۔ملکیتِ زمین کی حد مقرر کی جائے۔(10)۔زرعی زمین کو پلاٹنگ میں ضائع نہ کیا جائے۔(11)۔اپنی مصنوعات پر انحصار اور معاشی خودمختاری کے حصول کے بعد سود کے خاتمہ کا اعلان کر دیا جائے۔

سیاسی استحکام

(1)۔سیاست میں حصہ لینے کے لیے ایک خاص تعلیم کو میرٹ قرار دیا جائے۔(2)۔خاندانی سیاست اور دولت کے زور پر سیاست ختم کی جائے۔(3)۔حادثاتی شہرت اور غیر متعلقہ شہرت کی بنا پر سیاست کرنے پر پابندی لگائی جائے۔

تعلیمی استحکام

(1)۔ایک ہی نصاب ہو۔(2)۔مناسب فیس ہو۔(3)۔کتب کی فراہم کی جائیں۔(4)۔اردو،انگلش اور عربی کو لازمی قرار دیا جائے۔(5)۔دنیوی نصاب کے ساتھ قرآن وسنت کا بتدریج نصاب تشکیل دیا جائے جو سولہ جماعت تک مکمل ہو جائے۔(6)۔میٹرک کے بعد تخصص قائم کر دیے جائیں۔(7)۔ملک کے ایک شیخ الاسلام کا تقرر کیا جائے اور اس کے ساتھ ایک معاون کمیٹی تشکیل دی جائے۔

دفاعی استحکام

(1)۔اہلیت والوں کو سائنس کی تعلیم دی جائے۔(2)۔سائنس دانوں کی حوصلہ افزائی اور ان کا دفاع کیا جائے۔(3)۔ریٹائرڈ لوگوں سے استفادہ کیا جائے۔(4)۔سستی ٹکنالوجی حاصل کی جائے۔(5)۔امریکہ کے سامنے جرأت کا مظاہرہ کیا جائے۔(6)۔حکمران دلیر اور متقی بن جائیں۔

Islam The World Religion

امن عامہ کا قیام

(1)۔اسلحہ پر پابندی لگائی جائے۔(2)۔جھنڈوں پر پابندی لگائی جائے۔(3)۔ جلوسوں پر پابندی لگائی جائے۔(4)۔ جہادی تنظیموں پر پابندی لگا دی جائے اور حکومت خود جہادی ذمہ داری قبول کرے اور اگر مناسب ہو تو جذبہ جہاد سے سرشار تنظیموں سے اپنی منصوبہ بندی کے تحت خود کام لے۔

قانونی استحکام

(1)۔مجلس شوری ماہرین پر مشتمل ہو۔(2)۔موجودہ ججوں کو اسلامی قانون پڑھایا جائے اور اسی کو نافذ کیا جائے۔(3)۔ جرم ثابت ہونے سے پہلے FIR نہ کاٹی جائے اور Trial سے پہلے جیل نہ بھیجا جائے۔(4)۔ ہر ادارہ اپنی حد میں رہے اور حد کراس کرنے پر سزا مقرر کی جائے۔

طبی استحکام

(1)۔خوراک کی اصلاح کے لیے عوام کو ترغیب دی جائے۔(2)۔بچوں کے پاپڑ ،برگر، پیزے، فاسٹ فوڈز، ہوٹلوں اور بیکریوں کی اصلاح کی جائے۔(3)۔ڈاکٹروں کی فیس محدود و متعین ہو۔(4)۔طبِ یونانی اور ہومیوپیتھی کی ترویج سرکاری سرپرستی میں ہو اور طب کے تینوں شعبوں میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

پانی اور بجلی کی فراہمی

(1)۔زمین کی گہرائی میں سرکاری ٹیوب ویل لگائے جائیں۔(2)۔سولر سسٹم کی ترویج ہو۔(3)۔AC صرف سولر پر چلیں۔(4)۔ٹاؤن شپ اور رہائشی کالونیوں کو کنٹرول کیا جائے۔

صفائی کا نظام

(1)۔جنگی جہازوں کی پروازیں کنٹرول کی جائیں۔(2)۔کار رکھنے کے لیے

Islam The World Religion

ضرورت اور اہلیت کا معیار قائم کیا جائے۔(3)۔گندگی کے ڈھیر جلدی جلادیے جایا کریں۔(4)۔ہرسال میں ایک ہفتہ LockDown کیا جائے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۸۲ (والصّٰفٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: تجارت کے نبوی اصول

یہ لیکچر چیمبر آف کامرس اسلام آباد میں دیا گیا۔طوالت سے بچنے کے لیے معلم حضرات اسے چند حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝٤ (سورۃ الفیل)۔

ترجمہ: چونکہ (ہم نے) قریش کو مانوس کیا۔انہیں سردی اور گرمی کے سفر سے مانوس کیا۔تو انہیں چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں خوف سے امن میں رکھا۔

قریشیوں کا طریقہ تھا کہ سردی کے موسم میں یمن اور گرمی کے موسم میں شام کے ملک میں تجارت کے لیے جاتے تھے۔اس سورۃ میں بین الاقوامی تجارت،مختلف ممالک کی پیداوار، موسمی حالات،جغرافیہ پر نظر اور تاجروں کی سہولت،سب چیزیں مذکور ہیں۔

(1)۔تجارت کے لیے نکلنا اور رزقِ حلال کی تلاش

تجارت کی واضح اجازت

تجارت کا پیشہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا ابتدائی پیشہ ہونے کی وجہ سے مقدس پیشہ بھی ہے،اور صنعت،زراعت اور تجارت تینوں پیشے کسی بھی ملک کی معیشت میں اہم ترین کردار بھی ادا کرتے ہیں۔

اللہ کریم فرماتا ہے:فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الجمعۃ:10)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پالو۔

اور فرماتا ہے: كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا (المؤمنون:51)۔

ترجمہ: اچھی چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔

اور فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا (النساء:29)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو خرید و فروخت اور اپنوں کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِسْعَةُ أَعْشَارِ الرِّزْقِ فِي التِّجَارَةِ (الجامع الصغیر: 3296)۔ مرسل صحیح (وهو الاكثر لا الافضل من الصناعة والزراعة)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دس میں سے نو حصے رزق تجارت میں ہے۔

رزقِ حلال طلب کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ اعْمَلُوا صَالِحاً وَ قَالَ تَعَالَىٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّىٰ يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (مسلم :2346، ترمذی:2989، سنن الدارمی:2719)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: اللہ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو قبول فرماتا ہے۔ اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم

Islam the World Religion

رسولوں کو دیا ہے۔فرمایا: اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو اُن پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس آدمی کا تذکرہ فرمایا جو لمبا سفر کرتا ہے۔بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں والا اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بڑھاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور وہ حرام سے پلا ہے پھر اس کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعٰى حَولَ الْحِمٰى يُوشِكُ اَن يَرتَعَ فِيْهِ ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمىً ، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ ، اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ (بخاری: 52، مسلم:4094)۔صحیح

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشکوک چیزیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے، جو شخص مشکوک چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو مشکوک چیزوں میں پڑا وہ حرام میں پھنس گیا۔جیسے چرواہا چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے تو خطرہ ہوتا ہے کہ جانور اس میں سے چر لے، خبردار ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کے حرام کردہ اُمور ہیں۔خبردار! جسم میں ایک لوتھڑا ہے، جب وہ ٹھیک رہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم خراب ہوجاتا ہے، خبردار! وہ دل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جس علاقے میں اور جن حالات میں تجارت کی اور ایمانداری کا ریکارڈ قائم کیا حتیٰ کہ لوگوں نے آپ ﷺ کو صادق اور امین کہا، وہ ہمارے لیے بہترین عملی نمونہ ہے، ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اسی ایمانداری کو دیکھ کر آپ ﷺ سے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

Islam The World Religion

وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِينُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ (ترمذی: 1209، سنن الدارمی: 2542، سنن الدارقطنی: 2789)۔ حسن

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: سچ بولنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! فَاسْتَجَابُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعُوا أَعْنَاقَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ فُجَّارًا، إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ، وَبَرَّ، وَصَدَقَ (ترمذی: 1210، ابن ماجہ: 2146)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے لگے اور انہوں نے آپ کی طرف اپنی گردنیں اور نگاہیں اونچی کرلیں، آپ نے فرمایا: تاجر لوگ قیامت کے دن گنہگار اٹھائے جائیں گے سوائے اس کے جو اللہ سے ڈرے نیک کام کرے اور سچ بولے۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ (ابن ماجہ: 2247)۔

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے: جس شخص نے بتائے بغیر عیب دار چیز بیچ دی، وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں مبتلا رہے گا، اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔

لوگوں کے سامنے گھٹیا چیز اچھی ظاہر نہ کرو

إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (النسآء: 1)۔

ترجمہ: بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ، وَإِذَا

Islam The World Religion

كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (المطففین:1 تا3)۔

ترجمہ: تباہی ہے ناپ تول میں ڈنڈی مارنے والوں کے لیے۔جولوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا ناپ کر لیتے ہیں۔اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔

وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: كَتَبَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مَا اشْتَرَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنَ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ، بَيْعَ الْمُسْلِمِ مِنَ الْمُسْلِمِ، لَا دَاءَ وَلاَ خِبْثَةَ، وَلاَ غَائِلَةَ ۔وَقَالَ قَتَادَةُ: الغَائِلَةُ: الزِّنَا، وَالسَّرِقَةُ، وَالإِبَاقُ۔وَقِيلَ لِإِبْرَاهِيمَ: إِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِينَ يُسَمِّي آرِيَّ خُرَاسَانَ، وَسِجِسْتَانَ، فَيَقُولُ: جَاءَ أَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ، جَاءَ اليَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ، فَكَرِهَهُ كَرَاهِيَةً شَدِيدَةً۔ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: لاَ يَحِلُّ لِامْرِئٍ يَبِيعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَاءً إِلَّا أَخْبَرَهُ (بخاری قبل:2079)۔

ترجمہ: حضرت العداء بن خالد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ بیع نامہ لکھ کر دیا: یہ وہ وثیقہ ہے جس کو (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے العداء بن خالد سے خریدا، یہ مسلمان کی مسلمان سے بیع ہے، اس میں نہ کوئی عیب ہے، نہ کوئی حرام چیز ہے، نہ کوئی گناہ کی بات ہے۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ غَائِلَةَ کا معنی زنا، چوری اور غلام کا بھاگ جانا ہے۔حضرت ابراہیم نخعی سے کسی نے کہا کہ بعض دلال اپنے (اصطبل کے نام) آری، خراسان اور سجستان رکھتے ہیں اور (دھوکہ دینے کے لیے) کہتے ہیں کہ (فلاں جانور) کل خراسان سے آیا تھا اور آج سجستان سے آیا ہے تو ابراہیم کو یہ بہت ناگوار ہوا۔اور عقبہ بن عامر نے کہا: کسی شخص کے لیے ایسا سودا بیچنا جائز نہیں جس کے متعلق اس کو معلوم ہو کہ اس میں کوئی عیب ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس عیب کے بارے میں بتا دے۔

تجربہ شاہد ہے کہ اپنی چیز کا عیب بتا دینے والا تاجر کبھی نقصان میں نہیں رہتا۔ بلکہ عیب چھپانے والے کو اس کے نتائج دیکھنا پڑتے ہیں، ساکھ خراب ہوتی ہے اور ضمیر پر بھی بوجھ پڑتا ہے۔

جھوٹی قسمیں مت اٹھاؤ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي

Islam The World Religion

السُّوقِ، فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا مَا لَمْ يُعْطِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ: {إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ} الآية (آل عمران:77) (بخاری:2088)۔

ترجمہ: عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بازار میں ایک شخص نے ایک سامان دکھا کر قسم کھائی کہ اس کی اتنی قیمت لگ چکی ہے۔ حالانکہ اس کی اتنی قیمت نہیں لگی تھی اس قسم سے اس کا مقصد ایک مسلمان کو دھوکہ دینا تھا۔ اس پر یہ آیت اتری: جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے بدلہ میں بیچتے ہیں، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (بخاری:13، مسلم:170)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَنَاجَشُوا۔ وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ كَرِهُوا النَّجْشَ (ترمذی:1304)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: بڑھ کر بولی مت لگاؤ۔ اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے، انہوں نے بولی لگانے کو پسند نہیں کیا۔

تجارت کے دوران نماز

اللہ کریم فرماتا ہے: قُلْ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (الجمعۃ:11)۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی رساں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ} [النور: 37] وَقَالَ قَتَادَةُ: كَانَ القَوْمُ يَتَبَايَعُونَ وَيَتَّجِرُونَ، وَلَكِنَّهُمْ إِذَا

Islam The World Religion

نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللهِ، لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلاَ بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ، حَتَّى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللهِ (بخاری قبل:2060)۔

ترجمہ: وہ مرد جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی (النور: 37)۔ قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: لوگ خرید وفروخت کرتے تھے اور تجارت کرتے تھے لیکن جب ان کے سامنے اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق آتا تو ان کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی عبادت سے غافل نہ کرتی تھی، حتیٰ کہ وہ اللہ کا حق ادا کر دیتے تھے۔

سود کی ممانعت اور صدقات کی ادائیگی

اللہ کریم فرماتا ہے: يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ (البقرۃ:276)۔

ترجمہ: اللہ سود کو بے برکت بناتا ہے اور صدقات میں برکت ڈالتا ہے، اور اللہ حق سے ٹکرانے والے کسی بدکردار کو پسند نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں ہے: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ یعنی صدقہ دینے سے کسی بندے کے مال میں کمی نہیں آتی (ترمذی:2523)۔

جوابازی اور سٹہ کی ممانعت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدۃ:90)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پاس سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

(2)۔خرید وفروخت کے احکام

مرابحہ اور تولیہ

لگی قیمت سے زائد پر بیچنا مرابحہ ہے اور لگی قیمت پر بیچنا تولیہ ہے۔منافع کا تعین

Islam The World Religion

طلب اور رسد کے اصول پر کرنا درست ہے، بلکہ مناسب منافع لے کر چیز کو بیچ دینا چاہیے۔ ورنہ مہنگائی یا ذخیرہ اندوزی دونوں میں سے ایک مصیبت ضرور کھڑی ہو جائے گی۔

کسی معقول وجہ کے بغیر مالِ تجارت کو ذخیرہ نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: اَلْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ یعنی مال عام کرنے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر لعنت ہے (ابن ماجہ: ۲۱۵۳، سنن الدارمی: ۲۵۴۷)۔

قبضہ میں لینے سے پہلے ہی کوئی چیز بیچ دینا

عن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قال: أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ (بخاری: 2135)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جس چیز سے منع فرمایا تھا، وہ اس غلہ کی بیع تھی جس پر ابھی قبضہ نہ کیا گیا ہو، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، میں تو تمام چیزوں کو اسی کے حکم میں سمجھتا ہوں۔

وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدِي (ترمذی: 1233، ابو داؤد: 3503، نسائی: 4613، ابن ماجہ: 2187)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وہ چیز بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو۔

حرام چیز کی خرید و فروخت

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَ يُدْهَنُ بِهَا

الْجُلُودُ وَيُسْتَصْبَحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ لَا، هُوَ حَرَامٌ (بخاری:2236، مسلم:4048، ابوداؤد:3486، ترمذی:1297، نسائی:4256، ابن ماجہ:2167)۔صحیح

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ وہ مکہ میں تھے: بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ مردار کی چربی کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں۔اس سے کشتیاں چکائی جاتی ہیں، چمڑوں کی مالش کی جاتی ہے اور لوگ چہروں پر اس کی کریم لگاتے ہیں۔فرمایا نہیں، یہ حرام ہے۔

مارکیٹ سے باہر تاجروں سے مل لینا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (بخاری:2162)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (تجارتی قافلوں سے) آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا ہے اور بستی والوں کو باہر والوں کا مال بیچنے سے بھی منع فرمایا۔

کچی فصل بیچنا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهَا، نَهَى البَائِعَ وَالمُبْتَاعَ (بخاری:2194)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع کیا تھا۔آپ کی ممانعت بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو تھی۔

محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنہ

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَ الْمُعَاوَمَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا (بخاری:2381، 2196، مسلم:3912، 3913)۔صحیح

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ، معاومہ اور ثنیا سے منع فرمایا اور عرایا کی اجازت فرمائی۔ (محاقلہ یہ ہے کہ کھیت کی کھڑی فصل کو اسی جنس کے خشک اناج کے معین پیمانوں کے عوض بیچ دیا جائے، مزابنہ یہ ہے کہ تازہ کھجوروں کی چھوہاروں کے عوض بیع کی جائے، مخابرہ یہ ہے کہ زمین مزارعت پر دی جائے اس طرح کہ فصل کا تہائی یا چوتھائی حصہ لینا ہو، معاومہ یہ ہے کہ درخت کے پھلوں کو چند سالوں کے عوض فروخت کر دیا جائے، ثنیا یہ ہے کہ بیچے جانے والے پھلوں میں سے ایک غیر معلوم حصہ مستثنیٰ کر لیا جائے، عرایا یہ ہے کہ درخت پر لگی کھجوروں کا اندازہ کر لیا جائے اور ان کھجوروں کو درخت پر ہی خشک ہونے دیا جائے اور انہیں ان کی مقدار کے برابر چھوہاروں کے بدلے میں بیچ دیا جائے، گویا یہ دراصل مزابنہ میں سے استثنیٰ ہے)۔

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوا الرُّكْبَانَ لِبَيْعٍ وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ (بخاری:2150، مسلم:3815، ابوداؤد:3443، ابن ماجہ:2175، نسائی :4496، مؤطا مالک:96 من کتاب البیوع)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: خریدنے کے لیے قافلے کو آگے جا کر مت ملو اور کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور ملاوٹ نہ کیا کرو اور شہری آدمی دیہاتی کے لیے نہ بیچے۔

سمسار ی یعنی دلالی (PROPERTY DEALING)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلاَ يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ لاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ: لاَ يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا (بخاری:2158، 2274)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (تجارتی) قافلوں سے آگے جا کر نہ ملا کرو (ان کو منڈی میں آنے دو) اور کوئی شہری، کسی دیہاتی کا سامان نہ

Islam The World Religion

بیچے، انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ: کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ، وَعَطَاءٌ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَالحَسَنُ بِأَجْرِ السِّمْسَارِ بَأْسًا۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ: بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ، فَمَا زَادَ عَلَى كَذَا وَكَذَا، فَهُوَ لَكَ۔ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: إِذَا قَالَ: بِعْهُ بِكَذَا، فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ، أَوْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَلاَ بَأْسَ بِهِ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: المُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ (بخاری قبل:2274)۔

ترجمہ: اور ابن سیرین، عطاء، ابراہیم اور حسن بصری کے نزدیک دلال کی اجرت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ یوں کہے کہ اس کپڑے کو بیچ دو اگر اتنی اتنی رقم سے زیادہ فروخت کرو تو وہ رقم تمہاری ہے۔ اور ابن سیرین نے کہا اس چیز کو اتنے میں فروخت کر دو پھر اس میں جو نفع ہو وہ تمہارا ہے یا میرے اور تمہارے درمیان تقسیم ہوگا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان اپنی طے شدہ شرائط کے مطابق چلیں۔

حوالہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْمٌ، فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ (بخاری:2287)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (قرض ادا کرنے میں) مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مالدار پر حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کرے۔

کفالۃ یعنی ضمانت

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

Islam The World Religion

عَنْهُ ، بَعَثَهُ مُصَدِّقًا، فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كَفِيلًا حَتَّى قَدِمَ عَلَى عُمَرَ، وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ، فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُ بِالْجَهَالَةِ وَقَالَ جَرِيرٌ، وَالأَشْعَثُ ، لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: فِي الْمُرْتَدِّينَ اسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ، فَتَابُوا، وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ وَقَالَ حَمَّادٌ: إِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلاَ شَيْءَ عَلَيْهِ، وَقَالَ الحَكَمُ: يَضْمَنُ (بخاری:2290)۔

ترجمہ: حضرت محمد بن حمزہ بن عمرو الاسلمی نے اور ان سے ان کے والد (حمزہ) نے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ (جہاں وہ زکوٰۃ وصول کر رہے تھے وہاں کے) ایک شخص نے اپنی بیوی کی باندی سے ہم بستری کر لی۔ حمزہ نے اس کی ایک شخص سے پہلے ضمانت لی، یہاں تک کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو سو کوڑوں کی سزا دی تھی۔ اس آدمی نے جو جرم اس پر لگا تھا اس کو قبول کیا تھا لیکن جہالت کا عذر کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو معذور رکھا تھا اور جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود سے مرتدوں کے بارے میں کہا کہ ان سے توبہ کرائیے اور ان کی ضمانت طلب کیجیے (کہ دوبارہ مرتد نہ ہوں گے) چنانچہ انہوں نے توبہ کر لی اور ضمانت خود انہیں کے قبیلہ والوں نے دے دی۔ حماد نے کہا جس کا حاضر ضامن ہوا گر وہ مر جائے تو ضامن پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ لیکن حکم نے کہا کہ ذمہ کا مال دینا پڑے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى، عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ: هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟، فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ ، فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ، قَالَ: أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا، فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ (بخاری:2298)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے پاس جب کسی ایسے میت کو لایا جاتا جس پر کسی کا قرض ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ کیا اس نے اپنے قرض

کے ادا کرنے کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ پھر اگر کوئی آپ کو بتا دیتا کہ ہاں اتنا مال ہے جس سے قرض ادا ہوسکتا ہے۔ تو آپ اس کی نماز پڑھاتے ورنہ آپ ﷺ مسلمانوں ہی سے فرما دیتے کہ اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فتح کے دروازے کھول دیئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کا خود ان کی ذات سے بھی زیادہ مستحق ہوں۔ اس لیے اب جو بھی مسلمان وفات پا جائے اور وہ مقروض رہا ہو تو اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مسلمان مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔

سودے کی واپسی کا اختیار

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ (بخاری:2107، مسلم:3853)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: خرید و فروخت کرنے والے دونوں آدمیوں کو سودے کی واپسی کا اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں سوائے بیع الخیار کے۔

وَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْبَيْعِ (ترمذی:1249، ابن ماجہ:2184)۔ حسن

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دیہاتی کو چیز بیچنے کے بعد واپس کرنے کا اختیار دیا۔

وَعَنْ أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: مَنِ اشْتَرٰى شَيْئًا لَمْ يَرَهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِذَا رَآهُ (السنن الکبریٰ للبیہقی:10428)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ایوب (تابعی) نے حضرت حسن (بصری) سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: جس نے کوئی ایسی چیز خریدی جسے نہیں دیکھا تھا، تو اسے دیکھنے کے بعد اسے اختیار ہے (چاہے رکھے یا واپس کرے)۔

Islam The World Religion

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: مَنِ اشْتَرٰی شَیْئاً لَمْ یَرَہٗ فَھُوَ بِالْخِیَارِ اِذَا رَآہُ یعنی جس نے کوئی چیز خریدی جسے اس نے دیکھا نہیں تھا تو دیکھنے کے بعد اسے اختیار ہے (سنن الدار قطنی : ۲۷۷۹ ، السنن الکبریٰ للبیہقی : ۱۰۴۲۶)۔ضعیف، وعن مکحول مرفوعًا (السنن الکبریٰ:۱۰۴۲۵)۔ضعیف

سوداواپس کرنا

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَقَالَ مُسْلِماً اَقَالَ اللّٰہُ عَثْرَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (ابوداؤد:3460، ابن ماجہ :2199، مسند احمد:7425)۔اسنادہ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: جس نے مسلمان کا سوداواپس کرلیا قیامت کے دن اللہ اس کی خطائیں واپس کردے گا۔

شہری رواج کے مطابق چلنا

وَقَالَ شُرَیْحٌ لِلْغَزَّالِینَ: سُنَّتُکُمْ بَیْنَکُمْ رِبْحًا وَقَالَ عَبْدُ الوَھَّابِ، عَنْ أَیُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ: لاَ بَأْسَ العَشَرَۃُ بِأَحَدَ عَشَرَ، وَیَأْخُذُ لِلنَّفَقَۃِ رِبْحًا وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِھِنْدٍ: خُذِی مَا یَکْفِیكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ وَقَالَ تَعَالَی: {وَمَنْ كَانَ فَقِیرًا فَلْیَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ} [النساء: 6] وَاكْتَرَی الحَسَنُ، مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مِرْدَاسٍ: حِمَارًا، فَقَالَ: بِكَمْ؟ قَالَ: بِدَانَقَیْنِ، فَرَكِبَہُ ثُمَّ جَاءَ مَرَّۃً أُخْرَی، فَقَالَ: الحِمَارَ الحِمَارَ، فَرَكِبَہُ وَلَمْ یُشَارِطْہُ، فَبَعَثَ إِلَیْہِ بِنِصْفِ دِرْھَمٍ (بخاری قبل:2210)۔

ترجمہ: اور قاضی شریح نے کپڑا بننے والوں سے کہا کہ: تمہارے نفع کا تمہارے رواج کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔اور محمد بن سرین نے فرمایا کہ: دس کی چیز کی گیارہ کے عوض بیع کرنے میں

Islam The World Religion

کوئی حرج نہیں ہے، وہ اپنے خرچ کے لیے نفع لے سکتا ہے۔اور نبی کریم ﷺ نے ہند سے فرمایا کہ: تمہارے اور تمہاری اولاد کے لیے عرف کے مطابق جتنا خرچ کافی ہے وہ لے لو۔اور اللہ تعالی نے فرمایا اور جو یتیم کا ولی ضرورت مند ہو وہ دستور کے مطابق کھالے اور حسن بصری نے عبداللہ بن مرداس سے گدھا کرائے پر لیا تو ان سے اس کا کرایہ پوچھا۔انہوں نے بتایا کہ کرایہ دو دمڑی ہے (ایک دمڑی درہم کا چھٹا حصہ ہے) اس طرح وہ گدھا کرائے پر لے گئے۔پھر دوسری بار وہ کسی ضرورت سے آئے اور کہا کہ مجھے گدھا چاہیے۔پس اس پر سوار ہو گئے اور کرایہ طے نہیں کیا۔پھر اس کے پاس (احساناً) نصف درہم بھیج دیا۔

سمندر پار بین الاقوامی تجارت

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ:2)۔

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں باہم تعاون کرو اور گناہ اور نافرمانی کے معاملے میں تعاون مت کرو۔

وَقَالَ مَطَرٌ: لاَ بَأْسَ بِهِ وَمَا ذَكَرَهُ اللهُ فِي القُرْآنِ إِلَّا بِحَقٍّ، ثُمَّ تَلَا: {وَتَرَى الفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ} (النحل : 14) (بخاری قبل: 2063)۔

ترجمہ: اور مطر نے کہا کہ: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اللہ عزوجل نے قران مجید میں اس کا ذکر جواز کے ساتھ کیا ہے۔پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی: اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو جو پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں تا کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو (النحل:14)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِأَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي البَحْرِ، فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا، فَأَخَذَ خَشَبَةً، فَنَقَرَهَا، فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ، فَرَمَى بِهَا فِي البَحْرِ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ، فَإِذَا

بِالْخَشَبَةِ، فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا، فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ (بخاری:1498)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسرے بنی اسرائیل کے شخص سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں۔اس نے اللہ کے بھروسے پر اس کو دے دیں۔اب جس نے قرض لیا تھا وہ سمندر پر گیا کہ سوار ہو جائے اور قرض خواہ کا قرض ادا کرے لیکن سواری نہ ملی۔آخر اس نے قرض خواہ تک پہنچنے سے ناامید ہو کر ایک لکڑی لی اس کو کریدا اور ہزار اشرفیاں اس میں بھر کر وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی۔اتفاق سے قرض خواہ کام کاج کو باہر نکلا' سمندر پر پہنچا تو ایک لکڑی دیکھی اور اس کو گھر میں جلانے کے خیال سے لے آیا۔جب لکڑی کو چیرا تو اس میں اشرفیاں پائیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ (مسندِ احمد: 1727،ترمذی:2518،نسائی:5711،سنن الدارمی:2535)۔صحیح

ترجمہ: جو چیز یقینی ہو اس کے مقابلے پر اس چیز کو ترک کر دے جو تجھے شک میں ڈالے۔

صرف (یعنی سونے کے بدلے چاندی)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنَ عَازِبٍ ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَا: كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ ، فَقَالَ: إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ ، وَإِنْ كَانَ نَسَاءً فَلَا يَصْلُحُ (بخاری:2060)۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے عہد میں تاجر تھے،اس لیے ہم نے آپ ﷺ سے صرف (سونے کے بدلے چاندی) کے متعلق پوچھا۔آپ نے جواب یہ دیا تھا کہ (لین دین) ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن ادھار کی صورت میں جائز نہیں ہے۔

بیع صرف میں تقابض یعنی دونوں بدلوں کا نقد دیا جانا شرط ہے۔اگر جنس ایک ہی ہو مثلاً روپے کو روپے سے یا اشرفیوں کو اشرفیوں سے تو کمی یا زیادتی درست نہیں۔

Islam The World Religion

(3)۔شرکت اور مضاربت

عَنْ زَهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهٗ عَبْدُ اللهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِى الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابنُ الزُّبَيرِ فَيَقُولَانِ لَهٗ. اَشْرِكْنَا فَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْمَنزِلِ (بخاری:2501)۔صحیح

ترجمہ: حضرت زہرہ بن معبد فرماتے ہیں کہ میرے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام مجھے ساتھ لے کر بازار تشریف لے جاتے اور کھانے کی چیزیں خریدتے تھے۔ انہیں حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما ملتے تو کہتے تھے کہ ہمیں بھی اپنے کاروبار میں شریک کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ انہیں شریک کر لیتے تھے تو کبھی کبھی جانور پر لادا ہوا سارا سامان ہی خرید لیتے تھے اور اسے گھر بھیج دیتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا (ابوداود:3383)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: دو شریکوں کے ساتھ تیسرا میں ہوتا ہوں، جب تک ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں بیچ میں نکل جاتا ہوں۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (ابوداؤد:3535، ترمذی:1264، سنن الدارمی:2600)۔اسنادہ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ: جس نے تیرے پاس امانت رکھی، اسے واپس ادا کر، اور جس نے تجھ سے خیانت کی اسکے ساتھ خیانت مت کر۔

وَعَنْ عُرْوَةَ بنِ اَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اَعْطَاهُ دِينَاراً لِيَشْتَرِيَ لَهٗ شَاةً. فَاشْتَرٰى لَهٗ شَاتَينِ فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ وَاَتَاهُ بِشَاةٍ وَدِينَارٍ فَدَعَا لَهٗ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيعِهٖ بِالْبَرَكَةِ فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيهِ

(بخاری:3642، ابوداؤد:3384، ترمذی:1258، ابن ماجہ:2402)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عروہ بن ابی جعد بارقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک دینار عطا فرمایا تا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے بکری خریدیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے لیے دو بکریاں خریدیں۔ ان میں سے ایک بکری ایک دینار میں فروخت کر دی اور آپ ﷺ کے پاس ایک بکری اور ایک دینار لے کر حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے کاروبار میں برکت کی دعا فرمائی۔ وہ اگر مٹی بھی خریدتے تھے تو انہیں اس میں نفع ہوتا تھا۔

تشریح

بینکاری کا مکمل نظام جب تک سرکاری سطح پر اسلامی نہیں ہو جاتا، شکوک وشبہات کے بادل منڈلاتے رہیں گے۔ اس کے علاوہ بیمہ کمپنیاں اور دیگر کاروباری ادارے جو موجودہ بینکاری نظام کے ساتھ منسلک ہیں انہیں شریعت کے مطابق قرار دینے میں اگر اختلاف ہے تو ممانعت کا پہلو غالب سمجھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: لوگوں پر ایک وقت آئیگا کہ سود کھائے بغیر کوئی بھی نہیں بچے گا۔ اگر سود نہ کھایا تو اس کے اثرات اس تک ضرور پہنچ جائیں گے (ابوداؤد:۳۳۳۱)۔

متقی لوگوں کو یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ: دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ یعنی جس میں شک ہے اسے چھوڑ دو اور جس میں شک نہیں اسے اختیار کر لو (ترمذی:۲۵۱۸)۔ البتہ اپنی فاضل دولت کی محض حفاظت کے لیے علماءِ اسلام کے کسی منظور کردہ بینک پر اعتماد کر لینا مجبوری ہے۔

(4)۔مزدور کے فرائض اور اس کے حقوق

نیک آدمی کو اجرت پر رکھنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: {إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ} [القصص: 26]، وَالْخَازِنُ الْأَمِينُ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ أَرَادَهُ (بخاری قبل:2260)۔

ترجمہ: بے شک آپ جن کو اجرت پر رکھیں گے ان میں بہترین وہی ہے جو طاقتور اور ایمان دار ہو (القصص:26)۔ اور خازن امین ہوتا ہے۔ اور جو منصب کا ارادہ کرے، اس کو منصب نہ

Islam The World Religion

دیا جائے۔

عن أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الخَازِنُ الأَمِينُ، الَّذِي يُؤَدِّي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ ، أَحَدُ المُتَصَدِّقِينَ (بخاری:2260)۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امانت دار خزانچی جو اس کو حکم دیا جائے، اس کے مطابق دل کی فراخی کے ساتھ (صدقہ ادا کردے) وہ بھی ایک صدقہ کرنے والوں ہی میں سے ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ ، ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا الخِرِّيتُ: المَاهِرُ بِالهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ يَمِينَ حِلْفٍ فِي آلِ العَاصِ بْنِ وَائِلٍ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاَثِ لَيَالٍ ، فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيحَةَ لَيَالٍ ثَلاَثٍ ، فَارْتَحَلاَ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، وَالدَّلِيلُ الدِّيلِيُّ، فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ (بخاری:2263)۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (ہجرت کرتے وقت) بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا۔ اور اسے بطور ماہر راہبر مزدوری پر رکھا تھا (حدیث کے لفظ) خریت کے معنی راہبری میں ماہر کے ہیں۔ اس نے اپنا ہاتھ پانی وغیرہ میں ڈبو کر عاص بن وائل کے خاندان سے عہد کیا تھا اور وہ کفار قریش ہی کے دین پر تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس پر بھروسہ تھا۔ اسی لیے اپنی سواریاں انہوں نے اسے دے دیں اور غار ثور پر تین رات کے بعد اس سے ملنے کی تاکید کی تھی۔ وہ شخص تین راتوں کے گزرتے ہی صبح کو دونوں حضرات کی سواریاں لے کر وہاں حاضر ہو گیا۔ اس کے بعد یہ حضرات وہاں سے عامر بن فہیرہ اور اس دیلی راہبر کو ساتھ لے کر چلے۔ یہ شخص ساحل کے کنارے سے آپ کو لے کر چلا تھا۔

Islam The World Religion

عَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ ، جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ اَيدِيْكُمْ ، فَمَنْ كَانَ اَخُوهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَاَعِينُوهُم (بخاری:30، 2545، مسلم:4313)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ماتحت تمہارے بھائی ہیں۔اللہ نے انہیں تمہارا دستِ نگر بنایا ہے۔جسکے ماتحت اس کا بھائی ہوتو جو کچھ خود کھاتا ہے اس میں سے اسے کھلائے اور جو کچھ خود پہنتا ہے اس میں سے اسے پہنائے۔اوران سے ان کی برداشت سے زیادہ کام مت لو۔اوراگر زیادہ کام لوتوان کی مدد کرو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَجُفَّ عَرَقُهٗ (ابن ماجہ:2443)۔صحیح ولہ طرق

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: مزدور کواس کی مزدوری ادا کرواس سے پہلے کہ اس کا پسینہ خشک ہو۔

(5)۔قرض اوراس کے متعلقات کا بیان

عَنْ اَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِراً اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَومِ الْقِيٰمَةِ (مسلم:4000)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے تنگ دست کومہلت دی یااس کا قرض معاف کردیا، اللہ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے گا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَاَىٰ مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهٖ تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُ (بخاری:2078، مسلم:3998)۔صحیح

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: ایک تاجر تھا جو لوگوں کو قرض دیتا تھا، جب وہ کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہتا تھا کہ اس سے درگزر کرو، شاید اللہ ہم سے درگزر فرمائے، اللہ نے اس شخص سے درگزر فرمایا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَىٰ وَإِذَا اقْتَضَىٰ (بخاری: 2076، ابن ماجہ: 2203)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ رحم کرے آسانیاں دینے والے آدمی پر، جب وہ بیچے اور جب وہ خریدے اور جب وہ قرض کا تقاضا کرے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ (مسلم: 4883)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے سوائے قرض کے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللهُ (بخاری: 2387)۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو کوئی لوگوں کا مال قرض کے طور پر ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو کوئی نہ دینے کے لیے لے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو تباہ کر دے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ (بخاری: 2402، مسلم: 3987)۔ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

Islam The World Religion

ہوئے سنا، جو شخص ہو بہو اپنا مال کسی شخص کے پاس پالے جب کہ وہ شخص دیوالیہ قرار دیا جا چکا ہو تو صاحب مال ہی اس کا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق ہے۔

سلف کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ، فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ (بخاری:2239 ،مسلم:4118)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ ایک سال یا دو سال کے ادھار پر پھلوں کی بیع کرتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیع سلّم کرے وہ صرف معین ماپ اور معین وزن اور مدتِ معینہ میں بیع کرے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهُ (ابو داؤد:3468، ابن ماجہ:2283)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: جو شخص کسی چیز کی بیع سلّم کرے، وہ اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے کسی کو نہ بیچے۔

رہن کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ (البقرۃ:283)۔

ترجمہ: رہن ہے قبضہ شدہ۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَاماً مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعاً لَهُ مِنْ حَدِيدٍ (بخاری:2068، مسلم:4114، نسائی:4609، ابن ماجہ:2436)۔صحیح

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی

Islam The World Religion

سے وقتِ مقررہ تک کے لیے کھانا خریدا اور اپنی ایک لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَا يُنْتَفَعُ مِنَ الرَّهْنِ بِشَيءٍ (شرح معانی الآثار للطحاوی:5757)۔صحیح

ترجمہ: حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ گروی رکھی ہوئی چیز سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔

سود کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرۃ:275)۔

ترجمہ: اللہ نے خرید وفروخت حلال فرمائی ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے۔

اور فرمایا: وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ (البقرۃ:279)۔

ترجمہ: اگر تم ایمان والے ہو تو باقی ماندہ سود بھی معاف کردو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبٰو وَمُوكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ. وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ (مسلم:4093)۔صحیح

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب برابر ہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا اَكَلَ الرِّبٰو ، فَاِنْ لَمْ يَاْكُلْهُ اَصَابَهٗ مِنْ بُخَارِهٖ وَيُرْوٰى مِنْ غُبَارِهٖ (ابوداؤد:3331، نسائی:4455، ابن ماجہ:2278)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ سود کھائے بغیر کوئی بھی نہیں بچے گا۔ اگر سود نہ کھایا تو اس کے اثرات اس تک ضرور پہنچ جائیں گے۔ اور وہ اس کے غبار سے سیراب ہوگا۔

Islam The World Religion

وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهْبُ بِالذَّهْبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ يَداً بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰى، اَلْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيْهِ سَوَآءٌ (مسلم:4064)۔صحیح

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر ہے، ہاتھوں ہاتھ ہے۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو وہ سود ہے۔ لینے والا دینے والا اس میں برابر ہیں۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بنِ زَيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبٰوا اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِي وَفِي رِوَايَةِ مُسلِمٍ وَالبُخَارِي، اَلرِّبٰوا فِي النَّسِيئَةِ (بخاری:2179، مسلم:4088)۔صحیح

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: کوئی سود نہیں ہے سوائے قرض پر۔ مسلم بخاری کی روایت میں ہے کہ سود قرض پر ہوا کرتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْحَيَوانِ وَاحِداً بِاثْنَيْنِ يَداً بِيَدٍ، وَ كَرِهَ نَسِيئَةً (ابن ماجہ:2271)۔صحیح

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: ایک کے بدلے دو جانور ہاتھوں ہاتھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور آپ ﷺ نے ادھار پر ایسا سودا ناپسند فرمایا۔

تشریح

سود کا تعلق صرف ان چھ چیزوں سے نہیں جو حدیث میں بیان ہوئی ہیں بلکہ یہ علت جہاں بھی پائی جائے گی وہی حکم لاگو ہوگا۔ امام محمد بن نصر مروزی متوفی ۲۹۴ ہجری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جس نے کہا کہ سود صرف انہی چھ چیزوں میں ہے جن کا نام نبی ﷺ نے لیا ہے، تو اس کا یہ

Islam The World Religion

قول اسلاف کی تحقیقات کے خلاف ہے اور تمام شہروں کے علماء میں سے اہل فتویٰ کے اجماع کے خلاف ہے اور ہم اسلاف میں سے کوئی ایک عالم بھی ایسا نہیں جانتے جس نے یہ قول کیا ہو لَا نَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ السَّلَفِ ذَهَبَ اِلَيْهِ (السنۃ صفحہ ۱۷۳)۔

اگر قرض پر اضافہ ہو تو اسے رباء النسیٔہ کہتے ہیں اور اگر قرض کے بغیر ہاتھوں ہاتھ تبادلے میں اضافہ ہو تو اسے رباء الفضل کہتے ہیں۔

معاشیات کے ضمن میں ، رزقِ حلال ، خرید و فروخت کے تفصیلی احکام، شرکت و مضاربت (یعنی بینکاری)اور مزدوری کے احکام وغیرہ پر جس قدر بحث اور رہنمائی اسلامی تعلیمات میں دستیاب ہے پوری دنیا کا کوئی مذہب بلکہ سیکولر نظام بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خاص توجہ کے قابل بات یہ ہے کہ جس مقدس ہستی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسی مفصل تعلیمات دی ہوں کیا وہ کوئی عام شخصیت ہے یا عظیم ترین انسان؟

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: حق نہیں کرتا کبھی باطل کی طاعت کو قبول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کریم فرماتا ہے: وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ إِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (بنی اسرائیل:81)۔

ترجمہ: فرما دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل نے جانا ہی تھا۔

حق گوئی کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنۡ أَعۡظَمِ الۡجِهَادِ كَلِمَةَ عَدۡلٍ عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَائِرٍ (ترمذی:2174، ابوداؤد:4344)۔

ترجمہ: بے شک سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق کی بات کرنا ہے۔

سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمۡزَةُ وَرَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ (مستدرکِ حاکم:4947)۔

ترجمہ: شہیدوں کا سردار حمزہ ہے اور وہ شخص جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

لَا طَاعَةَ فِي مَعۡصِيَةٍ (بخاری:7257، مسلم:4765)۔

ترجمہ: اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو تو مخلوق کی فرمانبرداری مت کرو۔

(1)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق گوئی

اللہ کریم اپنے حبیب کو حکم فرماتا ہے: فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ یعنی اے محبوب دھڑلے سے بیان کیجیے اس کا جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے (الحجر 94)۔

عَنۡ عُرۡوَةَ بۡنِ الزُّبَيۡرِ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ: سَأَلۡتُ عَبۡدَ اللهِ بۡنَ عَمۡرٍو عَنۡ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ بِرَسُوۡلِ اللهِ ﷺ، قَالَ: رَأَيۡتُ عُقۡبَةَ بۡنَ أَبِي مُعَيۡطٍ،

Islam The World Religion

جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَوَضَعَ رِدَآءَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ بِهٖ خَنْقاً شَدِيْداً، فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهٗ عَنْهُ، فَقَالَ: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللهُ، وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ (بخاری:3678، 3856، 4815)۔

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کے سخت ترین معاملہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کا گلا شدت سے دبایا۔ اوپر سے ابوبکر آ گئے، انہوں نے اسے دفع کیا اور کہا: کیا تم لوگ اس مردِ خدا کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آیا ہے؟۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مشرکین کی طرف سے سب سے سخت دن کون سا آیا؟ فرمایا: ایک مرتبہ مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ ہمارے بتوں کو اسطرح اسطرح کہتے ہیں۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ سب کھڑے ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ ہمارے بتوں کے بارے میں اسطرح اسطرح کہتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ سارے کے سارے ٹوٹ پڑے (مسندِ حمیدی:324، نوادر الاصول:1079، مسندِ ابی یعلیٰ:52)۔

(2)۔ صدیقِ اکبر کی حق گوئی

یہ حدیث دیگر کتب میں تفصیلاً اس طرح مذکور ہے: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مشرکین کی طرف سے سب سے سخت دن کون سا آیا؟ فرمایا: ایک مرتبہ مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ ہمارے بتوں کو اسطرح اسطرح کہتے ہیں۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ سب کھڑے ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ ہمارے بتوں کے بارے میں اسطرح اسطرح کہتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ سارے کے سارے ٹوٹ پڑے۔ ایک آدمی چیختا ہوا ابوبکر کے

Islam The World Religion

پاس پہنچا اور کہا: (یا صدیق اکبر) اپنے صاحب کو پہنچ۔ ابوبکر فوراً نکل گئے اور انہوں نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں، آپ مسجد میں داخل ہوئے اور کہے جا رہے تھے: تم لوگوں کا برا ہو، کیا تم اس مردِ خدا کو معاذ اللہ قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا اور ابوبکر پر حملہ کر دیا۔ ابوبکر جب ہمارے پاس واپس آئے تو آپ اپنی زلفوں میں سے جہاں بھی ہاتھ لگاتے تو بال اکھڑ کر ہاتھ میں آ جاتے تھے، اور آپ فرماتے تھے: تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مسندِ حمیدی:324، نوادر الاصول:1079، مسندِ ابی یعلیٰ:52، حلیۃ الاولیاء 1/62، 63)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے بتاؤ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین آپ، فرمایا: میں نے ہمیشہ اپنے برابر والے کو للکارا ہے، مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ بتائیے کون بہادر ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ جب بدر کا دن آیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک عرشہ تیار کیا، ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا تاکہ کوئی مشرک آپ کی طرف بڑھنے کی ہمت نہ کرے؟ تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی قریب نہ گیا سوائے ابوبکر کے جو رسول اللہ ﷺ کے سر پہ تلوار لہرائے پہرہ دے رہا تھا، جب بھی کوئی دشمن آپ ﷺ کی طرف بڑھتا تو ابوبکر اسے آڑے ہاتھوں لیتے، تو یہی ہے تمام لوگوں سے زیادہ بہادر فَهٰذَا اَشْجَعُ النَّاسِ۔

پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ قریش آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کیا آپ ہی ہمارے خداؤں کی بجائے ایک خدا کی بات کرتے ہیں؟ تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کے قریب نہ گیا سوائے ابوبکر کے۔ ابوبکر کسی کو مار رہے تھے، کسی کو گھسیٹ رہے تھے اور کسی کو دھکے دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے: تم لوگوں کا برا ہو، کیا تم اُس مردِ خدا کو شہید کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر والی چادر اٹھائی اور اتنا روئے کہ داڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر فرمایا: لوگو! میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ: کیا آلِ فرعون کا مومن افضل ہے یا ابوبکر؟ لوگ خاموش ہو گئے، فرمایا: مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ اللہ

Islam The World Religion

کی قسم ابوبکر کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مومن جیسوں سے افضل ہے، اُس نے تو اپنا ایمان چھپایا تھا مگر یہ وہ مرد ہے جس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا تھا (مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳)۔

(3)۔فاروقِ اعظم کی حق گوئی

رَحِمَ اللهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرّاً ، تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ صَدِيْقٌ (ترمذی:3714)۔

ترجمہ: اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : وَاللهِ مَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ (مستدرکِ حاکم:4543)۔صَحِيْحٌ وَافَقَهُ الذَّهْبِي

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم ہم کعبہ میں سرِ عام نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر مسلمان ہو گئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ (ترمذی:3682، مستدرکِ حاکم:4557)۔ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے۔ (اسی لیے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق قرآن مجید کی بیس آیات نازل ہوئیں، جنہیں موافقاتِ عمر کہا جاتا ہے)۔

(4)۔عثمان غنی کی حق گوئی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ ، وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ (ترمذی:3705)۔

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Islam The World Religion

اے عثمان اللہ تعالیٰ تجھے حکمرانی کی قمیض پہنائے گا، جب لوگ تجھ سے وہ قمیض اتروانا چاہیں تو اسے مت اتارنا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کر کے دکھایا۔

(5)۔علی المرتضیٰ کی حق گوئی

رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیّاً ، اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَار (ترمذی:3714)۔

ترجمہ: اللہ علی پر رحم کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ گھما دے یہ جدھر بھی جائے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا: ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں (اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حدیث: ۴۳، الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۸۱)۔

(6)۔امام جعفر صادق کی حق گوئی

مخالفین صحابہ کی کتاب میں ایک حدیث درج ہے کہ: عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ حِلْیَۃِ السُّیُوفِ فَقَالَ: لَابَأْسَ بِہٖ ، قَدْ حَلّٰی اَبُو بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَیْفَہٗ ، قُلْتُ :فَتَقُولُ : الصِّدِّیْقُ ؟ قَالَ: فَوَثَبَ وَثْبَۃً وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَقَالَ: نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ ، نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ ، نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ ، فَمَنْ لَمْ یَقُلْ لَّہُ الصِّدِّیْقَ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ لَہٗ قَوْلًا فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْآخِرَۃِ (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد 2 صفحہ 685)۔

ترجمہ: عروہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے تلوار کو زیور پہنانے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا تھا، میں نے کہا: آپ اسے صدیق کہہ رہے ہیں؟ تو وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے، اور فرمایا: ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے، جس نے

Islam The World Religion

اسے صدیق نہ کہا اللہ اس کی کسی بات کو سچا نہیں مانے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دیگر اولیاء اللہ کی حق گوئی

حضور سیدنا قطب الاقطاب شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے پاس بادشاہِ وقت نے دس تھیلے نذرانے کے بھیجے۔ آپ نے قبول فرمانے سے انکار کر دیا، اس نے اصرار کیا تو آپ نے ان میں سے دو تھیلیاں اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر انہیں نچوڑنا شروع کر دیا، ان میں سے خون بہنے لگا آپ نے فرمایا: اگر تمہاری نسبت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ ہوتی تو میں ان تھیلیوں کو اتنا نچوڑتا کہ یہ خون تمہارے محل تک چلا جاتا (قلائد الجواہر صفحہ 228)۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اکبر بادشاہ کے سجدہِ تعظیمی کی سخت مخالفت فرمائی۔

ہمارے مرشد کریم سائیں بادشاہ (مشوری شریف) نے بھٹو کے مقابلے پر الیکشن میں کھڑے ہونے کا اعلان فرمایا۔ یہ ہے اصل صوفیاء کی جرات اور ان کی حق گوئی۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

پندرہواں باب:

اہم موضوعات پر قرآنی آیات

Islam The World Religion

پہلا خطاب: علم اور علماء پر آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا (طٰہٰ:114)۔

ترجمہ: اور دعا کریں کہ اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِی الۡمَجٰلِسِ فَافۡسَحُوۡا یَفۡسَحِ اللّٰهُ لَکُمۡ ۚ وَاِذَا قِیۡلَ انۡشُزُوۡا فَانۡشُزُوۡا یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ (المجادلۃ:11)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل جاؤ تو کھل کر بیٹھا کرو، اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ کھڑے ہوا کرو، جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کریگا، اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ (فاطر:28)۔

ترجمہ: اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علماء ہیں، بیشک اللہ غالب ہے، بخشنے والا ہے۔

اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَیَرۡجُوۡا رَحۡمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلۡ هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (الزمر:9)۔

ترجمہ: کیا مشرک اچھا ہے! یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے؟ فرما دو! بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل والے ہی پکڑتے ہیں۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ

Islam The World Religion

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (الانبیاء:7)۔

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے اگر تم لوگ نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرۃ:129)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما نا جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنایا کرے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھایا کرے اور انہیں پاک کرے، بیشک تو غالب ہے حکمت والا ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:151)۔

ترجمہ: جس طرح ہم نے تم میں تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور ایسی تعلیم دیتا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ (الرحمٰن:1،2)۔

ترجمہ: وہ رحمان ہے، جس نے قرآن کی تعلیم دی۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (النحل:44)۔

ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن اس لیے اتارا ہے کہ آپ لوگوں پر واضح کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (النحل:64)۔

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے صرف اس لیے کہ جس معاملے میں ان لوگوں کا اختلاف ہے، آپ اس کا فیصلہ کر دیں اور یہ کتاب مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

Islam The World Religion

اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ (الاعراف:157)۔

ترجمہ: متقی لوگ وہ ہیں جو اس رسول، نبی، امی کی اتباع کرتے ہیں جسے یہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (ابراہیم:1)۔

ترجمہ: یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد:19)۔

ترجمہ: پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ابراہیم:52)۔

ترجمہ: یہ لوگوں کے لیے انتہا درجہ کی تبلیغ ہے اور اس کے نازل کیے جانے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو جوابدہی سے ڈرایا جائے اور تاکہ لوگ جان لیں کہ ایک اللہ ہی معبود ہے اور تاکہ قرآن سے عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

شَهِدَ اللهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (آل عمران:18)۔

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سواء کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں نے، اور علم والوں نے، انصاف پر قائم رہتے ہوئے گواہی دی، کہ اس غالب حکمت والے کے سواء کوئی معبود نہیں۔

وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (یوسف:76)۔

ترجمہ: اور ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے۔

وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (العنکبوت:43)۔

ترجمہ: ان باتوں کو عالموں کے سواء کوئی نہیں سمجھتا۔

Islam The World Religion

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا (الکہف:65)۔

ترجمہ: اور ہم نے اسے (خضر کو) اپنی طرف سے علم سکھایا۔

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:63)۔

ترجمہ: جب جاہل لوگ اللہ کے بندوں سے مخاطب ہوتے ہیں تو یہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

دوسرا خطاب: آیات التوحید فی القرآن المجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے وجود پر قرآن کے عقلی دلائل

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرۃ:۲۸)۔

ترجمہ: تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو، جبکہ تم نہیں تھے تو اس نے تمہیں وجود بخشا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ﴿۶﴾ الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِىْۤ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ﴿۸﴾ (الانفطار:6،7،8)۔

ترجمہ: اے انسان! تجھے کون سی چیز نے تیرے رب سے غافل کر دیا، جس نے تجھے خلق کیا، پھر تجھے برابر کیا، پھر تجھے اعتدال دیا، جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا؟

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۙ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۙ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۙ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (الغاشیہ:۱۷ تا ۲۰)۔

ترجمہ: کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کس طرح اٹھایا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ انہیں کس طرح نصب کیا گیا ہے اور زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ (النمل:60)۔

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا؟ پھر ہم نے اس پانی سے بارونق باغ اگائے، تمہارے بس میں نہیں تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگا سکتے۔ کیا پھر بھی اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ نہیں! بلکہ ان لوگوں نے حق سے منہ

Islam The World Religion

موڑ رکھا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ (البقرۃ:164)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، رات اور دن کے بدل بدل کر آنے میں، اور دریا میں چلنے والی کشتیوں میں جو لوگوں کے لیے فائدہ مند ہیں، اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا، پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور زمین میں ہر طرح کے جانور پھیلائے، اور ہواؤں کے پھیرنے میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان اللہ کے حکم کے پابند ہیں، ان تمام چیزوں میں عقلمندوں کے لیے اللہ کو پہچاننے کی نشانیاں موجود ہیں۔

سَنُرِیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَقُّ (حم السجدۃ:۵۳)۔

ترجمہ: جلد ہی ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں دکھائیں گے اور ان کی جانوں میں بھی، حتیٰ کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ حق یہی ہے۔

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَیَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ (النمل:۶۲)۔

ترجمہ: کون ہے جو بے بس و مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے۔ اور کون ہے جو مشکل کو حل کرتا ہے۔ اور کون تمہیں مرنے والوں کی نیابت سونپتا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہے؟ تم بہت کم سوچتے ہو۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ (آل عمران:18)۔

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سواء کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں نے، اور علم والوں نے، انصاف پر قائم رہتے ہوئے گواہی دی، کہ اس غالب حکمت والے کے سواء کوئی معبود نہیں۔

Islam The World Religion

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد:19)۔

ترجمہ: پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

لَو كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:22)۔

ترجمہ: اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سواء معبود ہوتے تو ان میں فساد پھیل جاتا۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرۃ:۱۶۳)۔

ترجمہ: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اسکے سواء کوئی معبود نہیں، نہایت رحمت والا بے حد رحم والا۔

اللہ کی صفات

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى (الاسراء:110)۔

ترجمہ: فرمادیں، اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو، جس طرح بھی پکارو، یہ اسی کے حسین نام ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الاعراف:180)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے حسین نام ہیں، تو ان ناموں سے اسی کو پکارو، اور ان لوگوں کو پرے چھوڑو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں، جلد ہی انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝۲۲ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲۳ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

Islam The World Religion

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ (الحشر:18 تا24)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل قیامت کے لیے کیا سامان بھیجا ہے اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔ اور تم ان جیسے نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول بیٹھے تھے، تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جنت والے ہی وہ ہیں جو کامیاب ہیں۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو (اے مخاطب) ضرور تو اسے (اللہ کے لیے) جھکتا ہوا اللہ کے خوف سے پھٹتا ہوا دیکھتا۔ اور یہ مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو بادشاہ ہے، مقدس ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن بخشنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، غالب ہے، ہر کمی پوری کرنے والا ہے، تکبر کا مستحق ہے۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ اللہ وہی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود میں لانے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، اسی کے سب سے اچھے نام ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں وہ اس کی تسبیح کرتی ہیں، اور وہی غالب ہے، حکمت والا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرۃ:255)۔

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو ہمیشہ زندہ ہے جو تمام کائنات سنبھالے ہوئے ہے جس کو نہ کبھی اونگھ آتی ہے، نہ نیند۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ لوگوں کے تمام آگے پیچھے کے حالات کو خوب جانتا ہے، اور وہ لوگ اس کے علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے

Islam The World Religion

میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جسے وہ خود چاہے، اس کی کرسی نے تمام آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے، اور ان دونوں کی نگہبانی سے اسے ذرا بھی بوجھ نہیں ہوتا، اور وہ بڑا عالی مقام، صاحبِ عظمت ہے۔

توحید پر جامع ترین سورتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۧ﴿۶﴾ (سورۃ الفاتحہ)۔

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کی ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش کرنے والا ہے۔ سب پر رحم کرنے والا بہت مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر غضب ہوا اور نہ ہی ان لوگوں کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (سورۃ الاخلاص)۔

ترجمہ: فرما دیجیے! وہ اللہ واحد ہے، سب اللہ کے محتاج ہیں، اس کی کوئی اولاد نہیں اور وہ کسی کی اولاد نہیں، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اللہ کے بارے پوچھ لو

اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا (الفرقان:59)۔

ترجمہ: وہ رحمان ہے، اس کے بارے میں جاننے والے سے پوچھ۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء:25)۔

ترجمہ: اور تم سے پہلے ہم نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس پر ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ:

Islam The World Religion

میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، لہٰذا میری عبادت کرو۔

اخلاص کی تعلیم

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام :162)۔

ترجمہ: فرمادو! بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت خالص اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:14)۔

ترجمہ: بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (الجن:18)۔

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پوجو۔

اللہ پر توکل

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا، وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ إِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ أَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (الطلاق:2،3)۔

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کو نکلنے کا راستہ دیتا ہے، اور اس کو رزق وہاں سے دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو پھر اللہ اس کے لیے کافی ہے، اللہ نے اپنا فیصلہ پورا کر کے دکھانا ہے، اللہ نے ہر چیز کی ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ۖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبۃ:129)۔

ترجمہ: پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو آپ فرمادیجیے کہ: میرے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

Islam The World Religion

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران:173)۔

ترجمہ: وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا تھا کہ: یہ (مکہ کے کافر) لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا ان سے ڈرتے رہنا، تو اس خبر نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور وہ بول اٹھے کہ: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (المومنون:117)۔

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پوجے، تو اس پر اس کے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ یقین جانو کہ کافر لوگ فلاح نہیں پا سکتے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (المومنون: 115)۔

ترجمہ: بھلا کیا تم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کر دیا ہے، اور تمہیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (الانبیاء:1)۔

ترجمہ: لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ پہنچا ہے، اور وہ ہیں کہ غفلت کی حالت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

تیسرا خطاب: بعثتِ نبوی پر آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۶۴﴾ (آل عمران:164)۔

ترجمہ: اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا اور کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (الجمعۃ:2)۔

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اُمی لوگوں میں انہی میں سے رسول بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتا اور ان کو پاک کرتا اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ وَّحِکۡمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنۡصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡہَدُوۡا وَاَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰہِدِیۡنَ ﴿۸۱﴾ (آل عمران:81)۔

ترجمہ: اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس نبی آئے جو تمہارے پاس موجود تعلیمات کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنا ہوگی اور یہ عہد لینے کے بعد پوچھا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا؟ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا، اللہ نے فرمایا کہ تم اس عہد و پیمان کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

Islam The World Religion

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ (الاحزاب:7)۔

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ان سے پکا عہد لیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:107)۔

ترجمہ: اور (اے محبوب) ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبۃ:128)۔

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس ایک شان والا رسول آ گیا جو تم ہی میں سے ہے۔ تمہاری مشقت اس پر گراں گزرتی ہے۔ تمہاری بہتری کا بہت ہی خواہشمند ہے اور مومنوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (الفتح:28)۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور حق کا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ (الفرقان:1)۔

ترجمہ: وہ بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ سارے جہانوں کو (اللہ کے سامنے جوابدہی سے) ڈرائے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:158)۔

ترجمہ: فرما دو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (الصّف:6)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: اور یاد کیجیے جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا، اور ایک (عظمت والے) رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے، پھر جب وہ رسول ان کے پاس روشن معجزات لے کر تشریف لے آئے وہ کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا، وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الاحزاب:45)۔

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری سنانے والا اور اللہ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اللہ کی طرف اسی کے اذن سے دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے، اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چوتھا خطاب: ختمِ نبوت پر آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۴۰﴾ (الاحزاب:40)۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اَلۡيَوۡمَ يَئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِ ؕ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِيۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا (المائدۃ:3)۔

ترجمہ: آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں، تو ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔

وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾ (البقرۃ:4)۔

ترجمہ: اور جو کچھ آپ پر نازل ہوئی اور جو کچھ آپ سے پہلے نبیوں پر نازل ہوا، سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء:107)۔

ترجمہ: اور (اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا الَّذِيۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡيٖ وَيُمِيۡتُ ۫ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ الَّذِيۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ (الاعراف:158)۔

ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول

Islam the World Religion

ہوں، وہ جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، تو اللہ پر اور اس کے رسول امی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاؤ، جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ (الفرقان:1)۔

ترجمہ: وہ ذات بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ تمام جہانوں کو اللہ کا خوف دلائے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ (الفتح:28)۔

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور اپنے نبی کی تصدیق کے لیے اللہ ہی کی گواہی کافی ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ (القمر:1)۔

ترجمہ: قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبۃ:122)۔

ترجمہ: اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل پڑیں، تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک طبقے میں سے چند اشخاص نکل جاتے تا کہ دین کی سمجھ حاصل کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تا کہ وہ بچ جاتے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:115)۔

ترجمہ: اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کرے اور

Islam The World Religion

مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ (والصّٰفٰت: 182،181،180)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

پانچواں خطاب: شناخت وحیاتِ مسیح علیہ السلام پر آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ (آل عمران:55)۔

ترجمہ: جس وقت اللہ نے فرمایا کہ: اے عیسیٰ میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں کے ہاتھوں سے پاک کردونگا اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے ان کو کافروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا، پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم میں اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں ان کا فیصلہ کردونگا۔

وَّقَوۡلِہِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِیۡحَ عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ۚ وَمَا قَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ وَلٰکِنۡ شُبِّہَ لَہُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ ؕ مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوۡہُ یَقِیۡنًۢا ﴿۱۵۷﴾ بَلۡ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ (النساء:157،158)۔

ترجمہ: اور یہ کہنے کے سبب ان پر لعنت ہے کہ: ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو اللہ کے رسول تھے قتل کر دیا ہے، اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا، بلکہ کوئی اور ان کے لیے تشبیہ دیا گیا، اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں، اور اندازے کے سوا ان کو اس کا کچھ علم نہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔

مَا قُلۡتُ لَہُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِیۡ بِہٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَرَبَّکُمۡ ۚ وَکُنۡتُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا مَّا دُمۡتُ فِیۡہِمۡ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَاَنۡتَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ (المائدۃ:117)۔

ترجمہ: میں نے ان سے کچھ نہیں کہا سوائے اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا، وہ یہ کہ تم اللہ کی

Islam The World Religion

عبادت کرو جو میرا تمہارا سب کا پروردگار ہے، اور جب تک میں ان میں رہا ان پر نگران رہا۔ جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو ان کا نگران تھا، اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾ (آل عمران:46)۔

ترجمہ: اور پنگھوڑے میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے گفتگو کرے گا اور نیکوکاروں میں ہوگا۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٠﴾ (المائدۃ:110)۔

ترجمہ: جب اللہ عیسیٰ سے فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم! میرے ان احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیے، جب میں نے روح القدس کے ذریعے تمہاری مدد کی، تم پنگھوڑے میں بھی اور بوڑھے ہو کر بھی لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تم کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل سکھائی، اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اصلی پرندہ بن جاتا تھا، اور مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتے تھے اور مردے کو زندہ کر دیتے تھے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا، جب تم ان کے پاس کھلے معجزات لیکر آئے، تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو صاف جادو ہے۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (الزخرف:61)۔

ترجمہ: اور وہ قیامت کی نشانی ہے، تو اے لوگو! اس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو یہی سیدھا راستہ ہے۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ

Islam The World Religion

لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران :49)۔

ترجمہ: اور عیسیٰ بنی اسرائیل کی طرف نبی بن کر آئے اور ان سے فرمایا: میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ کا پرندہ بن جاتا ہے اور اندھے اور برص والے کو تندرست کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردے زندہ کر دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب کچھ تم کو بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو ان باتوں میں تمہارے لیے اللہ کی نشانی ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت: 180، 181، 182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

چھٹا خطاب: صحابہ کرام کی شان میں آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(1)۔ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ (البقرۃ:2)۔

ترجمہ: یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے، متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔

(2)۔ كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَاَكۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (آل عمران:110)۔

ترجمہ: تم بہترین اُمت ہو، تمہیں لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے حق میں بہتر تھا، ان میں سے بعض مومن ہیں اور اکثر کافر ہیں۔

(3)۔ فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ (آل عمران:195)۔

ترجمہ: چنانچہ ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی (یہ کہتے ہوئے) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ مرد ہو یا عورت، تم ایک دوسرے کے جگر ہو، لہٰذا جن لوگوں نے ہجرت کی اور انہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا اور انہیں میرے راستے میں تکلیفیں دی گئیں اور جنہوں نے (دین کی خاطر) جنگ لڑی اور قتل کیے گئے، میں ان سب کے گناہوں پر پردہ ڈال دوں گا اور انہیں ضرور ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ثواب کے طور پر ہوگا اور اللہ ہی کے ہاں بہترین ثواب ہے۔

(4)۔ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا ؕ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ

الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (النساء:69،70)۔

ترجمہ: اور جولوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور وہ لوگ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا علیم ہونا کافی ہے۔

(5)۔ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (النساء:95)۔

ترجمہ: جومسلمان گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں اور لڑنے سے جی چراتے ہیں اور کوئی عذر بھی نہیں ہوتا، اور وہ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے، مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ نے درجے میں فضیلت بخشی ہے اور گو جنت کا وعدہ سب سے ہے، لیکن اجرِ عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر عظیم فضیلت بخشی ہے۔

(6)۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدۃ:54)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے، وہ مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑے علم والا ہے۔

(7)۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

Islam The World Religion

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ (الانفال:72،73،74)۔

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑائیں اور اپنے مال کھپائے، اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہی دراصل ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ رہے وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کر کے دارالاسلام میں نہیں گئے تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے جب تک کہ وہ ہجرت کر کے نہ آ جائیں۔ ہاں اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے، لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے، اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں، ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے انکو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہ سب کے سب ایسے مومن ہیں جیسے مومن ہونے کا حق ہے، ان کے لیے مغفرت ہے اور آخرت میں عزت والا رزق ہے۔

(8)۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ (التوبہ:20،21،22)۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی ہے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا ہے، وہ اللہ کے نزدیک درجے میں کہیں زیادہ ہیں، اور وہی

Islam The World Religion

لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ان کا رب انہیں اپنی طرف سے رحمت اور خوشنودی کی اور ایسے باغات کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے دائمی نعمتیں ہیں۔وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔یقیناً اللہ ہی ہے جس کے پاس بہت بڑا اجر موجود ہے۔

(9)۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (التوبۃ:71)۔

ترجمہ: اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ولی ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، عنقریب ان ہی لوگوں پر اللہ رحم فرمائے گا، بیشک اللہ بہت غلبے والا حکمت والا ہے۔

(10)۔ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۸۸ (التوبہ:88)۔

ترجمہ: لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور وہ لوگ جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ایمان لائے' انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مال سے بھی اور اپنی جانوں سے بھی، اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے بھلائیاں ہیں، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(11)۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ:100)۔

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی زبردست کامیابی ہے۔

(12)۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

Islam The World Religion

الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:55)۔

ترجمہ: تم میں سے جولوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا، اوران کے لیے ان کے دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے، اوران کو جوخوف لاحق رہا ہے، اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، اور جولوگ اس کے بعد بھی کفر کریں گے تو ایسے لوگ بدبخت ہوں گے۔

(13)۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ (النمل:59)۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اللہ کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا، کیا اللہ بہتر ہے یا وہ بت جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

(11)۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (فاطر:32)۔

ترجمہ: پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وراث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا، سوان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، اوران میں سے بعض وہ ہیں جو درمیانے درجہ والے ہیں اوران میں سے بعض وہ ہیں جو باذن اللہ بھلائی کے کاموں میں آگے بڑھنے والے ہیں، یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(14)۔ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

Islam The World Religion

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الاحزاب:36)۔

ترجمہ: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمان بردار مرد اور فرمان بردار عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، کچھ شک نہیں کہ ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

(15)۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (الاحزاب:43)۔

ترجمہ: وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی، تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے۔

(16)۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (الفتح:1)۔

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلی فتح عطا فرمائی۔

(17)۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:10)۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اس کے بعد جو کوئی عہد توڑے گا، اس کے عہد کو توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا، اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا، جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ اس کو زبردست ثواب عطا کرے گا۔

(18)۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ

Islam The World Religion

قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (الفتح:18)۔

ترجمہ: بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ پہلے سے ہی اس اخلاص کو جانتا تھا جو ان کے سینوں میں ہے، پس ان پر سکون نازل کیا اور جلد ہی فتح ان کا مقدر کر دی گئی ہے۔

(19)۔ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الفتح:26)۔

ترجمہ: جب کفار نے اپنے دلوں میں ضد کو جہالت کی ضد بنا ڈالا تو اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مومنوں (کے دلوں) پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور وہی اس کے زیادہ مستحق اور اہل تھے اور اللہ ہر چیز سے خبردار ہے۔

(20)۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:29)۔

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں، ان کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ یہ اللہ کے فضل و رضا کی خاطر رکوع اور سجود میں رہتے ہیں، ان کے چہروں میں سجدے کے نشان ان کی پہچان ہیں، ان کی یہی مثال تورات اور انجیل میں بھی ہے، وہ مثال ایک کھیتی کی سی ہے جس نے باریک کونپل نکالی پھر اسے قوت دی اور وہ موٹی ہو گئی، پھر وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشتکار کو بہت اچھی لگتی ہے، تاکہ ان کی وجہ سے کفار کے دل جل جائیں، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

(21)۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

Islam The World Religion

لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ (الحجرات:7)۔

ترجمہ: اورتم جان لو کہ بیشک تمہارے اندر اللہ کے رسول موجود ہیں، بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ ان میں تمہاری بات مان لیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ اور لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنادیا اور اسے تمہارے قلوب میں مزین کر دیا اور کفر اور فسوق اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک مکروہ بنادیا ہے، یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔

(22)۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحجرات:15)۔

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، یہی لوگ سچے ہیں۔

(23)۔ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (الحدید:10)۔

ترجمہ: تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی، وہ اس کے بعد خرچ کرنے والوں اور جنگ لڑنے والوں کے برابر نہیں ہیں، پہلے والوں کا درجہ بہت بلند ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

(24)۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحشر:8)۔

ترجمہ: یہ مالِ فَی ان مہاجرین فقراء کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

(25)۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

Islam The World Religion

سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (الحشر:10)۔

ترجمہ: جولوگ ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ہماری بھی مغفرت فرما، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب! تو بڑا شفیق، بہت مہربان ہے۔

شخصی فضائل

(1)۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۴۰﴾ (التوبۃ:40)۔

ترجمہ: اگر تم لوگ اس کی مدد نہیں کرو گے، تو اللہ یقیناً اس کی مدد کر چکا، جب اسے کافروں نے نکالا، وہ دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے یار سے کہہ رہا تھا مت ڈر بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے آپ پر اپنا سکینہ نازل فرمایا اور ایسے لشکروں کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائی جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دی جو کفر اختیار کئے ہوئے تھے اور اللہ کی بات اونچی ہی ہے اور اللہ عزت والا ہے حکمت والا ہے۔

(2)۔ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۰﴾ (الحدید:10)۔

ترجمہ: تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی، وہ اس کے بعد خرچ کرنے والوں اور جنگ لڑنے والوں کے برابر نہیں ہیں، پہلے والوں کا درجہ بہت بلند ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

Islam The World Religion

(3)۔ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (اللیل:17)۔

ترجمہ: سب سے بڑا متقی جہنم کے قریب بھی نہیں لایا جائے گا۔

(4)۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (الزمر:۳۳)۔

ترجمہ: وہ جو صدق کے ساتھ آیا اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی، وہی لوگ متقی ہیں۔

(5)۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۲۲ (المجادلۃ:22)۔

ترجمہ: اے محبوب! آپ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو نہیں پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتہ دار، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت فرما دیا ہے۔ اور اپنی روح سے ان کی مدد کی ہے، اور انہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ کا گروہ ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

(6)۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال:64)۔

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔

(7)۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور:11)۔

ترجمہ: جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک گروپ ہے، اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا ہے، ان میں سے جس شخص نے گناہ میں جتنا حصہ لیا اس کے

Islam The World Religion

لیے اتنا ہی وبال ہے اور جس نے ان میں سے اس بہتان کا بڑا ذمہ لیا ہے اس کو بڑا عذاب ہوگا۔

(8)۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۚ (الاحزاب:32،33،34)۔

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو کسی اجنبی شخص سے نرم انداز میں بات نہ کرو، تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہو کوئی امید نہ بنالے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلی جاہلیت کے دنوں میں اظہار تجمل ہوا کرتا تھا اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو، اے نبی کے اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے۔ اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو، بیشک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔

(9)۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا (النساء:٦٩)۔

ترجمہ: جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو انبیاء اور صدیقین اور شہید اور صالحین ہیں اور وہ سب بہترین ساتھی ہیں۔

نظری دلائل

(1)۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ

Islam The World Religion

النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم:8)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے خالص توبہ کرو، یہ بعید نہیں ہے کہ اللہ تم سے تمہارے گناہوں کو مٹا دے اور تم کو ان جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں، جس دن اللہ نہ نبی کو شرمندہ ہونے دے گا اور نہ ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے لیے مکمل فرما دے اور ہمیں بخش دے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(2)۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:59)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی، اور اطاعت کرو ان لوگوں کی جو تم میں سے اولوالامر ہیں، پس اگر تمہارا آپس میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو پھر اس اختلاف کو اللہ کی طرف اور رسول کی طرف لوٹا دو، یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت خوب تر ہے۔

(3)۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (النساء:89)۔

ترجمہ: کافر تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو کر سب برابر ہو جاؤ، تو جب تک وہ اللہ کی راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں، ان میں سے کسی کو دوست نہ بنانا اگر ترکِ وطن قبول نہ کریں تو ان کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ۔

(4)۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (المائدۃ:55،56)۔

Islam The World Religion

ترجمہ: تمہارا دوست صرف اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ اللہ کے سامنے عاجزی سے جھکنے والے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

(5)۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (الانفال:2،3)۔

ترجمہ: بے شک مومن وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں، اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان مضبوط ہوتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

صحابہ کی مخالفت کرنے والے منافق ہیں

(1)۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:13)۔

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ بیوقوف ایمان لے آئے، خبردار بلاشبہ یہی بیوقوف ہیں لیکن یہ جانتے نہیں۔

(2)۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (البقرۃ:137)۔

ترجمہ: اب اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جیسے تم لوگ ایمان لائے ہو تو یہ راہ راست پر آجائیں گے۔ اور اگر منہ موڑ لیں تو پھر یہ بڑی بدبختی میں ہیں، اب عنقریب اللہ آپ کی حمایت کرتے ہوئے ان سے نمٹ لے گا، اور وہ ہر بات کو سننے والا، جاننے والا ہے۔

(3)۔ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

Islam The World Religion

(آل عمران:120)۔

ترجمہ: اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچے تو انہیں برا لگتا ہے اور اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ اس سے خوش ہوتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور تقوی اختیار کرو تو ان کے فریب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، بلاشبہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اللہ نے اس سب کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

(4)۔ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا (النساء:54)۔

ترجمہ: کیا یہ لوگوں سے اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے، سو ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور ہم نے ان کو بڑا ملک عطا کیا۔

(5)۔ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ (التوبۃ:50)۔

ترجمہ: اگر آپ کو اچھی حالت پیش آجائے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچ جائے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی اپنا کام سنبھال لیا تھا اور پشت پھیر کر خوش ہوتے ہوئے چل دیتے ہیں۔

(6)۔ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ (التوبۃ:56)۔

ترجمہ: وہ لوگ قسم کھاتے ہیں کہ بلاشبہ وہ تم میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے ہوئے تقیہ کرتے ہیں۔

(7)۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاۗءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِۍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور:11)۔

ترجمہ: یقین جانو کہ جو لوگ یہ جھوٹی تہمت گھڑ کر لائے ہیں وہ تمہارے اندر ہی موجود ایک ٹولہ ہے، تم اس بات کو اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہی بہتر ہے۔ ان لوگوں میں سے ہر ایک کے حصے میں اپنے کیے کا گناہ آیا ہے۔ اور ان میں سے جس شخص نے اس بہتان کا بڑا

Islam The World Religion

حصہ اپنے سر لیا ہے اس کے لیے تو زبردست عذاب ہے۔

(8)۔ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون:8)۔

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ضرور عزت والا، ذلت والے کو وہاں سے نکال دے گا، حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے ہے اور ایمان والوں کے لیے ہے، لیکن منافقین نہیں جانتے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

ساتواں خطاب: ادب کی تعلیم پر آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی (النجم:17)۔

ترجمہ: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آنکھ نہ تو اور کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (الحجرات:2)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح ان کے سامنے زور سے نہ بولا کرو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (الحجرات:3)۔

ترجمہ: جو لوگ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوی کے لیے آزما لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ (الحجرات:4)۔

ترجمہ: جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ؕ قَدۡ یَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ یَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا ۚ فَلۡیَحۡذَرِ الَّذِیۡنَ یُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِیۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ یُصِیۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (النور:63)۔

ترجمہ: مومنو! نبی کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو بیشک اللہ کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں، تو جو لوگ ان کے حکم کی

Islam the World Religion

مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت آن پڑے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ (الاحزاب:6)۔

ترجمہ: نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور نبی کی بیویاں ان سب کی مائیں ہیں۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡذَنَ لَکُمۡ اِلٰی طَعَامٍ غَیۡرَ نٰظِرِیۡنَ اِنٰىہُ ۙ وَ لٰکِنۡ اِذَا دُعِیۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَ لَا مُسۡتَاۡنِسِیۡنَ لِحَدِیۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ یُؤۡذِی النَّبِیَّ فَیَسۡتَحۡیٖ مِنۡکُمۡ ۫ وَ اللّٰہُ لَا یَسۡتَحۡیٖ مِنَ الۡحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلۡتُمُوۡہُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡہُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِکُمۡ اَطۡہَرُ لِقُلُوۡبِکُمۡ وَ قُلُوۡبِہِنَّ ؕ وَ مَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَ لَاۤ اَنۡ تَنۡکِحُوۡۤا اَزۡوَاجَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ عَظِیۡمًا (الاحزاب:53)۔

ترجمہ: مومنو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تمہیں کھانا کھانے کے لیے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے، لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں دل لگا کر نہ بیٹھے رہو، یہ بات نبی کو ایذا دیتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے تھے لیکن اللہ حق بات کے کہنے سے نہیں شرماتا اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے اور تم کو یہ شایان نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑے گناہ کا کام ہے۔

تِلۡکَ اُمَّۃٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ لَکُمۡ مَّا کَسَبۡتُمۡ ۚ وَ لَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (البقرۃ:141)۔

ترجمہ: یہ جماعت گزر چکی ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا، اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہوگی۔

وَ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ

Islam The World Religion

سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (الحشر:10)۔

ترجمہ: جولوگ انکے بعد میں آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب !ہماری بخشش فرما اور ہمارے بھائیوں کی بخشش فرما جوہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کھوٹ مت ڈال۔اے ہمارے رب بے شک تو لطف والا مہربان ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (المائدۃ:101)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو کہ اگر تمہارے سامنے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں برا لگے اور اگر تم ان کے بارے میں سوال کرو گے جب کہ قرآن کا نزول جاری ہے تو وہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ نے تمہاری ایسی باتوں کو معاف کر دیا اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے (المائدہ:۱۰۱)۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

آٹھواں خطاب: تصوف قرآن کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ:۲)۔

ترجمہ: میرا نبی لوگوں کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ (الکہف:65،66،67)۔

ترجمہ: انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا۔ موسیٰ نے ان سے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ رہوں تاکہ وہ علم آپ کو سکھایا گیا ہے آپ اس میں سے مجھے کچھ ہدایت سکھائیں۔ اس نے کہا: تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کرسکو گے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (الکہف:28)۔

ترجمہ: جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے پاس بیٹھتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان سے نہ ہٹیں۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (الزخرف:67)۔

ترجمہ: سب دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقیوں کے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹)۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (الاحزاب:41،42)۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے

Islam The world Religion

رہو۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل:8)۔

ترجمہ: اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کر اور ہر طرف سے چھوٹ کر اسی کی طرف متوجہ ہو جا۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (الفرقان:63)۔

ترجمہ: رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں، جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہیں تو یہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝١ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝٢ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝٣ (المومنون:1،3)۔

ترجمہ: بیشک ایمان والے فلاح پا گئے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑتے رہتے ہیں۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (الاعراف:۱۹۹)۔

ترجمہ: درگزر کرنے کو اپنا وطیرہ بناؤ، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے مت اُلجھو۔

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝١ (الدھر:1)۔

ترجمہ: بیشک! انسان پر ایک ایسا وقت آ چکا ہے جس میں وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ (الطارق:۵)۔

ترجمہ: انسان کو چاہیے کہ غور کرے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا (مریم:67)۔

ترجمہ: کیا انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے بھی تو پیدا کیا تھا جبکہ وہ کوئی چیز بھی نہ تھا؟

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (الحشر:2)۔

ترجمہ: اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا

Islam The World Religion

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر:18)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل قیامت کے لیے کیا سامان بھیجا ہے اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:165)۔

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے، وہ اللہ کے ساتھ ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ (التغابن:11)۔

ترجمہ: جو اللہ پر ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے قلب کو ہدایت دیتا ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (والصّٰفّٰت:180،181،182)

☆.....☆.....☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

Islam The World Religion

Islam The World Religion